[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

فتاوے

قیام الملة والدین

جو

کثیر التعداد علماے فرنگی محل کے مستقل فتاووں اور صدہا متفرق استفتوں کا دنیا میں سب سے پہلا مجموعہ ہے

جسکو

جامع کمالات صوری و معنوی حضرت مولانا حافظ حاجی شاہ محمد قیام الدین عبد الباری لکھنوی فرنگی محلی عم فیضہ الجلی والخفی نے نہایت جانفشانی اور تلاش سے فراہم کرکے تالیف فرمایا اور رجب ۱۳۳۵ھ میں جناب مفتی محمد یوسف صاحب کے

یوسفی پریس فرنگی محل لکھنؤ میں چھپا

 .... قیمت فی جلد .... عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب العقائد
باب الالوہیت

سوال (۱) بعض مردان مذہب خود ہمہ اوست میدانند یعنی میگویند کہ غیر خدا کسے شخص موجود نیست و آن کسان غنا را مع مزامیر حلال و قرب الی اللہ میدانند و نیز بیان می سازند کہ اولیای متقدمین ہمین اعتقاد داشتہ بودند پس نام بردگان باز چنین اعتقاد کافر ہستند یا مسلمان اند جواب اگر مراد از ہمہ اوست این است کہ خدا بہ تعدد در جمیع ممکنات حلول کردہ پس کفر است و اگر مراد آنست کہ در سوال مذکور است یعنی وجود غیر را اعتبارے نیست فلا باس بہ و غنا را مع مزامیر کسے حلال گفتہ است و تقرب الی اللہ ہم نیست و این عقیدہ باطل است مشایخ چشتیہ رحمہم اللہ سرود شنیدہ بے مزامیر و دران تاویلات فرمودہ و با مزامیر کسی نشنیدہ و ہمیشہ علمای ایشان درین مقدمات زجر و توبیخ کردہ مہمل نگذاشتہ اند۔ واللہ اعلم نمقہ محمد معین عفی عنہ جامع الفتاوے میگوید غنائے مجرد از مزامیر حلال و مباح است باتفاق جمعے از محدثین و فقہای مذاہب اربعہ و بعض احناف فتوی بر عدم جواز دادہ اند اما ارجح و اصح من حیث الدلائل والآیات والاحادیث الکثیرۃ قول اول است و برین فتوی است اما در مزامیر اختلاف بسیار است ارجح عدم حلت مطلقا الا دف مستثنی است و عود ہم از بعض صحابہ [illegible] پس امثال آن ہم برین قیاس مباح و مستثنی است مثل دہل و طنبورہ

وبعضے گفته اند همه برای غرض صحیح حلال وبرای غرض غیر صحیح حرام والله اعلم بالصواب وسیاتی
تحقیقه فی محله ان شاء الله تعالی ۔ **سوال** ۔ چه فرمایند علمای دین اندرین صورت که شخصی بوحدت
وجود یا بوحدت شهود قائل است ومیگوید که انزال کتب وارسال رسل برای همین مطلب
بوده وشخصے که معنی کلمه طیبه بطور وحدت وجود یا بطور وحدت شهود بفهمد ایمان بکلمه طیبه
درست نکرد واگرچه ایمان رسالت محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم موجب ایمان اجمالی بجمیع ما
جاء به من عنده شد وباعث نجات او هم گردید لاکن بسبب عدم تصدیق بمعنی توحید مذکور
مشرک گشت اگرچه علمای محدثین وائمه مجتهدین باشند پس شخصے که این عقیده دارد
داخل مذهب اهل سنت وجماعت هست یا نیست ونماز خلف او چه حکم دارد بینوا
توجروا ۔ **هو الموفق** ۔ هر که از قائلان توحید وجودی پای از جای اعتدال بیرون
نهاده نوبت بالحاد وزندقه رساند البته ضال وگمراه میشود وهمچنین هر که از قائلان توحید شهودی پای
از جای اعتدال بیرون نهاده تکفیر وتضلیل جمع کثیر از علمای کبار نماید مطعون وملام شود
خلاصه آن است که هر که بتقلید کدامی طرف از هر دو غلو پیدا کرده فرق مراتب را از نظر
انداخته پای از جای اعتدال بیرون نهاده عابد را معبود وحادث را قدیم وملوث را منزه
وحلال را حرام ونجس را طاهر انگارد بلاشبهه از ملحدان وزندیقان میگردد ونماز خلف آن
جائز نیست ۔ والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب ۔ نمقه احقر العلی خادم احمد غفر له الله الصمد
جامع الفتاوے میگوید که جواب توضیح طلب است چه سائل حکم قائل وحدت وجود
یا وحدت شهود را دریافت نمیکند بلکه حکم آنکس دریافت می کند که ایمان تفصیلی یکی ازین هر دو معنی را
ضروری داند پس میگوییم وبالله التوفیق که قول این از جاے اعتدال بیرون است چه
ایمان بر هر کسے که عاقل بالغ است واجب ولازم خواه عامی باشد یا از خواص بدوی باشد
یا شهری وادراک این معنی همه را آسان نیست تکلیف مالایطاق است وآن نزد ما این
از شارع ثابت نخواهد بود ۔ پس هم ایمان اجمالی برای امور اجمالیه وتفصیلی برای امور تفصیلیه
کفایت کند واز شارع تفصیل ازین هر دو معنے متواتر منقول نیست پس هر که ایمان بیکے
ازین هر دو معنی تفصیلا نمیکند مشرک بچه طور خواهد شد والله اعلم ۔ **سوال** ۔ زید کا یه قول اثبات

توحید وجودی مین صحیح ہے یا نہین اور دلیل عقلی ونقلی اسکی صحیح یا غلط ہی قول اسکا یہ ہے
اور توحید وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہی تفصیل کے لیے تو دفتر چاہیے
مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک نقلی لکھتا ہون عقلی یہ ہی کہ کوئی شئے غیر اللہ موجود نہین ہوسکتی
اس لیے کہ حکمت مین ثابت ہو چکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہین
مگر عدم تو غیر واجب نہین مگر عدم اور عدم موجود نہین ہوسکتا پس غیر واجب یعنے غیر اللہ
موجود نہین ہوسکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہی کہ جسکا حاصل یہ ہی کہ ہر الٰہ عین اللہ یعنی ہر موجود
عین اللہ ہی اسلیے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہی اسواسطے کہ الٰہ کہتے ہین معبود کو اور معبود کہتے
ہین اسکو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہین تابعداری کرنے کو اس واسطے
جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہی تو اسکو اسکا عبد اور بندہ کہتے ہین جیسے کہتے ہین عبد الدینار
عبد الدرہم اور بندہ پیٹ کا اور بندہ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہو تو اسکو معبود اور
الٰہ کہتے ہین جیسے قولہ تعالے الٰہہ ہواہ ہو کو الٰہ کہا بالجملہ اطلاق الٰہ کا ہر اس شئے پر ہوتا ہے
جسکا کوئی تابعدار ہو اور کوئی موجود موجودات مین ایسا نہین جسکا کوئی تابع نہین پس غور
کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر موجود مصداق الٰہ کا ہی لا الٰہ الا اللہ اسپر دال ہی کہ جو مصداق
الٰہ کا ہی عین اللہ ہی پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہی بنیا تو جیروا **ہو المصوب**
زید کا یہ کلام من اولہ الی آخرہ مغلطہ وسفسطہ ہی اور یہ تقریر اسکی اس امر پر دلالت کرتی ہی
کہ اسکو علم معقول ومنقول دونون مین استعداد وافی نہین ہی ورنہ ایسی تقریر اس سے
نہ صادر ہوتی چند وجوہ سے کل تقریر غلط ہی تطویل کے لیے تو ایک دفتر چاہیے مختصرا
یہان سمجھ لینا چاہیے وجہ اول یہ کہ زید نے جو دلیل عقلی قائم کی بعد صحت اسکے مقدمات
کے وہ منتج اس امر کو ہی کہ کوئی شئے غیر اللہ کے موجود نہین ہوسکتی ہی اور کسی چیز کو
سواے ذات وحدہ لاشریک کے وجود کا حصول نہین ہوسکتا ہی بلکہ عدم محض ہر چیز کو
سواے اللہ کے حاصل ہی اور دلیل نقلی بعد تسلیم اسکے مقدمات کے منتج اس امر کو ہی
کہ ہر چیز عین اللہ کی ہی اور یہ ظاہر ہی کہ اللہ موجود ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ جو چیز عین موجود
ہوگی وہ بالضرورت موجود ہوگی اس وجہ سے کہ عینیت بین الشیئین مستلزم تشارک

وجودی ہے پس اس سے ثابت ہوا کہ ہر چیز موجود ہے پس ایک دلیل تو مثبت عدم محض
تمام اشیا سوا اللہ کے ہے اور دوسری دلیل مثبت وجود جمیع اشیا ہے و ہل ہذا الا تہافت
وتساقط وجہ دوم یہ کہ دلیل عقلی کا یہ مقدمہ کہ وجود عین ذات واجب ہے اس سے کیا
مراد ہے اگر یہ مراد ہے کہ وجود مصدری کہ جسکو بودن و ہستی کہتے ہیں عین ذات پروردگار
ہے تو محض غلط ہے شرح سلم قاضی مبارک اور حاشیہ قدیمہ وغیرہ کتب منطق و حکمت کے مطالعہ
سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ عین ذات واجب فلاسفہ کے نزدیک وجود بمعنے ما بہ الموجودیۃ
ہے نہ بمعنی مصدری اور جس نے عینیت مصدری کی حیثیت کا حکم کیا ہے اسکی مراد یہ ہے کہ منشاء انتزاع
وجود مصدری واجب میں نفس ذات واجب ہے کسی وصف اور حیثیت کو اس میں دخل
نہیں ہے بخلاف ممکنات کے کہ مصداق وجود مصدری ان میں ذوات ممکنات ہیں بحیثیت
استناد الی الجاعل وغیرہ اور یہ مذہب کسی عاقل کا نہیں ہے کہ وجود مصدری عین ذات واجب
ہے بعینیت حقیقیہ اور کیونکہ یہ مذہب کسی عاقل کا ہو سکتا ہے ہر عاقل جسکو ادنی بھی تمیز ہے سمجھ
سکتا ہے کہ وجود مصدری قبیل انتزاعیات سے ہے اور ذات واجب موجودات خارجیہ سے
ہے پس اگر یہ دونوں بالکلیہ متحد ہوں تو لازم آتا ہے کہ معنے مصدری بھی موجود خارجی یا عین مصدری
ہو جاوے وبطلانہ ظاہر علی کل عاقل فضلا عن ماہر اور اگر یہ مراد ہے کہ وجود بمعنے ما بہ الموجودیۃ
عین واجب ہے یا یہ کہ منشاء انتزاع وجود مصدری کا نفس ذات واجب ہے تو صحیح ہے مگر مفید
مطلب نہیں کیونکہ اس سے اگر ثابت ہوگا تو یہ ہوگا کہ غیر واجب ما بہ الموجودیۃ نہیں اور
نفس ذات اسکی منشاء انتزاع وجود مصدری نہیں اور اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ غیر واجب
معدوم محض ہو جاوے وجہ سوم یہ کہ دلیل عقلی کا یہ مقدمہ کہ غیر وجود نہیں مگر عدم محض
غلط ہے کیونکہ غیر وجود مصدری تمام موجودات خارجیہ اور ذہنیہ میں صرف غیریت وجود
عدم کے ساتھ خاص نہیں ہے ہر عاقل سمجھ سکتا ہے کہ زید و عمرو و بکر و فرس و حمار و شجر و حجر و سما
و ارض و شمس و قمر وغیرہ جتنی چیزیں ہیں تخلع بخلعت وجود و مشاہدہ ہیں یہ سب غیر وجود مصدری
ہیں اور اگر غیر نہ ہوں تو لازم آتا ہے کہ یہ سب عین وجود مصدری ہوں یا عین ما بہ الموجودیۃ
ہوں اور بطلان اسکا ظاہر ہے کہ وجود مصدری انتزاعی غیر موجود خارجی وغیر مشاہدہ

اور کجا یہ اشیاے محسوسہ موجودہ وجہ چہارم یہ کہ نتیجہ مقدمتین مذکورتین کہ غیر واجب نہین مگر
عدم محض باطل ہی ہرگاہ دونون مقدمے سابق باطل ہوے اس نتیجہ کے ابطال مین کیا شبہہ
رہا وجہ پنجم یہ کہ یہ مقدمہ دلیل عقلی کا کہ عدم موجود ہو نہین سکتا ہی بھی باطل ہی اس وجہ سے کہ
عدم موجودات ذہنیہ سے ہی اور حصہ وجود کا اسکو عارض ہی جیسا کہ حواشی میر زاہد مین جو شرح
مواقف وغیرہ پر ہین بتفصیل تمام مذکور ہی اور اگر عدم موجود ہو تو لامحالہ معدوم ہوگا اور عدم العدم
مستلزم وجود ہی الحاصل اس دلیل عقلی کا ہر مقدمہ محض باطل و لغو ہی اگر کتب مطولہ حکمیہ سے
قطع نظر کی جاوے اور کتب مختصرہ متداولہ پر نظر کی جاوے تو بطلان ان سب کا مخفی نرہے
وجہ ششم یہ کہ دلیل نقلی کا یہ مقدمہ کہ ہر موجود مصداق اللہ کا ہی اسواسطے کہ اللہ کہتے ہین
معبود کو اور معبود کہتے ہین اسکو جسکی کوئی عبادت کرے محض لغو ہی اس وجہ سے کہ اللہ
نام ہی مستحق کا نہ ہر ایسی چیز کا کہ جسکی کوئی عبادت حماقت سے کرنے لگے جیسا کہ معائنہ کتب لغت
سے یہ امر واضح ہی پس مصداق آلہ کا موجودات مین وہی ہوگا جو مستحق عبادت ہی نہ ہر عبادت
کردہ شدہ وجہ ہفتم یہ کہ یہ قول کہ عبادت کہتے ہین تابعداری کو دال ہی علوم شرعیہ و علوم
لغویہ کی ناواقفیت پر مطلق تابعداری معنے عبادت نہین ہین بلکہ معنی عبادت کے پرستش
اور غایت خضوع کے ہین ہر کس و ناکس اس امر سے واقف ہی کہ تابعداری اور چیز ہی
اور پرستش اور چیز ہی ہان غیر پرستش پر اطلاق عبودیت کا مبالغۃً کیا جاتا ہی خلاصہ یہ ہے
کہ اس دلیل نقلی کا ہر مقدمہ خلاف لغت و عرف و شرع ہی ہرگاہ دونون دلیلین مزخرف
ٹھہرین ثبوت دعوی ندارد ہوگیا واللہ اعلم بالصواب و عندہ ام الکتاب حررہ الراجی عفو
ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ **سوال** شاعرے در شعر
خود وجودیہ و شہودیہ را ذم کردہ عالمی از علما نسبت آن شاعر حکم تکفیر کردہ چرا کہ وجودیہ و
شہودیہ یا انبیا بودہ اند یا اولیا و ہیچ یکے از عارفان خارج ازین دو گروہ نبودہ اند عالمی
دیگر نسبت مفتی مذکور رخطا کردہ در فتوی خود نوشتہ کہ ہیچ یکے از انبیا و اولیا نہ وجودی بودند
ونہ شہودی بلکہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت بودہ اند پس آنچہ درین مسئلہ صواب
باشد ارقام فرمایند **ہو المصوب** اکابر اولیاے امت محمدیہ بر دو فرقہ مختلف اند

بعضے قائل بتوحید وجودی شدہ اند ازین طائفہ شیخ محب اللہ الہ آبادی ہستند کہ رسالہ تسویہ درین بحث نوشتہ اند و ملا محمود جونپوری در رد شان رسالہ حرز الایمان نوشتہ از تحقیقات انیقہ آنرا مملو ساختہ اند ورد ایشان مولانا عبد الرحمن لکھنوی کہ رسالہ کلمۃ الحق نوشتہ بزعم خود اثبات توحید وجودی بدلائل عقلیہ ونقلیہ کردند وشارح آن رسالہ جابجا احوال شان را مخدوش ساختہ واز ایشان سید الطائفہ محی الدین عربی مؤلف فتوحات وفصوص ہستند چنانچہ ظاہر عبارات شان بران دلالت می سازد وبعضے قائل بتوحید شہودی شدہ اقوال اکابر را بر محامل صحیحہ محمول کردہ اند مجدد الف ثانی در مکتوبات خود می نویسند آنچہ لابد است توحید شہودی است کہ فنا بآن مربوط است وبعقل وشرع مخالفت ندارد بخلاف توحید وجودی واقوال مشایخ بتوحید شہودی باید فرود آورد انتہی وتحقیق این بحث در مکتوبات ورسالۃ التقیید فی مبانی کلمۃ التوحید موجود است اینکہ کسے میگوید کہ وجودیہ وشہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست ومنشا قولش جہل وناواقفیت است از احوال اولیا واز معنے توحید وجودی وشہودی وشاعرے کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است۔ واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفی عنہ

جامع الفتاوے کہتا ہی کہ اوپر کے جواب سے اور اس جواب سے کوئی تفرقہ نہین ہی اسواسطے کہ دعوی صحیح پر اگر دلیل کوئی ناقص قائم کی جائے اور ابطال دلیل ہو تو اوس سے صحت دعوے مین کوئی فرق نہین آتا ہی اوپر کے جواب مین ابطال دلیل کا مقصود ہی اور اُن دلائل سے ثبوت دعوی دشوار اور اس جواب سے قائل ہونا ارباب حقیقت اور حکماے ملت کا ثابت کیا گیا ہی جنکے دلائل تو یہ آنکے مبسوط کتب مین مرقوم ہین اور حق یہ ہی کہ توحید وجودی پر دقیق دلائل قویہ قائم ہین جنکے ادا سے قلم قاصر اور عقول متوسطہ متحیر ہین اسی وجہ سے اُس مین گفتگو نہ کرنا چاہیے جیسا کہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی قدس سرہ نے اپنے خط مین جو بنام مولوی نور محمد صاحب ہی تحریر کیا ہے مشتمل فوائد پر ہونے کی وجہ سے بجنسہ خط اُنکا اس جگہ ذکر کیا جاتا ہی طالب خدا کو اور متلاشی امر حق کو وہ کافی ہی اگرچہ بہ اندازہ اس سے فائدہ نہ اٹھاے نقل خطے کہ بمولوی نور محمد نوشتہ دادہ شد از فقیر عبد العزیز در خدمت مشایخ عظام وعلماے ذوی الاحترام

وجمہور اہل اسلام از خواص وعوام التماس آنکہ جمیع اہلسنت را باید کہ آنچہ شارع جمیع بنی آدم را بسوی آن دعوت فرمودہ خواہ از قبیل عقائد ضروریہ اسلامیہ باشد کہ مجموع آن در فقہ اکبر و عقائد حافظیہ وقصیدۂ امالی وعقائد نسفی مندرج است خواہ از قبیل احکام کہ مجموع آن در کتب فقہیہ معتبرہ مندرج است خواہ از قبیل اخلاق کہ مجموع آن در کتاب قوۃ القلوب و احیاء العلوم وعین العلم مندرج است ہمہ را بجان ودل قبول نمایند وخود را بران مستقیم دارند وبہر گونہ میلے از ان طریقہ مسلوکہ بچپ وراست ننمایند وبر تصحیح عقائد اسلامیہ بر طبق فرمودۂ ائمۂ دین سعی بلیغ نمایند واشاعت وافشاے آنرا بر سر محافل ومجالس اصل الاصول طاعات انگارند وہر کسیکہ بسوی آن دعوت کند او را واجب التعظیم دانند ودر بجا آوردن احکام عملیہ کمر خود را چست بندند ودر تعلیم وتعلم آن اوقات خود را صرف نمایند ودر تحصیل اخلاق محمودہ شب و روز کوشش بجا آرند واوقات خود را بذکر وفکر معمور سازند ودر تعظیم اہل اللہ عموماً از ہر طریقے کہ باشند دائماً چست وچالاک باشند بنا بر آنکہ بعض از کلمات ایشان از افہام عوام بعید است ہرگز زبان طعن نکشایند وہرگز در راہ اہانت وتحقیر ایشان قدم ننہند کہ این راہ نہایت مخطور است ودر حل معانی آن کلمات درمیان خود قیل وقال وبحث وجدال نینداز ند وباب تکفیر وتفسیق درمیان خود مسدود دارند ودر مقدمۂ اثبات وابطال وحدت وجود لب نکشایند وبابت اقرار وانکار مسئلۂ مسطورہ درمابین خود منازعت نیارند واین مسئلہ را اقراراً وانکاراً در مجالس عوام بر زبان نیارند وباہم مثل شیر وشکر آمیختہ در اشاعت امور شرعیہ وابطال رسوم جاہلیہ اعانت یکدیگر بکار برند وتمامی ہمت خود را درین امر عظیم صرف نمایند وبلند پروازی وتحقیق حقائق کشفیہ کہ منصب ہر کس نیست ہرگز نفرمایند کہ ما ھلک امرئ عرف قدرہ حدیث ماثور است وہمین صراط مستقیم را بکمال ہمت وعزیمت گرفتہ موجب استرضاے حق انگارند کہ کریمہ ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصٰکم بہ لعلکم تتقون بیان حال اوست والسلام علی من اتبع الھدیٰ

سوال ۵ واجب تعالیٰ شانہ بر پیدا کردن شریک خود قادر ہست یا نہ بینوا توجروا

ہوالمصوب واجب تعالیٰ بر پیدا کردن شریک خود قادر نیست

چہ جملہ متکلمین تصریح این امر می سازند کہ علت مقدوریت امکان است پس شریک الباری کہ ممتنع
است مقدور نخواہد شد و نیز شریک الباری ممتنع است بالاجماع و قدرت الٰہی بر ممتنع نیست امام
فخر الدین رازی و علامہ سعد الدین تفتازانی می نویسند لا شیء من الواجب والممتنع بمقدور لہ
تعالی لزوال امکان الترک فی الاول والفعل فی الثانی انتہی و ملا علی قاری در شرح
فقہ اکبر تحریر می سازند قد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیء قدیر
بما شاءہ بخروج ذاتہ وصفاتہ وما لم یشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال
وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیء تعلقت بہ مشیئتہ تعلقت بہ قدرتہ و
الا فلا یقال ہو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم کذبہ انتہی اور علامہ کمال الدین ابن
ابی شریف تلمیذ صاحب فتح القدیر در شرح رسالہ مسامرہ تصنیف استاد خود می نویسند متعلق العلم
اعم من متعلق القدرۃ فان العلم یتعلق بالواجب والممکن والممتنع والقدرۃ انما تتعلق بالممکن
دون الواجب والممتنع انتہی اگر در قلب اختلاج این امر شود کہ عدم قدرت واجب تعالی بر
شریک الباری مستلزم عجز اوست و ہو مستلزم للنقص در دفع آن گفتہ خواہد شد کہ عدم قدرت بر
امری کہ لائق تعلق قدرت نباشد نقص نیست بلکہ عین کمال است در کتب علم کلام و فقہ تصریح
این امر موجود است علامہ عبد الغنی نابلسی در مطالب وفیہ می آرند قال المحققون المراد بالممکنات
ما لا یجب وجودہ ولا عدمہ لذاتہ فدخل ما لا یتصور من الممکنات لا لذاتہ بل لغیرہ
کممکن تعلق علم اللہ تعالی بعدم وقوعہ کایمان ابی جہل و وقع لابن حزم ما ہو بین
البطلان حیث قال انہ تعالی قادر علی ان یتخذ ولدًا اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزًا
وقد نقلہ بعض الاغبیاء من المبتدعۃ فانظر الی اختلال ہذا المبتدع کیف فاتہ ان
العجز انما یکون لو کان القصور جاء من ناحیۃ القدرۃ اما اذا کان لعدم قبول المستحیل
تعلق القدرۃ فلا یتوہم متوہم ان ہذا عجز وقد سئل الامام عبد اللہ بن سعد
الیمنی عن کون اللہ قادرًا علی جمیع الممکنات ہل یلحق بذلک شیء من المستحیلات
فاجاب بان جمیع المستحیلات العقلیۃ لا تعلق القدرۃ بہا سواء کانت استحالتہ شرعًا
کقولہ تعالی ولا اللیل سابق النہار او عقلًا کولوج الجمل فی سم الخیاط وقولہ تعالی حتی یلج

الجمل في سم الخياط فانه يدل على انقطاع طمع الكفار لدخول الجنة فان قيل لم لم يوصف الله بالاقتدار على ذلك وعدم القول به يؤدي الى نقص القدرة قلت ذلك لا يؤدي [illegible] فان الله قادر على ان يصغر الجمل الى ان يصير بحيث يلج في سم الخياط وعلى ان يوسع سم الخياط الى ان يسع الجمل واما لو وجد فيه وكل منهما على صورته فذلك من المستحيل العقلي الذي نص العلماء على ان لا تعلق له بقدرة الله وكذلك لا يعقل النهار الا بعد ذهاب الليل والليل الا بعد ذهاب النهار فكل منهما شرط لمجيء الآخر واجتماع النهار مع الليل مستحيل عقلي فلا يتعلق القدرة به وقوله تعالى خالق كل شيء معناه خالق كل شيء وجد او سيوجد والمستحيل العقلي غير موجود ولا يمكنه ان يوجد فلا يدخل تحت ذلك ولا يجد العقل الى تعلق ذلك سبيلا انتهى كلام النابلسي ملخصا الحاصل عبارات منقولہ بصراحت دلالت میکنند برین کہ واجب تعالی را قدرتی بر خلق امور مستحیلہ مثل اجتماع نقیضین و دخول جمل در سم خیاط و وجود شریک باری و اتخاذ ولد و امثال آنہا نیست و انتفای قدرت برین امور موجب نقص نیست بلکہ عین کمال است وعلى هذا اطبق المتكلمون واجمع العلماء المتشرعون وشهد به العقل والنقل فمن انكر ذلك فقد اتى بشيء عجاب والله اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب كتبه محمد عبد الحی عفا الله عنه۔ الجواب صحیح محمد نور الحسنین

جامع الفتاوی کہتا ہے کہ اس تحریر سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ اگر کذب باری ممتنع ہے تو اس پر عدم قدرت منافی قول ان الله علی کل شیء قدیر کے نہیں ہے بلکہ انتفا سے قدرت ایسے امور پر موجب نقص نہیں بلکہ عین کمال ہے اگر یہ شبہ کیا جاوے کہ کذب عبد پر جب خدا قادر ہے تو اپنے کذب پر تو بدرجہ اولی اسکو قدرت ہونا چاہیے تو اسکا جواب یہ ہے کہ کذب عبد ممکن ہے برخلاف کذب باری کے کہ وہ ممتنع ہے جیسا کہ عبد کا نظیر پیدا کرنا ممکن ہے اسپر اسکو قدرت ہے مگر باری تعالی کو اپنی نظیر پر قدرت نہیں ہے لہذا قائل ہونا امکان کذب کا تحت قدرت الہی اور خلاف عقل و نقل ہے یہ التحقیق سے موضح ہے واللہ اعلم

سوال [illegible] آیات متشابہات مثل استوی علی العرش و ید اللہ وغیرہ مسلک تاویل حق ہے یا [illegible] الجواب و ہو الملہم للصواب اس باب میں علما کے چند مسلک ہیں [illegible] قدرت [illegible] ذات ہے و علی ہذا القیاس

اور یہی مختار اکثر متاخرین متکلمین کا ہے دوسرا مسلک اشتباہ فی المعنی و فی الکیفیۃ تیسرا مسلک معلوم
المعنی متشابہۃ الکیفیۃ اور حق انہیں مسالک ثلثہ میں ثالث ہے اور یہی مذہب صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین
و محدثین و فقہا و اصولیین محققین کا ہے شیخ الاسلام ذہبی سیر النبلاء میں ترجمہ قتیبہ بن سعید میں
لکھتے ہیں روی غیر واحد عن ابی العباس السراج فقال سمعت قتیبۃ یقول ہذا قول
ائمۃ الاسلام و اہل السنۃ والجماعۃ ان ربنا عز و جل علی العرش استوی انتہی اور ترجمہ
علی بن المدینی میں لکھتے ہیں قال اکثر العلماء ان اللہ علی العرش انتہی اور ترجمہ اسحٰق بن
راہویہ میں لکھتے ہیں قال حرب الکرمانی قلت لاسحاق ما تقول فی قولہ تعالی ما یکون
من نجوی ثلثۃ الا ہو رابعہم کیف تقول قال حیث ما کنت فہو اقرب الیک وہو
بائن من خلقہ انتہی اور ترجمہ مزنی میں لکھتے ہیں قال محمد بن اسمعیل سمعت
المزنی یقول لا یصح لاحد التوحید حتی یعلم ان اللہ علی عرشہ انتہی اور ترجمہ ابو حاتم
رازی میں لکھتے ہیں قال ابو حاتم مذہبنا و اختیارنا اتباع رسول اللہ و اصحابہ و یعتقد
ان اللہ علی عرشہ لیس کمثلہ شیء و ہو السمیع البصیر انتہی اور یہی ذہبی نے کتاب العرش میں اسی
قسم کے اقوال کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق جلشانہ فوق العرش ہے بلا کیف صدہا صحابہ اور
تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل کیے ہیں اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہیں بھی
کیے ہیں اور ابو شکور سالمی حنفی تمہید میں لکھتے ہیں سئل رجل عن الامام مالک عن قولہ
تعالی الرحمن علی العرش استوی کیف استوی فقال لہ الاستواء غیر مجہول والکیف
غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ وما اراک الا ضالا فامر بہ فاذا
ہو جہم بن صفوان وقال ابو مطیع البلخی سئلت ابا حنیفۃ فیمن قال لا ادری این اللہ
فقال ابو حنیفۃ انہ یکفر لانہ خالف النص واللہ یقول الرحمن علی العرش استوی
اقرؤھا و امنوا بہ فقال ابو مطیع کیف استوی فقال امنوا بہ کما جاء انتہی اور
سراج الدین علی حنفی قصیدہ بدء الامالی میں لکھتے ہیں ع ورب العرش فوق العرش لکن بلا وصف
التمکن واتصال ملا علی قاری حنفی اسکی شرح میں لکھتے ہیں سئل الشافعی عن الاستواء
فقال امنت بہ بلا تشبیہ واتہمت نفسی فی الادراک وامسکت عن الخوض فیہ کل الامساک

على ان استواءه على العرش صفة له بلا كيف نؤمن به ونكل العلم الى الله ومذهب الخلف تأويل الاستواء بالاستيلاء ومختار السلف عدم التاويل بل اعتقاد التنزيل مع وصف التنزيه له عما يوجب التشبيه كما قال مالك الاستواء معلوم والكيفية مجهولة واختاره امامنا الاعظم وكذا كل ما ورد من الآيات والاحاديث المتشابهات من ذكر اليد والوجه ونحوه ومنه لفظ فوق فلا يؤولونه بالعظمة و الرفعة كما قاله الخلف انتہی اور ابن ہمام حنفی مؤلف فتح القدیر مسائرہ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ میں لکھتے ہیں نؤمن انه تعالى مستوٍ على العرش مع الحكم بان استواءه ليس كاستواء الاجسام من التمكن والمماسة والمحاذاة بل بمعنى يليق به وهو اعلم به وحاصله وجوب الايمان بانه استوى على العرش مع نفي التشبيه فاما كون المراد به استيلاء العرش فامر جائز الارادة لكن لا دليل عليه عينا فالواجب علينا ما ذكرناه وكذا كل ما ورد به مما ظاهره الجسمية كالاصبع والقدم واليد فيجب الايمان به فان اليد والاصبع صفة له لا بمعنى الجارحة بل بمعنى يليق به وتداول اليد والاصبع بالقدرة والقهر يصرف العامة من فهم الجسمية وهو ممكن ان يراد ولا يجزم بارادته انتہی اور عبد العزیز بخاری حنفی کشف الاسرار شرح اصول بزدوی میں لکھتے ہیں اثبات الرؤية واثبات الوجه واليد لله حق عندنا خلافا لقول من قال انه لا يوصف الله بالوجه واليد بل المراد بالوجه الرضاء والذات ومن اليد القدرة او القوة او النعمة فقال المصنف بل الله يوصف بصفة الوجه واليد مع تنزيهه عن الصورة والجارحة لان الوجه واليد من صفات الكمال في الشاهد لان من لا وجه له ولا يد له يعد ناقصا وهو موصوف بصفات الكمال فيوصف بهما ايضا الا ان اثبات الكيفية مستحيل فيتشابه وصفه فيجب تسليمه على اعتقاد حقيقته من غير اشتغال بالتاويل انتہی اور ابو شکور تمہید میں لکھتے ہیں قال بعضهم ان الله موجود في كل مكان وهم صنف من الجهمية واحتجوا بقوله تعالى هو الذي في السماء اله وفي الارض اله وقوله وهو الله في السموات وفي الارض وقوله ان الله مع الذين اتقوا وقوله ما يكون من نجوى ثلثة الا هو رابعهم الجواب ان معنى الآية الاولى انه اله اهل السماء واهل الارض

والآية الثانية تدبيره في السموات والارض ومعنى الآية الثالثة انه معهم بالقدرة ومعنى الرابعة انه سميع بمقالتهم بصير بافعالهم ونحن نقول ان الله لو كان في كل مكان يؤدي ان يكون في افواه الدواب واخراج النساء والاماء وهذا اكفر قبيح انتهى ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب صحابہ وغیر صحابہ ائمہ وغیر ائمہ حنفیہ وغیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جلشانہ کی فوقیت عرش پر وید ووجہ وغیرہ صفات بلا کیف ہین اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہین ہی منشا تاویل کا صرف اسی قدر ہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کے آیات واحادیث سے خیال تجسیم کا کیا علما نے اُنکے الزام واسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ یہی معنی ماول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہہ تجسیم دفع ہو جائے الحاصل آیات فوقیت واستوا وید ووجہ وغیرہ سب معانی ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سبکے مجہول ہین اور اس مین تجسیم بھی لازم نہین آتا ہی کیونکہ جب کیفیت مجہول کہی گئی اور خیال لیس کمثلہ شئی کا بھی رہا اور تنزیہ تام کی گئی تجسیم کسی طرح سے لازم نہ آویگا۔ واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **جامع الفتاوی** کہتا ہی کہ قول اسلم سلف کا ہی مگر قول سلف کو وہ لوگ جنھین شبہات واقع ہوا کرتے ہین مسکت نہین سمجھتے ہین اسواسطے طریقۂ تاویل خلف نے اختیار کیا ہی اور طریقۂ شبہات سے محفوظ ہی علاوہ اسکے مجسمہ اور مشبہہ کے عقائد سے بھی اس طریقۂ خلف مین حفاظت کی گئی ہی اور خلف نے جو تاویل کی ہی لفظ اُسکو محتمل ہی اسواسطے وہ تاویل غیر مسموع نہین ہی واللہ اعلم

سوال ۲۵۹ ذات باری تعالی کو فقط عرش ہی پر سمجھے یعنی موجود سمجھے یا مستقر سمجھے یا جو کچھ جانین اور ماسوا فوق العرش کوئی چیز کو مخلوقات الٰہی سے بذات باری تعالی محیط نجانتا بلکہ یہ کہنا کہ فقط علم الٰہی ساری اشیا کو محیط ہی اور ذات اُسکی فقط عرش ہی پر ہی اور دوسری جگہ نہین یہ عقیدہ اہلسنت کا ہی یا نہین اور جو معتقد اس عقیدے کا ہو نماز اُسکے پیچھے ادا کرنا جائز ہی یا نہین و این ہم تحریر فرمایند کہ الشایان این عقیدہ را منسوب بحنابلہ گویند فی الحقیقت عقائد حنابلہ ہمچنین است یا نہ **ہو المصوب** ذات پروردگار کو عرش پر سمجھنا بدون بیان کیفیت استوا اور اُسکے علم کو محیط تمام عالم سمجھنا اور آیات معیت وقرب وغیرہ کو قرب ومعیت علمی پر حمل کرنا مذہب اہل سنت کا ہی اور معتقد اس مذہب کے پیچھے نماز درست ہی بلا کراہت شرح حکمت نبویہ مین ہی نعتقد انہ علی العرش

مستو علیہ استواء منزها عن التمکن والاستقرار وانہ فوق العرش ومع ذالک ہو قریب من کل موجود وهو اقرب من حبل الورید ولا یماثل قربہ قرب الاجسام انتہی اور سیر النبلاء میں ہے قال اسحٰق بن راہویہ اجمع اهل العلم علی انہ تعالی علی العرش استوی وهو یعلم کل شیء فی اسفل الارض السابعة انتہی اور جامع ترمذی میں بعد ذکر حدیث لو انکم دلیتم بحبل الی الارض السفلی لهبط علی الله ثم قرء رسول الله هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بکل شیء علیم مرقوم ہے قراءة الاية تدل علی انه اراد یهبط علی الله علی علم الله وقدرته وسلطانه وعلم الله فی کل مکان وهو علی العرش کما وصف نفسه فی کتابه انتہی اور یہ جو مشہور ہے کہ یہ مذہب حنابلہ کا ہے غلط ہے بلکہ یہ مذہب جمہور محققین حنفیہ وشافعیہ وحنابلہ ومالکیہ ومحدثین وغیرہم کا ہے البتہ بعض حنابلہ استواء مع بیان الکیفیة کے قائل ہو گئے ہیں اور استقرار پروردگار کو مثل استقرار مخلوقات کے سمجھتے ہیں یہ مذہب مردود ہے والتفصیل یستدعی بسطا وفیما ذکرناه کفایة والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

السوال — خدای تعالی عرش کے اوپر ہے اسکا اعتقاد رکھنا اسکی تنزیہ کے ساتھ یعنی اسکا عرش کے اوپر رہنا ایک جسم ایک جسم کے اوپر رہنے کے مانند نہیں اور عرش اسکا مکان وحال نہیں اور وہ اس سے متمکن ومتصل نہیں بلکہ جو کچھ کیفیت ہمارے ذہن اور تصور میں آوے اس سے بھی منزہ ہے پس اسطرح اعتقاد رکھنا صحیح وحق ہے یا نہیں اور یہ بات عقائد کی کتابوں میں اہل سنت وجماعت کے ہے یا نہیں اور یہی اعتقاد سلف کا یعنے صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وغیرہم کا ہے یا نہیں اور دلائل اس اعتقاد کے محکمات سے ہیں یا متشابہات سے اور اس اعتقاد سے جہت جسم لیے متکلمین نے تنزیہ ذات خدا کی ہے ثابت ہوتا ہے یا نہیں اور قرب ومعیت اسکی ہمارے ساتھ ذاتی ہے یا علمی وغیرہ بینوا توجروا

هو الموفق — بسم الله الرحمن الرحیم نجیب باحسن الجواب بعون الله الملهم للحق والصواب اعتقاد رکھنا اس طرح پر کہ خدای تعالے اپنی ذات سے عرش کے اوپر ہے تنزیہ مذکور کے ساتھ صحیح وحق ہے کیونکہ یہ بات قرآن وحدیث واجماع سلف سے ثابت ہے اور عقائد کی کتابوں میں اہل سنت وجماعت کے موجود اور سلف صالحین یعنے صحابہ

وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کا بھی یہی اعتقاد تھا اب
چند دلائل اسکے بطور مشتے نمونہ از خروارے مذکور ہوتے ہیں روی ابو داؤد فی سننہ
عن جبیر بن مطعم قال اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فقال یا رسول اللہ
جہدت الانفس وضاعت العیال ونہکت الاموال وہلکت الانعام فاستسق اللہ لنا فانا نستشفع
بک علی اللہ ونستشفع باللہ علیک قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویحک اتدری ما تقول
وسبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فما زال یسبح حتی عرف ذلک فی وجوہ اصحابہ ثم
قال ویحک انہ لا یستشفع باللہ علی احد من خلقہ شان اللہ اعظم من ذلک ویحک
اتدری ما اللہ ان عرشہ علی سمواتہ ھکذا وقال باصابعہ مثل القبۃ علیہ وانہ لیئط بہ
اطیط الرحل بالراکب قال ابن بشار فی حدیثہ ان اللہ فوق عرشہ وعرشہ فوق سمواتہ
وساق الحدیث انتھی وحدیث ابن بشار حدیث حسن کما قال الامام الذھبی
فی کتاب العرش والعلو رواہ ابو داؤد فی الرد علی الجھمیۃ باسناد حسن عندہ
من حدیث محمد بن بشار نقلہ صاحب الانتباہ وقال قد اخرجہ البخاری فی رسالۃ خلق
افعال العباد ولفظہ ان اللہ علی عرشہ وعرشہ فوق سمواتہ وسمواتہ فوق ارضہ مثل القبۃ
انتھی وعن عباس بن عبد المطلب قال کنت فی البطحاء فی عصابۃ فیھم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فمرت بہم سحابۃ فنظر الیھا فقال ما تسمون ھذہ
قالوا السحاب قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان الحدیث وفی آخر الحدیث
بعد ذکر العرش ثم اللہ تعالی فوق ذلک رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن وفوق
حسن غریب انتھی وقال الذھبی فی کتاب العرش والعلو رواہ ابو داؤد باسناد
حسن وفوق الحسن انتھی وروی الامام البغوی ھذا الحدیث فی تفسیر
سورۃ الحاقۃ باسنادہ عن عباس بن عبد المطلب وزاد بعد قولہ واللہ تعالی
فوق ذلک ولیس یخفی علیہ من اعمال بنی آدم شیء انتھی ویؤیدہ ما جاء
عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال ما بین السماء القصوی والکرسی
خمسمائۃ عام وما بین الکرسی والماء کذلک والعرش فوق الماء واللہ فوق العرش

لا يخفى عليه شيء من اعمالكم انتهى رواه البيهقي باسناد صحيح وكذا رواه ابن المنذر و عبد الله بن احمد بن حنبل وابو القاسم الطبراني وغيرهم كما قال الذهبي في كتاب العرش وهذه الزيادة تؤكد كون وجوده تعالى فوق العرش كما لا يخفى وعن جابر بن سليم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ان رجلا ممن كان قبلكم ليس له دين فتبختر فنظر الله اليه من فوق عرشه فمقته فامر الارض فاخذته فهو يتجلجل فيها قال الامام الذهبي في كتاب العرش رواه سهل بن بكار شيخ البخاري عن عبد السلام بن عجلان عن عبيدة التميمي قال قال ابو احد رسے قال جابر بن سليم فذكره انتهى اب تھوڑے اقوال کتب عقائد سے لکھے جاتے ہیں امام ابو محمد ابن ابی زید مالکی نے اپنے رسالہ میں جو مشتمل عقائد اور فقہ کے مسائل پر ہے یہی لکھا ہے انه تعالى فوق عرشه المجيد بذاته وانه في كل مكان بعلمه انتهى قال الامام الذهبي في كتاب العرش وابن ابي زيد من كبار الائمة بالمغرب وشهرته يغني عن ذكر فضله اجتمع فيه العقل والدين والورع والعلم وكان نهاية في علم الاصول توفي في سنة ست وثمانين وثلثمائة بالقيروان انتهى وايضا قال الذهبي قال الامام عبد الله ابو اسمعيل الانصاري شيخ الاسلام في رسالته مثل قول ابن ابي زيد وقال قد جاء في اخبار شتى ان الله فوق السماء السابعة على العرش بنفسه وهو ينظر كيف تعملون وعلمه وقدرته واستماعه ونظره ورحمته في كل مكان انتهى ثم قال الذهبي ابو اسمعيل هذا معروف عند مشائخ الطريقة وكان عالما بالحديث صحيحه وسقيمه وبآثار السلف وبلغات العرب واختلافها وتفسير الكتاب ومعانيهما واقوال المفسرين وباحوال القلوب وكان له كرامات معروفة توفي في سنة احدى وثمانين واربعمائة وله خمس وثمانون سنة انتهى وايضا قال قال الامام الاوحد ابو ذكريا يحيى بن عمار السجستاني في رسالته لا نقول كما قال الجهمية انه مداخل الامكنة وممازج بكل شيء ولا نعلم اين هو بل هو بذاته على عرشه وعلمه محيط بكل شيء وسمعه وبصره وقدرته مدركة لكل شيء وهو معنى قوله وهو معكم اينما كنتم

واللہ بما تعملون بصیر وھو بذاتہ علی عرشہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
انتھی قال الذھبی یحیی بن عمار من کبار ائمۃ الھدی جمع بین العلم والروایۃ والزھد
توفی سنۃ ثمانین واربعمائۃ وھو احد شیوخ ابی اسمٰعیل الانصاری شیخ الاسلام
صاحب منازل السائرین والامام ابی نصر السجزی انتھی وقال صاحب لعقائد الامالیۃ
ـــہ ورب العرش فوق العرش لکن + بلا وصف التمکن واتصال + قال الامام الغزالی
فی کیمیاء السعادت فی بیان اعتقاد اھل السنۃ ہر چہ در عالم است ہمہ زیر عرش است و عرش زیر
قدرت او مسخر ست وی فوق عرش است نہ چنانکہ جسمی فوق جسمی باشد کہ وی جسم نیست و عرش
حامل و بردارندۂ او نیست بلکہ عرش و حملۂ عرش ہمہ برداشتہ و محمول لطف و قدرت وے اند
امروز ہم بآن صفت است کہ در ازل بود پیش از آنکہ عرش را آفرید انتھی اب چند اقوال کہ
جن سے اجماع ہونا سلف صالحین کا اس اعتقاد پر ثابت ہوتا ہے مذکور ہوتے ہیں قال
الامام ابن حجر العسقلانی فی شرح البخاری واخرج البیھقی بسند جید عن الامام الاوزاعی
قال کنا والتابعون متوافرون نقول ان اللہ علی عرشہ ونؤمن بما ورد بہ السنۃ من
صفاتہ تعالی انتھی اقول انما قید کلامہ بالجملۃ الحالیۃ ای والتابعون متوافرون
لئلا یتوھم ان ھذہ العقیدۃ حدثت فیھم فاذا ثبت بھذا القول ان ھذہ العقیدۃ
عقیدۃ التابعین ولم یثبت اختلافھم فیھا ثبت انھا عقیدۃ الصحابۃ ایضا لانھم کانوا اخذین
من الصحابۃ دینھم من العقائد والاعمال فحصل الاجماع واصرح من ذلک ما قالہ عثمان
ابن سعید الدارمی فی کتاب النقض علی بشر المریسی قد اتفقت الکلمۃ من المسلمین ان اللہ
تعالی فوق عرشہ وعرشہ فوق سمواتہ انتھی نقلہ الامام الذھبی فی کتاب العرش وقال عثمان
ابن سعید الدارمی احد الائمۃ والحفاظ من اھل المشرق وقال فیہ البخاری ما رأیت مثل
عثمان بن سعید الدارمی انتھی وقال الامام ابو عبداللہ ابن بطۃ العکبری فی کتاب
الابانۃ لہ اجمع المسلمون من الصحابۃ والتابعین ان اللہ علی عرشہ فوق سمٰوٰتہ بائن من
خلقہ انتھی قال الذھبی بعد نقلہ ابن بطۃ ھذا من کبار الائمۃ والزھاد والحفاظ الف
کتاب الابانۃ المذکور اربع مجلدات اتی فیہ بمذاھب اھل السنۃ التی یخالف فیھا

المبتدعة من الجهمية والحرورية والقدرية والرافضية والمرجئة والمعتزلة
دل ذلك على علم واسع وكثرة من الحديث توفي بعد ثمانين وثلث مائة سمع منه
البغوي وغيره انتهى وقال الامام ابو عثمان اسمعيل بن عبد الرحمن الصابوني في كتاب
السنة له اصحاب الحديث يشهدون ان الله فوق سبع سموات كما نطق به كتابه وعلماء الامة
واعيان الائمة من السلف لم يختلفوا في ان الله عز وجل على عرشه فوق سمواته انتهى
قال الامام الذهبي ابو عثمان الصابوني هذا من كبار الائمة كان فقيها محدثا حافظا
صوفيا واعظم الشيوخ شيخ نيشاپور في وقته مات سنة تسع واربعين
واربعمائة روى عنه كثيرون منهم الحافظ ابوبكر البيهقي انتهى وقال الامام
الذهبي في كتاب العرش والعلو والدليل على ان الله فوق العرش فوق المخلوقات
مباين لها ليس بداخل في شيء منها وعلى ان علمه في كل مكان الكتاب والسنة
واجماع الصحابة والتابعين والائمة المهديين انتهى وقال الحافظ ابن تيمية
الحراني في العقيدة الواسطية وقد دخل فيما ذكرناه من الايمان بالله وبما اخبر به الله
في كتابه وتواتر عن رسول الله صلى الله عليه وعلى اله وسلم واجمع عليه سلف الامة
ان الله سبحانه فوق سمواته على عرشه علا على خلقه انتهى فاذا ثبت الاجماع وجب علينا اتباعه
ولا يجوز مخالفته قال الله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع
غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا قال صاحب تفسير المدارك
تحت هذه الاية اي السبيل الذي هم عليه من الدين الحنفي وهو دليل على ان الاجماع حجة لا يجوز
مخالفتها كما لا يجوز مخالفة الكتاب والسنة انتهى اب چند اقوال ائمہ مجتہدین کے ذکر کرتا ہون تا کہ
عقیدۂ حقہ درجۂ یقین کو پہونچے اور دلون کو تسکین بخشے شیخ الاسلام اسد نے کہا لکھا ہین کہا امام بیہقی نے امام
ابوحنیفہ سے روایت کی کہ اُنھون نے فرمایا ان الله في السماء دون الارض انتهى وقال
الامام الذهبي في كتاب العرش واخرج عبد الله بن احمد بن حنبل في كتابه الرد على الجهمية
عن ابيه عن شريح بن النعمان عن عبد الله بن نافع تلميذ مالك وخصيصه قال سمعت
مالك بن انس يقول الله في السماء وعلمه في كل مكان انتهى قال الذهبي هذا اسناد ثابت

عن مالک رح انتهى اقول لم يرد مالك رح بالسماء السماء الدنيا لانها مكان بل اراد العلو الاعلى يدل عليه قوله وعلمه في كل مكان اي لا ذاته بل هي في العلو الذي ليس بمكان وهو ما وراء العرش وكذا ينبغي ان يفهم من قول امامنا ابي حنيفة رح والدليل على هذا قول ابي معاذ البلخي انه قال ان الله في السماء على العرش كما وصف نفسه انتهى اي في العلو على العرش لانه ليس في هذه السماء ولا في غيرها فعلم انه اراد بالسماء العلو قال الذهبي في كتاب العرش والعلو وهذا الحديث ثابت عن ابي معاذ وهو احد الائمة انتهى وقال ايضا فيه وقصة ابي يوسف صاحب ابي حنيفة مشهورة في استتابة بشر المريسي لما انكر ان يكون الله فوق العرش رواها عبد الرحمن ابن ابي حاتم وغيره في كتبهم انتهى وفي الحموية للحافظ ابن تيمية روى عبد الله ابن احمد بن حنبل وغيره باسانيد صحيحة عن ابن المبارك انه قيل له بماذا نعرف ربنا قال بانه تعالى فوق سمواته على عرشه بائن من خلقه ولا نقول كما تقول الجهمية انه تعالى ههنا في الارض انتهى وفيها ايضا وروى ابن ابي حاتم ان هشام بن عبيد الله الرازي صاحب محمد ابن الحسن القاضي حبس رجلا في التجهم فتاب فجيء به ليطلقه فقال الحمد لله على التوبة وامتحنه هشام فقال اتشهد بان الله تعالى على عرشه بائن من خلقه فقال اشهد ان الله على عرشه ولكن لا ادري ما بائن من خلقه فقال ردوه الى الحبس فانه لم يتب انتهى وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الشافعي في وصيته التي رواها الهكاري والحافظ عبد الغني في العقيدة ان الله يرى في الآخرة عيانا ينظر اليه المؤمنون ويسمعون كلامه وانه تعالى فوق العرش انتهى وقال الذهبي ايضا واخرج الخلال عن يوسف ابن موسى القطان قيل لابي عبد الله احمد بن حنبل الله فوق السماء السابعة على عرشه بائن من خلقه وعلمه وقدرته بكل مكان قال نعم انتهى

اور دلائل اس اعتقاد کے محکمات سے ہیں کیونکہ اثبات اعتقاد و عمل کا محکمات ہی سے ہوا کرتا ہے نہ متشابہات سے اور ان محکمات میں نص اور ظاہر اور مفسر اور محکم اصطلاحی اہل اصول بھی داخل ہیں جو کہ دلائل عقائد و احکام کے ہیں صاحب کمالین ملا سلام اللہ نے سورہ آل عمران کے تفسیر جلالین کے حاشیہ پر لکھا ہے فاحکمت معناه انها بان حفظت عن الاحتمال والاشتباه فيدخل فيها النص والظاهر والمفسر والمحكم على مصطلح اهل الاصول من علمائنا انتهى پس جبکہ اس اعتقاد کو اہل سنت کے بزرگوں نے عقائد کی کتب میں داخل کیا اور اس پر اجماع سلف بھی ثابت

کر چکے اب ان دلائل کا محکمات سے ہونے مین کیا تردد باقی رہا اور اس اعتقاد سے یعنی خدا لئے تعالی عرش کے اوپر ہی جدا اپنی مخلوقات سے کہنے مین جہت کہ جس سے علماے متکلمین نے تنزیہ ذات خدا کی کی ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ جہات مکانات کے حدود اطراف کو کہتے ہین اور وے جہات عرش تک ثابت نہین نہ اُسکے پرے علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفیہ مین فرمایا واذا لم یکن فی مکان لم یکن فی جهة لا علو ولا فی سفل ولا فی غیرهما لانها اما حدود واطراف للامكنة او نفس الامكنة باعتبار عروض الاضافة الى شيء اخر انتهى اور شاہ عبد العزیز دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ کے عقیدۂ سیزدہم مین فرمایا و نیز انچہ نفی مکان مذکور شد نفی جہت ہم میکند لان الجهات اطراف الامكنة وحدودها انتهى اور شاہ عنایت اللہ نے شرح سکندر نامہ مین قول نظامی رحمہ اللہ تعالے سے جہت را ولایت بپایان رسید۔ قطعیت بہ پیرکار دوران رسید+ کے لکھا ہی یعنی جہات اربعہ یا ستہ ہرچہ گویند بآخر رسید چہ ثبوت جہات در عالم اجسام است و فوق عرش عالم اجسام نیست جہت ہم نیست انتہی اور صاحب اشتباہ نے تفسیر سے امام رازی کے نقل کیا کہ اُنھون نے فرمایا اذا ثبت ان اجسام العالم متناهية فخارج العالم الجسماني لا خلاء ولا ملاء ولا مكان ولا جهة فيمتنع ان يحصل الاله في مكان خارج العالم انتهى اقول اذا ثبت بهذا ان خارج العالم الجسماني ليس بمكان ولا جهة ففوق العرش الذي هو خارج العالم الجسماني لا يكون مكانا ولا جهة فحصول الاله فيه من غير تمكن بمكان ليس بممتنع بل حصوله في لا مكان وجهة ضروري كما لا يخفى قال مجدد الالف ثاني في المكتوب الحادي والثلاثين من المجلد الاول بیچون را بیرون دائرہ چون باید جست لامکانے را ماوراے مکان باید طلبید انتہی اور قرب و معیت اوس پروردگار کی ہمارے ساتھ ذاتی نہین یعنی ذات سے ہمارے قریب اور ساتھ نہین بلکہ علم و قدرت وغیرہما سے ہمارے قریب اور ساتھ ہی یہ بات یعنی قرب و معیت اُسکی ذاتی نہونا تحریر سابق سے بھی ثابت ہوتی ہی باوجود اسکے پھر خوب تصریح کرتا ہون تا دلون کو اطمینان کامل حاصل ہوجاوے قال الحافظ ابن تيمية في الحموية قال ابن عبد البر علماء الصحابة والتابعين الذين حمل عنهم التاويل قالوا في تاويل قوله تعالى ما يكون من نجوى ثلثة

الا هو رابعهم هو على العرش وعلمه في كل مكان اما فاشهم في ذلك من يحتج بقوله انتهى اى كونه تعالى رابعهم بالعلم لا بالذات وقال الامام الذهبي في كتاب العرش قال الامام الحافظ ابو نصر السنجري في كتاب الابانة له ايمتنا كسفيان الثوري ومالك وحماد بن سلمة وحماد بن زيد وعبد الله بن المبارك والفضيل بن عياض واحمد بن حنبل واسحق بن راهويه متفقون على ان الله سبحانه وتعالى بذاته فوق عرشه وان علمه بكل مكان انتهى كذا في الانتباه وقال الامام الغزالي في كتاب العقائد من احياء العلوم واضطر اهل الظاهر الى تاويل قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم اذ حمل ذلك بالاتفاق على الاحاطة والعلم انتهى والاحاطة في قوله بمعنى العلم والادراك كما في تعريفات الجرجاني الاحاطة ادراك الشيء بكماله ظاهرا وباطنا انتهى وقال الامام فخر الدين الرازي في التفسير الكبير في قوله تعالى وهو معكم اينما كنتم قال المتكلمون هذه المعية اما بالعلم واما بالحفظ والحراسة وعلى التقديرين فقد انعقد الاجماع على انه سبحانه ليس معنا بالمكان والجهة والتحيز فاذن قوله تعالى وهو معكم لابد فيه من التاويل انتهى وقال العلامة سعد الدين التفتازاني في رسالته فاضح الملحدين في رد قول الوجودية ان المعية ذاتية واما استدلالهم بالسمع فبقوله تعالى وهو معكم اينما كنتم وقوله تعالى فلا ادنى من ذلك ولا اكثر الا هو معهم والجواب ان المراد بالمعية ههنا على ما اجمع عليه المفسرون بالعلم ونحوه لا بنفس الذات انتهى وقال الامام مجدد الالف الثاني في المكتوب الحادي والثلثين من الجلد الاول — علوم سابق که مبنی بر اتحاد و وحدت وجود بودند رو بزوال آوردند احاطه و سریان از قرب و معیت ذاتیه که دران مقام منکشف شده بود منتفی گشتند و بیقین معلوم گشت که صانع را جل شانه با عالم ازین نسبتهای مذکوره هیچ ثابت نیست احاطه و قرب او تعالی علمی است چنانچه مقرر اہل حق است شکر الله سعیهم الی ان قال عجب است که شیخ محی الدین بن عربی و تابعان او ذات واجب تعالی را مجهول مطلق گویند و محکوم هیچ حکمے ندانند مع ذلک احاطه ذاتی و قرب و معیت ذاتیه اثبات نمایند وما هو الا حکم علی الذات تعالی وتقدس فالصواب ما قال العلماء من اهل السنة من القرب العلمي والاحاطة العلمية انتهى

ان اقوال مذکورہ سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے سلف و خلف کا اجماع ہے خدای تعالی کے قرب اور اُسکی معیت ذاتی نہو نیپر الا فرقہ ملحدہ وجودیہ کہ انکے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ انکا

اہل سنت مین شمار نہین ہین یہ اعتقاد مذکور کیونکر صحیح وحق نہو کہ اس سے حلول واتحاد او رجہت
ومکان سے تنزیہ باری تعالی کی کامل ہوتی ہو اور باطل فرقونکے عقائد سے مفارقت اور
سلف صالحین وائمہ مجتہدین کے ساتھ پوری موافقت حاصل ہوتی ہو الحمد للہ علی ذلک کتبہ
الفقیر الی اللہ الصمد عبد القادر بن القاضی احمد غفر اللہ لہما مرقوم ۵ ذی القعدہ ۱۲۹۰ہجری
ہو المصوب فی الواقع اعتقاد اس امر کا کہ ذات پروردگار کی تجلی خاص عرش پر ہو ساتھ تنزیہ
کے اوہام وعرق تشبیہ وتجسیم سے اور معیت اور قرب اسکا علمی ہو موافق اعتقاد جمہور صحابہ و
تابعین وائمہ مجتہدین کے ابن ہمام مؤلف فتح القدیر مسائرہ فی العقائد المنجیۃ فی الآخرۃ مین
لکھتے ہین نومن انہ تعالی مستو علی العرش مع الحکم بان استواءہ لیس کاستواء
الاجسام من التمکن والمماسۃ والمحاذاۃ بل بمعنی یلیق بہ وھو اعلم بہ انتھی اور ابو شکور
سالمی تمہید مین لکھتے ہین قال بعضہم ان اللہ موجود فی کل مکان وھم صنف من الجہمیۃ واحتجوا
بقولہ تعالی ھو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ وقولہ تعالی وھو اللہ فی السموات وفی الارض
وقولہ ان اللہ مع الذین اتقوا وقولہ ما یکون من نجوی ثلاثۃ الا ھو رابعھم والجواب ان معنی
الآیۃ الاولی انہ الہ اھل السماء واھل الارض ومعنی الآیۃ الثانی تدبیرہ فی السموات والارض
ومعنی الآیۃ الثالث انہ سمیع بمقالتہم بصیر بافعالہم ومعنی الآیۃ الرابعۃ انہ معہم بالنصر انتھی
اور زیادہ تفصیل اس بحث کی کتاب العرش وغیرہ مین موجود ہو۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ سوال زید کہتا ہو رب العالمین کی ذات
پاک کو کسی جگہ مین معین نہین کرسکتا کہ عرش پر ہو یا زمین پر یا آسمان مین اور اسکے خلاف عقیدہ
کرنا خلاف عقیدہ اہل سنت ہو ذات پاک اسکی بالکل مخلوقات کو اسکے از عرش تا فرش محیط ہے
اور یہی عقیدہ اہل سنت ہو اور ہم نہین کہ سکتے اس بات کو کہ رب العالمین یہان یا وہان
کہان ہو کوئی جگہ ہم اسکی معین کر نہین سکتے اور ہر مخلوقات کو از عرش تا فرش اور سب
اشیا کو پروردگار کی ذات وعلم کے ساتھ نسبت واحد ہو البتہ کوئی سرفراز او صفت سے اور
کوئی دوسری صفت سے ممتاز ہو اتنا فرق ہو اور رب العالمین کی کوئی جہت معین ٹھہرا
نہین سکتا اور احاطہ اور قرب اور معیت رب العالمین کی ہم نہین کہ سکتا کہ کیسی ہو اور اسکے

کیا معنے ہین اور کیا اُسکی مراد ہی فقط ایمان اسقدر ہی کہ جو کچھ رب العالمین کا ارادہ ہی اُسی پر
ایمان لاوے اور یہی عقیدہ اہل سنت کا ہی اور عمرو یہ کہتا ہی کہ ذات باری تعالی بلا کیفیت خاص کر
عرش ہی پر ہی نہ مثل جسم کے اور نہ جسم کے کیونکہ وہ جسم نہین ہی اور باوجود عرش پر ہونے کے
بذاتہ وعلمہ وقدرتہ سب کو محیط ہی اور سب سے قریب ہی اور سب کے ساتھ جیسا کہ اُسکو لائق
ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب فلک چہارم پر ہی اور سب کے ساتھ ہی اور رب العالمین زمین و آسمان
مین نہین ہی بلا تشبیہ جیسا کہ آفتاب زمین مین نہین ہی اور ساتھ ہی البتہ بعلمہ وقدرتہ سب کو ایکطرح
برابر دیکھتا اور جانتا اور سنتا ہی اور جتنی صفتین اللہ تعالی کی کتاب وسنت مین ہین جیسے فوق
العرش ہونا دیکھنا سننا جاننا اُترنا خوش ہونا غصہ ہاتھ منہ نفس وغیرہ سب کے معنے معلوم
اور کیفیت متشابہ ہی یعنے مثل فوقیت دیکھنے سننے جاننے اُترنے خوش ہونے غصہ ہونے
منہ نفس وغیرہ اُسکے مخلوقات کے نہین ہی بلکہ کیفیت اُسکی اللہ تعالی ہی جانتا ہی جیسے
اللہ تعالی کی بیشک ایک ذات ہی مگر نہ مثل ذات مخلوقات کے اُسکے مناسب اسکی سب
صفتین ہین نہ مثل صفات مخلوقات کے اور جتنی صفات سے کتاب وسنت مین اللہ تعالی کی
تنزیہ ہی اُس سے منزہ ہی غرض اثباتا ونفیا پیروی کتاب وسنت کی ضرور ہی اور زیادتی کمی
موجب ضلالت ان دونون عقیدون مین موافقت اہل سنت وجماعت کی کسکا عقیدہ
رکھتا ہے بینوا توجروا ہو المصوب اہل سنت کی راے اس باب مین مختلف ہی
اگرچہ بعض مثل قول زید کے بھی لکھ گئے ہین مگر صحیح مذہب جمہور محققین وائمہ متبوعین
وغیرہم مثل قول عمرو کے ہے ابو شکور حنفی تمہید مین لکھتے ہین سئل مالک عن قولہ تعالی
الرحمن علی العرش استوی کیف استوی فقال الاستواء غیر مجہول والکیف غیر معقول
والایمان بہ واجب والسؤال عنہ بدعۃ وما اراک الا ضالا فامر بہ فاخرجوہ فاذا ہو
جہم بن صفوان وقال ابو مطیع البلخی سألت ابا حنیفۃ فی من قال لا ادری این اللہ
فقال ابو حنیفۃ انہ یکفر لانہ خالف النص واللہ یقول الرحمن علی العرش استوی
اقروھا وامنوا بہ فقال ابو مطیع کیف استوی قال امنوا بہ کما جاء
الجواب انتہی اور فقہ اکبر مین ہی لہ ید ووجہ ونفس کما ذکر اللہ فی القرآن

ولا یقال ان قدرته هو یده لان فیه ابطال الصفة وهو قول اهل القدر والاعتزال ولکن یده صفته له بلا کیف انتہی اور سیر النبلاء میں ہے قال حرب الکرمانی قلت لاسحاق بن راهویه ما تقول فی قوله تعالی ما یکون من نجوی ثلاثة الا هو رابعهم کیف تقول فیه قال حیث ما کنت فهو اقرب الیک من حبل الورید وهو بائن من خلقه وابین شیء فی ذلک قوله الرحمن علی العرش استوی انتہی اور بھی اُسی میں ہے قال السراج سمعت اسحق ابن راهویه یقول دخلت علی طاهر بن عبد الله وعنده منصور بن طلحة فقال لی تقول ان الله ینزل کل لیلة قلت نؤمن به اذا انت لا تؤمن ان لک ربا فی السماء لا تحتاج ان تسألنی عن هذا قلت هذه الصفات من الاستواء والنزول والاتیان قد صحت به النصوص ونقلها الخلف عن السلف ولم یتعرضوا لها برد ولا تاویل بل انکروا علی من اول مع الاتفاق علی انها لا تشبه نعوت المخلوقین ان الله لیس کمثله شیء انتہی والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

سوال ۴۲ السلام علیکم ۔ از طرف منگہ خان محمد بطرف منبع الفضائل مولانا صاحب محمد یوسف حفظہ اللہ عن موجبات التاسف بعد از سلام کے خلاصہ یہ ہے کہ ایک عرب شریف میں گیا تھا اور اُس جگہ حنابلہ نے اُس سے پوچھا کہ تمہارے مذہب میں یہ اعتقاد رکھنا کہ پروردگار عالمیان بذاتہ فوق العرش بلا کیف اور جہت و معیت اُسکی علمی ہے صحیح ہے یا غلط پس اُسنے جواب دیا کہ اللہ پاک کی ذات ہر جگہ ہر مکان میں ہے کوئی جگہ اُسکی ذات سے خالی نہیں پس اُنھوں نے کہا کہ تمہارا مذہب جہم بن صفوان کا ہے پس معتبر ایک عالم بغداد سے آیا پس اس نے بولا کہ ہمارا مذہب حنفی اور باقی ائمہ کا مذہب اس باب میں ایک ہی ہے کسیکا اختلاف نہیں پس اُسنے کہا کہ ہمارے مذہب والی بدر الامالی میں کہا ہے ورب العرش فوق العرش لکن بلا وصف التمکن واتصال اور کہا امام ذہبی نے اس مسئلہ میں کتاب لکھی ہے اور اُسکا نام کتاب العرش والعلو رکھا ہے پس وہ شخص ابھی ہند میں آیا ہے اور عالموں سے یہ مسئلہ پوچھا پس اُنھوں نے کہا کہ مولانا المرحوم مولوی عبد الحی صاحب نے اپنے فتاوے جلد اول صفحہ ۲۹ صفحہ ۳۱ صفحہ ۳۷ و جلد دوم صفحہ میں لکھا ہے پس بعضے عالم کہتے ہیں کہ مولوی مرحوم وہابی تھا اور بعضے کہتے ہیں کہ مولوی

مرحوم نے اس مسئلہ مین خطا کی ہے اور دلائل لاتے ہین ملا علی قاری کے کتب سے اور شرح مواقف
سے اُسنے شرح فقہ اکبر مین بولا ہی لا جہۃ علو و لا سفل و لا غیرہما اور شرح مواقف کا کلام القول
بالعلو والاستقرار فهو کفر وما كان على غير شبه بلا كيفية مذہب مردود مطرود ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ جو مولانا المرحوم نے لکھا ٹھیک ہی کیونکہ مولانا صاحب نے ہر کتاب کو دیکھکر
فتوی لکھا ہی اور ملا علی قاری کے قول کی تاویل یون ہوسکتی ہی کہ فوق العرش جہت نہین ہی
اور شرح مواقف والے کو کہتے ہین کہ اُسکو کچھ خبر نہین کیونکہ جب بلا کیفیت بولا گیا تو کوئی محذور
لازم نہین آتا دوسرے کہتے ہین کہ جو شخص اس بات کا قائل ہی اُسکے پیچھے نماز بھی درست
نہین ہی وہ کافر ہی لہذا آپکی خدمت مین یہ عریضہ لکھا کہ جیسا ہو بڑے بڑے علماؤن اثبات
سے دستخط اور مزین بمہر ہای ایشان فرماکر ارسال فرمادین اور جو خرچ کاغذات کا ہو اُس سے
بھی مطلع فرمادین تاکہ بھیجا جاوے فقط اور فتوی لکھواکر در لفافہ بیرنگ ارسال فرمادین اور
پتہ یہ ہی ملک کوہستان ضلع سبی تحصیل بارکھان بمعرفت ابراہیم صاحب فاہمانی بدست
مولوی حبان محمد پہونچے ہو المصوب واضح ہو کہ مسئلہ استواے عرش اور ایسے
آیات متشابہات مین سلف و خلف کا ظاہری اختلاف ہوگیا ہی اگلے لوگون کو مخالفون کی
زیادہ تردید کی حاجت نہ تھی اور فلسفہ اور حکمت اہل اسلام مین شائع نہ تھا اسی قدر دلیل پیش
کرنا دعوے پر کافی تھا کہ یہ قول خدا کا یہ حدیث رسول کی ہے اور وہ مان لیا جاتا تھا کوئی
شبہہ نہین کیا جاتا تھا متاخرین کو وقت ہوئی کہ بدون تاویل ایسی آیات کے اہل ضلالت
بدعت ساکت نہین ہوتے اور عوام کو دھوکا دیتے ہین اسلیے اس قسم کی آیات و احادیث
کی اُنھون نے تاویل کی جیساکہ کتب متقدمین و متاخرین سے واضح و لائح ہی اور بوجہ مقصود
کے مخالف نہونے کے یعنی خدا کو جہت و فوق سے مبرا سمجھنے کے ایک دوسرے پر کسی نے
اعتراض نہین کیا نہ سلف کے اصول پر خلف مورد ملامت ہوے نہ خلف کی تضلیل و تفسیق
کی گئی خدا کا فوق العرش ہونا اگر جہت اور طرف اور کیفیت سے بری ہی تو وہ ظاہر ہے کہ فوق
متعارف مراد نہین ہوسکتا ہی اس فوقیت کے معنی ہی اور ہین تعیین معنی کی غرض سے خلف
نے استوا اور یدین کے معنے لیے حاصل یہ ہوا کہ سلف نے کوئی معنے متعین نہین کیے اور خلف نے

نے بہ تحقیق ایک معنی کو مناسب سمجھ لیا قول خلف اس بارہ میں مسلم ہے اور قول خلف باعتبار دلائل کے ارجح ہے جیسا کہ
حاشیہ عبد السلام علی جوہرہ میں لکھا ہے تحت اولما قدم انہ سبحانہ وجبت مخالفتہ للحوادث عقلا و
سمعا ورد فی القرآن والسنۃ ما یشعر باثبات الجہۃ والجسمیۃ الذی کان مذہب اہل الحق من السلف و
الخلف تاویل تلک الظواہر لوجوب تنزیہہ تعالی عما یدل علیہ تلک الظاہر اتفاقا من اہل الحق
وغیرہم اشار الی ذلک مقدما طریق الخلف لارجحیۃ فقال وکل نص الخ قولہ لارجحیۃ یعنی انہ احکم
بالنسبۃ للقاصرین وان کان مذہب السلف اسلم انتہی اور بھی اسی کتاب میں ہے اولہ وجوبا بان یحملہ
علی خلاف ظاہرہ والمراد اولہ تفصیلا معینا فیہ المعنی الخاص اخذا من المقابل الآتی کما ہو مختار
الخلف من المتاخرین فتؤول الفوقیۃ بالتعالی فی العظمۃ دون المکان انتہی اور بھی اسی کتاب میں ہے فظہر
مما قررنا اتفاق السلف والخلف علی تنزیہہ تعالی عن المعنی المحال الذی دل علیہ ذلک الظاہر وعلی
تاویلہ واخراجہ عن ظاہرہ المحال وعلی الایمان بانہ من عند اللہ جاء بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنہم اختلفوا
فی تعیین محمل لہ معنی صحیح وعدم تعیینہ بناء علی ان الوقف علی قولہ والراسخون فی العلم او علی قولہ وما یعلم تاویلہ
الا اللہ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ جامع الفتاوی کہتا ہے کہ اوپر کے فتاوے حضرت
اخی معظم مولانا عبد الحی قدس سرہ العزیز کے متعلق چونکہ یہ جواب قول فیصل ہے یہاں کچھ لکھنا زائد تھا اسی پر اکتفا کیا گیا واللہ
اعلم۔ **سوال** ۱۸ کیا فرماتے ہیں علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں ایک شخص نے کہا کہ فلان
شخص خدا کے گنج کو گیا مقصود اس سے وفات اسکی ہے اس میں شک ہوتا ہے کیونکہ بعض نے حکم شرک کیا ہے
ہو المصوب چونکہ یہ لفظ متعارف شرع نہیں ہے اور اس سے غرض حق جل شانہ کے واسطے گنج یا
مکان ثابت کرنا نہیں ہوتی ہے اس وجہ سے اطلاق اس لفظ سے کفر و شرک نہ ہوگا مگر موافق ظاہر لفظ کے
معنی اسکے قبیح ہیں ایسا لفظ بولنا جناب حق تعالی میں موجب کمال بے ادبی کا ہے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]
سوال ۱۹ چہ میفرمایند علمای دین دریں زمان کہ شخصے عبارت بزبان عربی بعد لفظ قال اللہ تعالی یا باشد
آن نقل کردہ و ترجمہ اش در ہندی تحریر کردہ وفی الواقع آن کلام ربانی و آیہ قرآن مجید نیست۔ بینوا توجروا
ہو المصوب چنین بہتان بر باری تعالی کردن موجب کفر است واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف عفی عنہ [محمد یوسف]
صح الجواب واللہ علیم بالصواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب النبوۃ

٢٦٠ **سوال** کیا طریقہ اعطائی منصب نبوت کا کسی شخص کے ساتھ اس طور پر بھی ہوا ہے کہ ایک نبی کسی شخص کو خرقہ اپنا عطا کرے اور محض اعطائی خرقہ سے وہ شخص نبی ہو جاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے میں نے منصب نبوت تمکو عطا کیا اور محض اس کہنے سے وہ شخص نبی ہو جاوے یا کوئی نبی کسی شخص سے کہے کہ میرے بعد حامل میری نبوت کے تم ہو اور محض اس کہنے سے وہ شخص بعد اس نبی کے نبی ہو جاوے یا ایک شخص خواب میں دیکھے کہ کوئی کہتا ہے کہ آج سے تم کو منصب نبوت عطا کیا گیا اور محض اس خواب سے وہ شخص نبی ہو جاوے یا کسی شخص کو القا اعطا منصب نبوت کا ہو اور محض اس القا سے وہ شخص نبی ہو جاوے اگر یہ طریق اعطا منصب نبوت کے رہے ہوں فبہا ورنہ شرائط عطاء منصب نبوت بالاستیعاب مرقوم فرمائی جاویں

ہو المصوب حصول مرتبہ نبوت کے یہ طریقے نہیں ہیں اور نہ ان طریقوں سے کسی نبی کو نبوت ملی ہے بدون اسکے کہ حضرت پروردگار کی طرف سے کوئی فرشتہ حامل وحی آوے اور وہ خبر رسالت و نبوت کی پہونچاوے۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

٢٦١ **سوال** اگر کوئی شخص کسی رسول کی رسالت کا ایمان رکھتا ہو یعنی تصدیق قلبی و اقرار لسانی دونوں ہوں لیکن باینہمہ بوجہ کسی معاملہ دنیوی کے خاص اسی حیثیت سے اس رسول کا عدو ہو جاوے اور کوئی موقع پاکر ایذا رسانی کرے یا بوجہ شدت عداوت اور کثرت غضب کے اس رسول کو قتل کرے تو اس صورت میں وہ شخص مومن رہا یا کافر ہو جاویگا جواب اسکا بحجت کتاب و سنت مرقوم ہو

ہو المصوب عداوت رسول کی

اور قتل اسکا اور ایذا رسانی اور اہانت اُسکی ہر حیثیت سے موجب کفر ہے قال اللہ تعالی ان الذین
یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مہینا وقال
تعالی فی شان بنی اسرائیل وتقبیح شانہم وذکر طغیانہم وتقتلون الانبیاء بغیر حق
ای بغیر حق شرعی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ
الجلی والخفی ۱۳۰۲ھ سوال ۱۴ ایک فرقہ غیر مقلد کا جاری ہوا ہے وہ بجز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے
امام یا عالمان یا پیر پیغمبر کو نہین مانتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر عبادت زیادہ ہم بھی کرین تو کشف
وکمال مین پیغمبر کے برابر ہوجاتے ہین اُن لوگونکی بات پر یقین کرنا اُنکے ساتھ کھانا پینا اُنکے پیچھے
نماز پڑھنا کیسا ہے ہوالموفق جو قائل اس بات کا ہو کہ ہم عبادت سے کشف وکمال مین
پیغمبر کے برابر ہوجاوینگے اُسکے پیچھے نماز درست نہین۔ واللہ اعلم نمقہ محمد عبدالہادی الانصاری
تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری ۱۳۰۲ھ سوال ۱۵ کلام اللہ جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی سے سنکر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچاتے تھے یا لوح محفوظ سے دیکھکر اللہ تعالی سے سنکر پہونچاتے تھے تو سمع
حادث فی احاطہ کلام قدیم کیونکر کیا اور اگر لوح محفوظ سے دیکھکر پہونچاتے تھے تو امر پہونچانے کا کیونکر سنا اور ان
صورتون مین مکتوب لوح محفوظ پہونچایا وہ کلام باری تعالے اور پہونچانا کلام اللہ بعینہ ممکن نہین
اسواسطے کہ حلول کلام ایک کا دوسرے مین ایسا کہ وہ دوسرا پہونچاوے محال ہے پس حقیقت
اس قرآن مجید کی کیا ہے اور قول اللہ تعالی وانہ لقول رسول کریم کے کیا معنے ہین
ہوالمصوب وحی نازل ہونیکا طریقہ یہ ہے کہ حق جل جلالہ کے کلام کو جبرئیل امین سنتے ہین
اور وہان سے احکام پہونچاتے ہین اور کلام الٰہی کو سننا کچھ محال نہین حضرت موسی علی نبینا وعلیہ
السلام نے اور ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین کلام الٰہی سنا اور
ملائک مقربین پروردگار کی آواز سنتے ہین سنن ابو داؤد اور بیہقی کی کتاب الاسماء والصفات مین
عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تکلم اللہ بالوحی
سمع اہل السماء الدنیا صلصلۃ کجر السلسلۃ علی الصفاء فیصعقون ولا یزالون کذلک حتی یاتیہم
جبرئیل فاذا اتاہم جبرئیل فزع قلوبہم قالوا یا جبرئیل ماذا قال ربنا فیقول الحق فینادون
الحق الحق اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لما

نزل جبرئیل بالوحی علی رسول اللہ فزع اہل السموات لانحطاطہ وسمعوا صوت الوحی کاشد ما یکون من صوت الحدید علی الصفا فکلما مر باہل سماء فزع عن قلوبہم یقولون یا جبرئیل بما امرت فیقول کلام اللہ بلسان عربی الحاصل یہ کلام اسوقت جب نازل کرنا اسکا منظور ہوتا تھا پروردگار عالم جبرئیل امین کو سناتا تھا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرتے تھے اور اسی لحاظ سے انہ لقول رسول کریم وارد ہوا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

سوال ۲۶ ما قولکم ایہا العلماء السادات فی ذاتہ سبحانہ وتعالی ہل یکون اصلا ومادۃ لذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ام لا وما معنی ان لہ شائبۃ المناسبۃ ما الی الحضرۃ الربوبیۃ وایضا ما قولکم فی ذات نبینا صلی اللہ علیہ وسلم ہل ہو حادث ام قدیم بینوا ماجورین رحمکم اللہ تعالی ہو المصوب ذات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حادثۃ والقدم بمعنی الازلیۃ وعدم سبق العدم مختص بالحق سبحانہ وتعالی عند اہل الاسلام خلافا للفلاسفۃ حیث قالوا بقدم العقول زمانا کما ان القدم بمعنی عدم الاحتیاج الی الغیر مختص بالواجب اتفاقا وقد دلت اخبار صحیحۃ علی انہ کان اللہ ولم یکن معہ شیء والذات الالہیۃ لیست مادۃ للذات النبویۃ وکیف یجوز ان یکون القدیم مادۃ للحادث وما اشتہر من ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلق من نور اللہ فلیس المراد بہ کون النور الالہی مادۃ النور المحمدی بل باضافۃ فیہ تشریفیۃ کما یقال للکعبۃ بیت اللہ ولسیدنا عیسی روح اللہ ولما کان النور المحمدی مخلوقا قبل انوار جمیع الانبیاء وکان مشمولا فی ذلک الوقت بالعنایۃ الربانیۃ المواہب الربانیۃ قیل انہ من نور اللہ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

سوال ۲۷ کیا فرماتے ہیں علمای دین مسائل ذیل میں (۱) رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت نور سے ہے یا نہیں اور اگر ہے تو وہ نور منجملہ اعراض کے ہے یا جواہر (۲) خلقت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں حدیث جابر ابن عبد اللہ الانصاری کا مطلب کیا ہے۔ اور یہ حدیث صحیح ہی یا ضعیف اور اسکا بیان کرنے والا آثم ہے یا نہیں (۳) حدیث ضعیف فضائل میں معتبر ہے یا نہیں اور اگر نہیں تو قاضی عیاض وغیرہم کی تصانیف میں حدیثیں مشہور جابر معتبر ہے یا نہیں (۴) بعض علما کا قول ہے کہ اصول

ہین احادیث ضعیفہ فضائل مین معتبر ہین آیا وہ لوگ مخطی ہین یا مصوب۔ بینوا بالکتاب توجروا عند اللہ الثواب۔ **ہو الموفق** خلقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور سے ہی اور وہ نور عرض قائم بالغیر نہین مطلب حدیث جابر رضی اللہ عنہ کا یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور سے پیدا ہوئے روح بفتح آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھی اپنی بزرگی کے راہ سے منسوب نور خدا کی طرف اور وہی اصل کائنات ہی اور حدیث جابر کو اکابر محدثین نے مقبول کیا ہی اسکا بیان کرنیوالا ثواب کا مستحق ہوگا اور حدیث ضعیف فضائل مین معتبر ہی کما فی شرح الفیۃ الحدیث پس قائل کا مخطی کیونکر ہو سکتا ہی وتفصیل ہذہ المباحث یقتضی لبسطا سنوردہ ان شاء اللہ تعالی فی رسالۃ مفردۃ واللہ متم نورہ وہو اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی انعام اللہ محمد المدعو بانعام اللہ عفی عنہ

(۱) **سوال** کیا فرماتے ہین علمای حقانی ومفتیان دین ربانی اس مسئلہ مین کہ نور محمدی نور الٰہی سے پیدا ہی اور کل چیزین نور محمدی سے موجود ہین آیا یہ عقیدہ صحیح ہی یا غلط اور لفظ نور اور لفظ کل کی تشریح اور کیفیت پیدائش بھی تحریر فرمائین اور نیز اگر لفظ بحق فلان نبی وولی کہکر دعا مانگے تو جائز ہے یا نہین اسکا جواب ادلہ شرعیہ اور کتب معتبرہ اہل سنت سے تحریر فرماوین بینوا بالصواب توجروا عند الوہاب۔ ملتمسہ فقیر محبوب احمد المعروف عاجز شاہ حنفی نقشبندی مجددی از امرتسر

ہو المصوب حدیث ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ عقیدہ صحیح ہی اور حضرات صوفیہ صافیہ کثرہم اللہ نے اسکو قبول کیا ہی اور اس حدیث کو عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری نے اپنی مسند مین مرفوعا حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ صحابی سے روایت کیا ہی اور اسکو مواہب نے بھی نقل کیا ہی نورہ مین اضافت بیانیہ ہی یعنی نور کہ وہی ذات خدا ہی کما قال الزرقانی وغیرہ اور کل تتمہ حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ بمعنی جمیع کے ہی اور پیدائش کی کیفیت یہ ہی کہ تعلق ارادہ کا اس نور کی وجود مین بلا واسطہ کسی دوسری شی کی ہوا اور بحق نبی وولی دعا مین کہنا بعنہ وسیلہ کی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوتا ہی حیث قال اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] جامع الفتاوی مین لکھا ہی کہ نورہ کی اضافت مین دو احتمال کیے گئے ہین ایک یہ کہ اضافت تشریفی ہو جیسے کعبۃ اللہ اور روح اللہ جیسا کہ فقہ سے

انتہی المنظم مولانا عبد الحی قدس سرہ کے ظاہر ہوتا ہے دوسرے یہ کہ اضافت بیانیہ ہے جو فتوے بالا میں مذکور
ہوی لیکن نور کے معنی روشنی یا دھوپ کے مانند سایہ نور کا نہیں ہے کیونکہ یہ من قبیل حوادث کے
ہے ذات باری کے لیے ایسے اعراض حادثہ کا ثبوت حقیقتہً نہیں ہوسکتا ہے تو اطلاق
مجازی نور سے خدا کی ذات پر بھی ہوسکتا ہے اور مراد اس سے یہ نہیں ہے کہ خدا کے نور کی ترکیب
وتجزی ہوگئی بلکہ خدا کی ذات نور حضرت کی یا ذات یا تعین جو مراد لی جاے حاصل ہوی خواہ
بواسطہ امر کن کے جیسا کہ علما سے ظاہر کہتے ہیں یا بلحاظ تنزل مراتب کے جیسا کہ حضرات صوفیہ
کہتے ہیں لیکن انکے کلام کو ہمارے عقول ادراک کرنے سے قاصر ہیں اسلیے فتوے میں جو
طریقہ بیدالتش ہے وہ اختیار کیا گیا واللہ اعلم۔ سوال ۱۵ چہ فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین
اندرین مسئلہ کہ در شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را رویت پروردگار شد یا نہ بینوا
توجروا ہو المصوب در باب رویت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر باری تعالی را بشب
معراج از زمن صحابہ رضی اللہ عنہم اختلاف است از بعض نفی مطلق رویت منقول است از ایشان
حضرت عائشہ وابن مسعود اند رضی اللہ عنہم واکثر محدثین وفقہا ومتکلمین بسوی ہمین رفتہ اند وحافظ
عثمان دارمی درین باب اجماع نقل کردہ اند لیکن این مذہب مردود است وحدیث ماول واز
بعض روایات مختلفہ ثابت است از ایشان ابوذر وابوہریرہ رضی اللہ عنہما واز بعض ثبوت
رویت منقول است واین قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما واصحاب اوست وبآن جزم کردہ اند
حضرت کعب الاحبار وزہری وتلمیذش معمر بن راشد وبآن حلف خوردہ اند حضرت حسن بصری وہمین قول اشعری
واکثر اتباع اوست واین عقلا ہم ثابت است من شاء الاطلاع علی ادلتہ فلیرجع الی الطیبات شرح الجریہ
باز اختلاف در کیفیت رویت وظہور آوردہ پس بعض رفتہ اند بانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدای را بچشم سر خود
دیدہ اند ونووی گفتہ است الراجح عند اکثر العلماء انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای ربہ بعینی راسہ لیلۃ المعراج
واستدلالش بچیزہای است کہ در بعض آن نزاع کردہ شد وبعض قائل اند کہ رویت بقلب شد نہ بچشم حافظ ابن
کثیر وابن حجر وغیرہما استدلال آوردہ اند کہ از حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت مطلق رویت
ہم آمدہ اند ورویت قلب ہم والمطلق یحمل علی المقید پس مطلق رویت بر رویت بقلب محمول خواہد بود
واین مردود است زیرا کہ این موضع است کہ روایات رویت بچشم بثبوت رسیدہ واسنادہ الامر

خلاف وحمل قاعدهٔ معارضهٔ مطلق بمقید واحد است واما چون مطلق بود ومقید معارض نشود پس تقیید نخواهد شد بواحد دون الآخر لانه تحکم پس اگر ممکن است جمع بشود چنانکه اینجا است پس واجب بود مصیر سوی آن ورنه بسوی مطلق وبعضے فرموده اند که یکبار رویت بچشم شده ویکبار بقلب واین قول ابن خزیمه است وطبرانی بسند صحیح از حضرت ابن عباس رضی الله عنهما تصریح بدان وارد شده باز از رویت قلب این مراد نیست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم حصول علم بباری شد چه این امر آنحضرت را صلی الله علیه وسلم علی الدوام حاصل بود بلکه رویتے که اورا صلی الله علیه وسلم حاصل شد در قلب آنحضرت صلی الله علیه وسلم پیدا کرده شد چنانکه در چشم وعقلا در رویت قلب چیزی مخصوص شرط نیست بلکه آن قوتی است که الله تعالی از خلق خود در هرکه میخواهد پیدا میکند وبرای آن اتصال اشعه شرط نیست ونه مقابلهٔ مرئی وغیر آن اگرچه عادت تعلق آن در چشم جاری است واز عبدالعزیز مهدوی منقول است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم درآن شب چیزها دیده اند که از ادراکش عقول قاصر است پس بیان فرمود از اصحاب همه اشیا را لکن باهرکس مناسب عقل وی پس عبارات مختلف شد باختلاف احوال مخاطبین باآنکه مخبرعنه واحد است نه مختلف ومنشای این اختلاف اختلاف عبارات آنحضرت صلی الله علیه وسلم است وبعض درین مسئله توقف ورزیده اند واین قول سعید ابن جبیر است وهمین را قرطبی در مفهم شرح مسلم ترجیح داده اند ونسبت کرده اند بسوی محققین وقوت داده باینکه درین امر دلیل قاطع وبرهانی ساطع نیست وغایت استدلالات هر دو گروه ظواهر متعارضه قابل تاویل است وهمچنین است قول عیاض در شفا وگفت قرطبی این مسئله از عملیات نیست دلائل ظنیه درین کافی خواهد شد وچونکه از معتقدات است جز دلیل قطعی دیگر کافی نخواهد بود پس توقف باید ورزید کرده است این مذهب را سبکی در سیف مسلول باین طور که در باب اعتقاد وجود دلیل قاطع متواتر شرط نیست بلکه گاهی مجرد ورود حدیث صحیح ولو ظاهر او آن روایت احادیث کافی می شود برآن اعتماد باید کرد واین ازین مسائل اعتقادیه نیست که درآن قطع شرط است هذا ما لخصته من المواهب اللدنية وشرحها لمحمد بن عبدالباقي الزرقاني من شاء زيادة الاطلاع فليرجع اليهما - والله اعلم حرره محمد عبدالباقي تجاوز الله عنه سياته يوم التلاقي

[۲۲] سوال چه میفرمایند علما وفقهای ماسبق وحال اندرین مسئله که شب معراج شریف حضرت سرور عالم صلی الله علیه وسلم

بالای عرش معلی تشریف بردہ اند یا نہ قول یکصاحب این است کہ حضرت ممدوح را بر عرش عروج نشدہ مستفتی متعجب است کہ باعتقاد من درحالیکہ عرش برین از نور موفور آن سرور آنحضرت خلق شدہ پس بران سبقت فرمودن حضرت ممدوح ایشان چہ بعید است، وفقہا بمناقب آن عالیجناب نور عرش فرمودہ اند مع ہذا از آن حضرات التماس است کہ درین مسئلہ چہ فرمایند **ہوالمصوب** عروج حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم بربالای عرش از احادیث صحیحہ واخبار معتبرہ ثابت نشدہ واضافت عرش اضافت اصل است بفرع کہ عرش از نور محمدی خلق گشتہ۔ واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی عفی عنہ۔ الجواب صحیح واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **سوال ۲۱** آیا حبیب خدا اشرف الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج کو جو تشریف فرماے لقاے جناب باری ہوے ہین کیونکر تشریف فرماے عرش اعلی ہوے اسکو علماے اہل سنن بدستخط خاص زیب رقم فرمائین **ہوالمصوب** تشریف لیجانا حضرت رسالتمآب کا نزدیک محققین بالاے عرش ثابت نہین۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **جامع الفتاوے** کہتا ہی کہ تشریف لیجانا بالاے عرش حضرت کا احادیث صحیحہ سے ثبوت قطعیت کو نہین پہونچا ہی جیسا کہ جوابات بالا سے معلوم ہوا مگر اقوال علماے عارفین سے ترجیح تشریف لیجانے کو ہی جیسا کہ حضرت جدی ومرشدی مولانا عبد الرزاق قدس اللہ سرہ العزیز اپنے رسالہ اعتقادیہ انوار غیبیہ مین تحریر فرماتے ہین پہر نفس نفیس رفرف پر سوار ہو کر عرش اعلی پہ تشریف لے گئے اور حجابون کو طے فرما کر قرب اتم آلہی مقام دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی مین چشم جسمی سے دیدار آلہی کیا انتہی بقدر ضرورت واللہ اعلم **سوال ۲۲** اگر کوئی شخص جناب خیر البشر علیہ صلوۃ اللہ الاکبر کی نعت مین معلم ہر خیر وشر لکہے تو معنے اصطلاحی کیا ہونگے اور اگر معنی لغوی لیے جاوین تو لفظ معلم شر فعل پر مشیر ہوگی یا ترک شر پر اور ان دونون صورتون مین کاتب اس لغت کا مرتکب کسی گناہ کا یا داخل کسی سوء ادب مین ہو سکتا ہے یا نہین بینوا توجروا **ہوالمصوب** اس لفظ کے یہ معنی ہوسکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر خیر کی خیریت کو اور ہر شر کی شریت کو تعلیم کیا باین معنی اس لفظ کا اطلاق درست ہوگا مگر احتمال اس مین دوسرے معنی قبیح کا ہی کہ آپ نے ارتکاب شر کی تعلیم کی ہین اطلاق ایسے لفظ کا خالی سوء ادب سے نہین

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۴ شوال ۱۳۰۳ھ درین
ایام در شہر بیکانیر یک فرقہ نو پیدا شدہ میگویند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را والدین نبودند بلکہ
حق تعالے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم را از آسمان فرستادہ وکسیکہ بیان میلاد شریف کند از وا حتراز
می نمایند ومیگویند کہ در بیان میلاد حضرت ہتک عزت می شود اگر احادیث بران گواہ گذاریم بران
اعتماد نمیکنند ومیگویند کہ در قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد این
صفت خدا وہم رسول خدا است بگو کہ اللہ یکی ہست ہمچنین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یکے است
اللہ الصمد اللہ تعالی از خوردونوش پاک است ہمین طور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم از خوردن و
نوشیدن پاک بودند لم یلد ولم یولد نہ حق تعالی زادہ شدہ نہ کسے از وزادہ شد ہمچنان رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کسے را زادہ ونہ از کسی زائیدہ شدہ پس درین قول فرقہ جدید از آبا
وخاتون جنت واہل بیت طیبہ وطاہرہ ہمہا منکر اند در حق ایشان شرط تکفیر والحاد ثابت می شود یانہ
بیان فرمودہ بمہرہا ودستخطہا مزین فرمودہ بیچارہ مسلمان خواندہ را ازین بلا برہانند بینوا توجروا
الجواب بشریت حضور صلی اللہ علیہ وسلم از قول انا سید ولد آدم ثابت ومؤید آن قولہ تعالی
قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی الخ اور اکل وشرب اور مشی فی الاسواق نسبت حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی قرآن مجید سے ثابت اور احادیث نبوی مصدق اور مؤید اس امر کی مشکوۃ شریف
باب فضائل سید المرسلین فصل ثانی مین ترمذی سے موجود ہی چنانچہ ایک حدیث انمین سے بعینہ
لکھی جاتی ہی وعن العباس انہ جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ
علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب
ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فریقین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم
قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا فانا خیرھم نفسا وخیرھم بیتا
دوسرے اور کئی حدیثین اس باب مین نسبت بشریت وولادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مین جا بجا کتب
حدیث وتفسیر مین موجود ہین اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار فرمانا کہ مین پیدا ہوا ہون زمانہ ملک
عادل مین اور حدیث کتاب مشکوۃ باب الصیام مین موجود ہی کہ فیہ ولدت وفیہ بعثت یعنی پیر کے
روز مین پیدا کیا گیا اور اسی روز مبعوث کیا گیا اور اکل وشرب حضرت کا آیات واخبار وآثار

سے اظہر من الشمس ہی اس مین کچھ حاجت دلیل کی نہین اور سورۂ اخلاص محض برای وحدانیت ذات
پاک مقدس جناب عز اسمہ کے نازل ہی بلاشبہہ احدیت وصمدیت اور لم یلدیت ولم یولدیت کی
صفت سوا ذات باری کے کسی پر صادق نہین آتی اور نہ کسی مفسر نے یہ تاویل اسکی کہین لکھی
اور کفویت آنحضرت کی قبیلہ بلکہ قبائل قریشیہ ہی حسبًا ونسبًا ظاہر وباہر ہی اور سوا اسکے ہزارہا دلائل
حضور کے تولد شریف کے باب مین موجود ہین چنانچہ جواب سوال حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے ثابت ہی یعنی حضرت عباس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ چاند آپکے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا
اور آپ اُن دنون مین چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا مادر مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا
اسکی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا حضرت عباس نے عرض کیا آپ اُن دنون
مین چہل روزہ تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور مین سنتا تھا حالانکہ مین شکم
مادر مین تھا اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور مین اُنکی تسبیح کی آواز سنتا
تھا حالانکہ مین شکم مادر مین تھا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم مادر مین رہنا اور تولد ہونا مسلم الثبوت
ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بےشبہہ فرزند عبداللہ کے ہین بی بی آمنہ خاتون کے شکم مبارک سے
تولد ہوے اور بی بی آمنہ کا حاملہ ہونا اور نکاح حضرت عبداللہ سے اور نوح اور ابراہیم وعیسیٰ انبیا
علیہم السلام کا مبشر ہونا بی بی آمنہ کا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ میرے اجداد مین کوئی
بے نکاح نہین ہوا اور اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ مین نقل کرتا ہوا عبداللہ اور آمنہ تک آیا ہون
اور بعد منتقل ہونے عبداللہ کے یتیم ابوطالب کا قریشون مین کہلانا اور جناب باری کا ارشاد
الم یجدک یتیمًا فاوی فرمانا اور حدیث رضاعت وغیرہ سے ثبوت پر ثبوت ہی بےشک منکر ان دلائل
اور براہین بینہ اور نصوص متواترہ قطعیہ کا اور منحرف آیات قرآنی کا کافر مطلق ہی اسمین کچھ شک
نہین چنانچہ مشکوۃ مین موجود ہی من فسر القرآن برایہ فقد کفر۔ سید احمد غزنوی۔ جواب صحیح ہی
محمد حسین عفی عنہ۔ جواب صحیح ہی عبداللہ عفی عنہ۔ لاریب فیہ سید علی شاہ۔ المجیب مصیب السائل
مثیب والمسئول المعیب کتبہ حاجی محمد صدیق اللہ۔ برای ایشان قول قرآنی غضب اللہ علیہم سخط ربہم
است حاجی فقیر سید احمد شاہ عرف مولوی سید پیر علی شاہ پیرزادہ اولاد سید فخر الدین ابن پیران پیر
[illegible] خواجہ معین قدس سرہ خادم شریعت [illegible] سید محمد [illegible] [illegible]

ہست قرآن واحادیث است بلکہ از کلام بر ایشان کلیۃ ثابت می باشد محمد جمال الدین - جواب صحیح ہے
عبد الشکور - جواب صحیح ہے سید عنایت اللہ شاہ - جواب باصواب ہے عبد العلی عرف علی اصغر عفی عنہ
واتعی در حق ایشان تکفیر ثابت میشود واللہ اعلم حررہ ابو الاحیا محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم - در تکفیر این
فرقہ کہ ولادت نبویہ را منکر اند کہ از متواترات قطعیات است وسورہ اخلاص را در حق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم میگویند شبہہ نیست - واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ
عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** ایک شخص جو مثل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متحقق و موجود عالم
مین کہتا ہے یہ صحیح العقیدہ ہے یا فاسد العقیدہ اور وہ شخص مذکور بالا کافر ہے یا فاسق و گنہگار بینوا
توجروا **ہو المصوب** اگر مراد اثبات مماثلت نبوی سے مماثلت جمیع صفات نبویہ مین حتی
کہ صفت رسالت مین بھی ہے تو یہ قول کفر ہے کیونکہ قرآن مجید مین خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی صفت موجود ہے پس دعوی کرنا دوسرے نبی کا مخالف نص قطعی کے ہے علامہ ابو شکور سلمی تمہید
مین لکھتے ہین اعلم ان الواجب علی کل عاقل ان نعتقد ان محمدا کان رسول اللہ والآن
ہو رسول اللہ وکان خاتم الانبیاء ولا یجوز بعدہ ان یکون احد نبیا ومن ادعی النبوۃ
فی زماننا یکون کافرا انتہی اور اگر مراد مماثلت جمیع صفات کمالیہ محمدیہ مین سوائے نبوت کے ہے
تو یہ قول فسق اور مخالف اہل سنت کے ہے جمہور علما شرقا و غربا اعتقاد اس امر کا رکھتے ہین کہ جس طرح ذات
محمدی مجمع الکمالات الظاہریہ والباطنیہ ہے کوئی مخلوق نہین ہے تمہید مین ہے یجب الاعتقاد بان محمدا
اعلم الخلائق وافضلہم خلافا للروافض انتہی اور حدیث صحیح مین وارد ہے انا سید ولد آدم ولا فخر
اور دوسری حدیث مین وارد ہے انا اکرم الاولین والآخرین اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین روایت کی ہے
ان آمنۃ اتاہا آت بعد ستۃ اشہر من حملہا وقال یا آمنۃ قد حملت بخیر العالمین فاذا
وضعتہ فسمیہ محمدا اور علامہ ابن حجر مکی نعمۃ الکبری مین لکھتے ہین روی الحافظ ابو بکر بن
عابد فی کتاب المولد عن ابن عباس قال لما ولد صلی اللہ علیہ وسلم قال فی اذنہ رضوان
خازن الجنان ابشر یا محمد فما بقی لنبی علم الا قد اعطیتہ فانت اکثرہم علما واشجعہم قلبا
اور مثل اسکے بہت احادیث اور اخبار اس امر پر دلالت کرتے ہین کہ ذات محمدی افضل المخلوقات ہے
ایک بھی مخلوق مثل ذات محمدی کے صفات کمالیہ مین نہین ہے چہ جائیکہ چند مثل اور اگر مماثلت صورت

ظاہری مین مراد ہی یعنی امر شرعاً مستبعد نہین ہی ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہی کہ امام حسن اور امام حسین صورت مین اشبہ تھے ساتھ صورت محمدیہ کے مگر یہ اثبات مطلب ہی بعد تصحیح کے دعوی مماثلت کا صورت محمدیہ کے ساتھ جائز نہین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات الغی۔ فی الواقع دعوی کرنے والا مماثلت حضرت رسالت مآب کا ایسا ہے جیسا کہ لکھا اخی المعظم مولوی محمد عبد الحی صاحب نے۔ واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم ابن مولانا علی محمد مرحوم ومغفور۔ واقعی وہ شخص کافر ہی اگر چہ مثل رسول اللہ کے نبوت مین الآن موجود کہتا ہی۔ واللہ علیم حررہ محمد نعیم عفی عنہ ہو الملہم الصدق والصواب چونکہ نظیر حضرت ختم المرسلین کا باجماع علماے اعلام ممتنع الوجود ہی ہان اختلاف اگر ہی تو اس قدر ہی کہ ممتنع بالغیر یا ممتنع بالذات اکثر علماء کا مسلک اولی ہی اور بعض محققین کا مختار قول ثانی ہی بہر تقدیر کوئی ذی علم بالفعل متحقق اور موجود ہونے نظیر آنحضرت صلعم کا قائل نہین پس صورت مسئولہ مین جو شخص کہتا ہی کہ چھ مثل رسول اللہ کے عالم مین متحقق وموجود ہین وہ جاہل وفاسد العقیدہ ہی بلکہ دائرۂ اسلام سے باہر ہی کیونکہ اسکے اس کلام سے انکار ختم نبوت کا جناب خاتم المرسلین کہ منطوق آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ہی ظاہر و باہر ہی۔ واللہ اعلم حررہ العبد الخامل محمد عادل عاملہ اللہ سبحانہ بفضلہ الشامل۔ قائل وجود ہونے امثال حضرت خاتم المرسلین کا مجنون ہی اُسکو پاگل خانہ مین بھیجنا چاہیے کیونکہ اگر فی الجملہ ہوش وحواس رکھتا تو جان لیتا کہ قطع نظر دلائل نقلیہ کے عقلی دلائل بھی امتناع نظیر واحد پر قائم ہین چہ جائیکہ چھ چھ مثل موجود کہے انا للہ وانا الیہ راجعون کتبہ عبد الحق۔ واقعی حضرت خاتم المرسلین کے مثل ونظیر کا موجود اعتقاد کرنا مستلزم انکار نص یعنی قرآنی ہی اور نصوص قطعیہ قرآن مجید کا انکار بلاشبہہ کفر ہی علامۂ تورپشتی نے کتاب المعتمد فی المعتقد مین تصریح کی ہی کہ اس مسئلہ کا انکار وہی شخص کریگا جو ہرگز آنحضرت کی نبوت کا معتقد نہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلعم کی رسالت سے بطریق تواتر جو ہمکو ثابت ہوا منجملہ اُسکے یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم سب پیغمبرون کے خاتم ہین کہ اسوقت سے قیامت تک کوئی نبی آپ کے بعد نہوگا اگر وہ شخص آنحضرت کو جمیع باجار بہ مین صادق جانتا اور آپکی رسالت کا معتقد ومعترف ہوتا تو اسکا بھی انکار نکرتا اور اسکی بھی تصریح کی ہی کہ جو شخص کہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی ہوا ہے یا ہوگا بلکہ وہ شخص جو کہے کہ ممکن ہی کہ ہوگا وہ کافر ہی واللہ اعلم کتبہ العبد المشتاہم الی الرب النہامی محمد عبد اللہ

الحسینی البلگرامی ہو الموفق والمعین فی الوقع قائل اس قول کا زندیق لائق کلام علما کے نہین ہو
حررہ العبد المسکین ابوالخیر محمد معین الدین تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم الدین ۵ ۲۱ شوال ۱۳۰۲ھ زید نے بہ تتبع ایسے
عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارہ قول ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ
جو درمنثور وغیرہ مین ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح
کنوحکم وابراھیم کابراھیمکم وموسی کموسکم وعیسی کعیسیکم ونبی کنبیکم کی یہ عبارت تحریر
کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکورہ صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہین اور ہر طبقے مین
مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے مین انبیا کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا
ہونا طبقات باقیہ مین ثابت ہوتا ہے مگر اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہین
اور نہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہون اسلیے کہ اولاد آدم جن کا ذکر
ولقد کرمنا بنی آدم مین ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد مین سے اور
ہمارے حضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سب اولاد آدم سے افضل ہین تو بلاشبہہ آپ تمام مخلوقات سے
افضل ہوے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات مین داخل ہین آپ کے مماثل کسی طرح
نہین ہوسکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اسکے خلاف ثابت ہوگا تو
مین اسی کو مان لونگا میرا اصرار اس تحریر پر نہین پس علماے شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث
ان معنون کو محتمل ہین یا نہین اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے
ہوگا یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب مخفی نرہے کہ حدیث مذکور محققین محدثین کے نزدیک
معتبر ہے حاکم نے اسکے حق مین صحیح الاسناد کہا اور ذہبی نے حسن الاسناد کا حکم دیا اور اس حدیث
کے ثبوت مین کوئی علت قادحہ معتمدہ نہین ہے اور زمین کے طبقات کا جداگانہ ہونا بہت احادیث
سے ثابت ہے اور اس حدیث مذکور سے ہونا انبیا کا طبقات باقیہ مین ثابت ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ جسطرح سلسلہ نبوت اس طبقے مین واسطے ہدایت سکان کے تیار ہوا اسیطرح سے ہر ہر طبقے مین سلسلہ
نبوت کا واسطے ہدایت وہان کے سکان کے تیار ہوا اور چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ لاتناہی سلسلہ کو باطل
ہے لاجرم ہر طبقے مین ایک سید سلسلہ ہوگا کہ وہ ہمارے آدم کے ساتھ مشابہ کیا گیا اور ایک آخر سلسلہ
ہوگا کہ وہ [illegible] خاتم کے لفظ سے تشبیہ دیا گیا پس بنا بر [illegible] انبیا سے [illegible] پر اطلاق خواتم

کا درست ہو اب یہان تین احتمال ہین ایک یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ بعد عصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوے ہون دوسرے یہ کہ مقدم ہوے ہون تیسرے یہ کہ ہمعصر ہون احتمال اول بحدیث لا نبی بعدی وغیرہ باطل ہو اور بر تقدیر احتمال ثانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم خاتم انبیا ہر طبقات ہونگے اور بر تقدیر ثالث دو احتمال ہین ایک یہ کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص ساتھ اسی طبقے کے ہو اور آپکی خاتمیت بہ نسبت انبیا اسی طبقے کے ہو اور ہر طبقہ تحتانیہ مین وہانکے خاتم کی رسالت ہو اور ہر ایک انمین کا صاحب شرع جدید و خاتم انبیا اپنے طبقات کا ہو دوسرے یہ کہ خواتم طبقات تحتانیہ متبع شریعت محمدیہ ہون اور کوئی انمین کا صاحب شرع جدید نہو اور دعوت ہمارے حضرت کی عام اور ختم آپ کا بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کے حقیقی ہو اور خاتم ہر ایک خواتم باقیہ کا بہ نسبت اپنے اپنے سلسلہ کے اضافی ہو احتمال اول بہ نسبت عموم نصوص بعثت نبویہ کے کہ جن سے صاف آنحضرت کا مبعوث ہونا تمام عالم پر معلوم ہوتا ہو باطل ہو اور علماے اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہین کہ آنحضرت کے عصر مین کوئی نبی صاحب شرع جدید نہین ہو سکتا اور نبوت آپکی عام ہو اور جو نبی آپکے ہمعصر ہوگا وہ متبع شریعت محمدیہ کا ہوگا چنانچہ تقی الدین سبکی سے جلال الدین سیوطی رسالۃ الاعلام بحکم عیسے علیہ السلام مین نقل کرتے ہین قال السبکی فی تفسیرہ ما من نبی الا اخذ اللہ علیہ المیثاق انہ ان بعث محمد فی زمانہ لیؤمنن بہ ولینصرنہ ویوصی امتہ بذلک وفیہ من النبوۃ وتعظیم قدرہ ما لا یخفی وفیہ مع ذلک انہ علی تقدیر مجیئہ فی زمانہم مجیئہ فی زمانہم یکون مرسلا الیہم ویکون نبوتہ رسالتہ عامۃ لجمیع الخلق من زمن آدم الی یوم القیامۃ ویکون الانبیاء وامہم کلہم من امتہ فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ولو اتفق بعثہ فی زمن آدم ونوح وابراہیم وموسی وعیسی وجب علیہم وعلی اممہم الایمان بہ ونصرتہ ولہذا یاتی عیسی فی آخر الزمان علی شریعتہ ولو بعث النبی علیہ الصلوۃ والسلام فی زمان موسی وابراہیم ونوح وآدم کانوا مستمرین علی نبوتہم ورسالتہم الی اممہم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی علیہم ورسول الی جمیعہم انتہی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی اپنے رسالہ فتح الرحمن مین لکھتے ہین ششم ختم رسالت دو چیز است یکی آنکہ بعد وی رسول نباشد دوم دیگر آنکہ شرع وی عام باشد و ہر کسیکہ موجود باشد وقت نزول شرع وی اتباع شرع وی بروی واجب

وفرض است وسرش اینکه همه رسل دراخذ شرع مستند از خاتم الرسالت اند وچونکه شرع او عام باشد
پس دیگرے صاحب شرع نباشد انتہی خلاصہ کلام یہ ہی کہ حدیث ابن عباس صحیح ومعتبر ہی اور اس
سے طبقات تحتانیہ مین وجود انبیا ثابت ہی اور یہ بہ نسبت بطلان تناہی سلسلہ کے ہر ایک طبقہ
مین ایک آخر انبیا بہ نسبت اُس طبقہ کے ہونا ضروری ہی لیکن مطابق عقائد اہل سنت یہ امر ہے
کہ دعوت ہمارے حضرت کی عام ہی تمام مخلوقات کو شامل ہی پس اس امر کا اعتقاد کرنا چاہیے کہ خواتم
طبقات باقیہ بعد عصر نبویہ نہین ہوئی یا قبل ہوئی یا ہمعصر اور بر تقدیر اتحاد عصر متبع شریعت محمدیہ
ہونگے اور ختم انکا بہ نسبت اپنے طبقے کے اضافی ہوگا اور ختم ہمارے حضرت کا عام ہوگا اور تفصیل
ان سب امور کی مین نے کما حقہ اپنے دو رسالون مین ایک مسمی بہ الآیات البینات علی وجود الانبیاء
فی الطبقات دوسرے مسمی بہ دافع الوسواس فی اثر ابن عباس کی ہی ہر گاہ یہ امر ممہد ہو چکا پس
سمجھنا چاہیے کہ زید کو جس نے عبارت جو سوال مین مرقوم ہی لکھی ہے ہرگاہ ماثبات سے انکار ہے
اور صحت حدیث وثبوت تعدد خواتم طبقات تحتانیہ کا قائل ہے مخالف اہل سنت کے نہین ہی نہ کافر
نہ فاسق بلکہ متبع سنت مگر ہان اگر نبوت محمدیہ کو ساتھ اسی طبقے کے خاص کرتا ہو اور ہر ایک خاتم کو صاحب
شرع جدید سمجھتا ہو تو البتہ قابل مواخذہ کے ہی کیونکہ یہ امر خلاف نصوص وخلاف کلمات علما کے معلوم
ہوتا ہی اور اگر مجرد تعدد خواتم کا قائل اور ختم ہمارے رسول کو حقیقی بہ نسبت جملہ انبیا جملہ طبقات کے
سمجھتا ہی اور ختم ہر ایک خواتم باقیہ کو اضافی کہتا ہی تو اُس پر کچھ مواخذہ نہین ہی۔ واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موجبات النفی
واقعی زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق نہوگا واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب کتبہ
ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ العلی الرب الحکیم ۱۲ سوال کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس
مسئلہ مین ایک شخص دعوی کرتا ہی اس بات کا کہ چھ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود و
متحقق ہین اور مثل سے یہ غرض رکھتا ہی کہ شریک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آپکے جمیع
صفات اور ماہیت مین اور پیش کرتا ہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا کتاب در منثور وغیرہ
سے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم
کابراہیمکم وموسی کموساکم وعیسی کعیساکم ونبی کنبیکم ۔ آیا یہ قول اسکا یعنی موجود و متحقق ہونا

امثال حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم میں بمعنے مذکور کے حق ہے یا باطل اور یہ عقیدہ صحیح ہے یا خلاف اہلسنت والجماعت کے اور دلیل میں جو حدیث پیش کرتا ہے اُسکا کیا حال ہے اُس سے یہ عقیدہ ثابت ہے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب اولا جاننا چاہیے کہ حدیث مذکور صحیح السند اور مشہور ہے ارباب تحقیق نے اسکی توثیق کی ہے حافظ جلال الدین سیوطی تخریج احادیث شرح مواقف میں لکھتے ہیں روی الحاکم فی مستدرکہ عن ابن عباس فی قولہ تعالی اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وادم کادمکم ونوح کنوح وابراھیم کابراھیم وعیسی کعیسی قال صحیح انتھے اور علامہ بدر الدین شبلی حنفی آکام المرجان فی احکام الجان میں لکھتے ہیں قال الحاکم حدثنا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید حدثنا علی بن حکیم حدثنا شریک عن عطاء عن ابی الضحی عن ابن عباس قال ومن الارض مثلھن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی کنبیکم وادم کادمکم ونوح کنوح وابراھیم کابراھیم وعیسی کعیسی قال شیخنا الذھبی اسنادہ حسن قلت ولہ شاھد قال الحاکم حدثنا عبد اللہ بن الحسن حدثنا ابراھیم ابن الحسین حدثنا ادم حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس کما فی قولہ تعالی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن قال فی کل ارض نحو ابراھیم قال شیخنا الذھبی ھذا حدیث علی شرط البخاری ومسلم انتہی وثانیا سمجھنا چاہیے کہ زمین کے سات طبقات جداگانہ ہونا اور اُس میں مخلوقات الٰہی کا موجود ہونا چند احادیث سے ثابت ہے اور مذہب محققین کا بھی یہی ہے حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں قال الداؤدی فی قولہ تعالے ومن الارض مثلھن دلالة علی ان الارضین بعضھا فوق بعض ونقل عن بعض المتکلمین ان المثلیة فی العدد خاصة وان السبع متجاورة وحکی ابن التین عن بعضھم ان الارض واحدة وقال ھو مردود بالقران والسنة قلت لعلہ القول بالتجاوز والا فیصیر صریحا فی المخالفة ویدل للقول الظاھر ما رواہ ابن جریر عن طریق شعبة عن عمرو بن مرة عن ابی الضحی عن ابن عباس فی قولہ تعالی ومن الارض مثلھن قال فی

کل ارض مثل ابراھیم نحو ما علی الارض من الخلق ھکذا اخرجہ مختصرا و اسنادہ صحیح واخرجہ الحاکم
والبیھقی من طریق عطاء بن السائب عن ابی الضحیٰ مطولا واولہ سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم و نوح کنوحکم و
ابراھیم کابراھیم و عیسیٰ کعیسیٰ و نبی کنبیکم قال البیھقی اسنادہ صحیح الا انہ شاذ و ظاھر قولہ تعالیٰ و من
الارض مثلھن یرد علی اھل الھیأۃ فی قولھم ان لا مسافۃ بین کل ارض و ارض و قد روی احمد والترمذی
من حدیث ابی ھریرۃ مرفوعا ان بین کل سماء و سماء خمس مائۃ عام و ان بین کل ارض
و ارض خمس مائۃ عام واخرجہ اسحٰق بن راھویہ والبزار من حدیث ابی ذر نحوہ انتھی ملخصا
اور علامہ شہاب الدین خفاجی حنفی حاشیۂ تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں الذی نعتقدہ ان الارض
سبع کالسموات ولھا سکان من خلقہ یعلمھم اللہ انتھی اور سلیمان جمل حاشیۂ جلالین
میں لکھتے ہیں ذکر اللہ تعالیٰ ان السموات سبع طبقات ولم یات للارض فی التنزیل
عدد صریح لا یحتمل التاویل الا قولہ تعالیٰ ومن الارض مثلھن وقد اختلف فیہ فقیل
ای فی العدد لان الکیفیۃ والصفۃ مختلفۃ بالمشاھدۃ والاخبار فتعین العدد وقیل
مثلھن ای فی الغلظ وما بینھن وقیل ھی سبع الا انہ لم یفتق بعضھا عن بعض قالہ
الماوردی والصحیح ھو الاول وانھا سبع کالسموات انتھی اور ثعلبی عرائس میں تحریر
کرتے ہیں روی عن عبد اللہ بن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال
بین کل ارض الی التی تلیھا مسیرۃ خمس مائۃ عام وھی سبع طبقات الارض الثانیۃ
سجن الریح ومنھا یخرج الریاح المختلفۃ وفی الارض الثالثۃ خلق وجوھھم کوجوہ بنی آدم
وافواہ کافواہ الکلاب وایدیھم کایدی الانس وارجلھم کارجل البقر واذانھم کاذان
البقر واشعارھم کصوف الضان لا یعصون اللہ طرفۃ عین نہارھم لیلنا و نہارنا لیلھم
والارض الرابعۃ فیھا حجارۃ الکبریت التی اعدھا اللہ لاھل النار یتبعھا تفتنھم قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ ان فیھا اودیۃ من کبریت لو ارسل اللہ فیھا
الجبال الرواسی تماعت والارض الخامسۃ فیھا عقارب اھل النار والسادسۃ فیھا
دواوین اھل النار واعمالھم واسمھا سجین والسابعۃ مسکن ابلیس وجنودہ انتھی ملخصا
اور فاضل محمد بن احمد بن ایاس حنفی بدائع الدھور فی وقائع الدھور میں لکھتے ہیں قال وھب

این منیہ لما خلق اللہ الارض کانت طبقۃ واحدۃ ففتقہا فصیرہا سبعا کما فعل فی السموات
وجعل بین الطبقۃ والطبقۃ مسیرۃ خمسمائۃ عام وھو قولہ تعالی ففتقناھما وجعلہا
سبعا فکان اسم الطبقۃ العلیا ادیما والثانیۃ بسیطۃ والثالثۃ ثقیلا والرابعۃ بطیحا و
الخامسۃ حبنا والسادسۃ ماسکۃ والسابعۃ الثری فی سکان الارض الثانیۃ امم یقال لہم
الطمس فی طعامہم من لحومہم وشرابہم من دمہم والطبقۃ الثالثۃ سکانہا امم وجوہہم
کوجوہ بنی آدم وافواہہم کافواہ الکلاب وایدیہم کایدی بنی آدم وارجلہم کارجل
البقر وعلی ابدانہم شعر کصوف الغنم وھو لہم ثیاب والطبقۃ الرابعۃ سکانہا
امم یقال لہم المحلہام لیس لہم اعین ولا اقدام بل لہم اجنحۃ کاجنحۃ القطا والخامسۃ
بہا امم یقال لہم الخثن وھم کامثال البغال ولہم اذناب کل ذنب نحو ثلثمائۃ ذراع
والسادسۃ بہا امم یقال لہم الثوم وھم سود الابدان ولہم مخالیب کمخالیب
السباع ویقال ان اللہ تعالی یسلطہم علی یاجوج وماجوج حین یخرجون فیہلکہم
والطبقۃ السابعۃ فیہا مسکن ابلیس وجنودہ من المردۃ والشیاطین انتہی ملخصا
وثالثا معلوم کرنا چاہیے کہ جملہ طبقات باقیہ میں انبیا کا ہونا بھی ثابت ہے چنانچہ حدیث مذکور کہ صحیح ہے
دلالت کرتی ہے اور قرآن پاک میں ہے ولکل قوم ہاد یعنی ہر قوم کے واسطے ہادی مبعوث ہوا ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے واسطے ایک راہ نما مقرر ہوا ہے پس ہر گاہ طبقات باقیہ میں وجود مخلوقات
الٰہی کا ثابت ہے اور کوئی مخلوق حق تعالی کی مہمل نہیں چھوڑی گئی لابد ہے کہ وہاں بھی راہ نما ہونگے
اور علامہ جلال الدین محلی کی تفسیر سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت جبرئیل طبقات باقیہ میں بھی وحی
لے جاتے تھے چنانچہ تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض
مثلہن یعنی سبع ارضین یتنزل الامر الوحی بینہن بین السموات والارض ینزل بہ جبرئیل
من السماء السابعۃ الی الارض السابعۃ انتہی ہر گاہ یہ تین امر ذہن نشین ہو گئے اب سمجھنا
چاہیے کہ لفظ نبی کنبیکم سے اگرچہ ایک ایک نبی خاتم النبیین ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے لیکن ان کا
مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ کلام عرب
میں کاف تشبیہ کے واسطے مستعمل ہے اور تشبیہ میں لازم نہیں ہے کہ مشبہ بہ مثل یا اقوی ہو مشبہ سے بلکہ

کبھی تشبیہ ناقص کے ساتھ مجرد تفہیم کے واسطے ہوتی ہی قرآن پاک مین حق تعالے فرماتا ہی اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح اس آیت مین حق تعالی نے اپنے نور کو تشبیہ دی ہے ساتھ نور مشکوۃ کے اور یہ ظاہر ہی کہ نور الٰہی بدرجہا اس نور سے اعلی و احسن ہی چہ نسبت خاک را با عالم پاک پس لفظ بنی کنبیکم سے یہ امر ہرگز نہین ثابت ہی کہ خاتم الانبیا طبقات باقیہ کے مثل خاتم الانبیا اس طبقہ کے ہین بلکہ یہ تشبیہ فقط تعلیم و تفہیم کے واسطے ہی اس غرض سے کہ جس طرح سے ایک خاتم الرسل اس طبقہ مین ہی اسیطرح سے ایکسا ایک خاتم ہر ایک طبقہ مین ہی نہ یہ کہ وہ خاتم مثل اس خاتم کے ہی بلکہ اگر غور کیا جاوے تو اسی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ خاتم مثل ہمارے خاتم الانبیا کے نہین ہی کیونکہ اسی حدیث مین لفظ ادم کا دمکہ بھی وارد ہی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مخلوقات طبقات باقیہ کی اولاد ہمارے آدم کی نہین ہی بلکہ دوسرے آدم کی ہی اور تمام کتب عقائد مین یہ امر مصرح ہی کہ اولاد آدم این عالم تمام مخلوقات سے حتی کہ ملائکہ سے بھی افضل ہی اور آیہ ولقد کرمنا بنی آدم سے یہ امر مفہوم ہوتا ہی کیونکہ تمام مفسرین اور علما کا اتفاق ہی اس امر پر کہ مراد آدم سے اس آیت مین ہمارے آدم ہین نہ آدم طبقات باقیہ بلکہ تمام انبیا کہ قرآن پاک مین انکا ذکر ہی انسے مراد انبیا اسی طبقہ کے ہین نہ انبیا طبقات باقیہ کے اور حدیث صحیح مین وارد ہی انا سید ولد آدم ولا فخر اور دوسری حدیث مین وارد ہی انا اکرم الاولین والآخرین اب یہان سے دو مقدمے ممہد ہوے اول یہ کہ ہمارے خاتم الانبیا اولاد آدم سے افضل ہین دوسرے یہ کہ اولاد آدم اس عالم کے تمام مخلوقات سے افضل ہی بعد ترکیب ان دونون مقدمون کے نتیجہ نکلا ہمارے خاتم الانبیا افضل ہین تمام مخلوقات سے پس مماثلت خاتم الانبیا طبقات باقیہ کی ساتھ ہمارے خاتم الانبیا کے کیسے ثابت ہوگی علاوہ یہ ہی کہ مماثلت مین اتحاد ماہیت و اتحاد قسم ضرور ہی اسیواسطے انسان انسان کے مماثل کہلاتا ہی اور انسان جن یا فرشتہ کے مماثل نہین کہلاتا ہی اور عبارت بدائع الدہور وغیرہ سے جو سابقا منقول ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ مخلوقات طبقات باقیہ اس مخلوقات کی صنف سے نہین ہی اور یہ امر نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہی کہ نبی ہر قوم کا اسی قوم کی صنف سے ہوتا ہی تاکہ امت اسکے ساتھ ارتباط پیدا کرے اور اسکی متابعت کرے اسیواسطے بنی آدم پر کوئی نبی از قسم جن یا از قسم ملائکہ مبعوث نہین ہوا پس ضرور ہی کہ انبیا مخلوقات طبقات باقیہ کے انھین کے صنف سے اور انھین کی جنس سے ہونگے اور ہمارے خاتم الانبیا ہمارے جنس سے ہین

پس دونون خاتم مین مماثلت کہ عبارت ہی اتحاد صنف وصفات سے کیونکر ہوگی آرسے اسقدر
مین دونون شریک ہین کہ ہمارے نبی خاتم الانبیا اس طبقے کے ہوے اور طبقات باقی کے خاتم
اپنے اپنے طبقات کے خاتم ہوے لیکن مجرد اس شرکت سے مماثلت کا اطلاق درست نہین ہی حاصل
حدیث مذکور صحیح ہی اور عقیدہ موجود ہونے امثال خاتم الانبیا افضل مخلوق اللہ صلی اللہ علیہ وعلے آلہ
وسلم کا باطل ہی اور اس حدیث سے ہرگز ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ عدم مماثلت اس سے ثابت ہی مقام
افسوس وتعجب ہی کہ از زمان وجود نبوی تا این جزو زمان قریب تیرہ سو برس کے گذرے اور اس مدت
مین صدہا فقہا اور محدثین اور ہزارہا علما اور صحابہ اور تابعین کی نظر سے حدیث مذکور گذری مگر کسی
کے خیال مبارک مین موجود ہونا امثال نبی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا نہ آیا آیا تو اس صاحب عقیدہ
کے خاطر مین آیا انا للہ وانا الیہ راجعون لقد صدق رسولنا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم
بدء الاسلام غریبا وسیعود غریبا نازم برین عقل و دانش اگر شیوع جہل یہی ہی تو دیکھا چاہیے
کہ کیسے کیسے عقائد فاسدہ احادیث صحیحہ سے افہام ناقصہ مستنبط کرینگے اور کیا کیا فساد اس
عالم مین برپا کرینگے والی اللہ المشتکی ومنہ البدء والیہ الرجعۃ ہذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
حررہ الراجی عفو ربہ القوی المتعوذ من شرور اصحاب الطغیان والغی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ
عن ذنبہ الجلی والخفی ابو الحسنات محمد عبد الحی حدیث مذکور صحیح ومعتبر ہی اس سے جو عقیدہ مدعی نے استنباط
کیا ہی وہ باعث کم علمی ونافہمی کا ہی اور محض خلاف عقائد اہلسنت وجماعت کے ہی اسکا جواب جو اخی
معظم برادر مکرم مولوی محمد عبد الحی صاحب نے تحریر فرمایا ہی کافی ووافی ہی اسی کے موافق عقیدہ
رکھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ
اللہ الرحیم ابن مولانا مولوی علی محمد مرحوم ومغفور محمد ابراہیم ادا تقی موجود ہونا امثال خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم مین معنے مذکور کے باطل ہی اور یہ عقیدہ خلاف اہلسنت وجماعت کے
ہی اور دلیل مین جو حدیث پیش کرتا ہی بسبب قول حاکم کے صحیح ہی لیکن اس سے یہ عقیدہ ثابت
نہین ہی واللہ اعلم حررہ ابو الاحیا محمد نعیم عفی عنہ۔ الجواب صحیح والرای صائب شیخ کتبہ محمد لطف اللہ
محمد لطف اللہ للہ در المجیب حیث اتی بجواب رائق عجیب فی الواقع در تشبیہ مشارکت مشبہ و
مشبہ بہ در نفس وجہ شبہ می باشد در امور دیگر مثلا در زید کالاسد بمشارکت در شجاعت است پس از ان

مماثلت زید واسد در ذات وصفات دیگر لازم نمی آید فہکذا فیما نحن فیہ واللہ اعلم کتبہ الاثم الاواہ محمد سعد اللہ عفی عنہ | محمد سعد اللہ |

ھو الموفق یہ جواب مشتمل ہے اوپر غایت تحقیق اور توضیح اور تفصیل مفید کے فضلہ اللہ تعالی وابقاہ اور فی الواقع غرض کاف سے بیچ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیا کنبیکم فقط توضیح او تبیین ہے نہ مماثلت بیچ جمیع صفات کمالیہ مختصہ بذات شریف کے کیونکر ہو اور حال آنکہ یہ مخالف ہے اکثر احادیث صحیحہ کے کہ دلالت کرتی ہیں اوپر اختصاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان صفات کے اور بھی اگر خاتم الانبیا ہر ہر طبقہ کے ساتھ جمیع صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہوں منجملہ ان صفات کے آپکی ایک صفت یہ ہے کہ آپ طبقہ فوق کے خاتم الانبیا ہیں پس چاہیے کہ وہ بھی اسی طبقہ فوقانی کے خاتم الانبیا ہوں وہذا باطل قطعاً اور تفسیر نیشاپوری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعضوں کے نزدیک طبقات سبع زمین کے ثابت نہیں تو خواہ مخواہ حدیث مذکور نزدیک ان لوگوں کے ماؤل ہوگی وہذہ عبارۃ ظاہر ہذہ الآیۃ تدل علی ان الارض متعددۃ وانہا سبع کالسموات وذہب بعضہم الی ان قولہ سبحانہ مثلہن فی الخلق لا فی العدد وقیل ہن الاقالیم السبعۃ المذکورۃ شاملۃ لجمیعہا وقیل انہا سبع ارضین بین کل واحد مسیرۃ خمسمائۃ عام کما جاء فی کل ارض منہا خلق وفی کل منہا آدم و حواء ونوح وابراہیم وہم یشاہدون السماء من جانب ارضہم ویستمدون الضیاء منہا وجعل اللہ لہم نورا یستنبطون بہ وذکر الثعلبی فی تفسیرہ فی ذلک خلائق السموات والارضین واشکالہم واسمائہم اضربنا عن ایرادہا لعدم الوثوق بمثل تلک الاشیاء انتہی مگر قول بوجود طبقات ہفتگانہ زمین کے اور موجود ہونے خلائق کے بیچ ہر طبقہ اور آدم اور نوح اور ابراہیم وغیرہم کے سوق آیت اور حدیث سے اظہر ہے اور جواب مجیب فضلہ اللہ تعالے اسکے واسطے شافی اور کافی ہے واللہ اعلم کتبہ العبد العاصی الآسی انور علی عفی عنہ | انور علی |

جامع الفتاوے یہ کہتا ہے کہ مسئلہ مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت احادیث صحیحہ اور اقوال مرضیہ سے نہیں ہوتا ہے اور جو حدیث مذکور ہوئی ابن عباس رضہ سے وہ برتقدیر صحت مرفوع نہیں اور آثار ابن عباس رضہ سے ہے تو اس پر اعتقاد کی بنا قائم کرنا کس طرح ممکن ہے آنحضرت کا عدیم النظیر ہونا براہین عقلیہ و نقلیہ سے ثابت و متحقق ہے لہذا اس پر اعتقاد کرنا چاہیے ۔ واللہ اعلم

سوال ۲۶ چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین که پیغمبر ما صلی الله علیه وسلم امی بودند یا نه و امی بودن حضرت صلی الله علیه وسلم معجزهٔ حضرت است یا نه و هر که گوید که آنحضرت صلی الله علیه وسلم قبل بعثت وبعد آن بر سائر علوم اطلاع داشتند فقط ظاهرا خود را امی ظاهر میکردند درین صورت قولش خلاف قرآن و احادیث است یا نه و مصر بر چنین امور چه حکم دارد بینوا توجروا **هو المصوب**

اطلاق امی بر آنحضرت صلی الله علیه وسلم در کلام مجید آمده است قال الله تعالى الذين يتبعون الرسول النبي الامي الذي الآية وقال في المعالم التنزيل وهو محمد صلى الله عليه وسلم قال ابن عباس هو نبيكم اميا لا يكتب ولا يقرأ ولا يحسب هو منسوب الى الام اى هو على ما ولدته امه وقيل هو منسوب الى امته وسقطت التاء في النسبة كما سقطت في المكى والمدنى وقيل هو منسوب الى ام القرى انتهى مختصرا ودر شریعت محمدیه علی صاحبها الف الف الصلوة والتحیة ثابت نگردید که آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر تمامی علوم جمیع اشیای ماضیه و مستقبله اطلاع داشتند الا ما شاء الله تبارک و تعالی والله اعلم کتبه محمد عبد الحلیم عفی عنه — فی الواقع امی بودن صلی الله علیه وسلم معجزه است اظهر من الشمس وابین من الامس چنانکه حق سبحانه تعالی در کلام مجید خود خبر میدهد الذین یتبعون الرسول النبی الامی قال فی معالم التنزیل قال ابن عباس نبیکم کان امیا لا یکتب ولا یقرأ ولا یحسب قال النبی صلی الله علیه وسلم انا امة امية لا نكتب ولا نحسب انتهت مختصرة (الذى يجدونه) فى المعالم اى يجدون صفته ونعته ونبوته انتهى (مكتوبا عندهم فى التورية والانجيل يأمرهم بالمعروف وينهاهم عن المنكر الآية) ازین آیه صاف ظاهر است که چنان امی بودند که امر بالمعروف و نهی عن المنکر می فرمودند یعنی در ظاهر امی بودند و در باطن حق تعالی بر جمیع علوم اطلاع داده کما فی الشفا للقاضی علیه الرحمة هذا مع انه صلی الله علیه وسلم کان لا یکتب ولکن اوتی علم کل شیء انتهى مختصرا ونزد اهل سنت والجماعت وعلمای باعمل بنصوص صریح ثبوت پیوسته که حق سبحانه تعالی آن سرور کائنات صلی الله علیه وسلم را بعد بعثت علم اولین و آخرین یعنی علوم ماضیه و مستقبله از بدء خلق تا قیام قیامت بما کان وما هو کائن بلکه تمامی علوم جزوی و کلی و احاطهٔ آن الهام فرموده و زبر اکثر معجزات باهرات صلی الله علیه وسلم هر صغیر و کبیر

و هر که عقل سلیم و اعتقاد کامل دارد هویدا و در کتب حدیث و تفسیر مثل آفتاب بر چرخ چارمی روشن و آشکار است که علم سید المرسلین و محبوب رب العالمین صلی الله علیه و علی آله اجمعین وسیع است بر تمام علوم انس و جن و ملائکه زیرا که حق تعالی آن محبوب عالم را احاطه بر علوم قرآن شریف و علوم اولین و آخرین عنایت فرموده چنانکه حق تعالی ارشاد می فرماید ما فرطنا فی الکتاب من شیء الآیة و علوم تمامی انبیا علیهم الصلوة والتسلیم مندرج و منحصر اند در علوم صلی الله علیه و سلم و بر جمیع معارف و علوم و جمیع مصالح دارین و معرفت امور شرائع و فوائد دین و سیاست عباد و مصالح امت مرحومهٔ خویش و احکام جمیع انبیا و رسل و اسرار و اختلاف شرائع ایشان بالخصوص بالهام الٰهی اطلاع داشتند اگر ذی عقل سلیم فکر نماید احادیث متواتره و متکاثره در باب اشراط الساعة و قیام قیامت و شفاعت عظمی و دخول جنت للمسلمین و کیفیت آنها و دخول نار للکافرین و حال بد مآل اینها و غیرها موجود اند از حضرت ابن عمر رضی الله عنهما مروی است که فرمود رسول خدا صلی الله علیه و سلم بیشک حق تعالی برداشت برای من دنیا را من می بینم طرف آن و هر چه شدنی است تا روز قیامت این طور که کف دست خود را می بینم و فرمود ابوذر رضی الله عنه که نگذاشت ما را رسول خدا صلی الله علیه و سلم و هر طائر که بازوی خود را می جنبانید در آسمان مگر علم آنها از من ذکر کرده و یک حدیث از عبد الرحمن بن عائش و دیگر از معاذ بن جبل منقول است که فرمود رسول خدا صلی الله علیه و سلم که دیدم پروردگار خود را در حسن صورت گفت پروردگار و پرسید از من که در چه چیز خصومت میکنند ملائکه گفتم تو عالمی گفت آنحضرت پس نهاد پروردگار تعالی دست قدرت خود را میانهٔ دوشانهٔ من پس یافتم سردی دست مولی تعالی را درمیان دو پستان خود پس دانستم هر چه در آسمان و هر چه در زمین بود و در حدیث دیگر است که روشن و ظاهر شد برای من هر چیز الحدیث محقق دهلوی علیه الرحمة و تحت این حدیث افاده می فرماید عبارت است از حصول تمامی علوم جزوی و کلی و احاطهٔ آن انتهت و همین طور ملا علی قاری علیه الرحمة رقم می فرمایند ای هر چه اذن داده اند برای ظهور از عالم علویه و سفلیه مطلقا و خصومت ملائکه خصوصا در ینجا مطلب هر یک بنویسیم نادر فهم آید پس ازین عبارت هر یک بسند کتاب رقم خواهم ساخت و در صحیح مسلم از ابو ذر یعنی عمرو بن اخطب مروی است که خواند رسول خدا صلی الله علیه و سلم همراه ما نماز صبح را و بر منبر رفت خطبه شروع ساخت تا اینکه زوال شد فرود آمد و نماز ظهر را ادا ساخت باز بر منبر رفت خطبه خواند تا آنکه وقت نماز عصر آمد نماز خوانده باز

خطبہ خواند تا آنکہ غروب آفتاب گردید پس خبر داد ما را بما کان و بما ہو کائن پس عالم ترین ما حافظ ترین ما ست
و حضرت شیخ محقق عبد الحق دہلوی در مدارج النبوۃ افادہ فرمودہ و ہر کہ مطالعہ کند احوال شریف او را از
ابتدا تا انتہا ببیند کہ چہ تعلیم کردہ است او را پروردگار و افاضہ کردہ است بروی از علوم و اسرار ما
کان و ما یکون بضرورت حاصل شود او را علم بہ نبوت او بی شوب و شکوک و ظنون قولہ تعالیٰ (و
علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما) صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ حسب جملہ
و کمالہ انتہی و از ین معجزہ اگر ملحد بحجت مختلان انکار کنند دیگری را مجال انکار نیست کما ہو مصرح
فی الشفا فی جمع الجوامع للسیوطی ان اللہ عز و جل رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا و الی ما ہو
کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ انتہی و در منح المکیہ فی شرح قصیدۃ الہمزیۃ لابن الحجر منقول است
ای وسع علمہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم العالمین الانس و الملائکۃ و الجن لان اللہ
تعالی اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین و الآخرین ما کان و ما یکون کما مر و حسبک
فی ذلک القرآن الذی اوتیہ صلی اللہ علیہ وسلم و مثلہ معہ کما صح عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم و قد قال اللہ تعالی (ما فرطنا فی الکتاب من شیء) و یلزم
من احاطتہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعلوم القرآنیۃ و مثلہا الذی اوتیہ ایضا انہ
صلی اللہ علیہ وسلم احاط بعلوم الاولین و الآخرین و ان علومہم مندرجۃ و منغمرۃ
فی علومہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی و فی المواہب عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا و الی ما ہو کائن فیہا
الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ہذہ و سنیر من خواطر الابرار الاخیار انہ صلی اللہ علیہ
وسلم عرف بما یقع فی حیاتہ و بعد موتہ و ما قد تحتم وقوعہ فلا سبیل الی فوتہ و قال ابو ذر
ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علما
رواہ و لا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذلک و القی علم الاولین و الآخرین
و اما علم عوارف المعارف الالٰہیۃ فذلک لا یتناہی عددہا و الیہ صلی اللہ علیہ وسلم ینتہی عددہا انتہی
و در شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مرقوم است و من معجزاتہ الباہرۃ ما جمعہ اللہ لہ من المعارف
و العلوم و خصہ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا و الدین و معرفتہ بامور شرائعہ

وقوانین دینه وسیاسة عباده ومصالح امته وما کان فی الامم قبله من قصص الانبیاء
والرسل والجبابرة والقرون الماضیة من لدن آدم الی زمنه وحفظ سر شرائعهم
وکتبهم ووعی سیرهم وانبائهم وایام الله فیهم وصفات اعیانهم واختلاف آرائهم
والمعرفة بمدد هم واعمارهم وحکم حکمائهم ومحاجة کل امة من الکفرة ومعارضة
کل فرقة من الکتابیین بما فی کتبهم واعلامهم باسرارها ومخبیات علومها واخبارهم
بما کتموه من ذلك وغیروه الی الاحتواء علی لغات العرب وغریب الفاظ فرقها
والاحاطة بضروب فصاحتها والحفظ لایامها وامثالها وحکمها ومعانی اشعارها
وتخصیص بجوامع کلمه الی المعرفة بضرب الامثال الصحیحة والحکم البینة لتقریب
التفهیم للغامض والتبیین للمشکل الی تمهید قواعد الشرع الذی لا تناقض فیه ولا تخاذل
مع اشتمال شریعته علی محاسن الاخلاق ومحامد الآداب وکل شیء مستحسن مفضل
لم ینکر منه ملحد ذو عقل سلیم شیئا الا من جهة الخذلان بل کل جاحد له وکافر به
من الجاهلیة اذا سمع ما یدعو الیه صوبه واستحسنه دون طلب اقامة برهان علیه
انتهت مختصرا وفی المشکوة عن معاذ بن جبل قال احتبس عنا رسول الله صلی الله
علیه وسلم ذات غداة عن صلوة الصبح حتی کدنا نترای عین الشمس فخرج
سریعا فثوب بالصلوة فصلی رسول الله صلی الله علیه وسلم وتجوز فی صلوته فلما
سلم دعا بصوته فقال لنا علی مصافکم کما انتم ثم انفتل الینا ثم قال اما انی ساحدثکم
ما حبسنی عنکم الغداة انی قمت من اللیل فتوضأت وصلیت ما قدر لی فنعست فی
صلوتی حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارك وتعالی فی احسن صورة فقال یا محمد قلت
لبیك رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت لا ادری قالها ثلثا قال فرأیته وضع کفه
بین کتفی حتی وجدت برد انامله بین ثدیی فتجلی لی کل شیء الحدیث قال ملا علی القاری
فی المرقاة ای مما اذن الیه فی ظهوره لی من العوالم العلویة والسفلیة مطلقا ومما یختصم به
الملأ الاعلی خصوصا انتهی وفی المشکوة المصابیح عن عبد الرحمن بن عایش قال قال رسول
الله صلی الله علیه وسلم رأیت ربی فی احسن صورة قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت انت

اجله قال فوضع كفه بين كتفي فوجدت بردها بين ثديي فعلمت ما في السموات والارض
وتلا وكذلك نري ابراهيم ملكوت السموات والارض وليكون من الموقنين الحديث
ودر اشعة اللمعات محقق دهلوی علیه الرحمة در تحت این حدیث رقم فرموده اند مروی است از
عبد الرحمن بن عابس گفت که گفت رسول خدا صلی الله علیه وسلم که دیدم پروردگار خود را در نیکو
صورتی گفت پروردگار تعالی پرسید از من که در چه چیز خصومت میکنند ملأ اعلی گفتم تو داناتری پس گفت
آنحضرت پس نهاد پروردگار تعالی دست قدرت و انعام خود در میان دو شانهٔ من پس یافتم من
سردی دست فضل تعالی را در میان دو پستان خود پس دانستم هرچه در آسمان و هرچه در زمین بود و
عبارت است از حصول تمامی علوم جزوی و کلی و احاطهٔ آن و خواند آنحضرت مناسب این حال
بقصد استشهاد برامکان آن این آیت را و همچنین نمودیم ابراهیم خلیل الله علیه الصلوة والسلام را ملک
عظیم تمامی آسمانها و زمین را تا آنکه گردد ابراهیم از یقین کنندگان بوجود ذات و صفات و توحید و
اهل تحقیق گفته اند که تفاوت است درمیان این دو رؤیت زیرا که خلیل علیه السلام ملک آسمان
و زمین را دید و حبیب هرچه در آسمان و زمین بود خالی از ذوات و صفات و ظواهر و بواطن همه را دید
و خلیل حاصل شد مراورا یقین بوجوب ذاتی و وحدت حق بعد از دیدن ملکوت آسمان و زمین چنانکه
حال اهل استدلال و ارباب سلوک و محبان و طالبان می باشد و حبیب حاصل شد مراورا یقین و وصول
الی الله اول بار آن دانست عالم را و حقائق آنرا چنانکه شان مجذوبان و محبوبان و مطلوبان است
انتهی وفي اللمعات التنقيح للشيخ الموصوف قوله فعلمت ما في السموات والارض كناية
عن حصول جميع العلوم واستشهد على امكانه وحصوله بقوله وكذلك نري ابراهيم ملكوت
السموات والارض والملكوت فعلوت من الملك للمبالغة انتهى وفي المرقاة لملا على القاري
يعني ما اعلمه الله تعالى مما فيهما من الملائكة والاشجار وغيرهما وهو عبارة عن سعة علمه
الذي فتح الله عليه وقال ابن حجر اي جميع الكائنات التي في السموات بل وما فوقها كما يستفاد من
قصة المعراج والارض هي بمعنى الجنس اي وجميع ما في الارضين السبع بل وما تحتها كما افاده
اخباره صلى الله عليه وسلم عن الثور والحوت الذي عليهما الارضون كلها انتهى ويمكن
ان يراد بالسموات الجهة العليا وبالارض الجهة السفلى فيشتمل الجميع

وفی الصحیح المسلم حدثنی ابو زید یعنی عمرو بن اخطب قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل
فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا انتہی
واللہ اعلم وعلمہ احکم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۲ محرم الحرام ۱۳۸۴ھ ہجری ۲۸ سوال
کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ عمرو کا قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو خداوند کریم نے غیب پر آگاہی نہیں عنایت فرمائی اور جو علم عطا ہوا تھا وہ اب نہیں ہے اور نہ علم ما
کان وما یکون آپ کو حاصل ہے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ایسا عقیدہ رکھنے والا کہ آپ کو
غیب پر آگاہی حاصل ہے کافر ہے اور زید کا مقولہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے غیب پر آگاہی
عنایت کی اور آپکو علم ما کان وما یکون دیا اور جو علم آپکو عنایت کیا وہ اب بھی باقی ہے اگر آپکو باطلاع
الٰہی مطلع علی الغیب کہیں تو کفر نہیں لہٰذا بسر حق کون ہے ہو المصوب علم جملہ
غیوب کا ساتھ تفاصیل جملہ جزئیات وکلیات کے مختصات حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ہے قال اللہ
تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ شروانی حاشیہ بیضاوی میں لکھتے ہیں فان
غیبہ لا یطلع الا باعلام من الرسول ملک او بشر ولا غیبۃ الخاص مطلع علیہ بل
بعضہ بل اقل القلیل منہ انتہی اور تیسیر الرحمن میں ہے لکن الرسل لا یطلعون علی جمیع الغیوب
اور بطریق معجزہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہی غیب پر عنایت کی
ہے قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضی من رسول اور علوم اولین وآخرین
ما کان وما یکون آپ کو عنایت کیے ابن حجر مکی شرح قصیدہ ہمزیہ میں تحریر فرماتے ہیں وسع علمہ صلی اللہ
علیہ وسلم العالمین الانس والجن والملائکۃ لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علوم الاولین والآخرین ما کان منہ
وما یکون انتہی اور ترمذی نے حدیث حضرت معاذ بن جبل سے کل شئ اور حدیث حضرت عبد الرحمن
بن عابس سے فعلمت ما فی السموات والارض اور مسلم نے حدیث حضرت عمرو بن اخطب سے
فاخبرنا بما کان وما ھو کائن اور حدیث حضرت عائشہ رض سے رأیت فی مناہی ھذا کل شئ
وعد تم اور ترمذی نے حدیث عبد اللہ بن عمر سے ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء
اھل الجنۃ واسماء آبائہم وقبائلہم ثم اجمل عن آخرہم اور ھذا کتاب من رب العالمین

فیہ اسماء اهل النار واسماء ابائهم وقبائلهم الحدیث اور روایت کیا ہے قسطلانی نے دیلمی سے حدیث علمت الاسماء کلہا اور ابن حجر عسقلانی نے امام احمد سے ابن مسعود رض سے اوتی نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم کل شیء الا الخمس نقل کیا ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی لمعات مین لکھتے ہین قوله فعلمت ما فی السموات والارض کنایة عن حصول جمیع العلوم انتہی اور سیوطی انموذج اللبیب مین تحریر فرماتے ہین عرض علیه امته کلهم من ادم فمن بعده کما علم ادم اسماء کل شیء اور اس سے قبل لکھتے ہین اوتی صلی اللہ علیہ وسلم علم کل شیء الا الخمس التی فی ایة ان اللہ عنده علم الساعة وقیل اوتیها ایضا وامر بکتمانها والخلاف جار فی الروح ایضا ان احادیث اور عبارات سے وسعت علم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہوتی ہے اور ثابت ہوا کہ جناب باری نے آپکو معرفت اہل جنت و نار کی مفصل انکے نامونکے انکے باپون اور قبیلون کے نامونکے اور معرفت کل نامونکی بلکہ کل مسمیات کی اور انکشاف ہر شیء کا اور علم اولین وآخرین علم ما کان وما یکون دیا ہے لیکن باین وسعت بہ جملہ غیوب امور جزئیہ مین گو بہ نسبت دوسری مخلوقات کے علوم کے اکثر کثیر ہین اور امور جزئیہ پر اطلاع ہونا مستلزم علم کلی یا اطلاع تفصیلی ہر ہر شیء کا باین طور کہ کوئی جزئی امر ہر شیء کا علم سے باہر نہو نہین ہے پس علم جملہ مغیبات کلیات وجزئیات کا بجمیع تفاصیلہا کہ مختص حضرت الوہیت کے ساتھ ہے کسی مخلوق کو حاصل نہین اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ خدا نے کسیکو بطریق معجزہ دیا ہے البتہ انبیا کو حق تعالی نے علم باللہ وصفاته کا کمال اس غایت تک عطا فرمایا ہے جس غایت تک مخلوق کو حاصل ہونا ممکن ہے اور کائنات حادثہ کا علم انکو بقدر احتیاج انکی امت کے عنایت فرمایا ہے تحقیق اسکی عقائد الخواص وفصوص وغیرہ مین موجود ہے ہر گاہ کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الی العالمین ہین اسیواسطے آپکو علم کل شیء کا عنایت فرمایا جن امور پر تفصیلا اطلاع کی ضرورت تھی اطلاع تفصیلی اسکی دی اور جن مین چاہا اجمال رکھا اور علم حضرت رسالت پناہ کا بعد حصول کے سلب ہو جانا یا سہو ہو جانا غلط ہے سہو بجز علوم منسوخہ کے اور ثابت نہین بلکہ بحکم آیہ قل رب زدنی علما ترقی علوم آپکے لیئے ثابت ہے پس علوم حضرت رسالت کی نہایت ہی نہین ہے اور اسیکو مطلع علی الغیوب باطلاع اللہ کہہ سکتے ہین باطلاع الہی مطلع علی الغیوب آپکو سمجھنا ہرگز کفر نہین بلکہ عین ایمان ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سامحه اللہ یوم التلاقی

فی الواقع علم تفصیلی جمیع ماکان وما یکون کا مختص حق تعالی کے ساتھ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگرچہ اطلاع ماکان وما یکون پر دیگئی لیکن اطلاع تفصیلی جمیع پر ثابت نہیں واللہ اعلم کتبہ عین القضاۃ عفا اللہ عنہ۔ واقعی زید بر سر حق ہے اور حضور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماکان و ما یکون پر تمام عالم سے بدرجہا زائد اطلاع دیگئی تو حضرت من جانب جناب باری عز اسمہ مطلع علی الغیوب ہوگئے اور یہ کیفیت نہیں بلکہ عین حق ہے اور کشف کے بعد مکشوف غیب نہیں رہتا بلکہ درحقیقت یہ علم متعلق بغیب نہیں ہے بلکہ علم غیب مطلقا منحصر بذات الٰہی ہے اور قول عمرو باطل ہے انسلاب علم یا کسی صفت کمال کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا افحش سوء ادب ہے۔ واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید [محمد عبد المجید] واقعی قول زید کا صحیح و درست ہے اور عمرو کا قول باطل و فضول ہے اسواسطے کہ اللہ پاک نے اپنے نبی مکرم کو ہر طرح کے غیب سے علم عطا فرمایا ہے خواہ غیب مطلق ہو خواہ غیب اضافی اور علم ماکان و ما یکون سے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم عطا فرمایا ہے پس حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع علی الغیوب کہنا کفر ہرگز نہیں بلکہ عین ایمان ہے جیسا کہ علماء محققین نے ثابت کیا ہے خاتم المحدثین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ اپنے فتاوے میں فرماتے ہیں الا من ارتضی من الرسول یعنی مگر کسیکہ پسند میکند آن کس رسول می باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبرئیل خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسی و عیسی علیہم الصلوۃ والسلام کہ او را اظہار بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید تا آن غیوب را بمکلفین میرساند و تلبیس و اشتباہ را از وی بکلی دفع می نماید تا احتمال خطا و ناراستی اصلا پیرامون آن نگردد و عامہ مکلفین کہ بدین معجزہ تصدیق رسول بشری نمودہ باشند در وحی ہر بار بران اعتماد نمودہ در غلط نیفتند و راہ حق گم نکنند و لہذا در انزال وحی احتیاج بلیغ بکار می برد انتہی اور حضرت جدی و مرشدی قدوۃ السالکین مولانا شاہ عبد الرزاق لکھنوی قدس سرہ اپنے رسالہ انوار غیبیہ میں افاضہ فرماتے ہیں اور غیب خاص بھی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق نے بتادیا اور بعض انبیا کو اور اولیا کو بھی اسمیں سے کچھ کچھ بتادیا جسکو جسقدر چاہا پس یہ سب بتادینے سے واقف ہوسکے تو ان سب کو عالم الغیب بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ کے سمجھنا الخ [illegible] اور اللہ کے بتانے سے بعض غیب کا عالم جاننا اور اپنے فہم سے کسی قسم غیب کو انکے علم [illegible] کفر نہیں ایمان ہے اور بالکل انبیا

اور اولیا کو معاذ اللہ علم غیب سے محروم سمجھنا خالی از کفر نہیں ہے اسواسطے کہ اس سمجھ سے بعض آیات قرآنی کا اور وسعت قدرت حق کا انکار لازم آتا ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اسقدر اعتقاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ دیا خاص ہو یا مطلق کلی صنف علم غیب سے نفی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درست نہیں اور نہ کل کا احاطہ کر سکتے ہیں اسکو اللہ ہی کے حوالہ کرنا چاہیے وہی جانے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت اور کیا تعداد ہے اور حضرت جد مکرم مقبول بارگاہ صمد جناب مولانا علی محمد لکھنوی قدس سرہ اپنے مجموعہ فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں یعنی در ظاہر امی بودند و در باطن حق تعالی بر جمیع علوم اطلاع دادہ کما فی الشفا للقاضی علیہ الرحمۃ ھذا اصح انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یکتب ولکن اوتی علم کل شیء انتہی ملتقطاً و نزد اہلسنت والجماعت و علمای باعمل بنصوص صریح بہ ثبوت پیوستہ کہ حق سبحانہ و تعالی آن سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم را بعد بعثت علم اولین و آخرین یعنی علوم ماضیہ و مستقبلہ از بدء خلق تا قیام قیامت ما کان و ما یکون بلکہ تمامی علوم جزوی و کلی و احاطہ آن الہام فرمود زیرا کہ از معجزات باہرات صلی اللہ علیہ وسلم بہ ہر صغیر و کبیر و ہر کہ عقل سلیم و اعتقاد کامل دارد ہویدا و در کتب حدیث و تفسیر مثل آفتاب جہانتاب بتصریح جا بجا بین و آشکارا است کہ علم سید المرسلین و محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ و علی آلہ اجمعین وسیع است بر تمام علوم انس و جن و ملائکہ زیرا کہ حق تعالی آن محبوب عالم را احاطہ بر علوم قرآن شریف و علوم اولین و آخرین عنایت فرمودہ چنانکہ حق تعالی ارشاد می فرماید ما فرطنا فی الکتاب من شیء الآیۃ و علوم تمامی انبیا علیہم الصلوۃ والتسلیم مندرج و منحصر اند در علوم صلی اللہ علیہ وسلم و بر جمیع معارف و علوم و جمیع مصالح دارین و معرفت امور شرائع و قواعد دین و سیاست عباد و مصالح امت ہر چہ ہم خویش و امم جمیع انبیا و رسل و اسرار و اختلافات شرائع ایشان بالخصوص بالہام الہی اطلاع داشتند آنرا ذی عقل سلیم نکند نماید احادیث متواترہ و مشکاۃ در باب اشراط الساعۃ و قیام قیامت و شفاعت عظمی و دخول جنت للمسلمین و کیفیت آنہا و دخول نار للکافرین و حال بر آل انبیا و غیرہ موجود است حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مروی است کہ فرمود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیشک حق تعالی بر داشت برای من دنیا را پس می بینم طرف آن و ہر چہ شدنی است تا روز قیامت باینطور کہ کف دست خود را می بینم و فرمود ابوذر رضی اللہ عنہ کہ نگذاشت ما را رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم و مرغی کہ بازوی خود را می جنباند

در آسمان مگر علم آنها از من ذکر کرده و یک حدیث از عبد الرحمن بن عائش و دیگر از معاذ بن جبل منقول است
که فرمود رسول خدا صلی الله علیه وسلم که دیدم پروردگار خود را در حسن صورت گفت پروردگار من پرسید
از من که در چه چیز خصومت میکنند ملائکه گفتم تو عالمی گفت آنحضرتؐ پس نهاد پروردگار تعالی دست
قدرت خود را میانه دو شانهٔ من پس یافتم سردی دست مولی تعالی درمیان دو پستان خود پس دانستم
هر چه در آسمان و هر چه در زمین بود و در حدیث دیگر است که روشن و ظاهر شد برای من هر چیز الحدیث
محقق دهلوی علیه الرحمة در تحت این حدیث افاده می فرمایند عبارت است از حصول تمامی علوم جزوی و
کلی و احاطهٔ آن انتهت و همین طور ملا علی قاری علیه الرحمة رقم می فرمایند ای هر چه اذن داده الله برای ظهور آن
عالم علویه و سفلیه مطلقا و خصوصیت ملائکه خصوصا درینجا مطلب هر یک می نویسم تا درفهم آید پس ازین
عبارت هر باب بسند کتاب رقم خواهم ساخت و در صحیح مسلم از ابو زید یعنی عمرو بن اخطب مروی است که خواند
رسول خدا صلی الله علیه وسلم همراه ما نماز صبح را و به منبر رفته خطبه شروع ساخت تا اینکه زوال شد فرود آمد و
نماز ظهر ادا ساخت باز به منبر رفته خطبه خواند تا اینکه وقت عصر آمد نماز خوانده باز خطبه خواند تا اینکه غروب
آفتاب گردید پس خبر داد ما را بما کان و بما هو کائن پس عالم ترین ما حافظ ترین ما است و حضرت عبد الحق
محدث دهلوی در مدارج النبوة افاده فرموده هر که مطالعه کند احوال شریف او را از ابتدا تا انتها به بیند که چه
تعلیم کرده است او را پروردگار و افاضه کرده است بر وی از علوم و اسرار ما کان و ما یکون بضرورت
حاصل شود او را علم به نبوت او بی شوب و شکوک و ظنون قوله تعالی و علمك ما لم تكن تعلم وكان فضل
الله عليك عظيما صلی الله علیه وسلم و علی آله حسب علمه و کماله انتهی و ازین معجزه اگر محمد بجهت خذلان
انکار کند دیگر را مجال انکار نیست کما هو مصرح فی الشفاء و فی جمع الجوامع للسیوطی ان الله عز وجل
رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ما هو کائن فیها الی یوم القیمة کما انظر الی کفی
هذه انتهی و در منح المکیه فی شرح قصیدة الهمزیة لابن الحجر ای وسع علمه صلی الله علیه وسلم علوم
العالمین الانس والملائكة والجن لان الله تعالى اطلعه على العالم فعلم علم الاولين والآخرين
ما كان وما يكون كما مر وحسبك في ذلك القرآن الذي اوتيه صلى الله عليه وسلم ومثله
معه كما صح عنه صلى الله عليه وسلم وقد قال الله تعالى ما فرطنا في الكتاب من شئ
ويلزم من احاطته صلى الله عليه وسلم بالعلوم القرآنية ومثلها الذي اوتيه

ایضا انہ صلی اللہ علیہ وسلم احاط بعلوم الاولین والاخرین وان علومھم منہ رشحۃ
ومنغمرۃ فی علومہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی وفی المواھب عن ابن عمر رضی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا
والی ما ھو کائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ وسنح من خواطر الابرار الاخیار
انہ صلی اللہ علیہ وسلم عرف جمیع ما یقع فی حیاتہ وبعد موتہ وما قد انعدم وقوعہ فلا سبیل
الی فوتہ وقال ابو ذر ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء
الا ذکر نا منہ علما ولا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی زید من ذلک والقی علیہ علم
الاولین والاخرین واما علم عوارف المعارف الالھیۃ فتلک لا یتناھی عددھا وانہ صلی
اللہ علیہ وسلم ینتہی مددھا انتہی ودر شفاء قاضی عیاض رحمہ اللہ مرقوم است ومن
معجزاتہ الباھرۃ ما جمعہ اللہ لہ من المعارف والعلوم وخصہ بہ من الاطلاع علی
جمیع مصالح الدنیا والدین ومعرفۃ بامور شرائعہ وقوانین دینہ وسیاسۃ
عبادہ ومصالح امتہ وما کان فی جمیع الامم قبلہ وقصص الانبیاء والرسل والجبابرۃ والقرون
الماضیۃ من لدن ادم الی زمنہ وحفظ شرائعھم وکتبھم ووعی سیرھم وانباءھم وایام
اللہ فیھم وصفات اعیانھم واختلاف ارائھم ومعرفۃ مدد نھم واعمارھم وحکم حکمائھم
ومحاجۃ کل امۃ من الکفرۃ ومعارضۃ کل فرقۃ من الکتابیین بما فی کتبھم واعلامھم باسرارھا
ومغیبات علومھا واخبارھم بما کتموہ من ذلک وغیرہ الی الاحتواء علی لغات العرب
وغریب الفاظ فرقھا والاحاطۃ بضروب فصاحتھا والحفظ لایامھا وامثالھا وحکمھا ومعانی
اشعارھا والتخصیص بجوامع کلمھا الی المعرفۃ بضرب الامثال الصحیحۃ والحکم البینۃ لتقریب
التفھیم للغامض والتبیین للمشکل الی تمھید قواعد الشرع الذی لا تناقض فیہ ولا تخاذل مع
اشتمال شریعتہ علی محاسن الاخلاق ومحامد الاداب وکل شیء مستحسن مفضل لم ینکر منہ
ملحد ذو عقل سلیم شیئا الا من جھۃ الخذلان بل کل جاحد لہ وکافر بہ من جاھلیۃ اذا سمع
ما یدعو الیہ صوبہ واستحسنہ دون طلب اقامۃ برھان علیہ انتہت مختصرا وفی المشکوۃ عن معاذ
ابن جبل قال احتبس عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات غداۃ عن صلوۃ الصبح حتی

كربها انتراءى عين الشمس فخرج سريعا فثوب بالصلوة فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وتجوز
فى صلوته فلما سلم دعا بصوته فقال لنا على مصافكم كما انتم ثم انفتل الينا ثم قال اما انى
ساحدثكم ما حبسنى عنكم الغداة انى قمت من الليل فتوضأت وصليت ما قدر لى فنعست فى
صلوتى حتى استثقلت فاذا انا بربى تبارك وتعالى فى احسن صورة فقال يا محمد قلت
لبيك رب قال فيم يختصم الملأ الاعلى قلت لا ادرى قالها ثلثا قال فرأيته وضع كفه بين
كتفى حتى وجدت برد انامله بين ثديى فتجلى لى كل شئ الحديث قال الملا على القارى فى
المرقاة اى مما اذن الله فى ظهوره لى من العوالم العلوية والسفلية مطلقا وما يختصم به
الملأ الاعلى خصوصا انتهى وفى المشكوة المصابيح عن عبد الرحمن بن عايش قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم رأيت ربى فى احسن صورة قال فيم يختصم الملأ الاعلى قلت انت
اعلم قال فوضع كفه بين كتفى فوجدت بردها بين ثديى فعلمت ما فى
السموات والارض وتلا وكذلك نرى ابراهيم ملكوت السموات والارض
وليكون من الموقنين الحديث ودر اشعة اللمعات محقق دهلوى رحمة الله عليه
در تحت اين حديث رقم فرموده اند مروى است از عبد الرحمن بن عايش كه گفت رسول الله
صلى الله عليه وسلم كه ديدم پروردگار خود را در نيكو صورت گفت پروردگار تعالى و پرسيد از
من كه در چه چيز خصومت ميكنند ملائكه گفتم تو داناترى گفت آنحضرت پس نهاد پروردگار
تعالى دست قدرت وانعام خود را درميان دوشانه من پس يافتم سردى دست وتعالے را
درميان دو پستان خود پس دانستم هرچه در آسمان وهرچه در زمين بود عبارت است از حصول
تمامى علوم جزئى وكلى واحاطه آن وخواند آنحضرت مناسب اين حال وبقصد استشهاد بامكان
آن اين آيه را وهمچنين نموديم ابراهيم خليل الله عليه الصلوة والسلام را ملك عظيم تمامى آسمانها را
وزمين را وتا آنكه گردد ابراهيم از يقين كنندگان بوجود ذات وصفات وتوحيد واهل تحقيق
گفته اند كه تفاوت است درميان اين دو رويت زيرا كه خليل عليه السلام ملك آسمان وزمين
را ديد وحبيب هرچه در آسمان وزمين بود خالى از ذات وصفات وظواهر وبواطن همه را ديد
وخليل را حاصل شد مراد از يقين بوجوب ذاتى ووحدت حق بعد از ديدن ملكوت آسمان وزمين

چنانکہ حال اہل استدلال وارباب سلوک ومحبان وطالبان می باشد وحبیب حاصل شد مراورا یقین ووصول الی اللہ ولا لبس ازان دانست عالم را وحقائق آنرا چنانکہ شان محبوبان ومطلوبان است انتہی وفی اللمعات التنقیح للشیخ الموصوف قولہ فعلمت ما فی السموات والارض کنایۃ عن حصول جمیع العلوم واستشہد علی امکانہ وحصولہ بقولہ وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض والملکوت فعلوت من الملک للمبالغۃ انتہی وفی المرقاۃ لملا علی القاری یعنی ما اعلمہ اللہ تعالی بما فیہما من الملائکۃ والاشجار وغیرہما وھو عبارۃ عن سعۃ علمہ الذی فتح اللہ علیہ وقال ابن حجر ای جمیع الکائنات التی فی السموات بل وما فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ھی بمعنی الجنس ای وجمیع ما فی الارضین السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الثور والحوت الذی علیہما الارضون کلہا انتہی ویمکن ان یراد بالسموات الجہۃ العلیا وبالارض الجہۃ السفلی فیشتمل الجمیع انتہی وفی الصحیح المسلم حدثنی ابوزید یعنی عمرو ابن اخطب قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا انتہی اور حضرت اخی واستاذی جامع العلوم العقلیہ والنقلیہ حاوی الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین مولانا مولوی حافظ سید الحاج محمد عبد الباقی صاحب دام فیوضہم نے اپنے رسالہ موسومہ بہ کشف غطاء الریب عن مسئلۃ علم الغیب میں تحریر کیا ہے الکشف الرابع قال ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اطلعہ اللہ سبحانہ علی الغیوب قال اللہ تبارک وتعالی تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک وقال تعالی ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک قال البیضاوی ای ما ذکرنا من القصص والغیوب لم تعرفہا الا بالوحی وقال النسفی ای ذلک من الغیوب التی لم تعرفہا الا بالوحی وقال اللہ تعالی وعلمک ما لم تکن تعلم قال البیضاوی من خفیات الامور او من امور الدین والاحکام انتہی وقال النسفی من امور الدین الشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب وقال البغوی من الاحکام

وقيل من العلم الغيب في قال السيوطي من الاحكام والغيب وقال الله تعالى وما هو على
الغيب بضنين بالضاد في قراءة نافع المولى وابن عامر الشامي وحمزة وعاصم الكوفي
وقرء ابن عمرو البصري وعلى الكسائي الكوفي بظنين بالظاء قال الخازن في تفسيره
وما هو اي محمد صلى الله عليه وسلم على الغيب اي الوحي ومن خبر السماء وما اطلع عليه
مما كان غائبا عليه من الانبياء والقصص بظنين اي بمتهم والظنة التهمة وقرء
الآخرون بالضاد اي ببخيل يقول انه ياتيه علم الغيب فلا يبخل به عليكم بل يعلمكم
ولا يكتمه كما يكتم الكاهن ما عنده حين ياخذ عليه حلوانا وهو اجرة الكاهن
انتهى وقال البيضاوي وما هو وما محمد على الغيب على ما يخبره من وحي الله
وغيره من الغيوب بظنين اي بمتهم من الظنة وقرء بضنين من الضاد هو
البخل اي لا يبخل في التبليغ والتعليم انتهى فثبت مما ذكرنا ان الله جل جلاله اطلع
نبينا صلى الله عليه وسلم على الغيب فلا يبخل النبي صلى الله عليه وسلم في تعليمه الى
الغيب وتبليغه بل يعلمه ويبلغه انتهى اور اسی کتاب میں ہے واما سعة علمه صلى الله عليه وسلم
بالكائنات فقد اخبر النبي صلى الله عليه وسلم بما خلق الله من العرش الى ما تحت الثرى
وقد ذكر منها السيوطي في الهبة السنية واخرج البخاري في صحيحه عن عمر يقول قام فينا النبي
صلى الله عليه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منازلهم واهل
النار منازلهم حفظ ذلك من حفظه ونسي من نسيه في عمدة القاري الغرض انه اخبر
عن المبدء والمعاش والمعاد جميعا قال فيه دلالة على انه اخبر في المجلس الواحد احوال
المخلوقات من ابتدائها الى انتهائها وفي ايراد ذلك كله في مجلس واحد امر عظيم من
خوارق العادة وكيف وقد اعطي جوامع الكلم انتهى ایسا ہی نقل کیا ہے اسی کتاب میں ملا
علی قاری اور طیبی اور عسقلانی سے اور بھی اسی کتاب میں ہے واخرج مسلم واحمد عن ابی زید الانصاری
قال صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح وصعد المنبر فخطبنا حتى حضرت
الصلوة ثم نزل فصلى الظهر ثم صعد المنبر فخطبنا ثم العصر كذلك حتى غابت الشمس
فحدثنا بما كان وما هو كائن فاعلمنا احفظنا واخرج ابو داؤد عن حذيفة بن اليمان انه

قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فما ترک شیئا یکون فی مقامہ ذلک
الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ھؤلاء
وانہ لیکون منہ الشیء قد نسیتہ فاراہ فاعرفہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل
اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ ثم قال حذیفۃ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوہ واللہ
ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنۃ الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من تبلغہ ثلثمائۃ
فصاعدا الا قد سماہ لنا باسمہ واسم ابیہ وقبیلتہ انتھی اور بھی اسی کتاب میں ہے واخرج الطبرانی
عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا
انظر الیھا والی ما ھو کائن الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ قال الزرقانی قد رفع
ای اظھر وکشف لی الدنیا بحیث احطت بجمیع ما فیھا کانما انظر الی کفی بھذہ
الاشیاء الی انہ نظر حقیقۃ دفع بہ احتمال ان السبب ارید بالنظر العلم ولا یرد انہ اخبار
ممن شاھدہ فلا یکون غیبا لان اخبارہ بذلک اخبار عن غیب من الناس ثم یعلم
باعتبار صدقہ ووجوب اعتقادہ بقولہ ان کل ما علمہ الناس بعدہ من جملۃ ما راٰہ
حین کشف لہ الدنیا صلی اللہ علیہ وسلم انتھی واخرج احمد والطبرانی عن ابی ذر لقد
ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ من السماء الا ذکر لنا منہ
علما وفی روایۃ الا ذکر لنا منہ علما قال الزرقانی ذکر لنا من طیرانہ علما یتعلق بہ فکیف
بغیرہ مما ھنالک فی الارض وھذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلا تارۃ واجمالا اخری
والمعنی انہ ما ترک شیئا الا بینہ لنا بحیث لا یخفی علینا شیء بعدہ وقد کان خطب قبل
وفاتہ خطبا اطال فیھا مرۃ من الصباح الی الظھر ای قبل الغروب لم یدع شیئا الا بینہ
لاصحابہ انتھی واخرج مسلم فی صحیحہ عن ثوبان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان اللہ زوی لی الارض حتی رأیت مشارق الارض ومغاربھا وان امتی سیبلغ
ملکھا ما زوی لی منھا انتھی اور بھی اسی کتاب میں ہے واخرج الترمذی عن عبد اللہ
ابن عمر قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدہ کتابان فقال اتدرون ما ھذان
الکتابان فقلنا لا یا رسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی ھذا کتاب

من رب العالمین فیہ اسماء اهل الجنة واسماء اٰبائهم وقبائلهم ثم اجمل علی اٰخرهم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا ثم قال للذی فی شماله هذا الکتاب من رب العالمین فیه اسماء اهل النار واسماء اٰبائهم واسماء قبائلهم ثم اجمل علی اٰخرهم فلا یزاد فیهم ولا ینقص منهم ابدا الی ان قال ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدیہ فنبذهما ثم قال فرغ ربکم من العباد فریق فی الجنة وفریق فی السعیر انتهی اور اسی کتاب میں ہے واخرج مسلم من طریق المرادی عن عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث صلوٰة خسوف الشمس قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت فی مقامی هذا کل شیء وعدتم حتی لقد رأیتنی ارید ان آخذ قطفا من الجنة حین رأیتمونی جعلت اتقدم ولقد رأیت جهنم یحطم بعضها بعضا حین رأیتمونی تأخرت ورأیت فیها عمرو بن لحی وهو الذی سیب السوائب اور اسی کتاب میں ہے واخرج الدیلمی من حدیث ابی رافع وام حبیبة والحاکم من حدیثها انه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلت لی امتی فی الماء والطین وعلمت الاسماء کلها کما علم اٰدم الاسماء کلها وفی روایة الدنیا بدل امتی واخرج الطبرانی وایضا المقدسی عن حذیفة بن اسید بن خالد الغفاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی البارحة الذی هذه الحجرة اولها واٰخرها قیل یارسول اللہ عرض علیک من خلق فکیف من لم یخلق فقال صوّروا لی فی الطین حتی انی لاعرف بالانسان منهم من احدکم الوجه انتهی اور اسی کتاب میں ہے واخرج الدارمی والنسائی عن عبد الرحمٰن بن عابس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی فی احسن صورة قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت اللہ اعلم فقال فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها بین یدی فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض وتلا وکذلک نری ابراهیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی تعلیم علم غیب ہوئی جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ بیان کردیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیزیں جو اللہ نے پیدا کیں عرش سے تحت الثری تک ان میں سے بعضوں کو سیوطی نے ذکر کیا ہے جیسا کہ سنتے ہیں اور روایت کیا ہے بخاری نے اپنی صحیح میں عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ قیام فرمایا ہمارے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک زمانہ مین پس خبردی ہمکو آپ نے شروع پیدائش خلق سے وہانتک کہ داخل ہونگے اہل جنت
اپنے اپنے درجون مین اور اہل نار اپنی اپنی جگہون مین یاد رکھا اُسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اُسکو
جس نے بھلا دیا عمدۃ القاری مین ہی غرض اس سے یہ ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی مبدء اور
معاش ومعاد سب کی اور کہا صاحب عمدۃ القاری نے اسمین ثبوت ہی اس بات کا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک ہی مجلس مین تمام مخلوقات کے حالات ابتدا سے انتہا تک بیان کیے اور بیان کرنا
کل احوال کا ایک ہی مجلس مین یہ امر عظیم خوارق عادت کا ہی اور کیونکر نہو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کو جوامع کلم عطا کیے گئے ہین اور روایت کیا ہی مسلم و احمد نے ابی زید انصاری سے کہا اُنھون
نے نماز پڑھی ہمارے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی اور منبر پر چڑھ گئے پس خطبہ پڑھا یہانتک
کہ نماز ظہر کا وقت پہونچ گیا پھر اُترے اور نماز پڑھی آپ نے ہمارے ساتھ ظہر کی پھر منبر پر چڑھ
گئے پس خطبہ پڑھا پھر عصر کی نماز کے وقت نے ایسا ہی کیا یہانتک کہ غروب ہوگیا آفتاب پس
بیان کردیا ہمسے ما کان وما یکون کو پس زیادہ عالم ہم لوگون مین وہی ہی جو زیادہ یاد رکھنے والا
ہی اور روایت کی ہی ابوداود نے حذیفہ بن یمان سے کہا اُنھون نے کہ کھڑے ہوے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہم مین ایک مرتبہ پس نچھوڑا اُس قیام مین کسی چیز کو جو ہوگی قیام قیامت تک مگر بیان
کردیا اُسکو یاد رکھا اُسکو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا اُسکو جس نے بھلا دیا میرے ساتھی اُس
سے آگاہ ہین اور جب کوئی بات اُنمین سے ہوتی ہی اور مین بھولا ہوتا ہون تو اُسکو خیال کرتا
ہون مجکو یاد آجاتی ہی جیسا کہ یاد کرتا ہی ایک شخص دوسرے شخص کے چہرے کو جب غائب ہوجاتا
ہی اُس سے پھر جب دیکھتا ہی پہچان لیتا ہی پھر کہا حذیفہ نے نہین جانتا ہون مین کہ میرے ساتھی
بھلا دیے گئے ہین یا خود اُنھون نے کسی وجہ سے بھلا دیا ہی قسم خدا کی نہین چھوڑا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنہ برپا کرنے والے کو دنیا پوری ہونے تک جسکے ساتھی تین سو آدمی
یا اُنسے زیادہ ہون مگر بتادیا ہمکو اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام اور اُسکے قبیلہ کا نام اور طبرانی مین
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق
اللہ جلشانہ نے بلند کیا میرے لیے دنیا کو پس مین اُسکو دیکھتا ہون اور جو ہونے والا ہی اُسمین
قیامت کے دن تک جیسا دیکھتا ہون مین اپنی ہتھیلی کو زرقانی لکھتے ہین قدمہ فمر الی بینے

بتحقیق ظاہر کردی گئی اور کھولدی گئی میرے لیے دنیا اس طرح پر کہ مین نے احاطہ کر لیا کل چیزونکو جو اس مین ہین کا نما انظر الی کفی یعنے گویا کہ دیکھتا ہون مین اپنے کف دست کو اس مین اشارہ اس جانب ہی کہ حضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کو حقیقۃً دیکھا وقوع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قول سے یہ احتمال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نظر سے علم نہین ہی اسپر اعتراض نہین ہوسکتا یہ خبر دینا مشاہدہ سے ہی پس غیب نہین اسلیے کہ اسکی خبر دنیا خبر دینا ہی اُس چیز کے کہ جو لوگون سے پوشیدہ و غائب ہی پھر اسوجہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور آپ کے قول کا اعتبار واجب ہی کہ جو کچھ لوگون نے بعد آپکے مشاہدہ فرمایا وہ منجملہ اُن اشیا کے ہی جنکو آپ دیکھ چکے جب دنیا بلند کر کے روبرو آپکے کی گئی اور روایت کیا ہی احمد اور طبرانی نے ابی ذر سے کہ کہا اُنھون نے بتحقیق نہین چھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس حال مین کہ جو چڑیا کہ اپنے پرونکو آسمان پر ہلاتی ہی مگر ذکر کر دیا ہمسے اُسکا علم زرقانی نے کہا ہی کہ ذکر کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے اُڑنے سے وہ علم جو اُسکے متعلق ہو پس کیونکر چھوڑے دوسرے علوم جو ہمکو مہم ہین یہ تمثیل ہی اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شے کو تفصیل وار کبھی اور بطور اجمال کبھی بیان کیا اور معنی یہ ہوے کہ نہین چھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو مگر بیان کر دیا اُسکو ہمسے اسطرح کہ نہین پوشیدہ رہی ہمپر کوئی چیز بعد آپکے اور پڑھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قبل وفات فرمانے کے چند خطبے کبھی اُسمین طول دیا آپنے صبح سے ظہر تک اور کبھی ظہر سے مغرب کے قریب تک نہین چھوڑا کسی چیز کو مگر بیان کر دیا اپنے صحابہ سے اور روایت کیا ہی مسلم نے اپنی صحیح مین ثوبان سے بتحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جلشانہ نے میرے لیے سمیٹ لیا زمین کو یہانتک کہ دیکھا مین نے مشارق ارض و مغارب ارض کو جہانتک ملک میرا پہونچیگا وہ وہی ہی جو میرے لیے سمیٹا گیا اور روایت کیا ہی ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے کہا اُنھون نے کہ نکلے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ہاتھ مین اُنکے دو کتابین تھین پس فرمایا آپنے کہ جانتے ہو یہ کون کتابین ہین کہا ہمنے کہ نہین یا رسول اللہ مگر یہ کہ بتادے ہمکو پس فرمایا اُسکو جو آپکے داہنے ہاتھ مین تھی کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی جانب سے ہی اسمین نام جنت والون کے اور اُنکے باپون اور اُنکے قبیلون کے ہین پھر مجموعہ اسکا فرما دیا پس نہ زیادتی ہوگی اُنمین نہ کمی ہوگی اُنمین سے کبھی پھر فرمایا اُس کتاب کے لیے جو بائین

ہاتھ مین تھی کہ یہ کتاب پروردگار عالم کی جانب سے ہی اس مین اہل دوزخ کے نام ہین اور اُن کے
باپون کے اور اُنکے قبیلون کے پھر جملہ اُسکا بیان فرما دیا پس نہ زیادتی ہوگی اُنمین نہ کمی ہوگی اُنمین
سے کبھی اسکے بعد حدیث مین ہی پھر اشارہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون ہاتھون سے
پھر پھینک دیا آپنے اُن دونون کتابون کو یعنے آسمان کی جانب پھر فرمایا فراغت پاچکا پروردگار تمھارا
اپنے بندون سے پھر ایک گروہ جنت مین اور ایک دوزخ مین اور روایت کیا ہی مسلم نے بروایت
مرادی کے حضرت عائشہ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث صلوۃ خسوف شمس مین کہا حضرت
عائشہ رضہ نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی مین نے اس جگہ مین ہر چیز جس کا مجسے وعدہ
ہی یہانتک کہ دیکھا مین نے اپنے کو کہ لیا چاہتا ہون مین خوشہ انگور جنت کو جب تمنے مجھے دیکھا آگے
بڑھتے ہوے اور دیکھا مین نے جہنم کو کہ بعضے بعضون کو شکستہ کرتے ہین جب تمنے دیکھا کہ مین پیچھے ہٹا
اور مین نے دیکھا اُس مین عمرو بن لحی کو جس نے اول سانڈ چھوڑ وادیے تھے اور روایت کیا ہی دیلمی نے
ابی رافع و ام حبیبہ رضی اللہ عنہما سے اور حاکم نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا اُن دونون نے کہ فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بنائی گئی میری امت میرے واسطے پانی اور مٹی سے اور جتا یا گیا مین کل نام
جیسا کہ آدم کو کل نام بتا دیے گئے اور ایک روایت مین امت کی جگہ پر دنیا وارد ہوا ہی یعنی دنیا مجھکو دکھا دی گئی
اور طبرانی نے روایت کیا ہی اور مقدسی نے بھی حذیفہ بن اسید ابن خالد غفاری سے کہا اُنھون نے کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی گئی شب گذشتہ کو مجھپر میری امت پہلی اور پچھلی اس حجرہ کے پاس پس
کہا گیا یا رسول اللہ پیش کی گئی آپ پر جو پیدا ہو چکی تو کیونکر پیش کی گئی جو ابھی پیدا نہین ہوئی ہی پس
فرمایا آپ نے اُنکی صورتین مٹی مین میرے لیے ظاہر کی گئین یہانتک کہ مین پہچانتا ہون اُنمین سے
ہر ایک انسان کو زیادہ تمھارے پہچاننے سے اپنے ساتھی کو اور روایت کیا ہی دارمی اور نسائی نے عبدالرحمٰن
بن عابس سے کہ کہا اُنھون نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا مین نے اپنے پروردگار کو
اچھی صورت مین فرمایا مجھسے اُس نے کہ کس بات مین جھگڑتے ہین ملاء اعلیٰ کے کہا مین نے خدا زیادہ
جانتا ہی فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پس رکھا خدا نے اپنے کف کو درمیان میرے دونون شانون کے
پس پائی مین نے ٹھنڈک اُسکی اپنے سینہ مین پس جان لیا مین نے جو کچھ آسمان اور زمین مین
ہی اور پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وکذالک نری ابراہیم الآیۃ یعنے اسی طرح

دکھاتے ہین ہم ابراہیم کو ملک آسمان و زمین اسلیے کہ وہ یقین والون مین ہون اور بہت سی احادیث
ہین جن سے معلوم ہوتا ہی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بہت کچھ علم غیب عطا فرمایا
ہی اس مسئلہ کی تحقیق حضرت اُستاذی دام فیوضہم نے اپنے رسالہ مذکور الصدر مین بہت بسط و تشریح
کے ساتھ کی ہی فلیراجع واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ | محمد قیام الدین عبد الباری |
فی الواقع غیب خاص جسکو غیب حقیقی بھی کہتے ہین وہ ہی کہ کسی مخلوق کو جناب باری عز اسمہ کے بغیر
بتائے کسی طرح معلوم ہو سکے مثلاً کنہ ذات و صفات باری عز اسمہ وغیرہ مخصوص بذات خاص تعالی
شانہ ہی اُس مین کسی کی شرکت نہین لیکن غیب مطلق جسکو غیب اضافی بھی کہتے ہین وہ ہی کہ
جسکو حواس البشر نہ پہونچ سکین مثلاً حشر و نشر و جنت و دوزخ کے احوال وغیرہ کہ حواس البشری اُسکے
ادراک سے قاصر ہین مخصوص بذات شانہ تعالی نہین بلکہ جس مخلوق کو اُس مین سے جس قدر مصلحت
تھا حضرت الوہیت نے بتا دیا خواہ مخلوق ملک ہو یا بشر اور بتا دینے کے بعد وہ غیب اُس مخلوق
کے حق مین غیب نہین رہتا بلکہ من قبیل مشاہدہ ہو جاتا ہی اگرچہ دوسرون کے حق مین وہ غیب غیب
ہی رہے پس محققین اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نسبت علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجہ
عموم احادیث یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب بھی
بھی خاص ہو یا مطلق بہت کچھ دیا جسکا علم اُسکو ہی اسکو نہ کسی فرد کے لیے من کل افراد کے قائل
ہو سکتے ہین اور جو کچھ علم حضور کو دیا گیا وہ سب حضور پر من قبیل شہادت ہو گیا جسکی حقیقت واقعی
حضور کو معلوم ہو گی اسی کو عین العلم بھی کہتے ہین اسی بنا پر حضور نے فرمایا ہی کہ مین غیب کو نہین جانتا
ہون پس زید برسر حق ہی اور اُسکا قول کفر نہین بلکہ عین ایمان ہی اور عمرو کا قول باطل بلکہ قریب
کفر کے ہی علم یا کسی اور صفت کمال کے سلب ہو جانیکا قائل ہونا ذات پاک سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ
والتحیات سے کمال سوء ادب بلکہ قریب کفر کے ہی واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز
غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ | محمد عبد العزیز | **وما توفیقی الا باللہ** واقعی آیہ کریمہ وعندہ مفاتح
الغیب لا یعلمہا الا ہو اور قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وغیرہ اکثر
آیات جو اس معنی مین ہین علی التواتر یہ امر ثابت ہی کہ علم غیب تمام جزئیات و کلیات کا ذات اقدس
خالق اکبر تعالی شانہ کے مختصات سے ہی کسیکو اُس مین شائبہ شرکت کا بالذات نہین ہے اسیوجہ سے

آیۂ کریمہ لو کنت اعلم الغیب الخ مین بھی انکار غیب دانی رسول کریم ارشاد ہوا اور یہ سب آیات
محکمات تنزیل سے ہین کوئی محتمل نسخ و تاویل کی نہین ہے البتہ آیۂ کریمہ عالم الغیب فلا یظہر علی
غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول مین جو استثنا رسول مرتضی کا اظہار غیب کیلیے ارشاد
ہوا تو بظاہر معارض پایا گیا اور تعارض کی دو قسمین ہین ایک حقیقی جسکا حکم تساقط ہے وہ یہان محتمل بھی
نہین ہے دوسرے صوری جسکا حکم ترجیح یعنے اثبات قوت و قربت احد المتعارضین مین یا توفیق یعنی
جمع بین المتعارضین بوجہ من الوجوہ ہین کما فی کتب الاصول اسی بنا پر حضرات مفسرین نے بغرض
توفیق و ترجیح ارشاد فرمایا کہ علم غیب نامتناہی بوجہ الکمال مختصات حضرت الوہیت جل شانہ و عز برہانہ
سے ہے جو اکثر آیات سے ثابت ہے کسی غیر کو اوس مین شائبہ شرکت جزئیہ یا کلیہ کا بالذات اصلاً و مطلقاً
نہین ہے مگر اظہار بعض غیوب کا موافق آیۂ الا من ارتضی من رسول کے تکمیل مرتبۂ رسالت کے
لیے بدلیل معجزہ وغیرہ کے ہر ایک رسول پر موافق اوسکے مرتبہ کے من جانب اللہ فرمایا گیا ہے اور جو کچھ اظہار
مغیبات حضرت رسول پر فرمایا گیا ہے وہ حضرت الوہیت کے علم غیب نامتناہی کے مقابلہ مین اقل القلیل
ہے اسیوجہ سے حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر مین آیۂ کریمہ الا من ارتضی من
رسول الخ کے تحت مین بعضے از غیوب خاصہ ارشاد فرمایا ہے اور شروانی نے حاشیۂ بیضاوی
مین بعض بل اقل القلیل لکھا ہے اور صاحب تفسیر الرحمن نے لا یطلعون علی جمیع الغیوب
لکھا ہے عبارتین ان سب کتابون کی جوابات ماسبق مین منقول ہین اور اسی بنا پر ابو السعود وغیرہ نے
اپنی تفسیر مین غیب کی دو قسمین لکھی ہین ایک وہ جسپر دلیل نصب نہین ہے وہ حضرت رب العزت
جل شانہ کیلیے مختص ہے اور آیۂ کریمہ وعندہ مفاتح الغیب الخ سے یہی غیب مراد ہے دوسرے
وہ غیب جس پر کوئی دلیل نصب ہو مثل صانع تعالی اور اسکی صفات کے اور نبوت انبیا اور احکام شرعیہ
متعلقۂ نبوت اور احوال قیامت بعث و نشور حساب وغیرہ جو امور غیبیہ منصوب دلیل ہین
اسی قسم ثانی مین داخل ہین اس تقسیم سے بھی یہی امر ثابت ہے کہ غیب قسم اول پر کسیکو آگاہی نہین
دی گئی اور غیب قسم ثانی پر بدلالت دلیل ہر ایک رسول کو موافق اوسکے رتبہ کے اللہ جل شانہ نے
آگاہی عنایت فرمائی ہے اور اسی تقسیم کے موافق علماے عقائد نے بھی تقسیم علم کی فرمائی ہے یعنے علم
کی دو قسمین ہین ایک علم بے سبب جو مختص بذات خالق اکبر جل شانہ ہے دوسری علم بسبب وہ

مشترک تمام مخلوقات مین ہی اور اسباب علم کے داخلی وخارجی کثیر ہین منجملہ اُنکے ایک سبب خبر صادق بھی ہی اور خبر صادق کی ایک قسم وحی منزل من اللہ ہی اور وحی کی بھی دو قسمین ہین ایک متلو اور دوسری غیر متلو متلو یعنی قرآن کریم جسکی تلاوت ناموس الٰہی نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائی اور آپنے اہل ایمان پر فرمائی یا جس کی تلاوت نماز مین جائز ہی اور ثانی حدیث شریف جسکی تلاوت ناموس الٰہی نے آپ پر نہین فرمائی اور نہ آپ نے اہل ایمان پر فرمائی اور تلاوت اُسکی نماز مین جائز نہین ہے اس بیان سے علماے عقائد کے بھی یہی ثابت ہی کہ تمام یا بعض غیب کا علم کسی رسول کو حاصل نہین ہوا الا موافق خبر صادق کے جو کچھ کسی رسول کو اللہ جل شانہ نے آگاہی عطا فرمائی اُس سے انکار بھی ہرگز نہین چاہیے اب یہ شبہہ ضرور ہی کہ آیۂ کریمہ الا من ارتضی مین علی غیبہ ارشاد ہوا جو کل پر دلالت کرتا ہی علی بعض غیبہ نہین ارشاد ہوا اور بعض احادیث مین بھی لفظ کل یا کل شئی ارشاد ہوا اس صورت مین مفسرین نے لفظ بعض یا اقل القلیل کو کیون اختیار کیا اسکے دو جواب ہین اول یہ کہ اصولیین کے نزدیک کل کی تین صورتین ہین ایک کل مجموعی دوسرے کل افرادی جیسے بولتے ہین لکل واحد منہما تیسرے وہ جزو جسکو کوئی نسبت معینہ کل کی جانب ہو اور بعض کے اقسام نہین ہین قلیل وکثیر ایک ہی ہے اس قاعدہ اصول کے موافق اگر کل مجموعی کو بدلالت ظاہر لفظ غیبہ کے اختیار کرتے تو اُن آیات متواترہ کے خلاف ہوتا جن کی قربت وکثرت ثابت ہی لہذا لفظ بعض اور اقل القلیل کو اختیار کیا اور جواب ثانی یہ ہی کہ وہ احادیث جنمین لفظ کل ارشاد ہوا ہے متواترہ نہین ہین مختلفہ بھی ہین اسوجہ سے اُنکا اعتبار آیات متواترہ اور ظاہر کتاب کے مقابلے مین نہین ہوسکتا ہی جیساکہ شرح عقائد نسفی مین ہی کہ خبر آحاد بالعموم اور آحاد مختلفہ بالخصوص جبکہ مخالف ظاہر کتاب کے ہون تو اعتقادیات مین معتبر نہین اگرچہ اُن جمیع شرائط کو شامل ہون جو اصول فقہ مین مذکور ہین اور اگر اُن احادیث کا تواتر بھی ثابت ہو تو بھی موافق اصول کے اپنے معنی سے مصروف ہونگے والا ترک اولی پر محمول ہونگے اسکی بھی تصریح دوسرے مقام مین شارح عقائد نسفی نے کی ہی الحاصل موافق آیات متواترہ کے حضرات مفسرین اور علماے عقائد سے اطلاع بعض غیب کی جو بسبب وحی ہر ایک رسول کے لیے موافق اُنکی رتبہ کے بالعموم اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے لیے آپکی شایان شان سے

سب اکثر و اوفر کتاب اور سنت سے بالخصوص ثابت کردی ہی اور وہ حق ہی اسمین کوئی وجہ شک
و شبہہ کی نہین ہی کہ جو کچھ قرآن کریم اور احادیث صریح مین ہی اُس کل کی اطلاع آپکو بوجہ کمال
دیگئی اور وہ علم ما کان و ما یکون سب کو شامل ہی الا انہ کل مجمل اور نہ کل مفصل بلکہ کہین مجمل اور
کہین مفصل ہی بنا برعلی ذلک محققین علمانے کل مجموعے سے احتراز کر کے یہ ثابت کر دیا کہ شرعاً اطلاع
تفصیلی جمیع پر ثابت نہین اور جو اسرار آپکو ملہم یا منکشف ہوے اور اُنکا اظہار آپنے نہین فرمایا یا جن
علوم سے آپنے انکار فرمایا وہ قرآن وحدیث مین بھی نہین ہین اُنکا علم بھی سواے اللہ جل شانہ کے
کسیکو نہین ہی اس لیے اُنکا ذکر اجمالی بھی نہین ہوسکتا ہی پس عمرو اور زید ہر ایک ایمان دار کو
تصدیق اس بات کی کرنا واجب ہی کہ علم غیب نا متناہی اللہ جل شانہ کی ذات خاص کے لیے ہے
اُس علام الغیوب نے ہر ایک رسول کو موافق اُسکے رتبہ کے بعض غیوب پر آگاہی عنایت فرمائی
ہی ہر گاہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کا مرتبہ عند اللہ تمام رسل ملکی و بشری
سے اعلی ہی لہذا آپکو حضرت باری عز اسمہ نے موافق آپ کے مرتبہ اور نبوت عامہ کے تمام رسل سے
اکثر و اوفر آگاہی ما کان و ما یکون و دیگر مخفیات پر جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہی بالیقین
عنایت فرمائی اُس سے انکار جہانتک ضروریات دین ما جاء بہ الرسول سے ہوگا واجب تکفیر ہوگا
والا مثل ارباب تاویل کے فساد اعتقاد ضروری ہی اور جو علم آپکو حضرت علام الغیوب نے عطا فرمایا تھا وہ
غیب نہین بلکہ متیقن و بدیہیات ہین مثل آپکے محسوسات اور بدیہیات کے تھا اُس علم مین آپکے
احتمال نقیض و تشکیک مشکک اور انکار کو اصلا دخل نہین ہی جس طرح آپ کی حیات مین تھا اُسی
طرح تا قیام قیامت رہیگا کمال سوء عقیدت اور سوء ادب ہے کہ آپکے زوال علم کا خیال کیا
جائے نعوذ باللہ من عقائد الباطل اس مسئلہ کی تحقیق کے لیے فقیر نے چند روز مین جو کچھ کتب معتبرہ
سے استنباط کیا ہی اُسکو علیحدہ جمع کر کے ایک مختصر رسالہ موسوم بہ دافع الریب عن مسألۃ علم الغیب
مرتب کر دیا ہی یہ سب اُسکا لب لباب ہی من شاء التصریح فلیراجع الیہ واللہ اعلم وحکمہ احکم حررہ ابو سعید محمد
عبد الخالق غفر لہ العلیم الخالق [ابو سعید محمد عبد الخالق]

سوال ۲۹ کیا فرماتے ہین علماے دین
و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ علم غیب کے بابت زید کا عقیدہ یہ ہی کہ عالم الغیب کا رتبہ سواے
اللہ جل شانہ کے اور کسیکو نہین ہی اور نہ صفت عالم الغیب دیگر انبیا علیہم السلام یا حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو موصوف کرنا چاہیے کیونکہ یہ صفت خداوند کریم کے واسطے مخصوص ہے لقولہ تعالیٰ قل لا یعلم
من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی
السوء قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ان ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں غیوبیہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل قصص انبیاء سابقہ اور حالات بہشت اور دوزخ وقیامت و
اور ذکر بعث ونشر وحشر وغیرہ کا بذریعہ کشف ووحی والہام بیان فرمایا لیکن اللہ پاک نے اپنا کل
علم غیب آنحضرتؐ کو نہیں عطا فرمایا لہذا اطلاق لفظ عالم الغیب کا آنحضرتؐ پر نہیں ہو سکتا
ہے پس بموجب حکم شرع شریف کے زید کا عقیدہ کیسا ہے بینوا توجروا ہو المصوب
فی الحقیقت عالم الغیب سوا خدا کے کوئی نہیں جناب باری جل جلالہ نے علم غیب کسی مخلوق کو
نہیں دیا اور نہ انبیاء اور مرسلین کو غیب پر آگاہی عنایت کی ہے مدارک میں ہے (ما کان اللہ
لیطلعکم علی الغیب) ما کان اللہ لیوتی احدا منکم علم الغیب فلا تتوھموا عند اخبار
الرسول بنفاق الرجل واخلاص الاخر انہ اطلع علی ما فی القلوب اطلاع اللہ فیخبر
عن کفرھا وایمانھا (ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء) ولکن اللہ یرسل الرسل
فیوحی الیہم ویخبرھم بان فی الغیب کذا وان فلانا فی قلبہ النفاق وفلانا فی قلبہ
الاخلاص فیعلم ذالک من جہۃ اخبار اللہ لا من جہۃ نفسہ انتہٰی
پس حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء ومرسلین کو من الخیر وما مسنی السوء اور لا یعلم من
فی السموات والارض الغیب الا اللہ البتہ بہت سے امور غیبیہ پر جناب باری سے آگاہی عنایت
فرمائی ہے ان امور غیبیہ سے بھی وہ وقت ہیں جنکی نسبت قرآن مجید اور احادیث کریمہ کو آنکھ کھول کر
دیکھنے کا خیال لیکا کہ کیا کچھ امور ماضیہ ومستقبلہ دنیا ودینیہ واخرویہ پر آپکو اطلاع عنایت فرمائی گئی ہاں یہہ
وہ بھی امور غیبیہ ہیں جس پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں دیگئی جیسے کہ خدا
اور وہ اسم جنکو دعا میں آپ نے فرمایا او استاثرت بہ فی علم الغیب عندک وغیر ذالک پس کل
غیب پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہیں فرمائی گئی اور جن امور پر اطلاع فرمائی گئی وہ
بہ نسبت غیب حضرت حق جل جلالہ کے اقل قلیل ہیں مگر بہ نسبت دوسری مخلوق کے اکثر کثیر ہیں پس
عالم الغیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کہنا چاہیے بلکہ مطلع علی کثیر من الغیوب باطلاع اللہ کہنا چاہیے

اس سے ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ زید کا کہ عالم الغیب بجز خدا کے کوئی نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کو اس نے مطلع بہت کچھ غیوب پر فرمایا ہے اور کل غیب آپکو نہیں دیے گئے اور عالم الغیب آپکو کہنا صحیح ہے اور تحقیق جملہ متعلقات مسئلہ علم غیب کے فقیر نے اپنے رسالہ میں بخوبی کر دی ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سلمہ اللہ ایہم التلاقی۔ فی الواقع عالم الغیب مخصوص حق تعالیٰ میں ہے غیر کو عالم الغیب کہنا ناجائز ہے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغیبات کثیرہ پر مطلع فرمائے گئے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عین القضاۃ عفی عنہ۔ واقعی علم غیب مختص بجناب باری عز شانہ ہے اور اُسی کا علم اجمالی قبل وجود وحضور اشیا محیط بجملہ کلیات وجزئیات کو علی سبیل التفصیل والکمال ہے ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں وبالجملۃ فالعلم بالغیب امر تفرد بہ سبحانہ ہاں من ارتضی من رسول پر اظہار مغیبات کا موافق مصلحت حکمت کے کیا گیا ہے لیکن وہ بعد اظہار جناب باری کے علم بالغیب نہیں بلکہ بالشہادۃ ہے اسی وجہ سے حصر علم غیب مختص بجناب باری بدون استثنا کے ارشاد ہوا ہے قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ البتہ اظہار غیب کی نفی سے استثنا کی گئی فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اور یہ مرتبہ اظہار مغیبات کا حضور حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال نہیں ہے بلکہ دیگر حضرات کو بھی عطا ہوا ہے چنانچہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں تحت قولہ تعالیٰ الا من ارتضی من رسول لکھا ہے ھذا یعم الرسول الملکی والبشری البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار وکشف تمام خلق کی نسبت سے بدرجہا زائد ہے جسکا علم اللہ کو ہے لیس عقیدہ زید کا صحیح ودرست ہے اور اطلاق عالم الغیب کا غیر خدا پر موہم شرک کا ہے اور اعتقاد غیر خدا کے عالم الغیب ہونے کا کفر ہے جیسا کہ حضرات علمای حنفیہ نے تصریح کی ہے فی شرح الفقہ الاکبر لعلی القاری ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمہم اللہ احیانا وذکر الحنفیۃ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیہ السلام یعلم الغیب معارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسامرۃ واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر اللہ لو حید

ابو الغنا محمد عبد المجید	صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر
عیوبہ	محمد عبد العزیز

واقعی علم غیب سوائے اللہ جل شانہ کے اور کسیکو نہیں ہے اُسی کی صفت مختص

سے ہی کما فی شرح عقائد النسفی العلم بالغیب امر تفرد به الله تعالی لا سبیل الیه للعباد الا باعلام و
الالہام بطریق المعجزة او الکرامة انتہی بقدر الحاجۃ اور حضرات رسل یا اولیاء اللہ پر بطریق معجزہ
یا کرامت کے جو امور غیبی منکشف ہوتے ہین وہ اُنکے حق مین غیب نہین بلکہ مثل محسوسات و بدیہیات
کے ہین اسیوجہ سے کسی ولی یا رسول نے دعوی علم غیب کا نہین کیا بلکہ اعلام و الہام کو ثابت کیا
ہی اور غیب دانی کی نفی ہر ایک نے کی ہی اسی بنا پر علماے عقائد نے قول مدعی علم غیب پر کفر کا فتوی
دیا ہی جیسا کہ شرح عقائد نسفی مین ہی ذکر فی الفتوی ان قول القائل عند رؤیة هالة القمر
یکون مطر مدعیا علم الغیب لا بعلامة کفر انتہی اور اعتقاد غیب دانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بوجہ معارضہ آیہ کریمہ قل لا یعلم من فی السموات الخ کے بھی کفر ہی پس عقیدہ زید کا بہت
صحیح ہی تصحیح اس مسئلہ کی بتصریح استفتاے سابق مین فقیر کر چکا ہی۔ واللہ اعلم حررہ ابو سعید محمد عبد الخالق
غفر له الله الحلیم الخالق [ابو سعید محمد عبد الخالق] **سوال** ۲۹ کیا فرماتے ہین علماے دین و
مفتیان شرع المتین اس مسئلہ مین کہ فتواے مکتوبہ مین تحریر ہوا ہی کہ عالم الغیب بجز خدای تعالی کے
کسیکو کہنا نہ چاہیے حالانکہ بعض اکابر فرنگی محل کا قول اسکے خلاف موجود ہی عبارت اُسکی یہ ہی اللہ تعالی
بذات خود اُن غیبون کو جانتا ہی کسیکو بے بتلائے اللہ کے اُن چیزون کا جاننا ممکن نہین ہان جسقدر
جسکو اُنہین سے اللہ بتادے وہ بتلانے سے اُس قدر غیب کا عالم ہو جائیگا اُن سبکو عالم الغیب
بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ تعالی کے سمجھنا البتہ شرک ہی اور اللہ کے بتانے سے بعض
غیب کا عالم جاننا عین ایمان ہی آسمین کون قول صحیح و درست ہی بینوا توجروا **الجواب ہو المصوب**
دونون قول صحیح ہین اسواسطے کہ اطلاق عالم الغیب کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اسوجہ سے نکرنا چاہیے
کہ اسماے حضرت رسالت پناہ توقیفی ہین جسکی تصریح سیوطی نے انموذج مین اور زرقانی نے شرح مواہب
مین کردی ہی اور شریعت سے اطلاق اس اسم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت نہین سر اسمین یہ ہی
کہ عالم الغیب کا لفظ موہم شرک ہی بچند وجہ اول یہ کہ علم غیب صفت مخصوص بخدا ہی تصریح اسکی شرح فقہ
اکبر مین ملا علی قاری نے کردی ہی دوم یہ کہ علم غیب سے تبادر بلا قرینہ بالاستقلال ہوتا ہی اور یہ مخصوص
بخدا ہی سوم یہ کہ عالم الغیب کا لام استغراق حقیقی کے واسطے قرآن مجید مین آیا ہی تصریح اسکی تفتازانی نے
شرح مختصر مین کی ہی اسوجہ سے اکثر خیال استغراق کی جانب جاتا ہی چہارم یہ کہ لفظ غیب عام ہے

اور عام اپنے عموم پر رہتا ہی جبتک قرینۂ مخصصہ قائم نہولیں اگر قرینۂ صارفہ موجود ہو وہم شرک کو دفع
کردے تو صفت مخصوص بخدا نرہیگی نظیر اسکی لفظ رب ہی کہ بلا اضافت بجز خدا کے دوسرے پر بولا
نہین جاتا اور بسبب اضافت رافعۂ وہم شرک موجود ہو مضائقہ نہین کہ غیر پر اطلاق کیا جاوے جیسے
رب الارباب رب المال رب النوع وغیرہ اسی قبیل سے قرآن مین اذکرنی عند ربک وارد ہی علمانے
غیب کی دو قسمین کی ہین ایک وہ جس پر کوئی دلیل نہو دوسرے وہ جسکے واسطے دلیل ہو بیضاوی اور امام
رازی نے تصریح اسکی کی ہی اور کہا ہی کہ قسم اول مختص بخدا ہی اور قسم ثانی مخصوص بخدا نہین امام رازی
فرماتے ہین لا نمنع ان یقول نعلم من الغیب ما لنا علیه دلیل اور اطلاق غیب مقید کا عبارت مین
علما کے موجود ہی بیضاوی مین ہی الا ارتضی یعلم هو ملا علی قاری حاشیۂ بیضاوی مین لکھتے ہین لیس
بهذ ورود لا مستلزم لان یکون علم الغیب معجزة الانبیاء اور خفاجی لکھتے ہین و علم غیرہ لبعضه
لیس علما للغیب الا بحسب الظاهر اور مدارک مین ہی قد ارتضا علم الغیب اور بغوی نے لکھا ہے
وعلمك ما لم تکن تعلم قیل من علم الغیب اور مرقاۃ مین ملا علی قاری نے لکھا ہی متقدا ابی عبد الله
سے نقل کرکے ولیعتقد ان العبد ینقل فی الاحوال حتی یصیر فی الروحانیة فیعلم الغیب ویطوی له
الارض اور زرقانی مین ہی فیکون العلم به معجزة اور ایسے ہی بہت اطلاقات ہین جنکی تفصیل
مین طول ہی اسی قبیل سے اکابر کا قول اس قدر غیب کا عالم ہو جائے گا اور بعض غیب کا جاننا سمجھنا
چاہیے نہ اس قبیل سے جسکا فتوی سابق مین مینے ذکر کیا وہ اطلاق عالم الغیب کا بلا کسی قید کے ہی
جسکو مین منع کرتا ہون اور یہ اطلاق ساتھ ایسی قید کے ہی جس مین وہم شرک باقی نہین پس دونون
مین فرق کرنا لازم ہی خلط کرنا نہ چاہیے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سامحه الله یوم التلاقی — واقعی علم
غیب سواے حضرت الوہیت کے کسیکو نہین ہی قال الله تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض
الغیب الا الله اور حضرت صلی الله علیه وسلم کو موافق مصلحت حضرت ایزدی کے اطلاع دیگئی حقیقت جو درست
علم بالشہادۃ ہی جیسا کہ کلام خفاجی سے بھی مستفاد ہوتا ہی پس حضرات اکابر رحمہم اللہ تعالی کے کلام کی
تاویل بحسن ظن محمل صحیح پر کرنا چاہیے در موارد شرک و کفر حقیقةً وابہاماً سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیے
واللہ اعلم حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر له الله الوحید [ابو الغنا محمد عبد المجید] وما توفیقی الا بالله
فی الواقع علم غیب صفت مختصہ جناب باری جل جلالہ کی ہی جو آیۂ کریمہ وعنده مفاتح الغیب لا یعلمها

الا هو اور قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله وغیرہ سے اور اکثر آیات سے یہ بھی
تواتر سے احتمال فسخ و تاویل کے ثابت ہے انکا انکار اس سے بالاتفاق کفر ہے اور بعضے امور غیبی کا اظہار یا بعض
غیوب کی اطلاع اپنے پسندیدہ رسول کو اللہ جل شانہ نے موافق اپنی مرضی کے جو فرمائی ہے وہ بھی مصداق
آیۂ کریمہ فلا یظهر الآیۃ کے بالاتفاق ثابت ہے اس سے بھی انکار آیۂ کریمہ سے انکار ہوگا بلکہ اسکا انکار ضروریات
دین یا جاریہ الرسول کی حد کو پہونچ جائے گا نعوذ باللہ من ذلک ہان اختلاف اسمین ہے کہ جن امور
غیبی کی اطلاع حضرات رسل کو اللہ جل شانہ نے دی یا جو امور غیبی انپر ظاہر فرمائے وہ بعد اطلاع اظہار
کے غیب ہین یا نہین اور ان امور کا علم علم غیب ہے یا نہین اکثر کے نزدیک نہین ہے اسلیے کہ غیب
کے معنی لغت مین غائب کے ہین جو ضد حاضر ہے یا غیبت کے ہین جو ضد حضوری کی ہے اسی مناسبت سے
اکثر مفسرین بیضاوی و صاحب مدارک و بغوی و خازن و امام رازی وغیرہ نے قلب و وحی اللہ
تعالی و آخرت و قدر وغیرہ معانی کثیرہ لکھے ہین پس باعتبار معنی لغوی بعد اظہار و اطلاع کے وہ
امور غیبی نرہین گے مثلاً حضرت جبرئیل یا اور ملائکہ کو حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے
ظاہر فرمادیا تو ان صور ملکیہ پر اطلاق غیب کا نہین ہوسکتا کیونکہ اس عالم شہادت مین انکا مشاہدہ
اللہ جل شانہ نے جناب رسول کریم کو کرادیا اسی طرح سے نزول قرآن شریف بھی ہے کہ جبتک وہ عالم غیب
یعنے لوح محفوظ مین تھا کسی رسول ملکی و بشری کو اسکا علم نہ تھا جب اللہ جل شانہ نے آسمان دنیا مین
منقول فرمایا حضرت جبرئیل کو اسکا علم ہوا اسکے بعد جناب رسول کریم پر اس دنیا مین جبکہ حضرت
جبرئیل اوتار لائے اسوقت آپکو بھی علم ہوا اسی واسطے علم قرآن علم غیب نہین ہے بلکہ علم بالشهادة
ہے اور بعض حضرات مفسرین نے جو غیب کی دو قسمین لکھی ہین ایک وہ جس پر کوئی دلیل نصب نہین
ہے اور دوسرے وہ جس پر کوئی دلیل نصب ہوئی ہے اس تقسیم سے مطلب یہی ہے کہ قسم اول کا اظہار اللہ
جل شانہ کبھی نفرمائے گا اور دوسری قسم سے جس وقت ہو جاتا اپنے رسول پر اس عالم مین ظاہر فرمادیا
اس صورت مین علم ظواہر امور علم غیب نہین ہے ورنہ آیات متواترہ کے بالکل خلاف ہوگا سوا اسکے علم کی
بھی دو قسمین ہین ایک علم خالق تعالیٰ شانہ جو قدیم بالذات یعنے بے سبب ہے دوسرے علم مخلوق جو حادث
و باسباب ہے یہ علم حادث باسباب ایک صفت کاشفہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات ملک و انس و جن
سب کو عطا فرمائی ہے اور اسکے اسباب ثلثہ یعنی حواس سلیمہ اور عقل اور خبر صادق رسول ملکی و بشری

وغیر رسول سب اسی عالم شہادت میں اللہ جل شانہ پیدا فرما دیتا ہی مثل ظہور رسل ملائکہ کے کہ حضرات
رسل بشری کے لیے اسی عالم میں ہوتا تھا یا خطابات اللہ جل شانہ کے بوساطت رسل ملکی یا بکشف
والہام اسی عالم میں نازل ہوتے ہیں اسی طرح سے جو چیز غائب حاضر کر دیگئی یا عالم غیب سے
عالم شہادت میں مذکور و منقول ہوئی اسپر اطلاق غیب کا نہیں ہوسکتا ہی اور نہ اسکا علم علم غیب
ہوگا اسی وجہ سے محققین علما سے مفسرین نے اظہار و اطلاع بعض غیوب کو اختیار فرمایا علم
بعض غیوب نہیں ارشاد فرمایا یہ قول حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی وغیرہ رحمہم اللہ کا امام
المفسرین والمحدثین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر اور بیضاوی اور مدارک وغیرہ
تفاسیر معتبرہ سے مستند ہی چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیۂ کریمہ وعلمک ما لم تکن
تعلم کی تفسیر میں فرمایا ہی وعلمک بالقرآن من الاحکام والحدود وما لم تکن تعلم قبل القرآن اور
بیضاوی نے وعلمک من خفیات الامور او من امور الدین والاحکام اور صاحب مدارک
نے وعلمک من امور الدین والشرائع او من خفیات الامور وضمائر القلوب لکھا ہی الحاصل
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے علم قرآن جو مجموعۂ وحی مقبول منزل من اللہ ہی جناب رسول
کریم کی نسبت ثابت فرما کے بعض ماخوذات من القرآن کی تفصیل فرمائی اور بیضاوی و مدارک
نے صرف بعض ماخوذات قرآنی کو لکھ کے ثابت کر دیا کہ اللہ جل شانہ نے آپکی تعلیم بالقرآن
فرمائی جو مجموعہ حدود و احکام و شرائع اسلام و خفیات امور و ضمائر قلوب یعنی ماخذ علوم ظاہری و
باطنی کا ہی اسکا علم کامل آپکو اللہ جل شانہ نے عطا فرمایا اور آپ ہی کی ذات سے درجہ بدرجہ علم ظاہری
و باطنی علما اور اولیاء اللہ کو حاصل ہوا بلکہ قیامت تک حاصل ہوتا رہیگا یہ علم بالشہادۃ ہی علم
غیب نہیں ہی اور بغوی نے معالم میں آیۂ مذکورہ کی تفسیر وعلمک ما لم تکن تعلم میں الاحکام
لکھ کے وقیل من علم الغیب اسوجہ سے لکھا تاکہ صیغۂ مجہول سے قوی و ضعیف قول میں امتیاز رہے
اسی طور سے خازن نے فی باب الدلائل قول بغوی کا نقل کیا ہی بہر تقدیر علماء عقائد واصول و
اکثر مفسرین و محققین کے نزدیک علم غیب خاص اللہ جل شانہ کے لیے ہی اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کو شایان شان بعض غیوب کی اطلاع اللہ نے دی اور بعض کا اظہار فرما دیا وہ بعض تمام
مخلوقات کی اطلاع سے اکثر ہی لیکن آپکو علم غیب حقیقی کل یا بعض کچھ بھی نہیں عطا ہوا اور جو بعض

محققین علما و عرفا باللہ رحمہم اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہی کہ ہان جس قدر جسکو اُن مین سے اللہ بتا دے
وہ بتانے سے اُس قدر غیب کا عالم ہوگا اور اللہ کے بتانے سے بعض غیب کا عالم جاننا عین ایمان
ہی یہ بیان عارفانہ ہی اسوجہ سے ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتا اسکو غلط کرنا کمال بے ادبی ہے چونکہ
غیب کے معنی اللہ اور وحی اور قلب وغیرہ مفسرین نے تحریر فرمائے ہین کما مر پس یہ عبارت جامع
ہر معنی کی ہی یعنی علم توحید یا علم وحی یا علم قلب یعنی ضمائر قلوب و علم باطن جس قدر جسکو اللہ جل شانہ نے
عطا فرمایا اور آپکو وہ کمال عطا فرمایا تھا کہ تمام مخلوقات سے اکثر آپکے معلومات تھے اور آپ ہی کے وسیلے سے اللہ جل
شانہ نے آپکی امت کے علما و اولیا رحمہم اللہ تعالی کو ہر ایک کے لائق علوم مذکورہ مین کمال عطا فرمایا ہی
بلکہ تا قیام ساعت و ساعت قیام یہ فیض حضرت محمدی علم ظاہری و باطنی کا جاری و ساری رہیگا
لہذا بیان عارفانہ مین مذکورہ کفر و شرک حقیقی و ابہامی سے تاویل ذمہ کی پاک ہی بلکہ عین ایمان ہی
گوکہ سوال اول کے جواب مین تفصیل سے یہ سب امور مرقوم ہو چکے تھے مگر بغرض اصلاح عقائد
عوام عام فہم اعادہ اُنکا ضرور ہوا واللہ اعلم و علمہ احکم حررہ ابوسعید محمد عبدالخالق غفرلہ اللہ الحلیم الخالق

ابوسعید محمد عبدالخالق | **جامع الفتاوے** کہتا ہی کہ فتاوے مذکورہ سے آنحضرت کے علم غیب
مین اختلاف معلوم ہوتا ہی اور واقعی اس بارہ مین سخت مباحثہ اور مخالفت علما کے مابین ہی اسلم اعتقاد
اس بارہ مین میرے نزدیک وہی ہی جو حضرت جدی و مرشدی مولانا عبدالرزاق قدس اللہ سرہ العزیز
نے اپنی کتاب انوار غیبیہ مین ذکر کیا ہی و ہو ہذا۔ غیب اُسکو کہتے ہین کہ جسکا جاننا آنکھون کے دیکھنے
اور کانون کے سننے اور عقل کے سوچنے سے نہو سکے وہ بغیر بتائے اللہ کے کسیکو آ نہین سکتا اُسکی
علما نے دو قسمین کی ہین ایک غیب خاص اور بعض اُسکو غیب علوی اور غیب حقیقی بھی کہتے ہین وہ
یہ ہی کہ کسی مخلوق کو بدون بتائے اللہ کے کسی طرح سے معلوم نہو سکے وہ کنہ ذات اور حقیقت صفات
اور احکام خاصہ حق سے ہین دوسرے غیب مطلق اُسکو بعض غیب اضافی بھی کہتے ہین وہ یہ ہی کہ
حواس ظاہری اُسکو پہونچ نہ سکے جیسے حشر و نشر اور دوزخ اور جنت کا احوال کہ حواس ظاہری اُسکو ادراک
نہین کر سکتے لیکن ملائکہ کے حواس علوی ہونیکی سبب سے اُسکو جانتے ہین اُنکے حق مین وہ شہادت ہی اور اس عالم کے
بعض احوال جیسے نظارہ کی لذت بینا کو شہادت اور اندھے مادرزاد کو غیب ہی سماعت کی لذت سننے والیکو شہادت
اور مادرزاد بہرے کو غیب ہی جماع کی لذت مرد کو شہادت خلقی نامرد کو غیب ہی اور ملائکہ کو بھی لذت جماع غیب ہی

سوا اللہ تعالی بذات خود ان سب غیبونکو جانتا ہی کسیکو بے بتائے اللہ کے ان چیزون کو جاننا ممکن نہین ہان جسکو جس قدر اُنمین سے اللہ بتادے وہ بتائے سے اُسقدر غیب کا عالم ہو جائیگا اور غیب خاص بھی حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق نے بتا دیا اور بعض انبیا کو اور بعض اولیا کو بھی اُسمین سے کچھ کچھ بتایا جسکو جس قدر چاہا پس یہ سب بتانے سے واقف ہوے تو ان سب کو عالم الغیب بالاستقلال یعنے خود بخود بے بتائے اللہ کے سمجھنا البتہ شرک ہی اور اللہ کے بتانے سی بعض غیب کا عالم جاننا اور اپنی فہم سے کسی قسم غیب کو اُنکے علم مین حصر نہ کرنا عین ایمان ہی اور بالکل انبیا اور اولیا کو معاذ اللہ علم غیب سے محروم سمجھنا خالی از کفر نہین ہی اسواسطے کہ اس سمجھنے سے بعض آیات قرآن کا اور وسعت قدرت حق کا انکار لازم آتا ہی اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حق مین اسیقدر اعتقاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے جمیع کائنات کا علم دیا اور غیب مین سی بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کچھ دیا خاص ہو یا مطلق کسی قسم کے علم غیب کی نفی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی درست نہین اور نہ کل کے احاطہ کو ہم کہہ سکتے ہین اسکو اللہ ہی کے حوالہ کرنا چاہیے وہی جاننے علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کیفیت اور کیا مقدار ہی اور یہی سمجھنا چاہیے کہ جو کچھ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا اُسکے معلوم ہونے کے بعد وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر علمی مین مشہود ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سب از قبیل علم شہادت ہو گیا یعنے جیسا کہ علم شہادت سے حقیقت خوب معلوم ہو جاتی ہی اُسی طرح یہ وہ غیب کہ جسکا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اُسکی حقیقت واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوئی جسکو عین العلم کہتے ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان چیزون کا غیب ہونا اُٹھ گیا اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین غیب کو نہین جانتا ہون یعنے جو کچھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بتایا ہی اُسکا کمال علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی عنایت کیا نہ ویسا کہ جیسا اور بندونکو حیثیت غیب سے بعض غیب کا علم عنایت کیا کہ وہ بطریق مان لینے کے اور تسلیم کے جانتے ہین کہ ہان یون ہی ہی زیادہ کنہ اور باریکی اُسکی جیسا کہ مشہود کی سمجھتے ہین نہین سمجھ سکتے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ تعلیم الٰہی خوب اُن غیبون معلوم کی باریکی اور کنہ سے واقف ہین اور شہادت اُسکو کہتے ہین کہ حواس ظاہری یا تجویز عقلی سے دوسرے کے بغیر بتائے ہوے معلوم ہو سکے اسکی بھی دو قسمین

ہین ایک مطلق کہ ہر مخلوق اُسکو جان سکتا ہی اور دوسرے اضافی کہ کوئی جیسے بتا سکے ہو سنہ حواس
ظاہری یا تجویز عقل سے جان سکتا ہی اور دوسرا نہین جان سکتا ہی یہ قسم بعضون کے حق مین غیب
ہی اور بعض کے حق مین شہادت ہی اس سبب غیب کو اللہ بے تعلیم اور بے اعانت حواس وغیرہ کے
بذاتہ جانتا ہی اور مخلوقات سب علم مین محتاج اللہ کے ہین لیکن علم شہادت بغیر بتائے دوسری مخلوق کے
اللہ کے فضل سے اپنے حواس ظاہری یا تجویز ذہن سے معلوم کر سکتے ہین اور غیب کو بے بتائے
نہین جان سکتے غیب اضافی جسکے حق مین شہادت ہی اُسکے بتانے سے اور لوگ بھی بفضل اللہ
جان سکتے ہین اور غیب خاص بغیر بتائے اللہ کے ہرگز نہین جان سکتے اور جسکو اللہ نے جو چیز غیب کی
سے بتا دی وہ بتا دینے کے بعد اُسکے حق مین غیب اضافی ہو گئی اب وہ باعانت خدا اگر قوت القائی اللہ سے
پا چکا ہی تو اُسکی تعلیم دوسرے کو کر سکتا ہی ۔ ۱۵۱ سوال ۔ اگسی یا بکار منکر باذونیت حضرت سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بشفاعت ست باستدلال آیہ کریمہ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ
ہم عقیدہ مسلمانان را از شفیع المذنبین بودن آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم در شک اندازد در حق این چنین
کس چہ باید گفت و ماذونیت خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت است یا نہ در دنیا و
چہ در آخرت اندری قرآن مجید و حدیث ثابت ست یا نہ بینوا توجروا ۔ ہو المصوب ۔ آنکہ در
شفیع بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شک اندازد یا معاند یا ملحد ست یا زندیق از آیات کثیرہ مثل
واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات و آیہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا و آیہ و
سوف یعطیک ربک فترضی و غیر ذلک و احادیث مشہورہ کہ در صحاح ستہ وغیرہ ما تواتر اند ثبوت شفاعت
بحدیکہ بوجہ احسن شدہ است و در ماذون بودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای شفاعت روایات
صحیحہ وارد شدہ اند ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر می آرد اخرج البیہقی وصححہ رأیت
ما تلقی امتی بعدی و سفک بعضہم دم بعض فسألتہ ان یولینی فیہم شفاعۃ ففعل
واحمد بسند صحیح انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لقد اعطیت اللیلۃ خمسا ما اعطیہن احد قبلی
الی ان قال والخامسۃ ہی ما قیل لی سل فان کل نبی قد سئل فاخرت مسئلتی الی یوم القیامۃ
فہی لکم ولمن شہد ان لا الہ الا اللہ والطبرانی باسانید احدہا جید الا اخبرکم بما خیرنی
ربی آنفا قلنا بلی یا رسول اللہ قال خیرنی بین ان یدخل ثلثی امتی فی الجنۃ بغیر حساب

ولا تخاب وبين الشفاعة قلنا يا رسول الله ما اخترت قال الشفاعة انتهى ملخصاً
ازین روایات ثابت شد که آنحضرت صلی الله علیه وسلم را حق جل شانه اذن شفاعت داده و وعدهٔ مقام
محمود فرموده و پر ظاهر که در وعدهٔ الٰهی و اذن الٰهی خلف و کذب محال ست و آیهٔ من ذا الذی
یشفع عنده الا باذنه وغیره موافق این احادیث اند چه ازین آیات همین قدر مستفاد ست که صدور
شفاعت احدی بدون اذن الٰهی نمی تواند شد نه اینکه اذن همان روز خواهد شد از ما قبل آن نشده است
والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۱۲۹۲ سوال
و شخصی میگوید که از آیهٔ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات اذن شفاعت کبری برای
آنحضرت صلی الله علیه وعلی آله وسلم حاصل شده است و منکر اذن شفاعت در دنیا کافر است و هر گاهی
اثبات اذن در دنیا حدیث شریف که در مشکوة از باب سجدهٔ شکر از سعد بن ابی وقاص مروی ست که
آنحضرت فرموده امت خود را شفاعت کنم حق سبحانه ثلث امت مرا بخشید و همین طور سه بار دعا و سجود
دعای بخشایش تمام امت میکنم پس آیا ازین آیت و حدیث اذن شفاعت در دنیا ثابت ست یا نه
و آنکه گوید که اذن در دنیا نیست بلکه در دنیا وعدهٔ صادق شده است و در آخرت مطابق آن وعده اذن
خواهد شد آیا آن شخص مصیب ست یا مخطی و هر که گوید درین دار دنیا اذن شده آن کس مخطی ست یا مصیب بینوا
توجروا هو المصوب از احادیث کثیره و روایات عدیده این امر ثابت می شود که اذن شفاعت کبری
برای آن حضرت صلی الله علیه وسلم بروز قیامت شدنی ست و در دنیا اذن نشده البته وعدهٔ تفویض
عهدهٔ شفاعت گردیده و همین ست مشرب فقهای محققین و مذهب محدثین و مفسرین ابن حجر مکی در
کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر می آرد روى الطبرانى بسند حسن مرفوعا يدخل من اهل
هذه القبلة النار من لا يحصى عددهم الا الله بما عصوا الله واجترؤا على معصيته وخالفوا
طاعته فيؤذن لى فى الشفاعة فاثنى على الله ساجدا فيقال لى ارفع راسك سل تعطه واشفع
تشفع و همان حدیث طویل که مشتمل بر احوال توسل اهل محشر بانبیا ست بروایت احمد و ابو یعلی و
بزار و ابن حبان آورده فيقول عيسى ليس ذلك عندى ولكن انطلقوا الى سيد ولد آدم
فيشفع لكم الى ربكم فينطلقون فيقول الله تعالى يا محمد ارفع راسك وقل واشفع
باقيه فينطلق جبريل به فيخر ساجدا قدر جمعة ثم يقول الله تعالى يا محمد ارفع راسك وقل

واشفع تشفع و سیوطی در بدور سافرہ فی احوال الآخرہ بروایت احمد و بخاری و مسلم ذکر کردہ فیاتون عیسی
فیقول لست بذلک ایتوا محمدا غفر اللہ ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر فیاتونی فاقوم
حتی استاذن ربی مختصرا و بروایت احمد و ابویعلی آوردہ فیاتون فیقولون یا محمد اشفع لنا الی
ربک فاقول بہا حتی یاذن اللہ مختصراً و بروایت مسلم و حاکم آوردہ فیاتون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم
فیقوم فیوذن لہ و بروایت طبرانی و ابن مبارک و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ آوردہ
فیاتون عیسی فیقول ادلکم علی العربی الامی فیاتونی فیاذن اللہ لی ان اقوم و بروایت
ابویعلی ذکر کردہ و یسجد سجدۃ یرضی بہا عنی ثم امدحہ مدحۃ یرضی بہا عنی ثم یوذن لی بالکلام
و عبد الوہاب شعرانی در کتاب الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر می نویسد قال الشیخ محی الدین
ابن عربی انما اخبرنا صلی اللہ علیہ وسلم بانہ اول شافع و اول مشفع شفقۃ علینا
التستریح من التعب الحاصل بالذہاب الی نبی بعد نبی فی ذلک الیوم و کل منہم یقول نفسی
نفسی فاراد اعلمنا مقامہ لنصیر بمکاننا مستریحین حتی تاتی نوبتہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم و انما قال فی آخر الحدیث ولا فخر ای لا افتخر بکونی سید ولد آدم من الانبیاء فمن دونہم
و انما قصدت بذلک و اخبرکم من التعب یوم القیامۃ بحکم الوعد السابق لی من اللہ عزوجل ان اکون اول
شافع و اول مشفع انتہی اور محی السنۃ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں آیہ قل للہ الشفاعۃ جمیعا کی تفسیر میں
لکھتے ہیں قال مجاہد لا یشفع احد الا باذنہ اور نووی شرح صحیح مسلم میں لکھتے ہیں قولہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم فاستاذن علی ربی فیوذن لی قال القاضی عیاض معناہ فیوذن لی فی الشفاعۃ الموعودۃ
بہا اور ملا جلال دوانی شرح عقائد عضدیہ میں لکھتے ہیں والشفاعۃ لدفع العذاب و رفع الدرجات حق
لمن اذن لہ الرحمن من الانبیاء والمومنین بعضہم لبعض اور امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے
ہیں ام اتخذوا من دون اللہ شفعاء ان فی یوم القیامۃ لا یملک احد شیئا فلا یقدر
احد علی الشفاعۃ الا باذن اللہ فیکون الشفیع فی الحقیقۃ ہو اللہ الذی یاذن فی تلک الشفاعۃ
و ہمچنین است در بسیار کتب تفسیر و عقائد و غیرہ اما آیہ و استغفر لذنبک الخ پس در باب استغفار
در این دار دنیا وارد است نہ در باب شفاعت در آخرت چنانچہ بغوی زیر ہمین آیہ می نویسد امر بالاستغفار
مع انہ مغفور لہ لیستن امتہ انتہی و حدیث مذکور در سوال دلالت بر اذن شفاعت در دنیا نمیکند بلکہ محتمل

بر دو امرست و نصوص مذکورہ صاف دلالت بر اذن روز قیامت میکنند مسئلہ ہذا چنان ست کہ احد المتخاصمین کافر فاسق شود درین باب احتیاطی باید واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **جامع الفتاوی** کہتاہی کہ شفاعت حضور سرور عالم کی لیئے ثابت و متحقق ہی اور اس عالم مین آپسے وعدہ کرلیا گیاہی گو موقع نہونے کیوجہ سے شفاعت قیامت کیواسطے اُٹھا رکھی گئی ہی جو وقت جزا و سزا کا ہی اور لوگونکی گرفت کا ہی اسوقت اللہ جلشانہ آپکو اجازت عطا فرمائیگا کہ گنہگارونکے واسطے آپ شفاعت کرین اور اس شفاعت کی حاجت بھی نہین ہی البتہ دعاے مغفرت یہ قبل قیامت بھی ثابت ہی اور اگر مغفرت کو بھی سفارش مین داخل کرین تو اُسکا ثبوت آیہ واستغفر لذنبک الآیۃ سے ہوتا ہی اسیوجہ سے بھائیصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے فتوے کے جواب مین لکھا ہی آن کسیکہ شفیع بود دن آنحضرت الی آخرہ اور ثبوت شفاعت مین اس آیت سے بھی استدلال کیا ہی اور جواب ثانی مین اس آیت سے ثبوت شفاعت کا انکار مبنی اس بات پر ہے کہ استغفار شفاعت مین داخل نہین جیساکہ مشہور ہی واللہ اعلم وعلمہ احکم **مسئلہ الفاظ درود التاج** ۱۷۹

سوال ۳۲ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ درود تاج مین الفاظ دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم کے جو پڑھے جاتے ہین پڑھنا اُسکا جائز ہی یا نہین بینوا توجروا **ہو الموفق** درست ہی واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری ۳۶ **سوال ۳۳** کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین جو درود تاج مین ہی دافع البلاء والوباء والقحط والمرض والالم یہ الفاظ پڑھنا جائز ہی یا نہین اور اس کلمہ مین شرک پایا جاتا ہی یا نہین **ہو المصوب** یہ الفاظ پڑھنا اور مراد اضافت سببیہ لینا ہرگز شرک نہین ہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۲۶۹ **سوال ۳۴**

شخصی بکنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نام خود ابو القاسم دارد لیس حالا اورا بموجب حدیثی کہ در کتاب الاستیذان دارمی شریف باین نشان واقع است اخبرنا سعید بن عامر عن ہشام عن محمد بن سیرین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی تبدیل اسم خود باید یا نہ بینوا بالتفصیل توجروا بالاجر الجزیل **ہو المصوب** درین مسئلہ درمیان علماے امت اختلافی است کثیرہ ہر یک را سندی است از حدیث بشیر و نذیر چنانچہ طحاوی در شرح معانی الآثار مذاہب مختلفہ را بیان ساختہ و دلیل ہر یک را مستند کردہ مذہب اول اینکہ تکنی بہ ابی القاسم جائز نیست خواہ نام مکنی محمد باشد یا دیگر و سند این حدیثی ست کہ ابو ہریرہ و جابر وغیرہ روایت کردہ اند قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی و در روایت دیگر ست تسموا باسمی ولا تکنوا

بکنیتی قال انا ابو القاسم ونیز ابو هریره روایت کرده سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی انا ابو القاسم الله یعطی وانا اقسم ونیز جابر
روایت کرده ولد لرجل من الانصار غلام فسماه محمدا فقال النبی صلی الله علیه وسلم احسنت الانصار تسموا باسمی
ولا تکنوا بکنیتی انما انا قاسم اقسم بینکم ونیز بروایت جابر وارد ست تسموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی فانما
جعلت قاسما اقسم بینکم دوم آن ست مذهب محمد بن سیرین ونخعی وغیره ها مذهب سوم اینکه مجرد تکنی ممنوع ست نه مجرد تسمی بلکه
جمع ممنوع ست بسند اینکه براء بن عازب میگوید نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجمع بین اسمه وکنیته وجابر روایت میکند
من تسمی باسمی فلا یتکنی بکنیتی ومن تکنی بکنیتی فلا یتسمی باسمی مذهب چهارم اینکه تسمیه بقاسم نیز ممنوع ست چه این صفت از مختصات
حضرت نبویه ست چنانکه حدیث سابق بدان اشاره میکند ونیز تسمیه بالقاسم منجر بطرف تکنی پدر بابی القاسم ست وآن ممنوع
جابر ست ولد لرجل منا غلام فسماه القاسم فقلنا لا نکنیک ابا القاسم ولا ننعمک عینا قال فاتی النبی فذکر ذلک له فقال سم ابنک
عبد الرحمن مذهب پنجم اینکه تکنی بابی القاسم با جمع وبدون جمع ممنوع ست برای هر کس مگر کسی را بدلیل حدیث علی قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم ان ولد لک بعدی ابن تسمه باسمی وکنه بکنیتی وهی لک خاصة دون الناس مذهب ششم اینکه تکنی بابی القاسم
وجمع بین تکنی هر دو جائز ست بدلیل حدیث علی که بروایت دیگر آمده ودر آن لفظ خصوصیت نیست [illegible] این مذهب را
طحاوی مختار ساخته وطیبی در حواشی مشکوة مینویسد اختلفوا فیه علی وجوه احدها لا یجوز التکنی بابی القاسم سواء
کان اسمه محمدا او غیره وثانیها انه لما کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یکنی ابا القاسم لانه یقسم
بین الناس من قبل الله ما یوحی الیه ولم یکن احد یشارکه فی هذا المعنی منع ان یکنی به غیره وهو مذهب الشافعی
واهل الظاهر وثالثها ان هذا الحکم کان فی بدء الاسلام ثم نسخ فیباح التکنی الیوم بابی القاسم لکل واحد
سواء کان اسمه محمدا او غیره ویدل علیه نهیه فی حدیث انس متعقبا ما اسمع رجلا یقول یا
ابا القاسم فالتفت الیه رسول الله فقال انی لم اعنک وما روی عن علی انه قال یا رسول الله ان ولد
لی بعدک ولد الحدیث وهذا مذهب مالک قال عیاض وبه قال جمهور ورابعها ان النهی للجمع
ولا باس بالکنیة وحدها وهو مذهب جماعة من السلف وخامسها انه نهی عن التکنی بابی القاسم
مطلقا واراد المقید وهو النهی عن التسمیة بالقاسم وقد غیر مروان الملک هذا الحدیث اسم ابنه فسماه
عبد الملک وکان اسمه القاسم وسادسها ان التسمیة بمحمد ممنوعة مطلقا وجاء فیه حدیث مرفوع تسمون اولادکم محمدا ثم تلعنونهم انتهی
ملخصا ودر در مختار ست من کان اسمه محمد لا باس بان یکنی ابا القاسم لان حدیث سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی قد نسخ لان علیا کنی
ابنه محمد بن الحنفیة ابا القاسم انتهی حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

جامع الفتاوی سے کہتا ہی کہ ہمارے اطراف مین محفل میلاد شریف اس طرح پر رائج ہے کہ لوگ
حسب حیثیت اپنی اور بدعو حضرات کے اہتمام انعقاد محفل کرتے ہین وقت معین کر دیا جاتا
ہے تاریخ و ماہ مین بھی تعیین ہوتی ہے ماہ مبارک ربیع الاول مین کثرت ہوتی ہی لوگ جمع ہوتے
ہین ایک شخص ذکر خیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہی اور اختتام وعظ یا دیبان مین ولادت با سعادت کا بھی ذکر
ہوتا ہی اکثر وقت بیان ولادت قیام کرتے ہین کوئی نہین بھی کرتا ہی پھر قرآن خوانی ہوتی ہی تقسیم شیرینی
یا دعوت کھانے کی ہوتی ہی عام محفل بھی اور مخصوص بھی کرتے ہین اسکو ہمارے علما ہمیشہ مستحسن سمجھتے ای
اور خود کرتے رہے ہین اور بوجہ انکار اہل دین جدید کے اس پر تشدد ہے جو فتاوون سے ظاہر ہوگا۔
شوال سنہ ۱۳۳۵ — اول تمہید چند مقدمہ می سازد وبعد از ان سوال میکند مقدمہ اولی اینکہ مستحسن
صفت مامور بہ است خواہ لعینہ باشد خواہ لغیرہ واستحسان بعد الامر معلوم میشود ان الاستحکیم والحکیم لا یامر
بالقبیح کذا فی الاصول پس آنچہ مامور بہ نیست استحسانش معلوم نیست مقدمہ ثانیہ اینکہ در خبر ست
من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد مراد از امر دین است واصول فروع دینی ادلہ
اربعہ ثابت میشود یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس مجتہد وآنکہ مجتہد مستقل مثل ایمہ اربعہ نیست لائق تقلید
نیست وقیاس او معتبر نشود اجماع نیز از تعامل بعض علما یا اکثر منعقد نمیشود بلکہ اجماع آنست کہ اتفاق جمیع مجتہد
عصر باشد یا فتوای بعض وسکوت دیگران بعد اطلاع تا سلیم واجماع غیر مجتہدین را در شرع اعتباری نیست
خصوص در امری کہ محتاج قیاس باشد کما ثابت فی کتب الاصول پس ہر آنچہ از ادلہ اربعہ ثابت نشود بدعت
است کما یفہم من کلامہ علیہ السلام فھو رد مقدمہ ثالثہ اینکہ از جزئیت جمیع اجزا فرداً فرداً جزئیت
مجمع لازم نیست چہ حکم افراد فرداً فرداً دیگر است وحکم مجموعی دیگر کما ثبت فی مقامہ مقدمہ رابعہ اینکہ مفتی
غیر مجتہد فتوی از قول مجتہد میتوان داد وجائز نیست کہ کلیات مسائل استخراج کند مقدمہ خامسہ آنکہ قولہ
تعالی ویتبع غیر سبیل المؤمنین الایۃ وقولہ تعالی کنتم خیر امۃ الایۃ وقولہ تعالی جعلناکم
امۃ وسطا الایۃ وقولہ علیہ السلام لا تجتمع امتی علی الضلالۃ وقولہ علیہ السلام ما راٰہ
المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن وقولہ علیہ السلام من سن سنۃ حسنۃ الحدیث ونحوھا
من الایات والاحادیث از لفظ مومنین وامت مجتہدین مراد اند کما یفہم من کتب الاصول ومن بین
رواج سنت ورواج احداث ورواج فرقی ظاہر ست پس تعامل علمای غیر مجتہدین خواہ علمای حرمین شریفین باشند

یا بلاد دیگر حجت نباشد **مقدمهٔ سادسه** آنکه سکوت عن الحق شان علما نیست پس از امر حق هدایت فرمایند بعد تمهید این مقدمات میگوییم که زید مجلس مولود شریف میکند بدین طور که چند کسان را جمع میکند و ذکر میلاد خیر البشر مع دیگر حالات آن سرور صلی الله علیه وسلم میکند سوای این جمع کردن مردان برای همین مجلس امر دیگر خلاف شرع نیست پس این امر از ادلهٔ اربعهٔ شرعیه مستحسن است یا مجاز مقدمات مذکورهٔ بالا بدعت ضلالت است بینوا بالکتاب او السنة والاجماع او قیاس المجتهدین امیدوار است که بجواب سوال عبارت کتاب نقل شود و نشان فصل و باب نیز رقم باید که بصحت نقل تردد نگردد و جواب مسئله عام فهم باشد که مستفتی بفهمد وهو من العوام

هو الملهم للصواب اولاً تمهید چند مقدمات میکنیم بعد از ان بر اصل می آییم **مقدمهٔ اولی** محدث امری ست که نه وجود آن بخصوصیت از ازمنهٔ ثلاثه یعنی زمانهٔ آنحضرت صلی الله علیه وعلی آله وسلم و زمانهٔ صحابه و زمانهٔ تابعین که مشهود لها بالخیر مستند باشد و نه اصلش از ادلهٔ اربعه یعنی کتاب و سنت و اجماع و قیاس یافته شود و علامه سید شریف در حواشی مشکوة در شرح حدیث من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد می نویسد المعنی ان من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردود علیه انتهی و فاضل معین بن صفی در شرح اربعین نووی می نویسد فان قلت قد اشتهر ان البدعة نوعان حسنة وسیئة فکیف یکون کل بدعة ضلالة بلا تخصیص قلت المراد من البدعة فی الحدیث البدعة الشرعیة وهی ما لیس له دلیل شرعی وکل ما فعله الشارع او امر به فهو لیس ببدعة شرعیة انتهی و حافظ ابن حجر در هدی الساری مقدمهٔ فتح الباری در فصل خامس که موضوع است برای شرح غریب می آرد قوله من احدث حدثا ای فعل فعلا لا اصل له فی الشرع انتهی و در فتح الباری می آرد قوله محدثاتها بفتح الدال جمع محدثة والمراد بها ما احدث ولیس له اصل فی الشرع ویسمی فی عرف الشرع بدعة وما کان له اصل یدل علیه الشرع فلیس ببدعة والبدعة فی عرف الشرع مذمومة بخلاف اللغة انتهی و ابن حجر مکی در فتح المبین شرح اربعین می نویسد المراد من قوله صلی الله علیه وعلی آله وسلم من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه ما ینافیه او لا یشهد له قواعد الشرع وادلته العامة انتهی و همچنین ملا علی قاری در شرح اربعین و ابن مالک در شرح مصابیح و بیضاوی در شرح مصابیح وغیره نوشته اند پس معلوم شد که هر امری که وجودش در زمانی از ازمنهٔ ثلثه باشد یا سندش از ادلهٔ اربعه یافته شود بدعت ضلالت نخواهد شد **مقدمهٔ ثانیه** اینکه گمان نبری که استحسان شرعی صفت آن

مامور بہ است کہ صراحۃً در دلیلی از ادلۂ اربعہ امر باو وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ است خواہ صراحۃً امر باو وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیۂ شرعیہ سندش یافتہ شدہ باشد خواہ واجب باشد یا مندوب کما لا یخفی علی من تامل فی العبارات السابقۃ وانچہ کہ در کتب اصول اختلاف در اطلاق مامور بہ بر مندوب مذکور است نزاع لفظی ست کما حققہ ابن الہمام فی التحریر الحاصل ہمچنان کہ اطلاق مامور بہ بر واجبات می شود بر مندوبات نیز میشود و ہمچنان کہ استحسان در واجبات ظاہر میگردد ہمچنان در مندوبات لیس ہر محدثی کہ وجودش بخصوصہ در زمانی از ازمنۂ ثلثہ نباشد لیکن سندش در دلیلی از ادلۂ اربعہ یافتہ شود ہم مستحسن خواہد شد مثل بنای مدارس راجملہ فقہا شرقا و غربا و محدثین جنوبا و شمالا مستحسن می نویسند حال آنکہ وجوش در زمانہ نبوی نبود مگر اصلش از حدیث اذا مات ابن ادم انقطع الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ رواہ البخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی والترمذی چون ثابت میشود لہذا حکم باستحسانش دادند و در بدعت ضالہ داخل نساختند ومقدمۂ ثالثہ آنکہ مفتی را لازم کہ ہر واقعہ کہ پیش شود اگر حکم آن صریح باشد در کتاب یا سنت یا اجماع یا قیاس باید کہ حسب آن فتوی دہد ورنہ آن واقعہ را زیر قواعد کلیۂ شرعیہ پیش سازد و از جزئیات ہر کلیہ کہ باشد حسب آن فتوی دہد و این حال علمای متقدمین فقہای مجتہدین ماندہ آری بر مفتی کہ بجز نقل عبارت کتب و اقوال مجتہدین طاقت استنباط مطلقا ندارد آنرا البتہ بجز نقل چارۂ دیگر نیست علامہ سعد الدین تفتازانی در حواشی عضدی می نویسد المراد باہل النظر بعض اصحاب المذہب ممن لہ ملکۃ الاقتدار علی الاستنباط من الاصول التی مہدہا وہو المسمی بالمجتہدین فی المذہب کالغزالی والنووی من اصحاب الشافعی وہو فی المذہب بمنزلۃ المجتہدین المطلق فی الشرع واما الذین یفتون بما حفظوہ او وجدوہ فی کتب الاصحاب فہم بمنزلۃ النقلۃ والرواۃ انتہی وعلامہ عمر حنفی در جواہر نفیسہ می آرد اعلم ان الفقہاء والعلماء علی سبع طبقات الاولی طبقۃ المجتہدین فی الشرع کالائمۃ الاربع الثانیۃ طبقۃ المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد والاساتذۃ من اصحاب ابی حنیفۃ القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی مہدہا اساتذتہم فانہم وان خالفوہم فی بعض الفروع لکنہم موافقون لہم فی الاصول الثالثۃ طبقۃ المجتہدین فی المسائل التی لا روایۃ فیہا عن صاحب المذہب کالخصاف والطحاوی والکرخی والحلوانی والسرخسی والبزدوی وقاضی خان

الرابعة طبقة اصحاب التخريج من المتقدمين كالرازي واضرابه فانهم لا يقدرون على الاجتهاد اصلا لكنهم باحاطتهم بالاصول وضبطهم بالمذهب يخرجون الاقوال الخامسة طبقة اصحاب الترجيح من المقلدين كالقدوري وصاحب الهداية وشانهم تفضيل بعض الروايات على بعض بقولون هذا اولى وهذا اصح دراية وهذا اوضح رواية وهذا اوفق بالقياس وهذا ارفق بالناس السادسة طبقة المقلدين القادرين على التمييز على الاقوى والقوي والضعيف ظاهر المذهب وظاهر الرواية والرواية النادرة كاصحاب المتون المعتبرة عند المتاخرين كصاحب الكنز والمختار والوقاية والمجمع وشان كل منهم ان لا ينقل في كتابه الاقوال الضعيفة والمردودة والروايات الضعيفة السابعة طبقة المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يعرفون الغث والسمين ولا يميزون الشمال عن اليمين بل يجمعون ما يجدون كحاطب ليل وهذا مذكور في طبقات الفقهاء مع تطويل لا يسعه هذا المختصر انتهى بعد تمهید این مقدمات میگویم که نفس ذکر مولود بدعت ضلالت نیست بلکه در حقیقت ذکر مولد عبارت است از اینکه ذکر آیتیکه از آیات قرآنیه یا حدیثیه نبویه تلاوت کرده در شرح آن قدری از فضائل نبویه ومعجزات احمدیه وبرخی از احوال ولادت ونسب نبوی وخوارقی که بوقت ولادت وقبل از آن ظاهر گردیدند وامثال آنها بیان سازند کذا حققه ابن حجر المکی فی النعمة الکبری علی العالم بمولد سید ولد آدم وغیره من العلماء الماهرین ووجود این حقیقت در زمانه نبوی و زمانه اصحاب هم بود اگرچه مسمی باین تسمیه نباشد بر ماهرین فن حدیث مخفی نخواهد بود که صحابه در مجالس وعظ وتعلیم علم ذکر فضائل نبویه وکیفیات ولادت احمدیه می کردند ودر صحاح مروی است که آنحضرت صلی الله علیه وسلم حسان بن ثابت را در مسجد خود بر منبر نشانیدند واوشان مدائح نبویه را که نظم کرده بودند خواندند وآنحضرت اوشان را دعای خیر دادند وفرمودند اللهم ایده بروح القدس وبر ناظر دیوان حسان مخفی نخواهد ماند که در قصائد شان معجزات نبویه وکیفیات ولادت وذکر نسب شریف وغیره موجود است پس خواندن همچو اشعار بر سر مجلس عین ذکر مولد است واین قصه خواندن حسان اشعار در مسجد در صحیح بخاری هم موجود است من شاء الاطلاع فلیرجع الیه والی غیره پس در حقیقت ذکر مولد که بیان او گذشت واین

قسم فرقی متعدیه معلوم نمی شود دیگر اینکه این قسم مجلس مولود نشده پس این امری ست دیگر اگر خلجان این امر شود که اگر چه وجود نفس ذکر مولد و فضائل وغیره ثابت شده لیکن ذکر مولد جمع کردن و طلب کردن احباب از خانها ثبوت نرسید دفع آن باین طرح کرده شود که جمع کردن مردم و طلب اوشان برای نشر علم و حدیث ثابت ست فقیه ابو اللیث در تنبیه الغافلین می آرد حدثنا ابی قال حدثنا ابو بکر محمد بن احمد حدثنا ابو عمران حدثنا عبد الرحمن حدثنا داؤد حدثنا عباس ابن الکثیر عن عبد خیر عن علی ابن ابی طالب قال نزلت اذا جاء نصر الله فی مرض رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فما لبث ان خرج یوم الخمیس فرقی المنبر وجلس علیه ثم دعا بلالا وقال ناد فی المدینة ان اجتمعوا بوصیة رسول الله صلی الله علیه وسلم فنادی بلال فاجتمع صغیرهم وکبیرهم وترکوا ابواب بیوتهم مفتحة حتی خرجت العذاری من خدورهن حتی تمص المسجد باهله والنبی صلی الله علیه وعلی آله وسلم یقول وسعوا لمن وراءکم وسعوا المن ورائکم ثم قام فحمد الله واثنی علیه وصلی علی الانبیاء ثم قال انا محمد بن عبد الله ابن عبد المطلب بن هاشم العربی الحرمی المکی لا نبی بعدی الحدیث انتهی ملخصا علاوه ازین کلام در نفس ذکر مولد ست و تخصیصات عرفیه اگر بالفرض ازین احتیاج ثابت نشود بعموم جواز نفس ذکر مولد لازم می آید و جه دوم اینکه سابقا که وجود ذکر مولد در زمانی اثار مثلا ثم بوده پس میگویم که در شرع این قاعده ثابت شده کل فرد من افراد نشر العلم فهو مندوب این ماجه از ابی هریره روایت کرده قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم مما یلحق المومن من حسناته بعد موته علم نشره و بخاری در کتاب العلم از عمر بن عبد العزیز روایت کرده که ولیفشوا العلم ولیجلسوا حتی یعلم من لا یعلم فان العلم لا یهلک حتی یکون سرا و علامه سیوطی وغیره ماثل شد و در شرح حدیث اذا مات ابن آدم الحدیث می نویسند قال العلماء الصدقة الجاریة هی الوقف و العلم المنتفع به هی التصنیف و التعلیم انتهی و ظاهر ست که در ذکر مولد تحقیقی که گذشت فردی ست از افراد نشر علم پس در اینجا دو مقدمه حاصل شدند اول اینکه ذکر المولد فرد من افراد نشر العلم دوم کل فرد من افراد نشر العلم مندوب نتیجه بر آمد ذکر المولد مندوب و بخاری از ابی وائل روایت کرده

قال كان عبد الله ابن مسعود يذكر الناس في كل خميس فقال له رجل يا ابا عبد الرحمن
لوددت انك ذكرتنا كل يوم قال اما انه يمنعني من ذلك اني اكره ان امّلكم واني
اتخولكم بالموعظة كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها مخافة السآمة علينا
دوم آنکه تسلیم ندارم که هرگاه ذکر مولد در ازمنهٔ ثلاثه نبوده و نه در زمان مجتهدین اثرش یافته شد پس به چه طور دلیل بر
عدم جوازش جائز باشد چه سابقاً ذکر کرده شد که مفتی را فتوی بطور استنباط باید که ضروری است پس اگر تسلیم کنیم که
ذکر مولد در ازمنهٔ ثلثه نبوده و نه از مجتهدین حکم او منقول شده لیکن چون در شرع این قاعده ممهد
شده است کل فرد من افراد نشر العلم فهو مندوب و ذکر مولد نیز زیر آنست لابد حکم مندوبیت
او داده خواهد شد و بر همین مسلک فقهای متبحرین و اهل افتای مستنبطین مثل ابو شامه و حافظ
ابن حجر و سیوطی و شامی و امثال آنها رفته اند و حکم به ندب ذکر مولد داده اند حالا مقدماتی که
سائل آورده است باید شنید و بغور باید دید اما مقدمهٔ اولی پس اگر مراد جمله هر آنچه مامور به نیست
استحسانش معلوم نیست این است که هر آنچه مامور به بصراحت نیست استحسانش معلوم نیست پس
غلط است چه بسیار امور از این قبیل هستند که مامور به بصراحت نیستند مگر فقهای متبحرین از قواعد استنباط
آنها کرده حکم به ندب آنها داده اند و اگر مراد این است که هر آنچه مامور به اصلا نیست نه صراحة و نه دلالة
پس صحیح است لیکن مضر مقام نیست چه ذکر مولد بر تقدیر تسلیم عدم وجودش در ازمنهٔ ثلاثه در
قاعده مندرج است پس لابد مامور به خواهد شد و استحسانش ظاهر خواهد شد کما مهدنا لک سابقا
في المقدمة الاولی و اما مقدمهٔ ثانیه پس آنهم مضرتی ندارد چه مراد بما احدث و محدث امری است که سندش
از ادلهٔ اربعه یافته نشود کما مهدنا لک في المقدمة الاولی و ذکر مولد این چنین نیست و اما مقدمهٔ ثالثه پس
اگرچه از جزئیت فرد فرد جزئیت مجموع لازم نمی آید مگر هرگاه جزئیت مجموع بسبب اندراجش زیر قاعدهٔ
شرعیه معلوم شده جای چون و چرا باقی نماند و اما مقدمهٔ رابعه پس غلط محض است کما مهدنا لک في
المقدمة الثالثة حاصل مرام و ملخص مقام اینکه ذکر مولد في نفسه امری است مندوب خواه بسبب وجود او
در خیر القرون یا بسبب اندراجش زیر سند شرعی و کسی ندبش را منکر نشده مگر یک طائفهٔ قلیله که رئیس
آن طائفه تاج الدین فاکهانی مالکی است و او را طاقتی نیست که مقابله بزرگان مستنبطین که فتوی به ندب ذکر
مولد داده اند نماید پس قولش در این باب معتبر نیست آری اگر تحقیقت ذکر مولد که سابقا گذشت تخصیصات

غیر مشروعہ وتشریعات غیر ماثورہ منضم شوند حکم ندب آن باقی نخواہد ماند لیکن این امری ہست دیگر در نفس جواز مولد شکے نیست واللہ اعلم بالصواب وعندہ حسن الثواب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ اصاب المجیب جزاہ اللہ خیر الجزاء نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفرلہ اللہ الاحد۔ درحقیقت این فعل زید بدلالت ادلہ شرعیہ کہ بالتصریح والتشریح در سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مذکور اند مستحسن ومندوب است در رسالات وفتاوی شیخ شہاب الدین احمد بن حجر ہیثمی مکی مکتوب است الموالید والاذکار التی تفعل عندنا اکثرها تشتمل علی خیر کصدقة وذکر الصلوة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومدحہ علی تنزیل وشرور وبعضها لیس فیها شر ولا شك ان النوع الثانی سنة ویشمله الاحادیث الواردة فی الاذکار المخصوصة والعامة کقوله صلی اللہ علیہ وسلم لا ینعقد قوم یذکرون اللہ تعالی الا حفتهم الملائکة وغشیتهم الرحمة وذکرهم اللہ تعالی فیمن عنده رواه مسلم وروی ایضا انه صلی اللہ علیہ وسلم قال لقوم جلسوا یذکرون اللہ تعالی ویحمدونه علی ان هداهم للاسلام اتانی جبرئیل علیہ السلام فاخبرنی ان اللہ تعالی یباهی بکم الملائکة وفی الحدیثین اوضح دلیل علی فضل الاجتماع علی الخیر والجلوس له وان الجالسین علی خیر کذلك یباهی اللہ بهم الملائکة وتنزل علیهم السکینة وتغشاهم الرحمة ویذکرهم اللہ تعالی بالثناء علیهم بین الملائکة فای فضائل اجل من هذه وقول السائل وهل الاجتماع جائز جوابه نعم هو جائز انتهی مختصرا فصح الجواب واللہ علیم بالصواب کتبہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفرلہ اللہ العلی الرب الحکیم

۲۶ سوال ؎ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس صورت میں کہ بیچ مجلس مولود شریف جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اثنائے بیان میں قاری مع حاضرین کھڑے ہو کر چند اشعار ہندی وغیرہ پڑھکر بیٹھ جاتے ہیں آیا اصل اسکی شرع میں ہے یا نہیں اور اس فعل میں ثواب ہے یا نہیں اور اگر بدعت ہے تو کون سے قسم سے ہے اور اس امر کے لازم اور موکد ٹھہرانے والے کرنے سے گناہ ہے یا نہیں اور ان اشخاص مومنین سے جو تعظیم آنجناب علیہ السلام کی لازم جانتے

ایمان جانتے ہین مگر قیام بین الذکر بدعت سمجھ کر نہین کرتے اور مانع بدعت ہوتے ہین اُس
مرتبہ بخشونت پیش آنا کہ ابی واستکبر وکان من الکافرین کا اُنکو مصداق ٹھہرانا موجب
اثم اور تعزیر کا ہے یا نہین بینوا توجروا ہو الموفق کہین حدیث وفقہ مین قیام مسئول
کا اثر نہین ہے فاية الامر یہ ہے کہ مباح کہا جائے پس جو لوگ کہ اسکو جنس مستحبات بلکہ
ضروریات دین سے شمار کرتے ہین آنکے حق مین مکروہ ہے اور بدعت اسواسطے کہ
مندرج ہے تحت مین قاعدہ کلیہ شرعیہ کے جو امر جدید کہ قرون ثلثہ مین پایا نہ گیا ہو بعد
اُسکے مروج ہوا ہو اگر وہ امور دینیہ سے ہے حرام ہے اور اگر رسوم اور عادات سے ہے
نہ عبادت سے پس اگر اُسکو بطریق عبادت اور التزام کے عمل مین لاتے ہین وہ بھی ممنوع
ہے کما ہو المصرح فی الاحیاء وغیرہ اور جو شخص کسی مسلمان کو خصوصا منکرین بدعات
کو کافر کہے وہ آپ کافر ہوجاتا ہے لما روی البخاری عن ابی ذر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ویرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ
ان لم یکن صاحبہ کذلک وعنہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیہ انتہی واللہ اعلم بالصواب
والیہ المرجع والمآب نمقہ احقر العباد خادم احمد غفرلہ اللہ الصمد ۳۷ سوال ۱۵ چہ میفرمایند علما
دین درین صورت اول آنکہ در محفل مولد شریف وقت ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اکثر ایستادہ می شوند و دست بستہ میخوانند الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وبمجرد
صنیع گذشتگان خود و معاملات میان ایشان تمسک می کنند و دلیلے از اصول اربعہ نمی آرند و
بعض مردم ازین امر محترز اند و دلیل می آرند کہ آنحضرت در حالت حیات دنیاوی قیام تعظیمی
برای خود مکروہ میداشتست چنانکہ در شمائل ترمذی ست عن انس قال لم یکن شخص احب
الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون
من کراھتہ لذلک و در شرح آن زیر حدیث لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضا
نقل کردہ واز مواہب لدنیہ معلوم میشود کہ این قیام از منکرات ست چہ این از محدثات عند عمل
المولد ہست وانچہ محدث شد عند عمل المولد ست ابن حاج برین انکار کردہ حیث قال ولقد توطیت

ابن الحاج فی المدخل علی الانکار علی ما احدثه الناس من البدع والاهواء والغناء بالآلات
المحرمة عند عمل المولد الشریف فالله یثیب شیخه علی قصده الجمیل ویسلک بنا سبیل
السنة فانه حسبنا ونعم الوکیل انتهی بس ازین هر دو گروه بر صواب کدام اند دوم آنکه خطبای زمانه
را در خطبه خواندن دو طریق دیده میشود بعض دست را گذاشته دارند چنانکه در قومهٔ صلوة و بعض دست را
بسته دارند چنانکه در قیام صلوة طائفهٔ اولی دلیل می آرند که از آنحضرت صلعم و صحابه و تابعین و تبع
تابعین دست بستن درین حالت منقول نیست بلکه از آنحضرت صلعم منافی آن معلوم میشود چنانکه
در سفر السعادت آمده و شمشیر و نیزه بدست نگرفتی بلکه بر کمانی یا عصای اعتماد کردی و درین پیشتر از آن
بود که منبر ساخت اما بعد اتخاذ منبر محفوظ نیست که بر چیزی اعتماد کردی نه عصا و نه کمان
و نه غیر آن انتهی و در مشکوة در باب الخطبه هست ویقول صلی الله علیه وسلم بعثت انا والساعة کهاتین
ویقرن بین اصبعیه السبابة والوسطی وایضا عن عمارة بن رویبة رأی بشر
ابن مروان علی المنبر رافعا یدیه فقال قبح الله هاتین الیدین لقد رأیت رسول الله
صلی الله علیه وسلم ما یزید علی ان یقول بیده هکذا واشار باصبعه المسبحة و ظاهر
است که اقران بین الاصبعین و اشارهٔ مسبحه که از فعل عماره ثابت میشود منافی بستن است و طائفهٔ
ثانیه دلیل می آرند که فقها ضابطه گفته اند کل قیام فیه ذکر مسنون ففیه الوضع وکل قیام
لیس فیه ذکر مسنون ففیه الارسال چنانکه در شرح وقایه هست و در قیام خطبه ذکر مسنون است پس
وضع باید طائفهٔ اولی در جوابش گویند که این ضابطه مخصوص بصلوة است نه برای غیر آن درین
صورت کدام بر صواب است و کدام بر خطا سوم آنکه وقت جلسه بین الخطبتین نیز اختلاف دیده
میشود بعضی دست برداشته مشغول بدعا میشوند و بعضی خاموش می باشند نه دست بر دارند و نه
کدامی دعا خوانند فرقهٔ اولی میگویند که از وقت جلوس امام برای خطبه تا انقضای صلوة ساعت
جمعه است که از اوقات اجابت آمده و وقت خطبه بشنید فی آن مشغول میشوند و وقت جلسه خالی
است پس دعا خوانده میشود فرقهٔ ثانیه گویند که ساعت جمعه وقت جلسه منحصر نیست بلکه مبهم
است و از آنحضرت صلی الله علیه وسلم دعا درین وقت ثابت نه شده چنانکه شراح
سفر السعادت گفته بلکه در مشکوة منافی آن ثابت حیث قال فیخطب پس خطبه میخواند انتهی

بمجلس پس نشست و لا یتکلم و تکلم نمی کرد نہ بدعا و نہ بتفسیر آن ثم یقوم فیستوی الیتاً فیخطب
پس تر خطبہ می خواند خطبۂ دوم انتہی درین صورت حق بدست کدام فرقہ است چہارم آنکہ در بعض
کتب و رسائل نوشتہ است خصوصًا در ترجمۂ دقائق الاخبار یعنے صبح کا ستارہ مسطور ہست
حدیث مین ہی کہ جب موت سے تین دن گذر جاتے ہین روح کہتی ہی اے رب مجھے حکم دے
کہ مین جاؤن اور اپنے بدن کو دیکھون حکم ہوتا ہی کہ اچھا جا آخر ہمچنین استیذان روح بجناب
الٰہی روز پنجم و ہفتم برای دیدن اعضای خود یا کردن دوستان خود کہ نوشتہ است و کذا
نقل روایت ہی کہ جب مومن مرجاتا ہی اسکی روح اپنے گھر کے پاس مہینہ بھر تک پھرا کرتی
ہی اور دیکھتی ہی کہ اسکا مال کس طرح بانٹتے ہین اور اسکا قرض کس طرح ادا کرتے ہین پھر بعد
مہینے کے قبر کے گرد سال بھر پھرتی ہی اور دیکھتی ہی کہ اسکے لیے کون دعا مانگتا ہی اور کون
غمگین ہوتا ہی پھر جب سال پورا ہو جاتا ہی تب اسکو جہان سب روحین جمع رہتی ہین لیجاتے
ہین اور نفخ صور تک وہین رہتی ہے انتہی مخالف است مر احادیث صحیحہ مشکوٰۃ وغیرہ را
چنانچہ در آن مذکور است عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبر
المیت اتاہ ملکان اسودان ازرقان یقال لاحدہما المنکر وللاخر النکیر فیقولان
ما کنت تقول فی ہذا الرجل فیقول ہو عبد اللہ ورسولہ فیقولان انا قد کنا نعلم
انک تقول ثم یفسح لہ فی قبرہ سبعون ذراعا فی سبعین ثم ینور لہ فیہ ثم
یقال لہ نم فیقول ارجع الی اہلی فاخبرہم فیقولان نم کنومۃ العروس الذی
لا یوقظہ الا احب اہلہ الیہ حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک وان کان منافقا قال سمعت
الناس یقولون قولا فقلت مثلہ لا ادری فیقولان قد کنا نعلم انک تقول فیقال للارض
التئمی علیہ فتلتئم علیہ فتختلف اضلاعہ فلا یزال فیہا معذبا حتی یبعثہ اللہ من مضجعہ ذلک
ازین حدیث صریح ہست کہ روح مومن در قبر خود تا قیام قیامت آرام است نہ اینکہ ور اگریہ وزاری
کردن بطرف ابنیہ خود و باز گرد کردن حوالی خانہ خود بخیال چشم داشت دعا جز است و روح منافق
را تا قیامت عذاب در قبر است پس با وجود از عذاب کجا مہلت کہ بجا نہ در آید درین صورت روایات
مذکورہ را حکم بوضع شود یا با اسناد بحدیث مشکوٰۃ انطباق باید تحکیم آنکہ در باب قیام شخصی در سبب براے

تعظیم شخصی اختلاف دیده میشود بمقامی از جامع منقول است ذکر فی الزاهدی لایکره ان یقوم احد لآخر فی المسجد تعظیماً له وکذا لو قام القاری فی حال قراءته تعظیماً له و شیخ عبدالحق محدث دهلوی در آداب الصالحین میفرماید و قیام نیز مکروه است که طریق اعظام بر سبیل اکرام و در مسجد مکروه تر است که مسجد موضع عبادت حق است پس غیر یک نه سازد دیگری را و اصحاب قیام نمی کردند از برای آنحضرت زیرا که آنحضرت را خوش نمی آید و میگفت که این از تکلفات اعاجم است انتهی موضع الحاجة منه امید انچه مفتی به و پسندیدهٔ علمای دین باشد مع جواب چند آن مرقوم شود ششم آنکه در درمختار است (وکره ترکهما) معاً لمصل ولو کان اترکهما بخلاف مصل فی بیته بمصر او مصل فی مسجد بعد صلوة جماعة فیه) بل یکره فعلهما و تکرار الجماعة الا فی مسجد علی طریق فلا بأس بذلک جوهرة این روایت مفتی به است یا نه در صورت اول اگر در مسجدی که بر طریق نیست امام یا دو یک کس بنیت احتراز فضیلت اولیت وقت بجماعت گذارده بعده جماعت کثیر آمدند یا امام تا وقت مستحب انتظار کرد هنگی دو سه کم آمدند و با آنها جماعت گذارد و بعد جماعت کثیر آمدند یا دو یک کس دیگر یا اول وقت آمده بجماعت گذارده و بعد امام با جماعت کثیره آمده یا جماعت کثیره با اول وقت بجماعت خواندند بعده امام با دو یک کس آمد درین صور تها این جماعت اخیره نماز بجماعت خوانند یا نه و اقامت گویند یا نه و در صورت ثانیه روایات مفتی بها از کتب معتبره مثل بحر الرائق و فتح القدیر مرقوم فرمایند هفتم آنکه متعارف است که وقت وزیدن باد تند یا شیوع وبا اذانهای زائد از خمسه مقرر دهند بلکه بعضے مشائخ هر شب پنجشنبه هفت هفت اذان و بعضے از انها هر روزه بعد عشا اذان دهند درست یا نه در کتب احادیث اثری ازان نیست در وقت مذکور خواندن ادعیه وغیره مثل اللهم اجعلنا بلها الخ وارد شده آری اینقدر ثابت است و اذا نادی بالاذان و در فقه هم می نویسند هو سنة للفرائض فحسب تحقیق این امر فرمایند هشتم آنکه بعض حضرات اذان باین طور گویند که الله اکبر گویند و توقف نمایند و باز الله اکبر گویند و توقف سازند هکذا اربع مرات چنانکه در بعض روایت آمده اشهر آنست که الله اکبر الله اکبر دو مرتبه گویند و توقف سازند و باز الله اکبر الله اکبر گویند و توقف سازند همین است اکثر مذهب چنانکه در مفتاح الصلوة از بحر الرائق نقل کرده و از حدیث هم

معلوم می شود چنانکہ آمدہ عن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قال
المؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر فقال احدکم اللہ اکبر اللہ اکبر الخ درین صورت ہر چند
فضل ثابت شود مرقوم فرمایند نہم آنکہ کتاب شرح برزخ ومرویات وی معتبرست یا نہ در صورت
اولی این قدر عبارت یعنی روی فی الاخبار ان الانسان اذا اصابہ علیہ امر فینادی ولیا
من اولیاء اللہ فان کان حیا یسمعہ الرحم طرفۃ العین او یعلمہ الولی بکشف
القلوب وان کان میتا یسمعہ الملائکۃ فیبین بالشفاعۃ عند اللہ تعالیٰ وعلیہ المشائخ
انتہی کہ بوجوہ عدیدہ صریح مخالف قانون شرعی معلوم می شود یا با اصول شرعیہ انطباق یا بد یا رقم
بطلان بر آن کشیدہ شود دہم آنکہ در مسلمانان قصبات ودیہات معمول ست کہ چون غلہ
خریف یا ربیع قریب بہ پختگی میرسد ہر کس از مزروعہ خود یا مزروعہ غیر با جازت یا بلا اجازت
خوشہا آوردہ دانہا از آن بر آوردہ قند سیاہ بران آمیختہ بنام بزرگان رسانند وخود ہا باہم تقسیم
کنند وتبرک دانند وتا بنام آن بزرگان فاتحہ نخوانند نخورند وہمین رسم در ہنود شائع ست طابق
النعل بالنعل پس این رسم را اگر مسلمانان کنند گنہگار شوند یا نہ در صورت اول در مصداق
ثلثۃ ابغض عند اللہ اصنعہ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ الحدیث داخل اند یا نہ وتفسیر وابتی
دیدہ من فتاوی رحمانیہ فی احیاء العلوم الحرث فی الفصل ربیع والخریف من حبوب
جدیدۃ قبل اکلہا بدعۃ لانہا مشابہۃ لکفرۃ الہند لانہم لا یاکلون الجدید سید ۃ فی
الفصلین ما لم یطعموا منہ تاہم انتہی این روایت صحیح ست یا نہ یازدہم آنکہ متعارف ست کہ چون
فاتحہ بزرگان کنند حصص مقرر سازند مثلا یک حصہ نیاز خدا ویک حصہ نیاز حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ویک حصہ نیاز حضرت عبد القادر جیلانی رض وعلی ہذا القیاس پس این حصہ مقرر
کردن داخل مضمون این آیہ ست یا نہ (وجعلوا للہ مما ذرء من الحرث والانعام نصیبا)
ای للانعام نصیبا فاکتفی بدلالۃ قولہ (فقالوا ہذا للہ بزعمہم وہذا لشرکائنا)
بزعمہم علی وکذا ما بعدہ ای زعموا انہ للہ واللہ لم یامرہم بذلک ولا شرع لہم
تلک القسمۃ کذا فی المدارک دوازدہم آنکہ انچہ در تقویۃ الایمان وایضاح الحق واربعین فی
اثنا مسائل شرک وبدعت نوشتہ اند ودر کتاب وسنت دلائل آوردہ قابل تمسک ست

یا نہ اہل سنت را در تعمیل آن مسائل ثوابی ست یا عقابی بینوا بالعبارۃ الکتاب توجروا فی یوم الحساب
ھو الموفق در محفل مولد شریف قیام وقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اصلے ندارد این را سنت یا واجب انگاشتن بلا شبہہ مکروہ ست و تعظیم دست بستہ خواندن
ثابت نشدہ و کلیہ کل قیام فیہ ذکر مسنون ففیہ الوضع و کل قیام لیس کذالک ففیہ
الارسال دلیل ارسال ست نہ دست بستن زیرا کہ در خطبہ گرامی ذکر مخصوصہ منقول نیست و فیما
بین دست برداشتہ دعا نمودن خلاف سنت ست و ارواح نیکان بعد از قبض در علیین و بدان
در سجین میرسند و از انجا آمدن ارواح در خانہ یا قبر وغیرہ کہ در کتب غیر معتبرہ منقول ست اعتبارے
ندارد زیرا کہ روح را قرب و بعد مکانی مانع از دریافت احوال قبر و خانہ نمیشود بلکہ نشانے
بر قبر غیر این ارواح را می باشد کہ بحضور زیارت کنندگان و اقارب و دیگر دوستان بر قبر
مطلع و مستانس میگردد و چندی قربت موت فی الجملہ اثر حیات سابقہ و الفت تعلق بدن
و دیگر معروفان از ابنائے جنس خود باقی می ماند و آن وقت گویا برزخ ست درمیان زندگانی
دنیا و استغراق عالم قبر کہ چیزی ازین طرف و چیزی از ان طرف دادہ اند و گاہے مردگان
سوی حالت از و میرسد و مردگان منتظر لحوق مدد ازین طرف می باشند و چنان گمان می برند
کہ ہنوز زندہ اند ہذا خلاصۃ ما فی التفسیر العزیزی و در قیام اندرون مسجد برای تعظیم بر وقت دخول
کسے مختلف فیہ است اکثرے جائز میدارند و بعض مکروہ میگویند بجہت آنکہ رسم اعاجم است
و مجوزین احتجاج می آرند روی فی المشکوۃ عن ابن سعید الخدری قال لما نزلت
بنو قریظۃ علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجاء
علی حمار فلما دنی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی سیدکم الی آخر
الحدیث انتہی شیخ عبد الحق دہلوی در اشعۃ اللمعات افادہ نمودہ احتجاج کردہ است این کسیکہ
قائل ست بقیام داخل مسجد را چنانکہ الآن معتاد و متعارف ست و جواب دادہ اند کہ این امر
بقیام نہ بقصد تکریم بود بلکہ بجہت آن بود کہ سعد بن معاذ رض دردناک بود زخم تیری در ران وے
در غزوہ خندق رسیدہ بود و طاقت فرود آمدن از اسپ نداشت لہذا امر فرمود تا بسوی او بروید
در فرود آمدن اعانت کنید و تواند کہ این توطیہ و تمہید باشد برائے اطاعت ایشان مراد را تنفیذ احکام الخ

والثاني قال الملا علی قاری فی المرقاة قال النووی فيه اکرام اهل الفضل وتلقيهم والقيام لهم اذا اقبلوا واحتج به الجمهور وقال القاضی عياض ليس هذا من القيام المنهی عنه وانما ذلك فيمن يقومون عليه وهو جالس ويمثلون قياما طول جلوسه وقيل لم يكن هذا القيام للتعظيم بل كان للاهانة على نزوله لكونه وجعا ولو كان المراد منه قيام التوقير يقال قوموا الى سيدكم لكن الاول اظهر لان الصحابة رض ما كانوا يقومون له صلى الله عليه وسلم لكراهته القيام انتهى وفی القنية ولا يكره الجالس فی المسجد لمن دخل عليه تعظيما له انتهى وفی المطالب المؤمنين وما ورد من التوعد عليه انما هو فی حق من يحب القيام بين يديه كما تفعله الاتراك والاعجام وكون رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يفعل مع اصحابه ولا فعلوه معه لا يدل على كراهة لانه لم يكن من عادتهم وقد ورد قوموا لسيدكم انتهى در مسجد محله قبل آمدن امام ومؤذن اکثر مردمان دیگر بجماعت نماز گذارند بعد ازان امام ومؤذن با اهل محله جماعت نمودند جماعت اول مکروه است وثانیه مستحب قال فی الكشف ولو صلى بعض اهل المسجد باقامة وجماعة ثم دخل المؤذن والامام وبقية الجماعة فالجماعة المستحبة لهم والكراهة للاول كذا فی المضمرات ولو صلى فيه غير اهله بالجماعة فلا بأس لاهله ان يصلوا فيه الجماعة هكذا فی محيط السرخسی واگر امام ومؤذن با اهل محله جماعت نمودند بعد ازان دیگران آمده نماز بجماعت ادا نمودند جماعت ثانیه مکروه است قال فی الكشف اهل المسجد اذا صلوا باذان وجماعة يكره تكرار الاذان والجماعة فيه وفی العالمگيرية اهل المسجد اذا صلوا باذان جماعة يكره تكرار الاذان والجماعة فيه پس حاصل روایت منقوله در مختار آنست که اهل محله را اهتمام بلیغ سزاوار است برانکه همه باتفاق در مسجد حاضر شده نماز را بجماعت ادا نمایند تا کثرت جماعت شود وباعث مزید ثواب گردد وترک این اهتمام قصدا بلا ضرورت مکروه است همین جهت در مسجدیکه سر راه است تعدد جماعت بلا کراهت جائز است اینکه اگر یک مرتبه جماعت در مسجد شده باشد وبعض

چند کسان شریک باشند و دستہ آمدہ بانفراد نماز گذارند و جماعت کثیر را ترک سازند واللہ اعلم۔ و
اذان در اوقات مسئولہ ہرگز در شرع ثابت نمی شود و فصل درمیان ہر کلمۂ اذان اولی است قال
فی البرہان ویترسل ای یتمہل فیہ وهو ان یفصل بین کل کلمتین بسکتة وفی
الدر المختار ویترسل فیہ بسکتة بین کل کلمتین وفی فتح القدیر قولہ ویترسل
فی الاذان ہو ان یفصل بین کل کلمتین من کلماتہ بسکتة ومصنف شرح
برزخ نقل روایات صحیحہ بر خود لازم نگرفتہ است آری حقیقت کرامات اولیا مذہب اہل سنت
وجماعت است و آنچہ اوراد ہندی ہا میگویند فی الواقع ہم ہنودان است مسلمانان را از آن
احتراز ضرور است در خصوص طعام بقدر وسعت خود للہ بفقرا و محتاجان دادن و ثواب آن
باجتماع یا بتفریق بموتے بخشیدن مضائقہ ندارد و آیات و احادیث در روایات منقولہ تقویۃ الایمان
و ایضاح الحق و اربعین و مائۃ مسائل بلاشبہ قابل تمسک اند واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع و
المآب نمقہ احقر العلماء خادم احمد غفر لہ اللہ الصمد [خادم احمد]

مسئلہ قیام وقت بیان ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۲۶۲ سوال ۲۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اکثر اہل ہندوستان
میں دستور ہے کہ محفل قدسی میلاد شریف میں وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت خاتم النبیین رحمۃ
للعالمین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں اور قیام کرتے
ہیں اور اس تعظیم سے امیدوار ثواب و خوشنودی خدا و رسول کی رکھتے ہیں مگر ایک شخص منع
کرتا ہے اور کہتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اور علمائے مجتہدین سے یہ امر ثابت نہیں ہے پس بدعت
سیئہ کو ترک کرنا ضرور ہے پس اس صورت میں یہ قیام تعظیمی کیسا ہے بینوا بالتفصیل و توجروا
بالاجر الجزیل فقط ہو الموفق جواب اس سوال کا موقوف اوپر تمہید مقدمہ کے وہ یہ ہے کہ نفس قیام
احادیث سے دو طور پر ثابت ہوتا ہے ایک قیام تعظیمی دوسرا قیام تکریمی قیام تعظیمی وہ ہے کہ جو
مسلمان باہم قیام کرتے ہیں باعتبار فضل و علم و ورع کے اور خیال کرتے ہیں اپنے کسر نفس کا
بمقتضائے نزلنا لبعضکم علی بعض کے جیسے کہ عادت صحابہ کبار رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین

کی تھی اور قیام تعظیمی فی نفسہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً و فعلاً پایا گیا ہے اسیطرح حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے قیام تعظیمی کو جائز رکھا ہے اور قیام تعظیمی کی ترغیب میں بھی احادیث کثیرہ واقع ہوئی ہیں اور اسکو مفصلاً امام نووی رح نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے اور احادیث مثبتہ قیام نقل کیے ہیں منجملہ اُنکے چند حدیثیں بطور استشہاد یہاں لکھی جاتی ہیں عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان ناسا نزلوا علی حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ فارسل الیہ فجاء علی حمار فلما کان قریبا من المسجد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قوموا الی خیرکم او سیدکم وفی روایۃ سلیمان الی سیدکم من غیر شک وفی روایۃ ان قیام المراؤس للرئیس الفاضل والوالی العادل وقیام المتعلم للعالم مستحب غیر مکروہ وعن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا قالت ما رأیت احدا اشبہ سمتا وخلقا وھدیا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قیامہا وقعودہا من فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا قالت وکانت اذا دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علیہا قامت من مجلسہا فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بیوت ازواجہ وعن عائشۃ رضی اللہ تعالی عنہا قالت قدم زید ابن حارثۃ المدینۃ ورسول اللہ صلعم بہا فاعتنقہ وقبلہ جواد قوموا الی سیدکم او سیدنا انتہی

ترجمہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق کہ حاضر ہوے لوگ بنا بر حکم سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بلوا بھیجا آپنے اُنکو پس آئے وہ اوپر حمار کے پس جبکہ قریب ہوے وہ مسجد کے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے کھڑے ہو تم طرف بہتر اپنے کے یا سردار اپنے کے اور بیچ روایت سلیمان کے ہے طرف سردار اپنے کے بغیر شک کے اور ایک روایت میں ہے کہ تحقیق کہ کھڑا ہونا مرؤس یعنے محکوم کا طرف اپنے رئیس فاضل اور حاکم عادل کے اور کھڑا ہونا سیکھنے والے کا طرف سکھانے والے یعنی شاگرد کا اُستاد کے واسطے مستحب ہے غیر مکروہ ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے

روایت ہے کہ کہا انہوں نے کہ نہیں دیکھا مین نے کسی کے تئین مشابہ زیادہ از روے شکل کے
اور اخلاق کے اور ہدیہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے انکے اور بیٹھے
رہنے انکے کے فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت عائشہ رضہ
نے درحالیکہ تھین حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جبکہ آتی تھین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو
کھڑے ہوتے آپ انکی طرف اور بوسہ دیتے آپ انکے تئین اور بٹھا لیتے آپ انکو اپنے مقام
پر اور تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لیجاتے آپ انکے پاس تو وہ کھڑی ہوجاتین اور
بوسہ دیتین آپکے تئین اور بٹھا لیتین آپکو اپنی جگہہ پر اور ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث فرماتے آپ ہمارے تئین پس جبکہ کھڑے
ہوتے آپ کھڑے رہتے ہم کھڑے رہتے یہانتک کہ دیکھتے ہم آپکو کہ داخل ہوے آپ اپنی
بیبیون کے گھرون میں اور حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ آئے زید بن حارثہ مدینے مین درحالیکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مدینہ مین پس پکڑی آپنے گردن انکی اور بوسہ دیا آپنے انکو
اور سعد سے روایت ہے کہ فرمایا آپنے کھڑے ہو جاؤ تم طرف سردار اپنے کے یا سردار ہمارے کے
پس ان احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ قیام تعظیمی جائز ہے باہم مومنون کے بلکہ مستحب ہے
اسواسطے کہ قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پایا گیا
اور وقت ذکر ولادت باسعادت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام نہین ہوتا ہے
مگر قیام تعظیمی تو جو شخص اسکو مستحب سمجھکر کریگا وہ بیشک ثواب پاویگا اور استحباب و استحسان اس
قیام کا بھی قول و فعل علماے متبحرین سے ثابت ہوتا ہے جیسا کہ علامہ برہان الدین حنبلی شافعی نے
کتاب انسان العیون فی سیرة الامین المامون مین تحریر کیا ہے ومن الفوائد انہ جرت عادة
کثیر من الناس اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھذا القیام بدعة لا اصل لہا ای لکن ھی بدعة حسنة لانہ لیس کل بدعة
مذمومة وقد قال سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی اجتماع الناس لصلوة التراویح نعمت
البدعة وقد قال العز بن عبد السلام رحمة اللہ علیہ ان البدعة تعتریہا الاحکام الخمسة وذکر من
امثلة کل ما یطول ذکرہ ولا ینافی ذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم ومحدثات الامور

فان کل بدعة ضلالة وقوله صلی الله علیه وسلم من احدث فی امرنا ای شرعنا
ما لیس منه فهو رد لان هذا عام ارید به خاص فقد قال امامنا الشافعی قدس الله
سره ما احدث وخالف کتابا او سنة او اجماعا او اثرا فهو من البدعة الضالة
وما احدث من الخیر ولم یخالف شیئا من ذلک فهو من البدعة المحمودة وقد وجد
القیام عند ذکر اسمه صلی الله علیه وسلم من عالم الامة ومقتدی الائمة دینا و
ورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعه علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصره فقد
حکی بعضهم ان الامام السبکی اجتمع عنده جمع کثیر من علماء عصره فانشد منشد
قول الصرصری رحمة الله علیه فی مدحه صلی الله علیه وسلم وشرف وعظم شعر
قلیل لمدح المصطفی الخط بالذهب علی ورق من خط احسن من کتب وان تنهض الاشراف عند سماعه
قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمه الله وجمیع من
بالمجلس فحصل انس کبیر بذلک المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال
ابن حجر الهیتمی رحمه الله والحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها

ترجمہ اور فوائد سے یہ بات ہے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ جاری ہوئی عادت بہت لوگوں سے جس
وقت کہ سنتے ہیں وہ لوگ ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام کرتے ہیں واسطے تعظیم
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ قیام بدعت ہے اور نہیں ہے اصل واسطے اُسکے لیکن وہ
قیام بدعت حسنہ ہے اس واسطے کہ تحقیق کہ نہیں ہے ہر بدعت بری اور تحقیق کہ فرمایا سردار ہمارے
عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ جمع ہونے لوگوں کے واسطے نماز تراویح کے اچھی ہے یہ بدعت اور
تحقیق کہ کہا عز بن عبد السلام رح نے یہ بات کہ تحقیق کہ بدعت کہ چھا گئی ہیں اُسی بدعت کو
پانچ حکم اور ذکر کیا ہے فقہا نے مثالوں سے کل اُسکی کو کہ ذکر دیا ہے ذکر اُسکا اور نہیں منافی
ہے وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تئیں بچاؤ تم اپنے تئیں نئے امور سے پس تحقیق کہ
سب بدعت گمراہی ہے اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جس شخص نے کہ کیا ہمارے حکم
یعنی شرع ہماری میں اُس چیز کو کہ نہیں ہے وہ اُسمیں پس وہ رد ہے اسواسطے کہ عام ہے اور مراد
کیا گیا ہے ساتھ اُسکے خاص پس تحقیق کہ قائل ہوئے امام ہمارے شافعی قدس اللہ سرہ جو

چیز نئی ہوئی اور مخالف ہو کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے پس وہ بدعت ضلالہ ہی اور جو چیز نئی ہوا بہتر ہی سے اور نہین مخالف ہی کسی چیز کو اُسے پس وہ بہتر ہی اور تحقیق کہ پایا گیا قیام وقت ذکر اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عالم امت سے اور وہ مقتدی ہین اماموں کے از روے دین و پرہیزگاری کے وہ کون کہ امام تقی الدین سبکی ہین اور تابعداری کی اُنکی اس امر مین مشائخ اسلام نے جو اُنکے زمانے مین تھے پس بیان کی ہی بعضے اُنھین مشائخ نے یہ بات کہ تحقیق کہ امام سبکی کے پاس جمع تھی ایک جماعت اُنکے زمانے کے عالموں سے پس اشعار مدحیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھنے والے نے وہ صرصری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے مضمون اُسکا یہ ہی کہ آپ کی مدح اگر خوشنویس سونے سے لکھے چاندی پر اچھی لگا کے تو بھی کم ہی اور کھڑے ہو جائین بزرگ لوگ صف باندھ کے یا گھٹنون کے بل تو بھی تعظیم کامل آپکی ادا نہو سکے پس کھڑے ہوے امام سبکی اور حاضرین مجلس پس حاصل ہوئی خوشی بہت اُس مجلس مین پس قیام کافی ہو جائیگا عامہ مومنین کو سند اور تحقیق کہ کہا ابن حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حاصل یہ ہی کہ تحقیق بدعت حسنہ اتفاق کی گئی اوپر مستحب ہونے اپنے سے اور صاحب سیرۃ شامی نے بھی اسی قصہ کو نقل کیا ہی اور قطع نظر اس عاجز نے بگوش و چشم خود دیکھا و سنا ہی کہ علماے فرنگی محل و دیگر علما دیار و امصار کے قیام کرتے رہے ہیں و مستحب و مستحسن کہتے رہے چنانچہ ابتک علماے حرمین شریفین کا اس پر عمل جاری ہی فی الواقع استحباب و استحسان قیام مین کچھ تامل نہین کہ یہ کلیہ فقہ کا منضبط ہی العادۃ محکمۃ عادت مومنین کے حکم جاری کیا ہی پس لوگون کو چاہیے کہ بمضمون حدیث شریف ما رآہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنے جس چیز کو مسلمان اچھا دیکھین پس وہ نزدیک اللہ کے اچھی ہی قیام کرین اور اسکو مستحسن سمجھین اور جو لوگ اسکو بدعت کہتے ہین اور بدعت سیئہ مراد لیتے ہین وہ خطا کرتے ہین اسواسطے کہ بدعت کی علما نے پانچ قسمین قرار دی ہین جیسا کہ عبارت کتاب انسان العیون سے ظاہر ہوا ہی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہی قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام واجبۃ ۱ ومندوبۃ ۲ ومحرمۃ ۳ ومکروھۃ ۴ ومباحۃ ۵ فمن الواجب نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ والمبتدعین وشبہ ذلک

ومن المندوبة تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والرباط وغیر ذلک ومن المباح البسط فی الوان الاطعمة وغیر ذلک والحرام والمکروه ظاهران انتہیٰ

ترجمہ کہا علما نے بدعت پانچ قسم پر ہی ایک واجبہ دوسری مندوبہ تیسری محرمہ چوتھی مکروہہ پانچوین مباح پس واجب کیا ہی کہ قائم کرنا متکلمین کا دلیلون کو واسطے ملحدین ومبتدعین کے اور مثل اسکے اور مندوبہ سے کیا ہی کہ تصنیف کرنا کتابون کا اور بنانا مدرسون کا اور مسافرخانون کا اور مثل اسکے اور مباح کیا ہی کہ دسترخوان کا آراستہ کرنا طرح طرح کے کھانون سے اور سوا اسکے اور حرام اور مکروہ دونون ظاہر ہین قیام تعظیمی وقت ذکر ولادت باسعادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ضروری بدعت حسنہ ہی جیسا کہ اوپر مشرح ہو چکا ہی اور داخل ہوگا قسم دوسری اور پانچوین یعنی مندوبہ ومباحہ مین اسواسطے کہ اس مین کوئی قبح شرعی نہین پایا جاتا ہی بلکہ موجب استحباب واستحسان کا ہوتا ہی اور قیام تکبری وہ ہی کہ جیسا لوگ قیام کرتے ہین لمحبة الدنیا واسطے امرا وسلاطین کے جیسا کہ عادت ہی اعاجم کی اسکی کیفیت یہ ہی کہ قیام کرنے والے اپنے تئین حقیر سمجھتے ہین بنسبت اسکی اور وہ لوگ ازراہ تکبر ونخوت کی اپنے تئین اعلیٰ جانتے ہین مفصّل تفصیل اسکی یہ ہی کہ حاضرین دربار دست بستہ دربار مین حاضر ہوتے ہین اور کھڑے رہتے ہین تاوقتیکہ انکی اجازت نہو تو نہین بیٹھتے ہین جب وہ اشارہ سے یا زبان سے اجازت دیتے ہین تب بیٹھتے ہین اور بعضے امراء ہین کہ اپنے سامنے اپنے رفقا وحضار مجلس کا کھڑا رہنا پسند کرتے ہین اور وہ لوگ اپنا فخر سمجھکے دست بستہ کھڑے رہتے ہین یا فی زماننا کفار کے واسطے قیام کیا جاتا ہی تو اس قسم کا قیام بیشک حرام ہی قیام کرنیوالا اور قیام کرانے والا دونون گنہگار ہونگے اور ایسے ہی قیام کے اوپر مواعید شدیدہ وارد ہوے ہین اسکو بھی مفصلا ومشرحا حضرت امام نووی نے اپنے رسالہ مین بیان کیا ہی اور احادیث کو نقل کیا ہی منجملہ انکے ایک حدیث بطور سند کے لکھی جاتی ہی عن ابی امامة قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوکئا علی عصا فقمنا الیہ فقال لا تقوموا کما تقوم الاعاجم یعظم بعضہم بعضا رواہ ابو داؤد ترجمہ ابی امامہ سے روایت ہی کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ تکیہ دینے والے تھے اوپر عصا کے پس کھڑے ہوے ہم آپکے سامنے پس فرمایا آپنے نہ قیام کرو تم جیسا کہ قیام کرتے ہین عجمی لوگ تعظیم کرتے ہین بعض

اُنکے بعض کے تئین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے امام نووی نے اس حدیث کے تحت مین
یہ تحریر کیا ہی فکل من احب ان یقوم له فلا تقم له و قال البغوی وغیرہ فهذا فیمن
یامرهم بذلك ویلزمهم ایاه علی طریق النخوة والکبر انتهی ترجمہ
جس شخص نے دوست رکھا اس بات کو کہ قیام کرے کوئی واسطے اُسکے پس نہ قیام کیا جائیگا
واسطے اُسکے اور کہا بغوی نے اور غیر اُسکے نے پس یہ بیچ اُس شخص کے ہی کہ حکم کرتا ہو لوگون
کو واسطے قیام کے اور لازم کرتا ہو اُسکے تئین اُسکو اوپر طریقہ نخوت اور تکبر کے تواب بغور و
تامل دیکھنا چاہیے کہ یہ قیام مولد شریف کا جیسا کہ رائج ہندوستان مین ہی وہ اس حدیث مین
بوجوہ شامل نہین ہو سکتا ہی تو کیونکر وہ بدعت سیئہ ہوگا البتہ اسکا شمول باعتبار حصول ثواب
و تتبع علماے سابقین و حال و احادیث سابقہ سے جو کہ اول مذکور ہوئین ہوگا پس شخص منع
کرنے والے کی صریح خطا و تعصب ہی کہ بدعت سیئہ کہتا ہی اُسکو چاہیے کہ اپنے قول سے درگذرے
فقط واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر له اللہ الباری

سنہ ۱۲۶۳ **سوال** ۳۹ کیا فرماتے ہین علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ مثلاً
ہندوستان مین دستور ہی کہ محفل اقدس میلاد شریف مین وقت ذکر ولادت با برکت جناب سید
الابرار امام الاخیار حبیب اله العالمین خاتم النبیین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لوگ تعظیماً
کھڑے ہو جاتے ہین اور اس تعظیم سے امیدوار ثواب و خوشنودی خدا و رسول کے رہتے ہین
مگر ایک شخص منع کرتا ہی اور کہتا ہی کہ صحابہ و تابعین و علماے مجتہدین سے یہ امر ثابت نہین ہی
پس بدعت سیئہ کو ترک کرنا ضرور ہی پس اس صورت مین یہ قیام تعظیمی کیسا ہی بینوا توجروا۔

ہو المصوب باب قیام مین علما کا اختلاف ہی بعضون نے بدعت سیئہ لکھا ہی اور بعضون
نے مستحب لکھا ہی لیکن اُسکے استحباب شرعی پر ہنوز کوئی دلیل شرعی معتد بہ نظر سے نہین گذری
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

ابوالحسنات محمد عبد الحی | **جامع الفتاوی** کتاب ہی کہ جو امور مستحسنات علماے کرام اور مشائخ
عظام ہین اور جواز و عدم جواز دونون کے جہات اُس مین پائے جاتے ہین جیسے مولود شریف

وقیام وغیرہ ہر عالم کو اپنے مستند دلائل پر عمل کرنا مناسب ہی مگر انکار بلیغ اور تکفیر و تفسیق کی کوئی وجہ نہین مسائل اختلافیہ مین شدت انکار شان محققین نہین ہی علماے کبار کے اختیار کیے ہوے ایسے افعال موجب خیر و برکت ہین اور مصالح دقیقہ اور فوائد عدیدہ پر مشتمل ہین جب تک کوئی دلیل قوی اُنکی حرمت یا بدعت سئیہ ہونے پر قائم نہو اُنکو ترک کرنا نہ چاہیے کیونکہ توارث علما خود ایک دلیل ہی فقیر کا اور بزرگان فقیر کا معمول یہ ہی کہ وہ میلاد کی محافل کرتے ہین اور قیام بھی اُس مین کیا جاتا ہی اور اسکو مستحسن تصور کرتے ہین کیونکہ کوئی قبح شرعی معتد بہ نہین ہی جس کی وجہ سے اس مین حرمت یا سیئہ ہو واللہ اعلم + سوال ۳۰

قبلہ من علماے دین زادعنا یتکم - کہ تعظیم مولود کے لیے مانڈا کے مولوی صاحب نے یہ فرمایا کہ نہ اُٹھو اور بعد رسا کے مولوی صاحب نے فرمایا کہ اُٹھنا اور نہ اُٹھنا دونون برابر ہین کیونکہ نہ تو یہ حدیث مین لکھا ہی کہ ضرور اُٹھنا چاہیے اور نہ تو یہ لکھا ہی کہ نہ اُٹھو لہذا علمائی دین صاحب کو تحریر دہ ہون جیسا درست اور روا ہو براہ مہربانی تحریر فرمائیگا زیادہ حد ادب اور ایک عورت اپنے مکان سے نکل گئی تو مرد و عورت دونون راضی ہوے مگر تین ماہ تک عورت دوسرے مرد کے پاس باہر رہی تو اُسکا رکھنا درست ہی یا نہین نکاح شرعا ٹوٹ گیا یا نہین اور قرآن شریف مین ضاد یا ظ کیا پڑھنا چاہیے - اور تعظیم کے بارہ مین لوگ جھگڑا و فساد کثرت سے کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تم وہابی ہو لہذا جیسا حال ہو تحریر فرمایے ہو المصوب تعظیم قیام مولود شریف مین علما کے استحسان سے ہی اسکو کرنا بہتر ہی اور نہ کرنے والون سے جھگڑا و فساد نکرنا چاہیے اور عورت کو جبتک اُسکا شوہر طلاق نہ دیوے اُسوقت تک اُسکے نکاح مین ہی اور ضاد نماز مین پڑھنا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

محمد قیام الدین عبد الباری ۱۳۲۹

سوال ۳۱ اکثر اشخاص مشرک اور بے نمازی اور بخیل و غماز و شرابی و رہزن اور زانی اور حرام اور سود خوار اور رشوت خوار اور تارک جماعت نماز اور دیوث علی ہذا القیاس اس قسم کے لوگ اور بعض ان مین اچھے لوگ بھی سب ملکر جشن ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر روح کے رہتے ہین آیا ایسی محفل مین اور ایسے لوگون مین روح مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتی ہی یا نہین ہو المصوب ضرور ہی تشریف لانا

آنحضرت سرور صلی اللہ علیہ وسلم کا احادیث سے ثابت نہین۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری
عفا اللہ عنہ **سوال** کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مجلس میلاد شریف مین روح مبارک
صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف لاتی ہی یا نہین اور اکثر مولود خوان اس مسئلہ کے اشعار پڑھتے ہین
مصرع اُٹھو تعظیم کو رسول اللہ آتے ہین۔ کوئی دلائل شرعی سے روح مبارک کا آنا ثابت
ہی یا نہین اگر ثابت نہین ہی تو ایسا اعتقاد رکھنا جائز ہی یا باطل **ہو المصوب** نہین واللہ اعلم
حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **سوال** در محفل میلاد شریف غزل خوانی بہ نغمہ و
گٹکری می کنند علی الخصوص غزلیکہ منسلک استفتای ہذا است بحث در شعر دوم ؎

دکھاتا ہی کیا مرتبہ قرب کا | کہ زانو سے زانو ملاتا ہی آج

چونکہ خداوند جل و علا از مشابہت اعراض و جواہر قطعاً مبرا و از مناسبت اوہام و خواطر مطلقاً معرا علیہ محاسن از ترکیب جسد مبرا است
چون ذات پاکش از جسم بری ست پس زانو بزانو چگونہ آمیزد معاذ اللہ من ذلک و مصداق کلام
از مولانا نظامی میخواست ؎

نہ بر گنبدہ تا فراہم شوی | نہ افزودہ نیز تا کم شوی

و دلالت بر شان او میکند پس این احقر العباد و افقر الافراد بندہ خاکسار قاسم علیخان خلف عباد اللہ خان
متوطن قصبہ پادل ضلع ہردوئی بخدمت جمیع علماے دین و مفتیان شرع متین درین باب فتوی
میخواہد کہ عند اللہ و عند الناس مشکور گردد **ہو المصوب** از اشعار سے کہ ظاہر شان کفر است
پرہیز لازم است۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ **سوال** مولود شریف
کرنا ساتھ خوشبو کے اور لوگون کو بلوانا سننے کے واسطے اور کچھ شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا اور کچھ
سورہ وغیرہ پڑھنا اور تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا کیسا ہی **ہو المصوب** یہ سب صورتین
مستحبات شرعیہ سے ہین جنکو علما نے اصول شرعیہ سے مستنبط کیا ہی۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد
قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] **سوال** کیا فرماتے ہین علما
دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ حسب رواج میلاد شریف و گیارھوین شریف کرنا
جائز ہی یا نہین **ہو المصوب** ہر محافل میلاد شریف و گیارھوین شریف جو منہیات شرعیہ سے
خالی ہون موجب ثواب ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنا خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے اور انکے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی خواہ ذکر ولادت ہو یا فضائل یا معجزات وغیر ذلک

اور ایصال ثواب کسیکو باجماع اہل سنت وجماعت بلاشک وشبہہ ہوسکتا ہی تفصیل اسکی اپنے مواضع مین کتب مطول اور رسائل مین علماے کرام نے کردی ہی حاجت بیان نہین۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۲۶ سوال ۲۸۳ روایت ایسی بیان کرنا جس مین اوامر ونواہی نہون بلکہ رنگ محفل درست کرنے کے لیے روایات موضوعہ مثل اسکے کہ حضرت اویس قرنی رضہ نے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عمر سے کہا کہ عشق شے دیگر است و ارادت شے دیگر ایسی روایات بیان کرنا جائز ہی یا نہین اور ایسی محفل کے بانی اور سامعین کو ثواب ملیگا یا نہین ہو المصوب اس طرح سے ذکر میلاد کرنا جس مین روایات موضوعہ ہون یا توہین صحابہ کی ہو جائز نہین اور ایسے محافل کرنا اور حاضر ہونا جائز نہین ورنہ جائز ہی۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۲۷ سوال ۲۸۴ اگر کسی مقام کے جملہ مسلمان چندہ سے شیرینی منگاکر مولود شریف کرین اُس مین ایک شخص اس محفل اقدس کو نعوذ باللہ مذموم سمجھکر چندہ مین شریک نہو اور مولود شریف بھی نہ سنے اور بعد ختم مولود شریف جو شیرینی وغیرہ تقسیم کیجاوے اُسکے لینے سے انکار کرے پس ایسے شخص سے مسلمانون کو کیا برتاو کرنا چاہیے ہو المصوب اگر شخص مذکور طریقۂ حسنۂ میلاد شریف کی توہین سے مرتکب افعال مذکور کا ہو تو ایسے شخص سے مسلمانون کو پرہیز کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۲۸ سوال ۲۸۵ میلاد شریف ایک مقام پر ہوتا ہی اور زید قلیل فاصلے پر بآرام پلنگ پر لیٹا ہی اور شریک محفل قدس مین نہین ہوا پس زید عند الشرع کیسا ہی اور اس محفل مین شریک ہونے کے لیے ہر شخص کو پیام بھیجنا چاہیے یا نہین ہو المصوب نام پاک وذکر پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باوجود قدرت کے توہین اور وہ امور جو بے ادبی مین شمار کیے جاتے ہین کرنا گناہ کبیرہ قریب بہ کفر ہے اور محفل میلاد شریف کہ فرد ہی افراد وعظ سے اُسکے لیے لوگون کو جمع کرنا اور پیام بھیجنا جائز ہے۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۲۹ سوال ۲۸۶ مولود شریف کی محفل مین ہنود وغیرہ کا داخل ہونا کیا منع ہی ہو المصوب مولود شریف کی محفل مین ہنود کا آنا کوئی حرج نہین ہی۔ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۳۰ سوال اول بوسہ لینا اور پھرنا خونون انگلیون کے اور لگانا انکا اوپر دونون

آنکھون کے بروقت کہنے یا سننے اسم مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان مین خواہ غیر اذان مین شرعًا کیا حکم رکھتا ہی

سوال دوسرا

تعیین ایام مولود شریف کی ماہ مبارک ربیع الاول مین خواہ فاتحہ کسی اور بزرگ کی روز وصال اُنکے کے کرنا اور اس تعیین کو ضروری یا اولی ایصال ثواب مین سمجھنا شرع سے ثابت ہی یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب ناخون انگوٹھون کو رکھنا دونون آنکھون پر اور اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِی بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ کہنا بعد سننے شہادتین کے مستحب ہی اور تعیین ایام مولود شریف کی یا فاتحہ کی شرع سے ثابت نہین واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف عفی عنہ [محمد یوسف] صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ

جواب سوال اول صاحب جامع الرموز نے کنز العباد سے ناخونون انگوٹھونکو دونون آنکھون پر رکھنا اور اللھم متعنی بالسمع والبصر بعد سننے شہادتین کے کہنا مستحب لکھا ہی اور شرح اوراد مین بھی ایسا ہی لکھا ہی ظاہرا یہ مستحب قبیل ما احبہ العلماء سے ہی نہ مستحب حقیقی اس واسطے کہ کرنا اس فعل کا قرون ثلاثہ مین جو مشہود لہم بالخیر ہین سند صحیح سے ثابت نہین ہوا ہی اور بعضے ارباب علم جو حدیث اس باب مین نقل کرتے ہین وہ حدیث صحاح مین نہین ہی بہر تقدیر تارک اسکا قابل ملامت کے نہین ہی اور ضروری جاننے والا اسکا قابل ملامت کے ہی

جواب سوال دوم اولًا جاننا چاہیے کہ جو امر دین کہ اُسپر ثواب یا عقاب مرتب ہو اور زمان صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین مین نہو اور نشان اُسکا ادلہ اربعہ یعنے کتاب سنت اجماع قیاس سے نہ لگے وہی امر بدعت مذمومہ اور سئیہ ہی اور اُسکو صاحب شرع نے ضلالت فرمایا ہی صحاح مین موجود ہی كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار[1] ماکول یا مشروب وغیرہ مباحات مین کسی امر نو کا احداث کرنا بدعت نہین ہی کہ یہ امر دین کا نہین ہی اور نہ ترتب ثواب یا عقاب کا اسپر نہین ہی آب بگوش دل سننا چاہیے کہ تعیین ایام مولود شریف کی ماہ مبارک ربیع الاول مین خواہ فاتحہ اور کسی بزرگ کی روز وصال اُنکے کے کرنا اُسکی دو صورت ہی ایک یہ کہ یہ تعیین بسبب اسکے واقع ہوئی کہ بقدر تعیین کے اہل اسلام خود بخود بے طلب آکے شریک برکت ذکر مولد شریف یا شریک استغفار ہونگے یا بسبب اسکے ہوئی کہ ایام ربیع الاول مین مثلا صاحب مجلس مولد کو فرصت ہوتی ہی یا اور کوئی سبب ہو اسطرح کے اسباب مین ہو کہ ثواب عقاب کو اسمین دخل نہو تو اس طرح کی تعیین درست ہی اور یہ تعیین مانند تعیین خوراک وزانہ یا پوشاک معمولی کے ہی کہ قابل ایراد کے نہی اور دوسری صورت یہ ہی کہ اس تعیین کو ضروری سمجھے یا ایصال ثواب مین اولی سمجھے یعنی اگر ماہ ربیع الاول مین مولد شریف

[1] اے اللہ نفع دے مجکو ساتھ سننے اور دیکھنے کے ۱۲ [2] یعنی ہر بدعت گمراہی ہی اور ہر گمراہی دوزخ مین ہی ۱۲

یا روز وصال بزرگ مین اُسکا فاتحہ نہو تو سمجھے کہ ثواب نہین حاصل ہوا یا کم ہوا اور مجلس مولد کی قبول نہین ہوئی اور بے خصوصیات کے وہ بزرگ راضی نہین ہوے چنانچہ عوام اور بعضے خواص بھی سمجھتے ہین اور بہ ترک اس خصوصیت اور تعیین کے حسرت اور افسوس ایسا کرتے ہین کہ فرض یا واجب یا سنت کے ترک سے ایسا افسوس نہین کرتے ہین اور تارک پر ملامت کرتے ہین تو یہی تعیین بدعت مذمومہ اور سیئہ ہے اور کل بدعة ضلالة مین داخل ہے زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین مین یہ طور تعیین کا نتھا ایصال ثواب اور ذکر خیر جس روز اور جس مہینے مین ہو شرعًا برابر ہے اس تعیین کی کوئی سند شرع سے ثابت نہین ہے اور فعل مشایخ طریقت کا حجت نہین ہے۔ واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الحلیم تجاوز اللہ الکریم عن سیئاتہ بفضلہ العمیم [محمد عبد الحلیم] ہو الموفق جواب سوال اول ناخون انگوٹھون کو آنکھون پر وقت سننے شہادتین کے رکھنا مستحب ہے جیسا لکھا ہے صاحب کنز العباد نے یہ عبارت اُسکی ہے چون مؤذن اول بار بگوید اشہد ان محمدا رسول اللہ[1] تو بگو صلی اللہ علیک یا رسول اللہ[2] و چون بار دوم بگوید تو بگو قرة عینی بک یا رسول اللہ[3] بعدہ ناخن ہر دو ابہام بر چشم نہ بطریق وضع نہ بر سبیل مدواین دعا بخوان اللہم متعنی بالسمع والبصر[4] حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم می فرمایند من سمع[5] اسمی فی الاذان ووضع ابہامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامة وانا قائدہ الی الجنة انتہی اور وقت سننے پاپنے اسم مبارک سید المرسلین خاتم النبیین صلوات اللہ علیہ وعلی آلہ اجمعین کے بغیر اذان کے ناخون انگوٹھون کو آنکھون پر رکھنا ابتک کہین نظر نہین آیا جواب سوال دوم بے شبہہ تعیین ایام مولد شریف شرع سے ثابت نہین اور قرون ثلاثہ مین بھی پائی نہین گئی لیکن بعد اُسکے رواج پائی چنانچہ اسکو پہلے نکالا ہے علامہ دہر فرید عصر شیخ الوقت شیخ عمر بن محمد نے شہر موصل[6] مین اور اُسی کی اطاعت کی ہے ملک مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین شاہ

---

[1] ترجمہ گواہی دیتا ہون مین کہ محمد پیغمبر خدا کے ہین ۱۲ [2] ترجمہ رحمت بھیجے خدا تمپر اے پیغمبر خدا کے ۱۲ [3] ترجمہ روشنی میری دونون آنکھون مین تمھین سے ہے اے رسول اللہ کے ۱۲ [4] ترجمہ اے اللہ نفع دے مجھکو ساتھ کان اور آنکھ کے ۱۲ [5] ترجمہ حدیث جس نے سنا میرا نام اذان مین اور رکھا دونون انگوٹھون کو اپنی دونون آنکھون پر تو مین ڈھونڈھونگا اُسکو صفون قیامت مین اور مین کھینچونگا اُسکو طرف جنت کے ۱۲ [6] موصل بفتح میم و سکون واو و کسر صاد مہملہ نام شہرے است در عراق و نام جزیرہ ۱۲ غیاث

اربل نے اور اس محفل معظم مین علمای مکرم اُس زمانے کے بخوشی آتے تھے اور موجب برکت اور اپنی بخشش کا جانتے تھے بعد اسکے اکثر بلاد اسلام مین رواج پایا اور علما نے اسکو مستحسن قرار دیا اگر خالی ہو منہیات شرعیہ سے اور روایات صحیحہ بیان ہون اور نیت خالص ہو واسطے برکت اور محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تصدق واسطے فقرا اور مساکین کے تو موجب برکت عظیمہ کا ہوتا ہے جیسا کہا علامہ دمشقی نے سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد معروف بہ سیرۃ الشامی مین قال الحافظ ابو الخیر السخاوی[1] فی فتاونہ عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثۃ الفاضلۃ وانما حدث بعد ثم لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ صلی اللہ علیہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البھجۃ الرفیعۃ ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظھرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم انتھی وقال الحافظ ابو الخیر الجزری شیخ القراء من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام قلت واول من احدث ذلک من الملوک صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتکین احد الملوک الامجاد والکبراء الاجواد وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی تاریخہ کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویحتفل بہ احتفالا ھائلا وکان شھما شجاعا بطلا عاقلا عادلا رحمہ اللہ تعالی واکرم مثواہ وقد صنف الشیخ ابو الخطاب بن دحیہ کتابا فی المولد سماہ التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجازہ بالف دینار انتھی اور بعضون نے اسکو بدعت حسنہ قرار

---

[1] کہا حافظ ابو الخیر سخاوی نے اپنے فتاوے مین کہ کرنا مولود شریف کا منقول نہین ہوا کسی سلف صالح سے قرون ثلاثہ مین اور نہین ایجاد ہوا مگر بعد اُن کے پھر ہمیشہ اہل اسلام سب طرفون اور بڑے شہرون مین محفل کرتے رہے مہینے پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ساتھ خوشی کرنے دعوتون نادر شامل بڑے کامون پر اور خیرات کرتے رہے اُسکی راتون مین طرح طرح کے صدقون کے ساتھ اور ظاہر کرتے رہے خوشی کو اور بڑھاتے رہے نیکیون کو اور متوجہ ہوتے رہے ساتھ پڑھنے مولد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر ہوتا رہا اُنکے اوپر اُسکی برکتون سے ہر طرح کا فضل عام اور کہا حافظ ابو الخیر جزری شیخ القرا نے خواص مولد سے یہ ہے کہ امان ہے اُس سال مین اور بشارت آئندہ کو پانی خواہش اور مقصد کے کہا مین نے کہ پہلے ایجاد کیا اسکو بادشاہون سے شاہ اربل بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین نے کہ ایک بادشاہون بزرگ اور بڑے سخیون سے تھا اور کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے اپنی تاریخ مین کہ کرتا تھا مولد شریف ربیع الاول مین اور محفل کرتا بڑی اور تھا سخی شجاع جوان مرد عاقل عادل رحم کرے اُس پر اللہ اور اچھی آرام گاہ اُسکی کرے اور تحقیق تصنیف کی شیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے اُسکے واسطے ایک کتاب مولد مین نام رکھا اُسکا تنویر فی مولد البشیر النذیر پس صلہ دیا اُسکا ہزار دینار ۱۲

دیا ہی اور علمانے بدعت کی پانچ قسم لکھی ہین واجبہ محرمہ مندوبہ مکروہہ مباحہ تفصیل اسکی طول رکھتی
ہی لیکن مختصر اجان لینا چاہیے کہ جو امر حادث ہوا اور مخالف ہو کتاب اور سنت اور اجماع اور اثر کے یہ
بدعت ضلالہ ہی اور یہی مراد کل بدعۃ ضلالۃ سے ہی اور جو امر حادث ہوا اور خلاف نہوا دلہ شرعیہ
کے اور اتفاق ہوا ویر جواز فعل اُسکے کے اور واسطے امید ثواب کے ہوا اور موافق قواعد شرعیہ
کے اور نیت خالص ہوا اور لازم نہ آوے اُس سے کوئی محذور شرعی جیسے بنا کرنا مدرسون کا اور
سرائے کا اور پل کا اور نیکیان جو نہ قرار پائی ہون صدر اول مین اور اُس مین معاونت ہوا ویر نیکی اور
خیر کے اور صدقہ واسطے فقرا اور مساکین کے اور محبت واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے
وہ بدعت حسنہ ہی جیسا کہ حدیث شریف مین موجود ہی ما رأہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن[۱] و
ما رأہ المومنون قبیحا فہو عند اللہ قبیح اور اسی طرح کہا علامہ دمشقی نے سیرۃ شامی مین[۲] قال الحافظ
ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامۃ فی کتاب الباعث علی انکار البدع
والحوادث قال الربیع قال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ المحدثات من الامور ضربان احدہما ما احدث
مما یخالف کتابا او سنۃ او اثرا او اجماعا فہذہ البدعۃ الضلالۃ والثانی ما احدث من الخیر
لا خلاف فیہ لواحد من ہذا فہی محدثۃ غیر مذمومۃ وقد قال عمر رضی اللہ عنہ فی قیام
رمضان نعمت البدعۃ ہذہ یعنی انہا محدثۃ لم تکن واذا کانت فلیس فیہا رد لما مضی قلت و
انما کان کذلک لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حث علی قیام شہر رمضان و فعلہ ہو صلی اللہ علیہ
وسلم واقتدی بہ فیہ بعض اصحابہ لیلۃ اخری ثم ترک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعلہا بالمسجد
جماعۃ لما فیہ من احیاء ہذا الشعار الذی امر بہ الشارع و فعلہ والحث علیہ والترغیب فیہ

سلہ ترجمہ جس چیز کو یقین کرین مسلمان نیک تو وہ نزدیک اللہ کے نیک ہی اور جس چیز کو یقین کرین مسلمان بد تو وہ نزدیک اللہ کے بد ہی ۱۲ ﷲ ترجمہ
عبارت سیرۃ شامی کہا حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل عرف ابی شامہ نے اپنی کتاب الباعث علی انکار البدع والحوادث مین کہا ربیع نے کہا شافعی نے
نئی ایجاد کی دو قسمین ہین ایک وہ کہ نکالی جاوے خلاف کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے لیس یہی بدعت ضلالت ہی اور دوسری وہ چیز کہ نکالی جاوے
نیکی سے کہ نہین خلاف اُسمین ساتھ ایک کے انھین سے لیس یہی چیز غیر مذموم ہی اور تحقیق کہا عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان مین اچھی بدعت ہی
یعنے تحقیق یہ نئی چیز ہی کہ نہ تھی اور جب ہوئی تو نہین ہی اُسمین رد اسواسطے کہ گذرا بیان اُسکا کہا مین نے نہین ہوا ایسا مگر واسطے اس بات کے کہ
تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریص کی قیام مہینے رمضان پر اور کیا اُسکو صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اقتدا کی اُنکے ساتھ اُس مین بعض اصحاب کے
دوسری شب کو پھر ترک کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنا اُسکا مسجد مین جماعت کے ساتھ اسواسطے کہ اُس مین ہی قائم ہونا ہی اس امر کا کہ حکم
کیا ہی ساتھ اُسکے شارع نے اور کیا اُسکو اور کی تحریص اس شعار پر اور ترغیب اُس شعار مین ۱۲

سلہ والله تعالى اعلم فالبدع الحسنة متفق على جواز فعلها والاستحباب لها ورجاء الثواب لمن
حسنت نيته فيها وهي كل مبتدع موافق لقواعد الشريعة غير مخالف لشئ منها ولا يلزم من فعله
محذور شرعي وذلك نحو بناء المنابر والربط والمدارس وخانات السبيل وغير ذلك من
انواع البر الذي لم تعهد في الصدر الاول فانه موافق لما جاءت به الشريعة من اصطناع المعروف
والمعاونة على البر والتقوى ومن احسن ما ابتدع في زماننا من هذا القبيل ما كان يفعل
بمدينة اربل جبرها الله تعالى كل عام في اليوم الموافق لمولد النبي صلى الله عليه وسلم من الصدقات
والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان الى الفقراء مشعر
بمحبة النبي صلى الله عليه وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب فاعله وشكر الله تعالى على ما من به من
ايجاد رسوله الذي ارسله رحمة للعالمين صلى الله عليه وسلم وعلى جميع الانبياء والمرسلين
وكان اول من فعل ذلك بالموصل الشيخ عمر بن محمد الملا احد الصالحين المشهورين وبه اقتدى
في ذلك صاحب اربل وغيره رحمهم الله تعالى انتہی عبارتہ اور جو شخص مولد شریف کریگا
واسطے محبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خوشی کریگا ولادت باسعادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کی اور خرچ کریگا للہ شہر مولد میں یعنی ربیع الاول میں دن کو اور رات کو عبادت میں مصروف رہیگا
ہوگا واسطے اُس شخص کے موجب برکت کا دنیا میں اور آخرت میں سبب بخشش کا لیکن یہ مجلس خالی ہو
منہیات شرعیہ سے اور اسیواسطے علما نے قصہ ابولہب کا نظیر اسکا لکھا ہی وہ یہ ہی کہ وقت ولادت رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے ثویبہ خادمہ ابولہب نے خوشخبری سنائی ابولہب کو کہ تیرے گھر بھتیجا پیدا ہوا ہی ابولہب نے اس

سلہ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا ہی پس بدعت حسنہ اتفاق کیا گیا ہی اوپر درستی فعل و مستحب ہونے اُسکے کے اور امید ثواب کے واسطے اُس
شخص کے کہ نیک ہو نیت اُسکی اُسمیں وہی جو بدعت کہ موافق ہو قواعد شرعیہ کے نہ مخالف واسطے کسی شی کے اُنمیں سے اور نہ لازم آوے اُسکے کرنے
سے برائی اور یہ مثل بنانے منبروں اور خانقاہوں اور مدرسوں اور مسافرخانوں کے اور سوا اسکے نیکی کی قسموں سے کہ نہیں پیدا ہوئیں صدر
اول میں اسواسطے کہ تحقیق وہ موافق اُس کے ہی کہ آئی اُسکے ساتھ شریعت کرنے معروف سے اور نیکی اور تقوے پر اور بہتر اُن چیزوں میں کہ
نئی نکلی ہیں ہمارے زمانے میں اس قبیل سے وہ ہی کہ کی جاتی ہی شہر اربل میں نیکی دے اُس شہر کو اللہ تعالیٰ ہر سال روز موافق ولادت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم میں صدقوں اور نیکی اور اظہار زینت اور خوشی سے اسواسطے کہ تحقیق باوجود کہ اُسمیں احسان طرف فقیروں کے ہی آگاہی دیتا ہی ساتھ محبت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تعظیم اور بزرگی اُنکے کے دل میں کرنے والے اُسکے کے اور شکر اللہ تعالیٰ کا اس بات پر کہ احسان کیا اپنے ایسے رسول کے پیدا کرنے سے کہ
بھیجا اُسے رحمت واسطے تمام عالم کے رحمت کرے اللہ اُنپر اور سلام اور اوپر تمام نبیوں اور پیغمبروں کے اور تھا پہلا ایجاد کرنے والوں میں اُسکے موصل میں شیخ عمر بن محمد
ملا کہ ایک صالحین مشہورین سے تھا اور اُنکی پیروی کی اس بات میں شاہ اربل وغیرہ نے رحمت کرے اُنکو اللہ تعالیٰ ۱۲

خوشی مین ثویبہ کو دو انگلیون کے اشارے سے آزاد کردیا بعد مرنے ابولہب کے لوگون نے خواب مین دیکھا
پوچھا کیا حال ہی کہا کیا پوچھتے ہو حال اُسکا جو دشمن ہو خدا اور رسول کا اور جسکی مذمت مین قرآن نازل
ہو آگ مین جلتا ہون اور انواع انواع طرح کا عذاب ہو رہا ہی لیکن چونکہ مین نے دوشنبہ کی شب خوشی
کی کی تھی ولادت باسعادت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اس خوشی مین ثویبہ کو آزاد کردیا تھا دو انگلیون
کے اشارے سے اُسکی برکت سے ہر دوشنبہ کو اُن دونون اُنگلیون سے کچھ پانی رستا ہی اُسکو چوستا ہون
اُس سے تخفیف عذاب ہوتی ہی آسپر علما نے لکھا ہی کہ ابولہب سا کافر جسکی مذمت مین قرآن نازل ہے
اُس نے خوشی کی تھی پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسکو تخفیف عذاب جحیم ہی نہ کہ مسلمان پس
سے مسلمان ثابت ہوتا ہی کہ اگر مسلمان خوشی کریگا ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور
صرف کریگا بقدر توفیق اور لعید ہی کہ حق تعالی برکت عنایت فرمائے دنیا مین اپنے فضل سے اُسکے
مال اور اولاد وغیرہ مین اور آخرت مین اپنی رحمت سے داخل کرے جنات نعیم مین جیسا لکھا ہی علامہ
علاء الدین قسطلانی نے مواہب لدنیہ مین [سلہ] وقد روئی ابولھب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ
ما حالک فقال فی النار الا انہ خفف عنی کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ھاتین ماء و
اشار لراس اصبعہ وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عندما بشرتنی بولادۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وبارضاعھا لہ قال ابن الجوزی فاذا کان ھذا ابولھب الکافر الذی نزل القرآن بذمہ جوزی
فی النار بفرحۃ لیلۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بہ فما حال المسلم الموحد من امتہ علیہ السلام
یسر بمولدہ ویبذل ما تصل الیہ قدرتہ فی محبتہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمری انما یکون جزاؤہ من اللہ
الکریم ان یدخلہ بفضلہ العمیم جنات النعیم ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام

سلہ ترجمہ عبارت مواہب لدنیہ تحقیق دیکھا کسی نے ابولہب کو بعد مرنے کے خواب مین پس کہا اُس سے کیا حال ہی تیرا کہا آگ مین پڑا ہون مگر یہ کہ تخفیف کی جاتی ہی مجھپر ہر شب دوشنبہ کو اور چوستا ہون مین ان دونون اُنگلیون کے بیچ سے پانی اور اشارہ کیا سر اُنگلی کی طرف اور یہ سبب آزاد کرنے میرے کا ہی ثویبہ کو اُس وقت مین کہ بشارت دی تھی اُس نے مجھکو ساتھ پیدا ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سبب دودھ پلانے اُسکے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا ابن جوزی نے جب یہ حال ہوا ابولہب ایسے کافر کا کہ نازل ہوا قرآن اُسکی مذمت مین عوض پایا دوزخ مین بسبب خوشی شب پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کیا حال ہی ایسے مسلمان موحد کا امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ خوشی کرتا ہی ساتھ مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خرچ کرتا ہی جہان تک پہونچتی ہی قدرت اُسکی محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین قسم ہی اپنی عمر کی کہ ہوگی جزا اُسکی اللہ کریم سے کہ داخل کریگا اُس کو اپنے فضل عام سے جنات نعیم مین۔ اور ہمیشہ اہل اسلام محفلین کرتے ہین مہینہ ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ۱۲

ويعملون الولائم ويتصدقون في لياليه بانواع الصدقات ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات ويعتنون بقراءة مولده الكريم ويظهر عليهم من بركاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان في ذلك العام وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام فرحم الله امرا اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض او عناد ولقد اطنب ابن الحاج في المدخل في الانكار على ما احدثه الناس من البدع والاهواء والتغني بالالات المحرمة عند عمل المولد الشريف فالله تعالى يثيبه على قصده الجميل ويسلك بنا سبيل السنة فانه حسبنا ونعم الوكيل انتهى اور اسی طرح لکھا ہے خاتم المحدثین مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت من السنۃ اور مدارج النبوۃ میں چنانچہ واسطے اختصار کے عبارت مدارج کی لکھی جاتی ہے تو یہ ہے آن شب کہ چون آنحضرت متولد شد بشارت رسانید ابولہب را کہ در خانہ عبداللہ پسری متولد شد و ابولہب او را بدین مژدگانی آزاد کرد و امر کرد او را بشیر دادن وی و حق تعالی بدین شادی و سرور کہ ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد در عذاب وی تخفیف کرد در روز دوشنبہ از وی عذاب برداشت چنانکہ در حدیث آمدہ است و در اینجا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود و قرآن بمذمت وی نازل شدہ چون بسرور میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و بذل شیر جاریہ وی بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در طریق وی چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعتہا کہ عوام احداث کردہ اند از تغنی و آلات محرمہ و منکرات خالی باشد تا موجب حرمان از طریقہ اتباع نگردد انتہی اور دن اور مہینے کا بیان جواب کتب معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ شب ولادت افضل ہے شب قدر سے یہی طرح لکھا ہے علامہ قسطلانی نے مواہب میں اور علامہ دمشقی نے سیرت شامی میں اور محدث دہلوی رح نے

سلہ ترجمہ اور کرتے ہیں دعوتیں اور خیرات کرتے ہیں اس مہینے کی راتوں کو طرح طرح کے صدقے اور ظاہر کرتے ہیں خوشی اور بہت بھلائیاں کرتے ہیں اور مشغول ہوتے ہیں ساتھ پڑھنے مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ظاہر ہوتا ہے ان پر اسکی برکتوں سے ہر طرح کا فضل عام اور تجربہ میں آیا ہے کہ خاصیتوں اسکی سے یہ ہے کہ تحقیق وہ امان ہے اس سال میں اور بشارت جلد ہے ساتھ حاصل ہونے خواہش و مقصد کے پس رحم کرے اللہ اس شخص پر کہ ٹھہرایا شبوں مہینے مبارک ولادت آنحضرت کو عیدیں تاکہ ہووے بہت سخت بیماری اس شخص کے کہ دل میں اسکے نفاق یا عناد ہے اور البتہ بہت بیان کیا ابن الحاج نے مدخل میں بیچ انکار کے اس چیز سے کہ ایجاد کیا ہے لوگوں نے بدعتوں اور بری خواہشوں سے اور گانا ساتھ آلات حرام کے جو نزدیک کرنے مولد شریف کے پس اللہ تعالی جزا دے اسکو اچھے قصد پر اور چلاوے ہمکو راہ سنت پر پس تحقیق وہی کافی ہے ہمکو اور اچھا وکیل

مدارج مین اس سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ اس شب کو یا اس دن کو ذکر ولادت اور تصدق مال واسطے
فقرا اور مساکین کے ہو تو باعث زیادتی ثواب کا ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اور کسی دن [illegible]
مین کریگا تو بھی موجب ثواب اور برکت کا ہوگا اگر مجلس خالی ہو منہیات شرعیہ سے اور نیت
خالص ہو واسطے نفع پہونچانے فقرا اور مساکین کے اور محبت واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور کرنے مولد کو فرض اور واجب نہ جانے اور نکرنے والے کو برا نجانے اور تعیین روز کا تخصیص
کسی بزرگ کی شرع سے ثابت نہین مگر علماے متاخرین اسکے استحسان کے قائل ہین۔ واللہ اعلم
بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر اللہ الاحد [علی محمد] الاجابۃ
المولوی علی محمد فہو صحیح والتفصیل فی الکتب المعتبرۃ محبت با رسول وتذکرہ ولادت رسول ودیگر بیان
معجزات حال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم از مستحسنات ومنجیات ست وذکر مستحسنات معجزات
وولادت رسول ومحاربات با کفار بہر ماہے وبہر یومے کہ باشد از مستحسنات ست وخالی از اجر نیست
لیس فیہ تعیین وان تعین یوما وشہرا لا علی سبیل الوجوب لا ایلام واللہ اعلم حررہ احقر العباد محمد نعیم اللہ عفی عنہ
[نعیم اللہ] ما اجاب المولوی علی محمد فہو صحیح ذکر ولادت رسول صلی اللہ علیہ وسلم وبیان معجزات آنحضرت
از مستحسنات ومنجیات ست آری تعیین یوم علی سبیل الوجوب ثابت نشدہ فقط کتبہ خادم العلماء الکرام
حفیظ اللہ غفر اللہ ذنوبہ [حفیظ اللہ] الصواب ما کتبہ العلماء انہ من المستحبات والبدعۃ الحسنۃ محمد برہان الحق
عفی عنہ۔ رکھنا ناخون انگوٹھون کا اوپر آنکھون کے بیچ سننے شہادتین کے اذان مین اور کہنا
اللہم متعنی بالسمع والبصر مستحب ہی اور معین کرنا ماہ مبارک ربیع الاول کو واسطے مجلس شریف
ولادت باسعادت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روز وصال کو واسطے فاتحہ کے کہ یون سمجھ کر
اگر بلا وجوب ہو تو مباح ہی لاباس بہ اور حق نفسہ ذکر میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و یاد ذکر معراج
شریف ودیگر معجزات ومحاربات وذکر وفات شریف اگر بخلوص نیت ووفور محبت ہو تو باعث حسنات
وبرکات فراوان کا ہی اور اس مجلس شریف مین بشرطیکہ منہیات شرعی اور ممنوعات سے خالی ہو حتی المقدور
ہو البتہ خالی ثواب وحسنات سے نہین ہی چنانچہ تفصیل اسکی مصنف کتب مولوی علی محمد نے جواب
مین لکھی ہی وہ صحیح ہی اور مستفتی کو بس کافی اور وافی ہی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب [illegible]
عبد الوحید عفا اللہ عنہ۔ فی الواقع استحباب [illegible]

اندر بعض کتب میں موجود ہی اور انسے بوسہ دینا معلوم نہیں ہوتا اور نفس تخصیص یوم مولد شریف
اور فاتحہ وغیرہ کے اگرچہ بحث استحسان اسکے کتب فقہ میں نہیں ہی اما اور کتب معتبرہ میں موجود ہی
کچھ باک اور مضائقہ اس میں نہیں ہی اس مقدمہ میں علما سابقین نے رسائل لکھے ہین کتبہ
ابو البقا محمد عبد الحکیم غفر اللہ الرحیم | ابو البقا محمد عبد الحکیم | جواب مرقوم مولوی علی محمد صحیح ہی فقط کتبہ
ابو الحسن محمد صالح عفا اللہ عنہ حق سبحانہ تعالی جزائے خیر دے فاضل مجیب مولوی علی محمد کو کہ جواب خوب
مرغوب القلوب رقم فرمایا حررہ العبد المعتصم بحبل اللہ الصمد الشیخ ابو المسعود فخر الدین احمد المدعو بمحمد اصغر غفر له
اللہ الاکبر جواب سوال اول بوسہ لینا اوپر ناخون انگوٹھون کے وقت لینے یا سننے نام با احترام
حضرت خاتم الانبیا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان وغیرہ میں آجتک اندر کتب معتبرہ فقہ کے نظر نہیں
آیا سوائے اسکے کہ صاحب خزانۃ الروایات اس عبارت کو لایا فی مقدمۃ الصلوۃ شرح جو نامی
اندر وشنود ** دو ابہام بر [illegible] و دیدہ نہد ** (له) فی قصص الانبیاء و مونس الابرار ان ادم اشتاق
لقاء محمد حین کان فی الجنۃ فاوحی اللہ تعالی لہ ہو من صلبک ویظہر فی اخر الزمان
فسأل اللہ تعالی لقاءہ فاظہر اللہ تعالی وجہ محمد فی صفاء ظفری ادم ع مثل المرأۃ
فانظر فی صفاء ظفری ابہامیہ ورای وجہ محمد فقبل ظفریہ ومسح علی عینیہ فصار
اصلا لذریتہ فاخبر جبرئیل ع ہذہ القصۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سمع
اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علی عینیہ لم یعمی ابدا انتہت اور بعض
متاخرین نے حاشیہ ہدایہ میں عبارت مذکورہ کو خزانہ سے نقل کیا اور صاحب تہذیب الصلوۃ نے بھی قصص الانبیا
سے اسی مضمون کو ذکر کیا ہے بموجب اس روایت کے بوسہ لینا اوپر ناخون انگوٹھونکے وقت سننے نام
با احترام کے اذان میں حکم استحباب کا رکھتا ہی اور بوسہ لینا وقت لینے نام سید انام کے یا سننے اسکے

له ترجمہ قصص الانبیاء و مونس الابرار میں ہے کہ البتہ آدم ع مشتاق ہوئے دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقتیکہ تھے بہشت میں پس حکم
کیا اللہ تعالی نے انکو کہ وہ تیری اولاد سے ہی اور ظاہر ہونگا آخر زمانے میں پس طلب کیا آدم ع نے اللہ تعالی سے دیدار آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا پس ظاہر کیا اللہ تعالی نے نقشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ سطح دونون ناخونون آدم ع کے مثل آئینہ کے پھر نظر کی آدم ع نے
سطح ناخونون انگوٹھون اپنے پر اور دیکھا نقشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پس چوم لیا دونون ناخونون اپنے کو اور لگایا اوپر آنکھون اپنے کے
پس ہو گیا اصل واسطے اولاد انکی کے پھر جب خبر کیا جبرئیل ع نے اس قصہ کو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سنے نام میرا اذان
میں اور چومے دونون ناخونون اپنے انگوٹھون کے اور لگاوے اپنی دونون آنکھون پر نہوگا اندھا اس کا کبھی ۱۲

غیر اذان مین اس روایت سے ثابت نہین ہوتا اور ایسا ہی لگانا دونون انگوٹھون کا اوپر آنکھون کے وقت لینے یا سننے اسم مبارک حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان وغیرہ مین کسی ایسی کتاب معتمدہ مین نظر نہین آیا سوا اسکے کہ صاحب کنز العباد فی شرح الاوراد نے رکھنے انگوٹھون کو اوپر آنکھون کے بعد استماع شہادتین کے علاوہ قہستانی سے نقل کیا اور کنز العباد سے جامع الرموز نے اسکو نقل کیا اور یہ کہا واعلم انه یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشهادة صلی الله علیك یا رسول الله وعند سماع الثانیة منها قرة عینی بك یا رسول الله ثم یقال اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه صلی الله علیه وسلم یكون قائدا له الی الجنة كذا فی كنز العباد انتهی[ف۱] اور صاحب خزانة الروایات نے بھی اسکو مضمرات اور کنز سے نقل کیا اور بعض متاخرین نے بھی حاشیہ ہدایہ مین اسکو ذکر کیا اور صاحب تہذیب الصلوۃ نے بھی فتاوی غرائب سے نقل کیا پس بموجب اس روایت کے رکھنا ناخونون دونون انگوٹھون کا اوپر دونون آنکھون کے بعد سننے نام با احترام حضرت سید الانام علیه التحیة والسلام کے شہادتین اذان مین حکم استحباب کا رکھتا ہے اور رکھنا انکا وقت لینے نام سرور عالم کے یا سننے اسکے کے غیر اذان مین اس روایت سے بھی ثبوت کو نہین پہونچتا ہے جواب سوال ثانی کا تعیین ماہ ربیع الاول کے واسطے محفل لطیف مولد شریف کے مانند اصل عمل محفل کے حضرات اصحاب و اتباع و تبع تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے منقول نہین ہے جیسا کہ قدوۃ المحدثین اسوۃ المحققین فارس مضمار تحریر بلند مقامی شیخ محمد بن یوسف شامی سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد مین شیخ الشیوخ البشر حافظ ابو الفضل احمد ابن علی بن حجر سے نقل کرکے کہتے ہین وقال الحافظ اصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلثة انتهی[ف۲] اور پہلے شیخ عمر بن محمد نے کہ صلحاء کرام مشہورین مین الانام سے تھے ایجاد اس محفل کی ماہ ربیع الاول مین بیچ مقام موصل کے کی اور بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتکین والی اربل نے کہ بادشاہ عالی جاہ عظیم الشان تقوی شعار سخاوت دثار تھے

ف۱ ترجمہ اور جان لے یہ بات کہ مستحب ہے کہ کہا جاوے وقت سننے شہادت اولی کے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور وقت سننے شہادت دوسری کے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پھر بعد اسکے کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد رکھنے دونون انگوٹھون کے دونون آنکھون پر کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہین اسکو کھینچنے والے طرف جنت کی ۱۲ ف۲ اور کہا حافظ نے اصل مولد کرنا بدعت ہے کہ کسی اگلے اور گذرے لوگون قرون ثلثہ سے منقول نہین

تقربا الی اللہ الکریم اقتدا اُس شیخ عظیم کی کی اور با احتشام و اہتمام تمام و انعام و اکرام بالا کلام کی یہ محفل اجلال
پیچ ماہ ربیع الاول کے ہر سال کرتے رہے جیسا کہ سبل الہدی میں کتاب الباعث فی انکار البدع و
الحوادث اور مرآۃ الزمان سے نقل کر کے مذکور ہے اور علماے اعلام اور صلحاے کرام اُس ہنگام کے اس محفل
با احترام میں پاس اُس بادشاہ نامدار کے بے اکراہ و انکار کے حاضر ہوتے رہے اور پسند کر کے برقرار
رکھتے گئے اور فاضل کامل متقن احادیث نبی عربی شیخ ابو الخطاب عمر بن دحیہ کلبی نے کتاب التنویر
فی مولد البشیر النذیر واسطے اُسکے تالیف کی سبل الہدی میں فتاوے شیخ العلما و المحدثین الاعلام
حافظ ابو الفضل عبد الرحمن جلال الدین و الاسلام سیوطی سے منقول ہے قال انہ کان ملکا عادلا
عادلا عالما وقصد به التقرب الی اللہ تعالی وحضر عنده فیه العلماء والصلحاء من
غیر نکیر منهم واثابه ابن دحیه وصنف له من اجله کتابا فهولاء علماء منهم رضوه
واقروه ولم ینکروه انتہی اور بعد اُسکے جمیع اقطار و بلاد کبار میں اہل اسلام ہمیشہ شہر مولد
خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں محفل برکت منزل بہ تمام اہتمام و احتشام کرتے چلے آئے اور ایمہ اعلام اور
علماے اعلام نے بشرط خالی ہونے کے محرمات اور مکروہات شرعیہ سے اور خلوص نیت و رضا جوئی
حضرت خاتم الانبیا خیر البریہ علیہ وعلی آلہ الثناء والتحیۃ کے اسکے استحسان و استحباب کو اختیار کیا اور بانی
اس محفل رحمت منزل کو ثواب کہا اور اُسکی نہایت تعریف اور نہایت توصیف کی اور بعضے علما نے حق میں اس
محفل کرنے والوں کے بشارتیں طرح طرح کی اور تاکیدیں ترک کرنے اس محفل با احترام کی ممانعت سے
بعضے علما اُس ہنگام کے کہ عالم شام میں جانب جناب سید الانام علیہ وعلی آلہ الاکرام الف الف تحیۃ وسلام سے
ظہور میں آئی تھیں مذکور کیں چنانچہ تصریح تام و تشریح تمام سبل الہدی میں موجود ہے نقل جمیع عبارات اُسکی کی
موجب تطویل ہے لہذا بطور اختصار کے ذکر کی جاتی ہے قال وقد اثنی علیه الائمة منهم الحافظ ابو شامة
شیخ النووی فی کتابه الباعث علی انکار البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن یندب الیه
ویشکر فاعله واثنی علیه قال ابن الجزری لو لم یکن فی ذلک الا ارغاما للشیطان

سلہ ترجمہ کہا اُسنے کہ بادشاہ عادل عالم نے قصد تقرب الی اللہ کا کیا اور اُس مجلس میں علما اور صلحا حاضر تھے بے انکار اور ابن دحیہ راضی ہوا
اس پر اور اس بات میں کتاب تصنیف کی پس وہ علما اسمیں راضی ہوئے اور ثابت رکھا اسکو اور کسی نے انکار نہیں کیا کہا اور تعریف کی
اُسکی بہت اماموں نے کہ اُنمیں سے حافظ ابو شامہ شیخ نووی نے اپنی کتاب باعث علی انکار البدع والحوادث میں کہا ہے کہ مثل اس عمل کا بیشک نیک ہے
کہ مستحسن کیا جاتا ہے اور تعریف کی جاتی ہے کرنے والے کی اور تعریف کی ہے کہا ابن جزری نے اگر نہ ہو اس عمل میں مگر ذلیل کرنا شیطان کا تو بس ہے

وإرغام أهل الإيمان وقال العلامة ابن طغربك في الدر المنظم وقد عمل المحبون للنبي صلى الله
عليه وسلم فرحا بمولده الولائم فمن ذلك ما عمله بالقاهرة المعزية من الولائم الكبار الشيخ
أبو الحسن المعروف بابن فضل قدس الله سره شيخ شيخنا أبي عبد الله محمد بن النعمان وعمل
ذلك قبله جمال الدين العجمي الهمداني وممن عمل ذلك على قدر وسعه يوسف الحجار بمصر وقد
رأى النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحرض يوسف المذكور على عمل ذلك قال سمعت ذلك من يوسف
بن علي بن زريق الشامي الأصل المصري المولد الحجار بمصر في منزله بها حيث يعمل مولد رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في المنام منذ عشرين سنة وكان
لي أخ في الله تعالى يقال له الشيخ أبو بكر الحجار فرأيت كأنني وأبا بكر هذا بين يدي النبي
صلى الله عليه وسلم جالسان فأمسك أبو بكر لحية نفسه وفرقها نصفين وذكر للنبي صلى الله عليه وسلم
كلاما لم أفهمه فقال النبي صلى الله عليه وسلم مجيبا له لولا هذا لكانت هذه في النار ودار إلي
وقال لأضربنك وكان بيده قضيب فقلت لأي شيء يا رسول الله فقال حتى لا تبطل المولد
ولا السنن قال يوسف فعملته منذ عشرين سنة إلى الآن قال وسمعت يوسف المذكور يقول
سمعت أخي أبا بكر الحجار يقول سمعت الشيخ أبا يوسف موسى المرزهوني يقول رأيت النبي صلى الله
عليه وسلم في النوم فذكرت له ما يقوله الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال صلى الله عليه وسلم من فرح بنا

ل ترجمہ: اور اتباع اہل ایمان کا اور کہا علامہ ابن طغربک نے درِ منظم میں تحقیق کہ حضرت کی محبت والوں نے بسبب خوشی پیدائش حضرت کے دعوت
کی کہ بعض ان میں سے شیخ ابو الحسن معروف بابن فضل قدس اللہ سرہ نے کیا اسکو تحقیق کہ مشہور ہیں دعوت بڑی کہ وہ ہمارے شیخ ابی عبد اللہ محمد
ابن النعمان کے شیخ تھے اور جمال الدین عجمی ہمدانی نے اسکو کیا ہے پہلے زمانے میں اور یوسف حجار نے بقدر وسعت اپنی کے اسکو کیا ہے مصر میں
اور دیکھا یوسف نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تحریص کرتے تھے یوسف کو اس کرنے پر کہا سنا میں نے اسکو یوسف ابن علی ابن زریق سے کہ شام اسکی
اصل تھی اور جائے ولادت اسکی مصر تھی کہ کرتا تھا مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مکان میں اور کہتا تھا کہ بیس برس ہوئے کہ میں نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میں اور میرا بھائی شیخ ابو بکر حجار گویا سامنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھے ہیں پھر ابو بکر نے اپنی
داڑھی کو پکڑ کے نصف نصف جدا کیا اور کچھ کلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کیا کہ میں نہ سمجھا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب
میں اگر یہ نہ ہوتا تو یہ آئینہ ہوتا بیچ آگ میں اور پھرے گرد میرے اور فرمایا پھر آئندہ مارونگا میں تجھکو چونکہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ہاتھ میں چھڑی کہا میں نے کس واسطے یا رسول اللہ پھر فرمایا کہ چھوڑ دے تو مولد کو اور نہ سنتوں کو کہا یوسف نے پس کیے جاتا ہوں میں
اسکو بیس برس سے اب تک کہا اور سنا میں نے یوسف مذکور سے کہ کہتے تھے سنا میں نے اپنے بھائی ابی بکر حجار سے کہ کہتے تھے سنا میں نے
شیخ ابی یوسف موسی زہونی سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں جب ذکر کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہتے
ہیں فقہا مولد کی دعوتیں کرنے میں پس فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہم نے ہماری خوشی کی ۱۲

فرحنا به وسمعت منصور النشار يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام يقول لي قل له لا يبطله يعني المولد ما عليك ممن أكل ومن لم يأكل قال وسمعت شيخنا أبا عبد الله بن محمد النعمان يقول سمعت الشيخ أبا موسى الزرهوني يقول رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في النوم فذكرت له ما يقول الفقهاء في عمل الولائم في المولد فقال النبي صلى الله عليه وسلم من فرح بنا فرحنا به وقال الشيخ العلامة ناصر الدين المبارك الشهير بابن الطباخ في فتاوى بخطه إذا أنفق المنفق تلك الليلة وجمع جمعا أطعمهم وأسمعهم ما يجوز سماعه ودفع للسمع المشوق للآخرة ملبوسا كل ذلك سرورا بمولده صلى الله عليه وسلم فجميع ذلك جائز ويثاب فاعله إذا أحسن القصد قال الشيخ الإمام جمال الدين عبد الرحمن بن عبد الملك المعروف بالمخلص الكتاني رحمه الله تعالى مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم مبجل مكرم قدس يوم ولادته وشرف وعظم وكان وجوده مبدء سبب النجاة لمن اتبعه وتقليل حظ جهنم ممن أعد لها لفرحه بولادته صلى الله عليه وسلم وتمت بركاته على من اهتدى به فشابه هذا اليوم يوم الجمعة من حيث أن يوم الجمعة لا تسعر فيه جهنم هكذا ورد عنه صلى الله عليه وسلم فمن المناسب إظهار السرور وإنفاق الميسور وإجابة من دعاه رب الوليمة للحضور

ساتھ تو ہم کو اس سے خوشی ہوئی اور سنا میں نے منصور نشار سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں کہ فرماتے ہیں مجھ کو کہ تو کہہ دے اُس سے کہ نہ چھوڑے یہ مولد کو تجھ کو کام نہیں ہے کچھ اُس شخص سے کہ کھاوے اور اُس شخص سے کہ نہ کھاوے کہا اور سنا میں نے ابو عبد اللہ ابن ابی محمد نعمان سے کہ کہتے تھے سنا میں نے شیخ ابی موسی زرہونی سے کہ کہتے تھے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں پس ذکر کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کہ کہتے ہیں فقہا مولد کی دعوت کرنے میں پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے خوشی کی ہمارے ہم خوش ہوئے اُس سے اور کہا علامہ شیخ ناصر الدین مبارک معروف بابن طباخ نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے فتوے میں جب خرچ کرے خرچ کرنے والا اُس شب میں اور لوگوں کو جمع کر کے کھانا کھلاوے اور سناوے اُنکو ایسی چیز کہ سننا اُسکا درست ہے اور لباس دیوے آخرت کے شوق والا کی چیزیں سننے والے کو یہ سب کرے واسطے ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس یہ سب درست ہے اور ثواب پاتا ہے کرنیوالا جبکہ اچھی نیت سے کرے کہا شیخ امام جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک معروف بمخلص کیتلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بزرگ با اکرام ہے مقدس ہے روز ولادت آنحضرت کا باشرف و عظمت اور ہے پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا سبب نجات آپکے تابعداروں کے حق میں اور کمی کا دوزخ کے اُس شخص سے کہ مقرر کیا اُس نے [illegible] واسطے خوشی ولادت با سعادت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پہنچیں برکتیں آپکی اُن لوگوں پر [illegible] پس مشابہ ہوا یہ دن [illegible] یوم جمعہ کے [illegible] جیسا آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] اور خرچ کرنا مقدور کے موافق اور قبول کرنا دعوت مولد کی [illegible]

وقال الامام العلامة ظهير الدين بن جعفر الترسيني رحمه الله تعالىٰ هذا الفعل لم يقع في الصدر الاول من السلف الصالح مع تعظيمهم وحبهم له اعظاما ومحبة لا تبلغ جمعنا الواحد منهم ولا ذرة منه وهي بدعة حسنة ان قصد فاعلها جمع الصالحين والصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم واطعام الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط في كل وقت وقال الشيخ ناصر الدين ايضا فهذا اجتماع حسن يثاب قاصد ذلك وفاعله عليه اجتماع الصلحاء فقط ليأكلوا ذلك الطعام ويذكروا الله تعالى ويصلوا على رسوله صلى الله عليه وسلم يضاعف القربات والمثوبات وقال الشيخ الامام صدر الدين موهوب بن عمر بن الجزري الشافعي هذه بدعة لا بأس بها ولا تكره البدع الا اذا راغمت السنة واما اذا لم تراغمها فلا تكره ويثاب الانسان بحسب قصده في اظهار السرور والفرح بمولد النبي صلى الله عليه وسلم وقال في موضع اخر هذه بدعة ولكنها بدعة لا بأس بها وقال الحافظ لكنها مع ذلك قد اشتملت على محاسن وضدها فمن تحرى في عملها المحاسن وتجنب ضدها كان بدعة حسنة ومن لا فلا قال وقد ظهر لي تخريجها على اصل ثابت وهو ما ثبت في الصحيحين من ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم

سلہ ترجمہ: اور کہا امام علامہ ظہیر الدین بن جعفر ترسینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام نہیں ہوا صدر اول میں سلف صالح سے باوجود ان کی تعظیم اور محبت کے جو ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی، نہیں پہنچتا ہر گز ہم میں کا ایک ان کے مرتبہ کو اور اس سے کم کو اور یہ بدعت حسنہ ہے اگر قصد کرے کرنے والا اس کا جمع کرنا نیکوں کا اور درود شریف پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور کھانا کھلانا فقیروں اور مسکینوں کو اور اتنی بات پر ثواب ملتا ہے ہر وقت میں۔ اور کہا شیخ ناصر الدین نے بھی یہ اجتماع بہتر ہے ثواب پاتا ہے کرنے والا اس کا نیک نیت سے اور جمع ہونا صالحین کا اور کھانا کھانا واسطے ذکر اللہ تعالیٰ کے اور درود پڑھنے اوپر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاتا ہے نیکیوں اور ثواب کو۔ اور کہا شیخ امام صدر الدین موہوب بن عمر جزری شافعی نے یہ بدعت ہے کہ اس میں کچھ ڈر نہیں اور نہیں کراہت ہوتی بدعت میں مگر جب کہ مخالفت کرے سنت سے اور جس جگہ مخالفت سنت کی نہیں پس نہیں مکروہ ہے اور ثواب پاتا ہے انسان موافق اپنے قصد کے اظہار سرور و خوشی میں پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور کہا شیخ موہوب نے دوسری جگہ یہ بدعت ہے لیکن ایسی بدعت ہے کہ کچھ ڈر نہیں اور کہا حافظ نے لیکن وہ ساتھ اس کے شامل ہے بھلائیوں اور اس کے خلاف پر جو شخص اختیار کرے اس کے کرنے میں خوبیوں کو اور پرہیز کرے خلاف سے تو یہ بدعت حسنہ اور اگر ایسا نہیں تو نہیں۔ کہا حافظ نے اور تحقیق ظاہر ہوا واسطے میرے تخریج اس کا اوپر اصل ثابت کے اور وہ وہ چیز ہے کہ ثابت ہوئی ہے صحیحین بخاری و مسلم میں کہ تحقیق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ میں پس پایا یہود کو کہ روزہ رکھتے تھے

يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا يوم اغرق الله فيه فرعون ونجا موسى فنحن
نصومه شكرًا لله تعالى فقال انا احق بموسى منكم فصامه وامر بصيامه فيستفاد
منه فعل ذلك شكرًا لله تعالى على ما من به في يوم معين من اسداء نعمة
او دفع نقمة ويعاد ذلك في نظير ذلك اليوم من كل سنة والشكر
لله تعالى يحصل بانواع العبادات والسجود والصيام والصدقة و
التلاوة واي نعمة اعظم من النعمة ببروز هذا النبي الكريم نبي الرحمة
في ذلك اليوم وقال شيخنا رحمه الله تعالى في فتاواه عندي ان اصل عمل
المولد الذي هو اجتماع الناس وقراءة ما تيسر من القران ورواية الاخبار
الواردة في مبدء امر النبي صلى الله عليه وسلم وما وقع في مولده من
الايات ثم يمد لهم سماط ياكلونه وينصرفون من غير زيادة على ذلك
من البدع الحسنة التي يثاب عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبي
صلى الله عليه وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده الشريف قال وقد ظهر لي
تخريجه على اصل اخر غير الذي ذكره الحافظ وهو ما رواه البيهقي عن انس

---

۱۵ ترجمہ دن عاشورا کے پس پوچھا اُن سے پس کہا یہود نے اس دن میں غرق کیا اللہ نے فرعون کو اور نجات دی موسیٰ عم
کو پس ہم روزہ رکھتے ہیں اُسکا واسطے شکر اللہ تعالیٰ کے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں احق ہوں ساتھ موسیٰ
کی تم سے پھر روزہ رکھا اس دن اور حکم کیا اس دن کے روزہ کا پس حاصل ہوا اُس سے کرنا اُسکا واسطے شکر اللہ کے
واسطے احسان کے روز معین میں ایجاد کرنے نعمت و دفع کرنے رنج کے اور عود کرتا ہے یہ ویسے دن میں ہر سال اور شکر
اللہ تعالیٰ کا حاصل ہوتا ہے ساتھ انواع عبادتوں اور سجدوں اور روزوں اور صدقوں اور تلاوت کے اور کونسی نعمت بڑی
نعمت ہے ظاہر ہونے اُس نبی کریم نبی رحمت سے بیچ اُس دن کے اور کہا شیخ ہمارے یعنی جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے
اپنے فتاوے میں کہ میرے پاس موجود ہے تحقیق اصل عمل مولد کی کہ وہ عبارت ہے جمع ہونے لوگوں سے اور پڑھنے اُس چیز سے
کہ ہوسکے قرآن سے اور بیان کرنے اخبار وارده سے بیچ ابتداے امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوکہ واقع ہوا ہے وقت پیدائش
آنحضرت کے آیات خصائص سے پھر بچھایا جاوے دسترخوان کہ کھانا کھاویں لوگ بے زیادتی کے اُسپر بدعتوں حسنہ سے ہے کہ ثواب پاتا ہے اُسپر
کرنیوالا اُسکا اسواسطے کہ اُسمیں تعظیم ہے قدر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اظہار فرح اور خوشی کا ساتھ ولادت شریف کے ہے کہا شیخ نے اور تحقیق ظاہر ہوا
واسطے میرے نکالنا اُسکا اوپر اصل دوسری کے سوا اُسکے کہ ذکر کیا اُسکو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وہی وہ چیز ہے کہ روایت کیا اُس کو
بیہقی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۲

انّ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم عقّ عن نفسہ بعد النبوۃ مع انہ ورد ان
جدہ عبد المطلب عقّ عنہ فی سابع ولادۃ والعقیقۃ لا تعاد مرۃ ثانیۃ
فیحمل ذلک علی ان ھذا فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم اظھار الشکر علی ایجاد اللہ
تعالی ایاہ رحمۃ للعالمین وتشریفا لامتہ صلی اللہ علیہ وسلم کما کان یصلی
علی نفسہ کذلک فیستحب لنا ایضا اظھار الشکر بمولدہ واطعام الطعام ونحو
ذلک من وجوہ القربات والمسرات ۃ وقال فی شرح سنن ابن ماجۃ الصواب انہ
من البدع الحسنۃ المندوبۃ اذا خلا عن المنکرات شرعا انتھی ہاں شیخ تاج الدین
فاکہانی مالکی نے بطالیقت شیخ ابو عمرو بن العلا رحمہما اللہ تعالی کے عمل لطیف محفل شریف کو بدعت مذمومہ
قرار دیا اور اپنے رسالہ میں کہا فقد تکرر سوال جماعۃ من المبارکین عن الاجتماع
الذی یعملہ بعض الناس فی شھر ربیع الاول ویسمونہ المولد ھل لہ اصل
فی الشرع او ھو بدعۃ حدث فی الدین فقلت لا اعلم لھذا المولد اصلا فی
کتاب ولا سنۃ ولا ینقل عملہ عن احد من علماء ائمۃ الدین بل ھو بدعۃ
احدثھا البطالون بدلیل انا اوردنا علیھا الاحکام الخمسۃ ۃ قلنا اما ان
یکون واجبا او مندوبا او مباحا او مکروھا او محرما ولیس بواجب اجماعا
ولا مندوبا لان حقیقۃ المندوب ما طلبہ الشرع من غیر ذم علی ترکہ

ترجمہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کیا اپنا بعد نبوت کے باوجودیکہ تحقیق وارد ہو چکا ہے کہ آپکے دادا عبد المطلب نے عقیقہ کیا تھا
آپکا ساتویں دن پیدائش کے حالانکہ عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا ہے پس محمول ہوگا یہ اس بات پر کہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے
شکر ایجاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے رحمت تمام عالم کے ہے اور واسطے مشرف کرنے امت اپنی کے ہے جیسا کہ تھے صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے اوپر درود پڑھتے اسیواسطے پس مستحب ہے ہمکو بھی ظاہر کرنا شکر کا واسطے پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کھانا کھلانا اور
ایسی باتیں اچھے طریقوں اور خوشیوں سے اور کہا شرح سنن ابن ماجہ میں صواب یہ ہے کہ تحقیق وہی مولد شریف بدعتوں حسنہ مستحبہ سے ہے جبکہ خالی
ہو برائیوں شرعی سے انتہی ۱۲ اسکا ترجمہ پس تحقیق بار بار ہوا سوال ایک جماعت برکت والوں کا اُس اجتماع سے کہ کرتے ہیں اُسکو بعضے
لوگ مہینے ربیع الاول میں اور نام رکھتے ہیں اُسکا مولد کیا اُسکی کچھ اصل ہے شرع میں یا وہ بدعت ہے کہ حادث ہوئی ہے دین میں پس کہا میں نے
کہ نہیں جانتا ہوں میں واسطے اس مولد کے کوئی اصل کتاب میں اور نہ سنت میں اور نقل نہیں ہوا کرنا اُسکا کسی ایک علماء ائمہ دین سے بلکہ وہ بدعت
ہے کہ نکالا اسکو جھوٹوں نے بدلیل اس بات کے کہ تحقیق کہ ہم تولتے ہیں اُسپر احکام پانچ کو کہا ہمنے یا یہ کہ ہووے واجب یا مستحب یا مکروہ یا مباح یا حرام
اور نہیں واجب ہے اجماعا اور نہ مستحب ہے واسطے کہ تحقیق حقیقت مستحب کی وہ ہے کہ طلب کیا اُسکو شریع نے بغیر مذمت کے اُس کے ترک کے ۱۲

وهذا لم یاذن فیه الشرع ولا فعله الصحابة والتابعون المتدینون فیما علمت ولا یجائز ان یکون مباحا لان الابتداع فی الدین لیس مباحا باجماع المسلمین فلم یبق الا ان یکون مکروها او حراما انتهی مختصرا اور قدوۃ العلماء المحدثین المتسنین حافظ اجل شیخ جلال الحق والدین سیوطی نے اپنے فتاوے مین تعاقب انکا کیا اور انکے ہر ہر جملہ کا بالتفصیل والاطناب جواب باصواب دیا کہ سبل الہدی مین شرح و مصرح ہے مختصرا اس سے نقل کیا جاتا ہے قال اما قوله لا اعلم فیقال علیه نفی العلم لا یلزم منه نفی الوجود وقد استخرج له الامام الحافظ ابو الفضل بن حجر اصلا من السنة واستخرجت له انا اصلا ثانیا وقوله بل هو بدعة احدثها البطالون یقال علیه انما احدثه ملك عادل عالم الا قوله ولا مندوبا یقال علیه ان الطلب فی الندب تارة یکون بالنص وتارة بالقیاس وهذا وان لم یرد فیه نص ففیه القیاس علی الاصلین وقوله ولا جائز ان یکون مباحا کلام غیر مستقیم لان البدعة لم تنحصر فی الحرام والمکروه بل قد یکون ایضا مباحة ومندوبة وواجبة الخ فعرف بذلك منع قول الشیخ ولا جائز لان هذا القسم مما احدث ولیس فیه مخالفة لکتاب ولا سنة ولا اجماع فهی غیر مذمومة کما فی عبارة الشافعی وهو من الاحسان الذی لم یعهد فی العصر الاول

سلہ ترجمہ اور اسکا اذن نہیں دیا شرع نے اور نہ کیا اسکو صحابہ نے اور نہ تابعین دین داروں نے جیسا کہ مجکو علم ہے اور نہیں درست ہے کہ ہووے مباح اسواسطے کہ تحقیق جدید بات نکالنا دین مین مباح نہیں ساتھ اجماع مسلمین کے پس نہ باقی رہا مگر یہ کہ ہووے مکروہ یا حرام ۱۲ سلہ ترجمہ کہا جلال الدین سیوطی نے لیکن قول فاکہانی کا نہیں جانتا ہوں مین پس کہا جاویگا اسکے جواب مین نفی علم کو لازم نہیں نفی وجود کی حالانکہ تحقیق نکالی واسطے مولد شریف کے امام حافظ ابو الفضل ابن حجر نے ایک اصل سنت سے اور نکالی مین نے واسطے اسکے اصل دوسری اور قول اسکا بلکہ وہ بدعت ہے کہ نکالا اسکو جھوٹوں نے کہا جاویگا اسکے جواب مین کہ نہیں نکالا اسکو مگر بادشاہ عادل عالم نے تا آخر قول اسکا ولا مندوبا کہا جاویگا اسکے جواب مین تحقیق کہ طلب مستحب مین کبھی ہوتی ہے نص صریح اور کبھی قیاس سے اور یہ اگرچہ نہیں وارد ہوئی اسمین نص صریح پس اسمین قیاس ہے دو اصلوں پر اور قول اسکا اور نہیں درست ہے کہ ہووے مباح کلام نادرست ہے اسواسطے تحقیق کہ بدعت منحصر نہیں حرام اور مکروہ مین بلکہ کبھی ہوتی ہے مباح اور مستحب اور واجب تا آخر پس معلوم ہوا اس سے منع ہونا قول شیخ فاکہانی کا اور نا درست ہونا اسواسطے تحقیق کہ یہ قسم اس چیز سے ہے کہ نئی نکالی گئی ہے اور نہیں ہے اس مین مخالفت کتاب و سنت اور اجماع کی پس وہ غیر مذموم ہے جیسا کہ موجود ہے عبارت شافعی مین اور وہ بھلائی ہے کہ نئی نہیں جاری ہوئی عصر اول مین ۱۲

فان اطعام الطعام الخالی عن اعتراض الانام احسان فهو من البدع المندوبة کما فی عبارۃ ابن عبد السلام انتہی ملخصاً ۱؎ اور نصوص ان کتب و عبارات سے اور بخصوص قلوب اہل بصارت کے منقش ہوتا ہے کہ کرنا محفل لطیف مولد شریف کا تعین ماہ مفضل ربیع الاول کے کہ یہی ایجاد اول اس عمل کی ہے نزدیک ان حضرات علمائے عظام و صلحائے کرام و محدثین اعلام کے حکم استحسان و استحباب کا رکھتا ہے اور ان حضرات نے جیسا کہ اصل عمل لطیف کی حدیث شریف سے استنباط کی ہے ایسے ہی تعیین ماہ مکرم کی واسطے اس محفل محترم کے بھی وہین سے استخراج کی ہے بلکہ چونکہ تعیین اسکی متابعت ظاہرہ ساتھ فعل و امر حضرت خیر الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کے اور مطابقت باہرہ عمل حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم الی یوم القیام سے بیچ روزہ روز عاشورا اور قصہ فرعون و حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رکھتی ہے تقاوا حادیث نبی عربی علامہ حافظ ابن حجر مکی نے اسی کو سزاوار کہا اور توسیع امر یوم میں کہ مسلک اور علما کا ہے تردد کیا جہاں کہ یہ لکھا ہے ف علی هذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینه حتی یطابق قصة موسی علیه السلام فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلك لا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشهر بل توسع قوم فنقلوه الی یوم من السنة وفیه ما فیه انتہی ۲؎ علاوہ ازین تعیین ماہ مفضل کی واسطے اس عمل مبجل کے بعض علما نے ایک وجہ وجیہ اور بھی مذکور کی ہے کہ یہ شہر عظیم القدر ہے کہ جہان عالم اس مہینے میں سطوع انوار جمال باکمال رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ اجمعین سے منور ہوا ہے پس تلاوت آیات و صلوات کی اور کثرت خیرات و صدقات کی اور مسرات و مبرات کی اور اشاعت مناقب جمیلہ حضرت سید الکائنات کی بالخصوص اس ماہ عالی جاہ میں سبب افزونی قربات و مثوبات کے ہے سبل الہدی میں مذکور ہے کہ امام ابو عبد اللہ بن الحاج نے کتاب مدخل میں فضیلت اس شہر مفضل میں یہ لکھا ہے ھذا الشهر العظیم الذی فضله الله تعالی وفضلنا فیه بهذا النبی الکریم الذی من الله تعالی علینا فیه لسید الاولین

۱؎ ترجمہ اسواسطے کہ تحقیق کھانا کھلانا کہ خالی ہو طمع تعریف خلق سے بھلائی ہے لیس وہ بہت مستحب ہے جیسا کہ مکتوب ہے عبارت ابن عبد السلام میں تمام ہوا خلاصہ تقریر سیوطی کا ۲؎ ترجمہ اسواسطے اسکے لیں چاہیے کہ ڈھونڈھا جاوے روز معین تاکہ مطابق ہووے قصہ موسیٰ علیہ السلام کے روز عاشورا میں اور جس نے نہیں لحاظ کیا اسکا بیچ اسکے نہ سا تحری کرنے مولد کے ہر دن میں مہینے سے بلکہ وسعت کی قوم نے یہاں تک کہ نقل کیا اسکو طرف ایک دن کے سال سے اور اسمیں جو تغیر ہے وہ ہے ۳؎ ترجمہ یہ مہینہ ایسا ہے کہ بزرگی دی اسکو اللہ تعالیٰ نے اور بزرگی دی ہمکو اس میں بسبب اس نبی کریم کے کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے ہم پر ساتھ انکے بیچ اس کے آخر سردار اولین

والآخرين وكان يجب ان يزداد فيه من العبادة والخير شكرا للمولى على
ما اولانا به من هذه النعم العظيمة وان كان النبي صلى الله عليه وسلم
لم يزد فيه على غيره من الشهور شيئا من العبادات وما ذاك الا لرحمته
صلى الله عليه وسلم ورفقه بامته لانه عليه الصلوة والسلام كان
يترك العمل خشية ان يفرض على امته رحمة منه بهم لكن اشار عليه الصلوة
والسلام الى فضيلة هذا الشهر العظيم بقوله للسائل الذي سأله عن
صوم يوم الاثنين ذلك يوم ولدت فيه فتشريف هذا اليوم متضمن
لتشريف هذا الشهر الذي ولد فيه فينبغي ان نحترمه حق الاحترام ونفضله بما
فضل الله به الاشهر الفاضلة وهذا منها لقوله عليه الصلوة والسلام انا سيد
ولد آدم ولا فخر آدم فمن دونه تحت لوائي وفضل الازمنة والامكنة
بما خصه الله به من العبادات التي تفعل فيها لما قد علم ان الامكنة والازمنة
لا تشرف لذاتها وانما يحصل لها التشريف بما خصت به من المعاني فانظر
الى ما خص الله به هذا الشهر الشريف ويوم الاثنين الا ترى ان صوم هذا
اليوم فيه فضل عظيم لانه صلى الله عليه وسلم ولد فيه فعلى هذا ينبغي

سلہ ترجمہ: پچھلوں کی اور مستحب ہے کہ زیادہ کی جائے اس میں عبادت اور بھلائی واسطے شکر مولا کے بنا بر اس چیز کے کہ ظاہر کیا ہم کو ان نعمتوں بڑی
سے اگرچہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ کرتے اسمیں نسبت غیر اسکے کے مہینوں سے کوئی چیز عبادتوں سے اور یہ فقط واسطے رحمت اور
مہربانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت اپنی امت کے ہے اسواسطے کہ تحقیق کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام تھے کہ ترک کرتے تھے عمل کو بخوف اس بات
کے کہ فرض ہو جاوے ایکی امت پر واسطے رحمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکے حال پر لیکن اشارہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف فضیلت اس
مہینے بزرگ کے ساتھ اپنے قول کے اسی سائل کو کہ سوال کیا روزہ روز دوشنبہ سے اسی دن میں پیدا ہوا ہوں پس بزرگی اس دن کی شامل
ہے بزرگی اس مہینے کو کہ پیدا ہوئے آنحضرت اسمیں پس سزاوار ہے کہ بڑائی کریں ہم اس مہینے کی نہایت بڑائی اور بزرگ جانیں ہم اس
مہینے کو بسبب اس چیز کے کہ بزرگی دی اللہ نے اس مہینے کو دوسرے مہینوں بزرگ پر اور یہ واسطے قول آنحضرت علیہ الصلوۃ کے ہے میں
سردار اولاد آدم کا ہوں اور اسمیں میرا فخر نہیں آدم اور ان کے سوا کے لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہیں اور بڑائی وقتوں اور مکانوں کی بسبب
خصوصیت دینے اللہ کے ہے انکو ایسی عبادتوں سے کہ انمیں کیجاتی ہیں اسواسطے کہ خوب معلوم ہو یہ بات کہ تحقیق مکان اور زمان بالذات مشرف
نہیں ہوتے بزرگی حاصل ہوتی ہے انکو فقط ساتھ خصوصیت دینے اللہ کے وجہ سے پس دیکھ تو اس چیز کی طرف کہ خصوصیت دی اللہ نے
جسکے ساتھ اس مہینے بزرگ اور دن دوشنبہ کو کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ اس دن کے روزہ میں بزرگی بڑی ہے اسواسطے کہ آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہیں پس بنا بر اسکے سزاوار ہے

اذا دخل هذا الشهر الكريم ان يكرم و يعظم و يحترم بالاحترام اللائق به اتباعًا له صلى الله عليه وسلم الا ترى الى قول ابن عباس رضى الله تعالى عنهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اجود الناس بالخير و كان اجود ما يكون فى رمضان فنمتثل تعظيم الاوقات الفاضلة بما امتثله على قدر استطاعتنا فان قال قائل قد التزم صلى الله عليه وسلم فى الاوقات الفاضلة ما التزمه فى غيره فالجواب ان ذلك لما علم من عادته الكريمة انه يريد التخفيف عن امته سيما فيما كان يخصه فعلى هذا التعظيم هذا الشهر العظيم الشريف انما يكون بزيادة الاعمال الزاكيات فيه و الصدقات و غير ذلك من القربات انتهى اکمال اہل تعیین ماہ فضیلت ربیع الاول کی بلکہ تخصیص روز ولادت باسعادت حضرت حبیب خدا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس عمل لطیف کے مستنبط ہوتی ہی حدیث شریف سے اور بیچ اسکے متابعت ظاہرہ اور متابعت باہرہ ہی ساتھ عمل حضرت خیر الانام اور فعل حضرات صحابۂ کرام علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام کے اور یہ نزدیک علمای عظام اور محدثین کرام کے حکم استحسان واستحباب کا رکھتا ہی اور اولی وافضل واعلی واکمل اس عمل مین اندر حصول ثواب کے ہوتی ہی پس تعیین اس ماہ عالیجاہ بلکہ اس روز معظم کی واسطے اس محفل محترم کے کرنا اور اسکو اولی در باب حصول ثواب کے جاننا مستحسنات سے ہی اور داخل تحت منطوق موثوق حدیث حضرت خیر الانام علیہ وآلہ التحیۃ والسلام ما راٰہ المسلمون حسنا فهو عند الله حسن کے ہی ہان ضروری جاننا تعیین کا دو صورتین رکھتا ہی ایک یہ کہ ساتھ اعتقاد عدم وجوب شرعی کے التزام اسکا

سطر ۱ ترجمہ یہ مہینہ بزرگ اکرام کیا جاوے اور بجا لایا جاوے احترام لائق اس مہینہ کے واسطے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیا نہین دیکھتا ہی تو طرف قول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخی تر لوگون کے بھلائی کے ساتھ اور زیادہ تر سخاوت کرتے مہینہ رمضان مین پس اختیار کرین ہم تعظیم اوقات بزرگ کی اس چیز کے ساتھ کہ اختیار کیا اس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب استطاعت اپنی پس اگر کہے کوئی کہنے والا تحقیق اختیار کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوقات فاضلہ مین وہ چیز کہ نہین اختیار کیا اسکو غیر اسکے مین پس جواب یہ ہی کہ تحقیق یہ اسواسطے ہی کہ معلوم ہی عادت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ قصد رکھتے تھے تخفیف اپنی امت کا خصوصًا اس چیز مین کہ خود خصوصیت دی پس بنا براسکے بڑی تعظیم اس مہینے بزرگ کی فقط ساتھ زیادتی اعمال اچھے اور صدقات وغیرہ کے عبادتون سے ہوتی ہی ۱۲ سطر ۱۵ ترجمہ حدیث جس چیز کو دیکھین مسلمان نیک وہ نزدیک اللہ کے نیک ہی ۱۲

کرنا اور مواظبت اسپر رکھنا یا بنظر کثرت فضائل ماہ ویوم عالیجاہ اور برکات وحسنات ان کے کے یا
بلحاظ خروج کے دائرہ اختلاف فیہ سے درمیان علامہ حافظ ابن حجر مکی اور دیگر علماے اعلام کے اور
قصد دخول کے جانب متفق علیہ مین ان ایمہ کرام کے یا واسطے متابعت ظاہرہ عمل حضرت خیر الانام
وحضرات صحابہ کرام علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام کے اور موافقت باہرہ علماے اعلام بیت اللہ الحرام و
مدینہ حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وعلی آلہ الکرام وعظمہا غایۃ الاعظام کے اور مطابقت تمام جمہور
اہل اسلام مصریین وشام کے یا واسطے سہولت اس امر محترم کے بیچ اس ماہ ویوم مکرم کے
پس یہ حکم جواز وعدم کراہت کا رکھتا ہی اور ایسا ہی دربارۂ تعیین سورت کے اندر نماز کے بعض ان
وجوہ سے صاحب کتاب البرہان فی شرح مواہب الرحمن نے نقل کیا ہی جہان کہ یہ عبارت لایا ہی
الا ان الطحاوی قید الکراهة فیما اذا اعتقد ان الصلوٰة لا تجوز بغیرها و
اما اذا لم یعتقد ذلک ولازمها لسهولتها علیه او تبرکا بقراءة النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ایاها فلا یکره بل یکون حسنا انتهی ملخصا اور شیخ ابو محمد
محمود بن احمد عینی نے کتاب النهایہ فی شرح الهدایہ مین ذکر کیا ہی قلت ولا خلاف بیننا و
بینهم فی الحقیقة لان ابا حنیفة انما کره الملازمة اذا لم یعتقد الجواز بغیره
والشافعی رح ایضا یکره مثل هذا اما اذا اعتقد الجواز بغیره ولا تعیین ل
سورة معینة لاحد الوجوه التی ذکرناها الان فلا یکره انتهی اور دوسرے
یہ کہ اسکو واجبات شرعیہ سے جاننا اور ترک کرنا روا اور سبب گناہ گردانا پس یہ اعتقاد فاسد منشا
مفاسد ہی احتراز کرنا اس سے ایسے کام مین ضروری ہی نزدیک علماے اعلام کے اور انھون نے واسطے
رفع مظنہ اس اعتقاد کے ترک ایسے کام کو بعضے اوقات مین ذکر کیا ہی جیسا کہ علامہ عینی نے دربارۂ
تعیین سورت کے کہا ہی [3] فلا کراهة فی ذلک لکن بشرط ان یقرء غیرها

---

[1] ترجمہ مگر یہ تحقیق کہ طحاوی نے مقید کیا کراہت کو اس چیز مین کہ اعتقاد رکھے اس بات کا کہ البتہ نماز نہین درست ہوتی بغیر اسکے اور لیکن جب
نہ اعتقاد رکھے اسکا اور اختیار کرے اسکو واسطے سہولت کے یا برکت پڑھنا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو پس مکروہ نہین ہی بلکہ بہتر ہی ۱۲
[2] ترجمہ کہا مین نہین خلاف بیچ درمیان ہمارے اور ان کے حقیقت مین واسطے تحقیق کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ نے حکم کراہت ملازمت کا
کہ اعتقاد کرے اوسکی غیر کے جواز کا اور شافعی رحمۃ اللہ مکروہ کہا ہی ایسی بات کو لیکن جبکہ اعتقاد رکھے غیر کے جواز کا اور اختیار کرے سورت معینہ کو
کسی ایک وجہ کو کہ ذکر کیا ہم نے ابھی پس کراہت نہین ہی ۱۲ [3] پس کراہت نہین ہی لیکن بشرط کہ پڑھے سوا اوسکے غیر کو کبھی ۱۲

[1] ائلا یظن الجاہل الغبی انہ لا یجوز غیر ذلک انتہی اور تعیین روز وصال کی واسطے اعراس حضرات اولیاء و علماء باکمال کے اور تخصیص روز وفات کی واسطے فواتح جملہ مومنین و مومنات کے بھی سلف صالحین سے منقول نہیں ہے اور یہ بھی مستحسنات متاخرین ثقات سے ہے جیسا کہ ما ثبت من السنۃ فی ایام السنۃ میں مذکور ہے قال [2] لم یکن فی زمن السلف شیء من ذلک وانما ہو من مستحسنات المتاخرین انتہی اور تخریج اصل اسکے بھی علماء نے حدیث شریف سے کی ہے جیسا کہ ماہر علم کتاب الٰہی و حدیث نبوی شیخ عبد العزیز دہلوی نے بعضے اجوبہ میں لکھا ہے و در در منثور سیوطی مرقوم ست [3] واخرج ابن المنذر وابن مردویہ عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یاتی احدا کل عام فاذا تفوہ الشعب سلم علی قبور الشہداء فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار واخرج ابن جریر عن محمد بن ابراہیم قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم [4] یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار وابوبکر وعثمان انتہی وفی التفسیر الکبیر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی اور رفیع علمائے دین شیخ رفیع الدین دہلوی نے بعضے جوابات میں ذکر کیا ہے و در دورہ حکم اتحاد بالنظیر اجرا دہ میشود چنانچہ در حدیث است کہ یہود عرض کردند در حضور جناب نبوت کہ حق تعالی نجات حضرت موسی علیہ السلام و غرق فرعون درین روز کردہ است برای شکرانہ روزہ میگیریم جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود [5] انا احق من اتبع بموسی صام یوم عاشوراء

---

[1] ترجمہ تاکہ گمان نکرے جاہل بیوقوف کہ بے سوا اسکے درست نہیں ہے ۱۲ [2] ترجمہ کہا کہ نہ تھا زمان سلف میں کچھ ان چیزوں سے وہ فقط مستحسنات متاخرین سے ہے ۱۲ [3] ترجمہ اور نکالا ابن منذر اور ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ تشریف لاتے احد کو ہر سال پس جبکہ پہنچتے گھاٹیوں پہ سلام علیک کرتے اوپر قبروں شہداء کے پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور نکالا ابن جریر نے محمد بن ابراہیم سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ تشریف لاتے قبروں پر شہداء کی ابتدا میں ہر سال پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور کرتے ایسا ہی ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما اور تفسیر کبیر میں روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتحقیق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ تشریف لاتے قبروں شہداء پر تمامی ہر سال میں پس فرماتے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اور خلفاء اربعہ ایسا ہی کرتے تھے ۱۲ [5] ترجمہ میں لائق تر ہوں اس شخص سے کہ پیچھے آیا موسیٰ کے روزہ رکھا روز عاشورہ کو ۱۲

وامر الناس بصيامه[1] ونیز حضرت نبی صلے اللہ علیہ وسلم بلال را وصیت کردند بصوم روز
دوشنبہ و فرمودند فیہ[2] ولدت وفیہ انزل علی وفیہ هاجرت وفیہ اموت
بنا براین یاد کردن آن تاریخ در آن ماه رسم مردم افتاده لیکن چون مردمان ازین جهان بجهان
این رسم گزشته اند ایشان را انتظار رسیدن ولد یا کسی از اقارب خودمی باشد رفع انتظار آن
خانه است معتدبہ و بمعاملات مکاشفہ دریافت شده کہ درچنین روز اجتماع ارواح دوستان
در عالم برزخ هم میشود پس امداد بدعا و ختم و طعام بدعتی مباح است و وجہ قبح ندارد انتہی اور جو فعل
کہ مستحسنات متاخرین ثقات سے ہو اور اصل اُسکی حدیث شریف سے نکلتی ہو اُسکو مستحسن جاننا
اور اوپر اُسکے عمل کرنا مستحسنات سے ہے نہ مذمومات سے جیسا کہ مستفاد ہوتا ہے حدیث حضرت
سرور کائنات علیہ وعلی آلہ الف الف صلوات سے اور ایسا ہی حکم ہے اتباع افعال حضرات اولیاے
کرام شیوخ طریقت اسلام کا کہ محبوبان بارگاہ احدی و مقبولان درگاہ احدی ہیں اور دلیل
اس مضمون کی آیت وافی ہدایت الا[3] ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ہے
پس اتباع ان حضرات کی بیچ اعمال رضیہ و اقوال بہیہ کے کہ مخالف نہوں کتاب کریم اور
سنت سنیہ کے پیش علماء علیہم الرضوان کے حکم ادب اور استحسان کا رکھتی ہے جیسا کہ عبارت
امام نووی کی ومندوبة[4] كاحداث الربط والكلام في دقائق التصوف
انتہت مختصرة اور یہ عبارت کتاب نور الانوار کی اخذنا[5] بقولهم بطريق الادب
انتہت ملخصة سے ظاہر ہے اس مدعا کی ہاں مستحسنات و مستحبات کو قبیل واجبات سے جاننا
اور ترک کو اُن کے موجبات معصیت سے گرداننا اعتقاد فاسد ہے اور علماے اعلام اور
فقہاے کرام نے فساد اعتقاد کو منشا کراہت فعل کا گردانا ہے جیسا کہ صاحب فتاوی عالمگیری
دربارۂ فساد اعتقاد کے بیچ تعیین سورت کے نماز میں لایا ہے قال[6] الطحاوی والاسبیجابی
هذا اذا راه حتما واجبا بحيث لا يجوز غيره او يرى قراءة غيرها مكروهة

---

[1] ترجمہ اور حکم کیا لوگوں کو اُسکے روزے کا ۱۲ [2] ترجمہ اس میں پیدا ہوا میں اور اسی میں نازل ہوئی مجھپر اور اس میں ہجرت کی میں نے اور اسی میں مروں گا ۱۲ [3] ترجمہ آگاہ ہو تحقیق اولیاء اللہ کو نہ ڈر ہے اور نہ انکو غم ہے ۱۲ [4] ترجمہ اور مستحب ہے شغل ایجاد کرنے مسافرخانوں کے اور گفتگو در دقائق تصوف میں ۱۲ [5] ترجمہ اختیار کیا ہے ہمنے اُنکے قول کو راہ ادب سے ۱۲
[6] ترجمہ کہا طحاوی اور اسبیجابی نے یہ اُسوقت ہے کہ جانے اسکو لازم و واجب اسطرح پر کہ نہ درست رکھے اُسکے غیر کو یا جانے اُسکے غیر کے پڑھنے کو مکروہ

واما اذا قرأ لاجل اليسر عليه او تبركا بقراءته فلا كراهة فی ذلك انتہی
اور صاحب غنية المستملی فی شرح منية المصلی نے بیچ ذیل دلائل کراہت صلوۃ الرغائب کے لکھا ہی
ومنها ان العامة يعتقدونها سنة من سنن النبی صلی الله عليه وسلم
فيكون فعلها سببا لكذبهم عليه صلی الله عليه وسلم قلت بل كثير من
العوام ببلاد اليوم يعتقدونها فرضا وكثير منهم يتركون الفرائض ولا
يتركونها وهو المصيبة العظمی انتہی والله اعلم بالصواب وعنده حسن الثواب حرره العبد
الفقير المعترف بالاثم والتقصير المنيب الی العلی الرب الحكيم ابو الاحيا محمد المدعو بالنعيم تجاوز الله عما جناه وبلغه
فی الدارين خير متمناه۔ جامع الفتاوے فقیر محمد عبد الباری عفا الله عنه کہتا ہی کہ استحباب
انعقاد مجالس میلاد شریف مع قیود مروجہ مباحہ ہمارے علما کا مجمع علیہ مسئلہ ہی اور جو بظاہر جناب مفتی
محمد یوسف رحمۃ الله علیہ و تصحیح و تفصیل مولانا مولوی عبد الحلیم رحمۃ الله علیہ سے بعض نافہم یہ سمجھتے ہین کہ
وہ متفق نہ تھی یہ غلطی ہی اصل یہ ہی کہ تعیین ماہ میلاد واسطے انعقاد کے فرض یا لازم سمجھنا محض شنیع ہی
نہ یہ کہ ان ایام کی افضلیت مختلف فیہ ہو جسطرح سنت نماز فجر مین تعیین سورۂ کافرون و سورۂ اخلاص کی
ہی کہ بہ نیت وجوب و فرضیت تعیین سور تہاے مذکورہ ثابت نہین نہ کہ افضلیت اسکی ثابت نہو لہذا
ان دونون حضرات نے جو کچھ لکھا ہے وہ لزوم تعیین کے بارہ مین ہی۔ ظاہر ہی کہ مجالس میلاد کا انعقاد
جو ایک فرد ہی افراد وعظ سے مثل صلوۃ عید الفطر یا عید الضحی کے نہین ہی کہ وہ بروز مخصوص ادا ہو سکتی ہین
ورنہ نہین بلکہ اسکا تعیین اسطور پر ثابت نہین ہی یہی مفتی صاحب نے تحریر فرمایا ہی بلکہ جب چاہے اس مجلس
خیر و برکت کو ترتیب دیسکتا ہی اسیوجہ سے مولانا عبد الحلیم صاحب نے اسکو اور تشریح سے بیان کیا اور دیگر علما نے اسکو مدلل
کر دیا آخر مین ہم دو فصلین جناب جدی و مرشدی مولانا شاہ عبد الرزاق قدس سرہ کے رسالہ کحل العینین بذکر
رسول الثقلین کی اس مجموعہ فتاوے مین شامل کرتے ہین تاکہ اس بحث پر مزید تائید اور مسئلہ واضح ہو جاوے
الله تعالی مسلمانونکو ایسے متبرک محافل و مجالس کے انعقاد کی توفیق دے اور انکو برکات سے محروم نکرے آمین ثم آمین

لہ یعنی جب اسکو پڑھے اپنی آسانی کے واسطے یا آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کی قرات سے تبرک لینے کے واسطے پس نہین کراہت
ہی [illegible] ۱۲ سلہ [illegible] ہی تحقیق عوام لوگ اعتقاد کرتے ہین اسکو سنت پس ہوتا ہی کرنا اسکا سبب انکے دروغ بندی
[illegible] صلی الله علیہ وسلم [illegible] بلکہ بہت عوام [illegible] شہرون [illegible] اعتقاد کرتے ہین اسکو فرض اور بہت [illegible]
[illegible] اسکو [illegible] وہ بڑی مصیبت ہی ۱۲

فصل اول بیان عبادیت نفس کی شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مین جاننا چاہیے کہ نفس کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مامور بہ ہونا بوجوہ اربعہ آیات قرآنی سے ثابت ہے چنانچہ سورہ بقر مین بعد ذکر انعامات کے حق جل وعلا
ارشاد فرماتا ہے کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب و
الحکمة ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون جیسا کہ بھیجا
ہمنے رسول تم مین سے یعنی تمھاری جنس سے کہ پڑھتا ہے تم پر آیتین ہماری اور صاف کرتا ہے تمکو
یعنی کفر اور ضلال سے اور سکھاتا ہے تمکو کتاب اور حکمت اور سکھاتا ہے تمکو ایسی چیز کہ نہ تھے تم جان سکتے
یعنے عقل تمھاری کو رسائی اسکی نہ تھی پس ذکر کرو تم میرا ذکر کرون مین تمھارا اور شکر کرو میرا
اور نہ کفران کرو نعمت میری کا معالم مین مجاہد اور کلبی اور عطا سے روایت ہے کہ کاف تشبیہ کما
ارسلنا کا متعلق ہے فاذکرونی سے پس ہوگئے معنے کہ یاد کرو تم مجھکو جس طرح پر کہ بھیجا مین
نے رسول ایسی صفتون کا اور واشکروا لی اور پر فاذکرونی کے عطف بالواو کیا اور واو
عطف کا موضوع واسطے جمع کے ہے پس ہوگئے معنے کہ اور شکر کرو جیسا کہ بھیجا مین نے رسول اور
معنی شکر کے یہ ہین کہ ایسا کام کرے یا ایسا بیان کرے کہ آگاہی ہو نعمت دینے منعم کے ہو پس
ذکر خدا کا اور شکر مامور بہ ہوا کہ صیغہ امر کا مفید فرضیت اور وجوب کو ہے اور قرآن قطعی ہے پس
امر اسکا مفید فرضیت ہے پس ذکر اور شکر فرض ہوا اور متعلق کرنا ان دونون امر کا ساتھ کما
ارسلنا کے دلالت کرتا ہے اوپر ماموریت ذکر رسول کے اور بعض مفسرون نے کاف تشبیہ کو
متعلق ولاتم نعمتی کے کہ آیت سابق مین واقع ہے گردانا ہے یعنے قبلہ بیت المقدس سے منسوخ
کرکے طرف کعبہ کے قرار دیا تاکہ پوری کرین ہم تمپر نعمت اپنی جیسا کہ بھیجا ہمنے رسول پھر بواسطہ
فاے تعقیب کے امر ذکر کا فرمایا اور امر شکر کو اسپر معطوف کیا بواو عطف کہ مفید جمعیت کا ہے پس یہ
ترکیب دلالت کرتی ہے اوپر ذکر رسول کے اسی جگہ تفسیر رحمانی مین مذکور ہے منع کرنا کفران سے حکم شکر
کا ہے اور شکر ذکر ہے اور بیضاوی مین لکھا ہے واشکروا لی ما انعمت به علیکم یعنے شکر کرو میرا اس چیز
پر کہ نعمت دی مین نے اس کرکے تم پر اور عبد الحکیم نے اسکے حاشیہ مین لکھا ہے کہ ما انعمت به علیکم
بدل ہے ضمیر متکلم سے اسواسطے کہ شکر متعلق نعمت سے ہے تاہم یہ آیت شریفہ دلالت کرتی ہے اوپر
فرضیت ذکر نبوی کے اسواسطے کہ متصل لانا امر شکر کا بعد امر ذکر کے اشارہ طرف شکر لسانی کی

کہ عبارت بیان کرنے نعمت سے ہی اور تعقیب امر ذکر کی اور پر ذکر ارسال رسول کے مشیر ہی خصوص
بیان ذکر رسالت کو اور بیان اوصاف رسول کا اشارہ ہی طرف ذکر اوصاف رسول کے کلمہ
منکم مین لفظ من موضوع ہی واسطے ابتدا کے اشارہ ذکر ولادت کا ہی اور یتلوا علیکم آیاتنا اشارہ
معجزات کا ہی ویزکیکم اشارہ ہی اخلاق شریف اور تعلیم امور باطن کا ویعلمکم الکتاب والحکمۃ اشارہ
ہی تعلیم شرائع کا ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون تعلیم معرفت الٰہی کا اور احوال آخرت کا ہی پس اشارۃ
النص اس آیت کا مفید عبادیت ذکر شریف کا ہی اور اسیطرح دلالۃ النص بھی مفید عبادیت ذکر
شریف کو ہی اور عبارۃ النص اور اقتضاء النص مفید اسی کو اور یہ وجوہ بقواعد اصول قطعی ہین پس
ثابت ہوا کہ ذکر رسول مقبول ہر مومن پر فرض ہی اما چونکہ امر ذکر اور شکر مین تقیید صنف ذکر اور
وقت اور تعداد اور زبان مشرع نہین فرمائی پس کہنے محمد رسول اللہ سے ساتھ صدق دل کے
فرضیت ادا ہو جاتی ہی لیکن عبادیت ذکر اور احوال و اوصاف کے زائل نہین ہوتے کہ مامور بہ
مستقلہ مستلزم حسن لذاتہ کو ہی جیسا کہ کتب اصول مین مشرح ہی اور آنحضرت نے ذکر انہی اوصاف
کا کیا چنانچہ کتب حدیث سے ثابت ہوتا ہی بخاری مین باب ما جاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مین جبیر بن مطعم سے روایت ہی کہ کہا انہون نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم لی خمسۃ اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر
وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے کہ میرے پانچ اسم ہین محمد ہون اور احمد اور مین ماحی ہون ایسا کہ مٹاتا ہی اللہ مجھسے کفر کو
اس وصف مین قید وجود کی لفرمانا اشارہ کرتا ہی کہ بجمیع وجوہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفر
مٹنے کی امید ہی پس ذکر آنحضرت بھی موجب دفع کفر کا ذاکر اور سامع سے ہی اور مین حاشر ہون ایسا کہ
اٹھائے جاوینگے لوگ اوپر قدم میرے کے یعنی پہلے سب سے آپ ہی اٹھین گے اور مین عاقب ہون
یعنی ظہور نبوت آنحضرت سب انبیا کے بعد ہی پس آپ خاتم النبیین ہین اور مشکوٰۃ مین صحیح مسلم
سے نقل کیا ہی بروایت واثلہ بن اسقع کہ کہا واثلہ نے سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم یقول ان اللہ اصطفی کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفی قریشا من کنانۃ
واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا کنانہ کو اولاد اسمٰعیل سے
اور چن لیا قریش کو کنانہ سے اور چھانٹ لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور برگزیدہ کیا مجھکو بنی ہاشم سے
اسی طرح بہت احادیث سے بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اوصاف کو ثابت ہی و صحابہ
رضی اللہ عنہم ہمیشہ احوال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کیا کرتے تھے اور بیان کرنے احوال شریفہ پر
حریص تھے چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جسکو ملاقی ہوتے اُس سے ذکر احوال
رسول مقبول کا پیش کرتے جیسا کہ صحیح بخاری سے ثابت ہوتا ہے باب التعاون فی بناء المسجد مین
عکرمہ سے روایت کی قال قال لی ابن عباس ولابنہ علی انطلقا الی ابی سعید فاسمعا
من حدیثہ فانطلقنا فاذا ھو فی حائط یصلحہ فاخذ رداءہ فاحتبی ثم انشأ
یحدثنا حتی اتی الی ذکر بناء المسجد تا آخر کہا عکرمہ نے کہ کہا مجھکو ابن عباس نے اور اپنے بیٹے
علی کو کہ جاؤ دونون طرف ابی سعید کے پس سنو تم حدیث اُسکی پس ناگاہ وہ یعنی ابو سعید مصروف تھے
بیچ ایک دیوار بنانے کے اور درست کرتے تھے اُسکو پس لی چادر اپنی اور وہ بیٹھے پھر شروع کیا کہ حدیث
کہنے لگے ہمسے یہان تک کہ پہونچے اوپر ذکر بنای مسجد کے اس سے صاف معلوم ہوا کہ ابن عباس
عادت کثرت ذکر رسول اللہ کی ابی سعید سے جانتے تھے کہ واسطے سننے انکی باتون کے اُن دونون
کو حکم کیا اور ویسا ہی اتفاق ہوا کہ بمجرد انکے دیکھنے کے اپنا کام چھوڑکر بیان احوال آنحضرت کا
کرنے لگے گویا منتظر سامع رہتے تھے کہ تاثیر عشق ہی کہ ہر وقت متلاشی سامع کا واسطے بیان کرنے
ذکر معشوق کے رہتا ہی چنانچہ مولانا ے روم فرماتے ہین سے سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق
تا بگویم شرح درد اشتیاق یہان تک کہ لقب بعضے صحابہ کا بسبب کثرت ذکر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے وصاف النبی ہوگیا تھا چنانچہ ترمذی نے شمائل مین روایت کیا ہی امام حسن بن علی
رضی اللہ عنہما سے قال سألت خالی ھند بن ابی ھالۃ وکان وصافا عن حلیۃ النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئا اتعلق بہ کہا امام
حسن رضی اللہ عنہ نے کہ پوچھا مین نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے اور تھے ہند رضی اللہ عنہ بڑے بیان کرنے
والے حلیۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور مین خواہش رکھتا تھا کہ بیان کرین ہند مجھسے کچھ احوال
حلیۂ شریف کا کہ اُن سے تعلق کرون یعنی حصہ اُٹھاؤن اور اُنکا ذکر کرون ساتھ اسکے یہان سے شوق سننے

اوصاف شریف کا اور بیان اُسکا افعال صحابہ سے ثابت ہوا اور آیت شریف سے بھی مفہوم ہوتا ہی کہ ذکر شریف نبوی حکم ذکر الٰہی کا رکھتا ہی اسواسطے کہ امر شکر مفید ماموریت ذکر شریف نبوی کو ہی اور امر فاذکرونی بہ ترکیب نحوی کہ مفعول بہ یائی متکلم واقع ہو مفید ماموریت ذکر الٰہی کو ہے اور عطف مفید اتحاد حکم کو ہی پس جو حکم ذکر الٰہی کا ہی بعینہ وہی حکم ذکر رسالت پناہی کا ہے اور فضائل مجالس ذکر الٰہی کے احادیث سے بہت ثابت ہین چنانچہ مشکوة مین ترمذی سے روایت ہی کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا وما ریاض الجنة قال حلق الذکر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب گذرو تم طرف باغچون جنت کے پس چرو تم عرض کیا صحابہ نے اور کیا ہین باغچی جنت کے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ مجلسین ذکر کی ہین اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جمع ہو کر بیٹھنا اور ذکر کرنا موجب دخول جنت کا ہوتا ہی اور شریک ہونا اس محفل مین بھی باعث دخول جنت کا ہی اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلقۂ ذکر کو باغچہ باعتبار مفاد کے فرمایا اور گذرنے والے کو اس طرف سے امر شریک ہونے کا بلفظ فارتعوا ارشاد کیا کہ رتع چرنے کو کہتے ہین اور وہ عبارت ہی مزہ اٹھانے اور فرحت لینے سے باغ مین اور بھی مشکوة مین مسلم سے روایت ہی کہ روایت کیا ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ نے خرج معاویة رضی اللہ عنہ علی حلقة فی المسجد فقال ما اجلسکم ههنا قالوا جلسنا نذکر اللہ قال آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما اجلسنا غیره قال اما انی لم استحلفکم تهمة لکم وما کان احد بمنزلتی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خرج علی حلقة من اصحابه فقال ما اجلسکم ههنا قالوا جلسنا نذکر اللہ ونحمده علی ما هدانا للاسلام ومنّ به علینا قال آللہ ما اجلسکم الا ذلک قالوا آللہ ما اجلسنا الا ذلک قال اما انی لم استحلفکم تهمة لکم ولکنه اتانی جبرئیل فاخبرنی ان اللہ عز وجل یباهی بکم الملئکة گذرے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اوپر ایک حلقہ یعنی مجلس کے کہ مسجد مین تھی پس کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے کس چیز نے بٹھلایا تمکو اس جگہ کہا اہل مجلس نے بیٹھے ہم کہ ذکر کرین اللہ کا کہا کیا قسم ہی اللہ کی کہ نہین بٹھلایا تمکو مگر اسی بات نے کہا

اہل مجلس نے قسم ہے اللہ کی نہیں بٹھلایا ہمکو سوا اسکے کسی چیز نے کہا معاویہ رضی اللہ عنہ نے آگاہ ہو
کہ تحقیق میں نے نہیں قسم لی تم سے بدگمان ہو کر تم سے اور نہیں ہے کوئی میرے مرتبہ پر بہت کم
حدیث کرنے والا میں اور یہ حدیث کم کرنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بجہت احتیاط کے تھا غلطی سے
جیسا کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے عذر کیا اور معلوم ہوا اس تقریر سے بہت ذکر کرنا حدیث آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرے صحابہ سے اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرے اوپر ایک
حلقہ کے اصحاب اپنے سے میں فرمایا کس چیز نے بٹھلایا تمکو اس جگہ عرض کیا صحابہ نے بیٹھے ہم کہ ذکر
کریں ہم اللہ کا اور تعریف کریں ہم اسکی اس چیز پر کہ ہدایت کی ہمکو اسلام کی اور احسان رکھا
اس سے ہمپر کہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بٹھلایا تمکو مگر اسی
چیز نے یعنی محض اسیواسطے بیٹھے ہو عرض کیا صحابہ نے کہ ہاں قسم ہے اللہ کی کہ نہیں بٹھلایا ہمکو مگر اسی
نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آگاہ ہو نہیں قسم لی میں نے تم سے ازراہ تہمت کے
تمپر لیکن شان یہ ہے کہ آئے میرے پاس جبرئیل امین خبر دی مجھکو کہ تحقیق اللہ عز وجل فخر کرتا ہے ساتھ
تمہارے ملائکہ پر اور بھی مشکوۃ میں مسلم اور بخاری سے بروایت ابی ہریرہ کے روایت کیا ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان للہ ملائکۃ سیاحین فضلا یبتغون مجالس
الذکر فاذا وجدوا مجلسا فیہ ذکر قعدوا معهم وحف بعضهم بعضا باجنحتهم
حتی یملئوا ما بینهم وبین السماء الدنیا فاذا تفرقوا عرجوا وصعدوا الی
السماء قال فسألهم الله وهو اعلم بهم من این جئتم فیقولون جئنا من عند
عبادك فی الارض یسبحونك ویکبرونك ویهللونك ویمجدونك و
یسئلونك قال ماذا یسئلونی قالوا یسئلونك جنتك قال وهل رأوا جنتی
قالوا لا ای رب قال وکیف لو رأوا جنتی قالوا ویستجیرونك قال ومما
یستجیرونی قالوا من نارك قال هل رأوا ناری قالوا لا قال وکیف لو
رأوا ناری قال ویستغفرونك قال فیقول فقد غفرت لهم فاعطیتهم
ما سألوا واجرتهم مما استجاروا فیقولون رب فیهم فلان عبد خطاء انما
مر فجلس فیهم قال فیقول وله غفرت هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم

تحقیق اللہ کے کچھ فرشتے ہین کہ پھرا کرتے ہین اور وہ بزرگ فرشتے ہین ڈھونڈتے ہین مجلسین ذکر
کی پس جب پاتے ہین کوئی مجلس کہ ذکر اللہ اور رسول کا ہوتا ہی بیٹھ جاتے ہین ساتھ اُنھین اہل مجلس
کے اور گھیر لیتے ہین بعضے بعضون کو اپنے بازوُن سے یعنی ذاکرون کے گرد اگرد فرشتے ہو بیٹھتے
ہین اور اُنپر سایہ کرتے ہین جیساکہ بخاری مین کلمہ فیحفونہم دلالت کرتا ہی پس گھیر لیتے ہین
بازوُن سے اہل مجلس کو یہانتک کہ بھر ہوتے ہین اُس وسعت مین کہ درمیان اُن ذاکرونکے اور
آسمان دنیا کے ہی پھر جب علیحدہ ہوتے ہین اور اُٹھ جاتے ہین اہل ذکر اوپچے ہوتے اور چڑھتے
ہین فرشتے طرف آسمان کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس پوچھتا ہی اُن سے اللہ
حالانکہ وہ دانا تر ہی اُنکے حال کو کہان سے آتے ہو پس کہتے ہین فرشتے آتے ہین ہم پاس سے
بندون تیرے کے جو زمین مین پاکی اور بڑائی اور وحدانیت اور بزرگی تیری بیان کرتے ہین ظاہر ہی
کہ بیان احوال رسول سے کیسی کچھ بڑائی اللہ کی بیان ہو جاتی ہی اور مانگتے ہین تجھی سے فرماتا ہی
پروردگار کیا مانگتے ہین مجھسے عرض کرتے ہین فرشتے کہ مانگتے ہین تجھسے جنت تیری فرماتا ہی اللہ
کیا دیکھا ہی اُنھون نے میری جنت کو کہتے ہین فرشتے نہین اے پروردگار فرماتا ہی اللہ اور کیسا
ہوتا اگر دیکھا ہوتا جنت کو اُنھون نے کہتے ہین اور امان اور پناہ مانگتے ہین فرماتا ہی پروردگار
کس چیز سے میری پناہ مانگتے ہین عرض کرتے ہین فرشتے آگ سے تیری یعنی دوزخ سے
فرماتا ہی پروردگار کیا دیکھی اُنھون نے آگ میری یعنے مباہاۃ فرشتون سے ارشاد ہوتا ہی
کہ دیکھو بندے میرے ایسے ہین کہ بغیر دید کے فقط استماع کلام رسولون سے ایسا شوق جنت
کا اور خوف دوزخ کا رکھتے ہین پس دیکھتے تو کیا کچھ مرتبے پر شائق اور خائف ہوتے اور
عرض کرتے ہین فرشتے اور مغفرت مانگتے ہین گناہون سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے پس فرماتا ہی اللہ کہ تحقیق بخشدیا ہمنے اُنکو بھر دیا ہمنے اُنکو جو کچھ مانگتے ہین اور چھوڑ دیا
اُنکو اُس چیز سے کہ بچاؤ ڈھونڈھا اُنھون نے یعنی دوزخ سے کہتے ہین فرشتے اے پروردگار
اُن مین فلانا بندہ گنہگار ہی کہ فقط اُنکی طرف گذرا پس اُنکے پاس بیٹھ گیا ذاکر نہین ہی فرمایا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرماتا ہی پروردگار اور اُسکو بھی بخشدیا ہمنے وہ ذاکرین
ایسی گروہ ہین کہ نہین خراب اور برباد ہوتا ہی ببرکت اُنکے پاس بیٹھنے والا اُنکا اس سے معلوم ہوا

کہ مجلس ذکر خدا اور رسول کی باعث مغفرت ذاکر اور سامع کے ہوتی ہی اور عمل غیر عبادت ہرگز
موجب مغفرت نہین ہوسکتا ہی پس عبادت ہونا مجلس ذکر شریف کا ثابت ہوا اور تعیین مہینے
ربیع الاول کی از راہ شکر نعمت ولادت شریف کے اس مہینے مین مستحب ہی کیونکہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے روز دوشنبہ کو روزہ رکھا ہی بجہت شکر ولادت اپنی کے اُس دن مین
جیسا کہ مشکوۃ کے باب صیام التطوع مین مسلم سے بسند ابی قتادہ کے روایت کی ہی سئل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وفیہ انزل علیّ پوچھا
لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وجہ روزہ رکھنے دن دوشنبہ کے پس فرمایا کہ اسی
مین پیدا ہوا مین اور اسی مین نزول وحی کا ہوا مجھپر اس سے معلوم ہوا کہ تخصیص ایام ولادت کی
ساتھ انواع عبادت کے مستحسن ہی اور ذکر شریف میلاد شریف کا بھی انواع عبادات سے ہی کیونکہ
عبادیت نفس ذکر کی ثابت ہو چکی ہی لیکن چونکہ قرون ثلثہ سے خاص کر کے مہینے ربیع الاول مین
کرنا اس مجلس کا مروی نہین ہے کرنا محفل شریف کا بالخصوص مہینے معین ربیع الاول مین وقت
ایجاد کے بدعت حسنہ تھا کہ وہ بھی موجب ثواب کا ہی چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین بسند مسلم
کے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی قال کنا فی صدر النہار عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فجاء قوم عراۃ مجتابی النمار او العباء متقلدی السیوف عامتہم من مضر بل
کلہم من مضر فتمعر وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما رای بہم من الفاقۃ
فدخل ثم خرج فامر بلالا فاذن واقام فصلی ثم خطب فقال یا ایہا الناس
اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ الی اخر الایۃ ان اللہ کان علیکم رقیبا
والایۃ التی فی الحشر اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من دینارہ
من درہمہ من ثوبہ من صاع برہ من صاع تمرہ حتی قال ولو بشق تمرۃ
قال فجاء رجل من الانصار بصرۃ کادت کفہ تعجز عنہا بل قد عجزت
ثم تتابع الناس حتی رأیت کومین من طعام وثیاب حتی رأیت وجہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتہلل کانہ مذہبۃ فقال من سن فی
الاسلام سنۃ حسنۃ فلہ اجرہا واجر من عمل بہا من بعدہ من غیر ان ینقص من

اجورھم شیٔ ومن سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ کان علیہ وزرھا ووزر من عمل بھا
من بعدہ من غیر ان ینقص من اوزارھم شیٔ کہا جریر نے تھے ہم شروع دن مین نزدیک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آئی ایک قوم ننگی اوڑھے ہوے چیتھڑے شیر کے یا عبا کو
لٹکائے تلوارون کو اکثر اُنکے قوم مضر سے بلکہ سب قوم مضر سے تھے پس رنگین ہوا چہرۂ مبارک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس جہت سے کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنپر محتاجی کو
پھر اندر تشریف لے گئے پھر نکل آئے پھر فرمایا بلال کو کہنا اذان کا پس اذان کہی بلال رض نے اور
اقامت کہی پس نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر خطبہ پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ عادت شریف تھی جب نصیحت عامہ مقصود ہوتی خطبہ پڑھتے پس فرمایا درون خطبہ
کے یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ آخر آیت تک کہ ان اللہ
کان علیکم رقیبا ہی یعنے یہ آیت پوری پڑھی یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من
نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ
الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا معنے اسکے یہ ہین کہ اے لوگو
ڈرو تم پروردگار اپنے سے جس نے پیدا کیا تمکو ایک نفس یعنی آدم سے اور پیدا کیا اُس سے جوڑا
اُسکا یعنی حوا کو اور نکالا اُس سے بہت مردون اور عورتون کو اور ڈرو اللہ سے کہ پرستش مین
پڑو گے اُسکی توحید کے اور ڈرو رحمون سے کہ صلۂ رحم کے مامور ہو تحقیق اللہ ہی تمپر نگہبان اور پڑھی وہ
آیت کہ سورۂ حشر مین ہی یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ ولتنظر نفس ما قدمت لغد
واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اے ایمان والو ڈرو تم اللہ سے اور چاہیے کہ دیکھے اور
جانچے ہر نفس اُس چیز کو کہ پیش کیا کل کے روز قیامت کے واسطے اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ
خوب خبردار ہی ساتھ اُس چیز کے کہ کرتے ہو صدقہ دیوے ہر مرد دینار اپنے سے درم اپنے سے
کپڑے اپنے سے صاع گیہون اپنے سے صاع خرمے اپنے سے یہان تک کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اگرچہ ایک ٹکڑا خرمے کا ہو کہا جریر نے کہ آیا ایک مرد انصار مین سے لیے ہوے ایک
تھیلی کہ قریب تھا ہاتھ اُسکا کہ تھک جاوے اُس تھیلی کے بوجھ سے بلکہ تھک گیا پھر تو پیاپے لانے
لگے لوگ یہان تک کہ دیکھا مین نے دو تودے کھانے سے اور کپڑے سے تا آنکہ دیکھا مین نے چہرہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چمکنے لگا گویا کہ چہرۂ مبارک مین روغن ملا تھا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس نے نکالا درحالیکہ نکالنے والا بیچ اسلام کے ہی یعنی مسلمان ہی طریقہ اچھا تو اسکو ثواب اُس شخص کا ہی کہ عمل کیا اُس طریقہ پر بعد اُسکے بے اثبات کے کہ کم ہو وے عمل کرنے والون کے ثواب سے کچھ یعنی عمل کرنے والون کے عمل کا ثواب کم نہوگا اور عمل نکالنے والے کو بھی ثواب ہوتا رہیگا اُس اچھائی کا اور جس شخص نے کہ نکالا درحالیکہ وہ بیچ اسلام کے ہی طریقہ برا یعنی باوجود مسلمان ہونے کے اس بلا مین پھنستا ہی کہ ہوگا اُسپر بوجھ اُس طریقہ کا اور بوجھ اُس شخص کا جس نے عمل کیا اُس طریقہ پر بعد اُسکے بے اس بات کے کہ گھٹے وبال اُن کرنیوالون سے کوئی چیز اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز نئی نکالی ہوئی موجب اجر ہی اور محدثین کے نزدیک جو چیز کہ زمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ تھی بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایجاد پائی وہ بدعت ہی اور جو چیز کہ افعال خلفاے راشدین سے ہی اگرچہ زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین نہ ہوئی ہو حکم مین سنت کے ہی بلکہ عین سنت ہی بموجب فرمانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین بسند امام احمد وابوداؤد وترمذی وابن ماجہ کے عرباض بن ساریہ سے روایت ہی

قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منہا العیون ووجلت منہا القلوب فقال رجل یا رسول اللہ کان ھذہ موعظة مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبدا حبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة

کہا عرباض بن ساریہ نے نماز پڑھائی ساتھ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز پھر رخ کیا ہماری طرف ساتھ منھ اپنے کے پس وعظ کیا ہمکو وعظ بہت کہ آنسو بہائے اس نصیحت سے آنکھون نے اور ڈرے اُس نصیحت سے دل پس کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ گویا کہ نصیحت رخصت کرنیوالے کی ہی پس وصیت کیجیے ہمکو پھر فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

وصیت کرتا ہون تمکو ساتھ ڈرنے خدا کے اور سننے اور ماننے حکم حاکم دین کے اگرچہ ہووے غلام
حبشی یہ مبالغہ ہو درباب اطاعت حاکم اسلام کے یعنی اپنے غرور نسب مین مت پڑو اطاعت حاکم
اسلام بجالاؤ کیسا ہی حاکم حقیر ہو اسواسطے کہ شان یہ ہو کہ جو شخص کہ جیئے گا تم مین سے بعد میرے
پس قریب ہو کہ دیکھے گا اختلاف بہت پس لازم لو تم سنت میری اور سنت خلفا کی جو راہ راست
پر ہین ہدایت پائے ہوئے مضبوط پکڑو اُس سنت کو اور تھامو اُسی سنت کو دانتون سے یعنی خوب
مستعد رہو ادا کرنے سنت رسول اور سنت خلفا پر اور بچاؤ آپکو نئے نکالے ہوے کامون سے اسواسطے
کہ تحقیق نئی نکالی ہوئی بات بدعت ہو اور جو بدعت بری ہو گمراہی ہو اس حدیث شریف مین اول
حکم فرمایا تابعداری پادشاہ اسلام کا اور علت اُسکی حدوث اختلاف کثیر کو قرار دیا اور اُسپر تعقیب
فرمایا اتباع اپنی سنت اور سنت خلفا کا اس سے معلوم ہوا کہ جب اختلاف فیما بین کسی چیز
مین ہو تو قرار اُس سے ساتھ حق رسی کے اتباع حاکم اسلام مین ہو اور جب فعل یا قول حاکم خلاف
سنت ہو تو اُسپر عمل ممنوع اور پیروی سنت واجب ہو اور جب قول یا فعل حاکم مین مخالفت اور
خلاف سنت نہ پایا جاوے تو اتباع حاکم اسلام واجب ہو جیسا کہ مفہوم ہوتا ہو قول خالق اکبر سے اطیعوا
الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم تابعداری کرو اللہ کی اور تابعداری کرو رسول کی
اور صاحبون حکم کی جو تم مین سے ہین جملہ اولی الامر مقید بقید منکم کا عطف رسول پر دلالت کرتا ہے
اوپر وجوب اطاعت حاکم اسلام کے اور علماے باعمل جو ہواے نفس اور اشتیاق نام آوری اور طلب
تمول سے بری ہون اُنکی بھی اطاعت کے وجوب پر اور پیر صحیح السلسلہ کی اطاعت کے وجوب پر
مریدین کے حق مین دلالت کرتا اسواسطے کہ جابجا آیات قرآنیہ سے صاحب امر ہونا ان حضرات کا
بخوبی ثابت ہو پھر تفریع کرنا فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی الله ورسولہ پھر اگر نزاع مین پڑو
بیچ کسی چیز کے پس پھیرو اُسکو طرف اللہ اور رسول کے دلیل صحیح ہو اس بات پر کہ جس قول و فعل
حاکم مین خلاف اللہ اور رسول کا نپایا جاوے بلکہ موافقت اصول اربعہ سے رکھے بلاشک اُسپر
کرنا استناد کا اور تعمیل اُسکی لازم ہو پس بیچ انکار مجلس مولود شریف کے سند کرنا طرف پادشاہ دنیا ہونی
شاہ اربل بمروج مولود شریف کے صریح مخالفت ہو ساتھ خدا اور رسول کے اسواسطے نظیر اُس
تعین کا بیان رسول سے ثابت ہو پھر بعد اُسکے فرمانا بلفاے تعقیب فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء

الراشدین دلیل اس بات پر ہی کہ سنت خلفا کی ہمارے حق مین عین سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ہی اسواسطے کہ عطف ہوا و مفید اتحاد حکم کو ہوتا اور لانا بعد اسکے وایاکم و محدثات
الامور کا اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ نئی نکلی ہوئی بات عبارت ہی اس چیز سے کہ زمان رسول
اور خلفا سے باہر ہو پس معلوم ہوا کہ سنت خلفا کی محدثات سے الگ ہی پس وہ بھی سنت ہوئی
کیونکہ نائب حکم منیب مین ہوتا ہی اور بلاشبہہ خلفا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہین اور
مراد خلفاے راشدین سے خلفاے اربعہ ہین اسواسطے کہ حصر فرمایا رسول صلعم نے خلافت کو تیس برس
مین چنانچہ ترمذی مین سفینہ سے روایت ہی کہ کہا سفینہ نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم ملک بعد ذلک فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خلافت بعد میرے تیس برس ہی پھر بادشاہت بعد اسکے یعنی تیس برس کے بعد جو حاکم اور
بادشاہ ہو حکم اسکا تولا جاوے شرع سے جو خلاف شرع نہو اتباع اسکی واجب ہی اور قول اور فعل خلفا
کو جانچنے کی کچھ حاجت نہین مطلقا اتباع اسکی واجب ہی پھر محدثین نے بنظر لفظ کل محدثۃ کی
تعریف بدعت کی یون کی کہ جو زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین نہ پائی جاوے اور کل بدعۃ
ضلالۃ مین تنکیر کل بدعۃ کو تخصیص قرار دیکر بنظر من سن سنۃ کے بدعت کو تین قسم کیا حسنہ
اور مباحہ اور سیئہ اور حکم ضلالت کا اوپر سیئہ کے جاری کیا بدلیل روایت مشکوۃ کے لیکن کتب ثقتہ
کے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کہا انھون نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم من احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے جو شخص کہ نئی بات نکالے بیچ اس امر ہمارے کے اس چیز کو کہ نہین ہی امر سے پس وہ امر مردود ہ
بسبب مقید کرنے احدث کے بقید ما لیس منہ کہ دلالت کرتا ہی اوپر اجنبیت اور مخالفت کے اور حکم
رد کا اسپر مفید اس بات کو ہی کہ جو جدید امر موافق اور مناسب ہو قواعد دین سے اسپر حکم رد نہین ہی
اور ضلالت بلاشبہہ مردود ہی پس مراد اس جگہہ بدعت سے وہی بدعت ہی کہ ضد قواعد اصول ہو اور
جو بدعت موافق قواعد اصول کے ہو وہ موجب ثواب اور اجر کے ہی بدلیل حدیث من سن سنۃ کی
جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی نے بیچ ترجمہ حدیث جابر کے لکھا ہی بدانکہ ہر چہ پیدا شدہ بعد از پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدعت ست و ازان انچہ موافق اصول و قواعد سنت اوست قیاس کردہ شدہ

بران آنرا بدعت حسنه گویند و انچه مخالف آن باشد بدعت ضلالت خوانند و کلیه کل بدعة
ضلالة محمول برین ست و بعضے بدعتہاست که واجب ست چنانکه تعلیم و تعلم صرف و نحو که
بدان معرفت آیات و احادیث حاصل گردد و حفظ غرائب کتاب و سنت و دیگر چیزهای
که حفظ دین و ملت بران موقوف بود و بعضے مستحسن و مستحب مثل بنای رباطها و مدرسها و
بعضے مکروه مانند نقش و نگار کردن مساجد و مصاحف بقول بعضے و بعضے مباح مثل فراخی در
طعامهای لذیذ و لباسهای فاخر بشرطیکه حلال باشند و باعث طغیان و تکبر و مفاخرت نشوند
و مباحات دیگر که در زمان آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نبودند چنانکه سیری و غربال مانند
آن و بعضے حرام چنانکه مذاهب اهل بدع و اهوا بر خلاف سنت و جماعت و انچه خلفاے راشدین
کرده باشند اگرچه بآن معنی که در زمان حضرت نبوده بدعت ست ولیکن از قسم بدعت حسنه
خواهد بود بلکه در حقیقت سنت ست زیراکه فرموده است برشما باد که لازم گیرید سنت مرا و سنت
خلفای راشدین راضی الله عنهم اجمعین اس تمام تقریر شیخ سے معلوم ہوا کہ بدعت عبارت ہے
اُس چیز سے کہ زمان رسول اللہ اور خلفا مین نہ پائی جاوے اُسکی تین قسم ہین ایک بدعت
حسنہ وہ عبارت ہی اُس چیز سے کہ بعد زمانہ رسول اللہ اور خلفا کے نکلی ہوا اور نظیر اُسکا اصول
اربعہ سے پایا جاوے کہ اُسپر اُسکا قیاس کیا جاوے دوسرے بدعت مباحہ کہ نہ نظیر اُسکا اصول
اربعہ سے ہاتھ لگے اور نہ کوئی قبح شرعی اُسمین ہو تیسرے بدعت سیئہ کہ نظیر اُسکا اصول اربعہ
مین نہو اور قبح شرعی اُسمین پایا جاوے پھر جاننا چاہیے کہ بدعت سیئہ کی تین قسمین ہین اس
واسطے کہ قبح شرعی خالی تین صورت سے نہین یا مخالفت اور مدافعت ارکان اصلیہ کے ہوگی مثلاً مسئلہ
توحید اور اعتقاد رسالت کا ہوئے یا عظمت رسول مین فتور پیدا کرے یا احوال آخرت مین یا
غیر نقلیات شرع کی احداث کرے تو وہ کفر ہی اگر بجہت تاویل کے اختیار کیا جاوے تو کرنیوالا
اُسکا کافر نہ کہلاویگا بلکہ مبتدع کہلاویگا اور اگر عناداً اختیار کرے تو کافر ہوجاوے گا یا مخالفت
رکھے ساتھ اعتقادات فروعی کے یا مستلزم استحلال حرام کا ہو یا ارتکاب اُسکا باعتقاد حلال
یا عدم کراہت ہو تو مرتکب اُسکا مبتدع اور دونون قسم پہلی کا مرتکب مثلاً مبتدع کے مورد
وعیدات حدیث کا ملعونیت اور عدم مقبولیت عبادات وغیرہ سے اور اگر فی نفسہ بالشبہ بدعت سیئہ ہوگا

بجبر و ہواے نفس کے باوجود اعتقاد کراہت کے وقوع مین آیا ہو خالی از عتاب نہین حکم
ضلالت کا اسی بدعت سیئہ پر ہی جیسا کہ مفہوم ہوتا ہی اس حدیث سے کہ مشکوۃ مین بسند ترمذی
اور ابن ماجہ کے بلال بن حارث مزنی سے روایت ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم من احیا سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الاجر مثل
اجور من عمل بہا من غیر ان ینقص من اجورہم شیئا ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ
لا یرضاہا اللہ ورسولہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من عمل بہا لا ینقص ذلک من
اوزارہم شیئا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے زندہ کیا یعنی جاری کیا کسی
طریقہ کو طریقے میرے سے کہ مٹا دیا گیا ہو بعد میرے پس تحقیق ثابت ہی واسطے اسکے اجر مثل اجرون
ان لوگون کے کہ عمل کیا اس سنت پر بدون اس بات کے کہ کم کیا جاوے اجرون انکے سے
کوئی چیز یعنے عمل کرنے والا اپنا اجر پاوے گا اور جاری کرنے والے کو بھی ویسا ہی اجر ہوتا رہے گا
اور جس نے کہ نکالی بدعت برائی کی کہ نہین راضی ہی اس سے اللہ اور رسول اللہ کا ہو گا وبال سے
مثل وبالون ان لوگون کے کہ عمل کیا اسپر نہ کم کرے گا وہ اس شخص کے کل تابعون کا وبال یا نا
وبالون انکے سے کسی چیز کو اس حدیث کے ملانے سے ساتھ حدیث من سن سنۃ کے صریح ثابت
ہوتا ہی کہ موجب وبال وہی نئی بات ہی کہ قبح شرعی رکھے اسی واسطے مقید کرنا بدعت کا ساتھ اضافت
ضلالت کے دلالت کرتا ہی کہ نئی بات غیر ضلالت بھی ہوتی ہی اور اچھی نئی بات پر وعدہ اجر کا فرمایا
پس معلوم ہوا کہ کل بدعۃ ضلالۃ مین یہی بدعت غیر مرضیہ مراد ہی پھر جاننا چاہیے کہ اسی طرح
بدعت حسنہ بھی کئی قسم پر ہی اول وہ کہ بسبب اختلاف زمان کے موقوف علیہ ادائے فروض یا واجبات
کا ہو گیا ہو جیسے اس زمانے مین رکھنا توپ وغیرہ کا مجاہدین کے واسطے پس وہ موقوف علیہ حسب
احتیاج کے کبھی واجب اور کبھی مستحب ہو جاتا ہی دوسرے وہ کہ موقوف علیہ تو فروض کا نہین ہی
لیکن باعث تحصیل تادیہ فروض اور اصلاح کا ہوتا ہی جیسے مزاولت علوم درسیہ صرف و نحو و معانی
واصول و تواریخ وغیرہ کہ آلہ تحصیل علم تفسیر اور حدیث کے ہین اور اس سے ادائے فروض و واجبات
وغیرہ کا درست ہوتا ہی تیسرے وہ کہ باعث ترویج و تشویق امور خیرات کا ہو یا دلیل و حجت عقائد
عامہ کے جیسے بیان مواعظ وغیرہ کا یہ سب قسم موجب اجر و ثواب عامل کے ہین اور تعیین مجلس برائے ہمہ

رواج محبت دلی عوام کی اور خیرات اور حسنات کی ہر پس اقسام بدعت حسنہ سے ہی اسواسطے کہ ایجاد کیا اُسکو عالم محدث ورع متبحر شیخ عمر بن محمد نے بیچ شہر موصل کے اور اُسکی اتباع کی سلطان مظفر شاہ اربل نے اور کیا اُس مجلس کو اور دوسرے علما نے اور بہت علما نے تحسین اُسکی کی اور بعض علما نے جو منع کیا سبب اُسکا یہ ہی کہ اس مجلس مین بہت منہیات اور محرمات کو عوام الناس نے خلط کر دیا تھا جیسا کہ شیخ المحدثین علامہ ابو شامہ نے بیچ کتاب سبل الہدی والرشاد کے مفصلاً تقاریر علما کے درباب اثبات مجلس مولود شریف اور ابتدا اُس کی کے لکھا ہی چونکہ وہ کتاب عربی ہی نقل بتمامہ عبارت کی ساتھ ترجمہ اُردو کے موجب اختلاج اذہان عامہ کے ہوتی اسلیے عبارت مواضع متفرقہ کی بقدر حاجت مع ترجمہ لکھی جاتی ہی قال الحافظ ابو الخیر السخاوی فی فتاواہ عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلثۃ الفاضلۃ انما حدث بعد ثم لا زال اہل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شہر مولدہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البہجۃ الرفیعۃ فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عمیم انتہی کہا حافظ سخاوی نے فتووں اپنے مین کہ عمل مولد شریف کا منقول نہین کسی ایک اگلے اچھوں سے قرون ثلثہ سے کہ بزرگ قرنوں کے ہین یوں ہی ہی کہ ایجاد ہوا بالعد تبع تابعین کے پھر ہمیشہ اہل اسلام بیچ سب طرفوں اور شہروں بڑوں کے محفل کرتے رہے مہینے پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ساتھ کرنے دعوتوں ولیمہ نادر کے شامل اوپر کاموں مبارک بلند مرتبہ کے بیچ راتوں اس مہینے کے ساتھ انواع صدقات کے اور ظاہر کرنے خوشی ولادت شریف کے اور زیادتی کرتی ہین خیرات مین اور مشغول ہوتے ہین ساتھ پڑھنے مولود شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور ظاہر ہوتا ہی اُن پر برکتوں آنحضرت سے ہر طرح کا فضل عام و قال الامام الحافظ ابو الخیر بن الجوزی شیخ القراء من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام اور کہا امام حافظ ابو الخیر بن جوزی شیخ القرا نے کہ خواص اُسکے سے یہ ہی کہ تحقیق وہ مجلس امان ہی اُس سال مین اور بشارت جلدی کی ہی ساتھ حاصل ہونے خواہش و مطلب کے

قلت واول من احدث ذلک من الملوک صاحب اربل الملک المظفر ابو سعید
کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین احد الملوک الامجاد والکبراء الاجواد قال الحافظ
عماد الدین بن کثیر فی تاریخه کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاول ویحتفل له احتفالا
هائلا وشهما شجاعا بطلا عاقلا عادلا رحمه الله تعالی واکرم مثواه وقد صنف الشیخ
ابو الخطاب بن دحیة له کتابا فی المولد سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجازه
بالف دینار وقال سبط بن جوزی فی مرأة الزمان حکی بعض من حضر سماط المظفر فی بعض
الموالد انه عد ذلک السماط خمسة آلاف راس من الغنم شوی وعشرة آلاف دجاجة و
مائة فرس ومائة الف زبدیة من طعام وثلثین الف صحن حلوی قال وکان یحضر
عنده فی المولد اعیان العلماء والصوفیة فیخلع علیهم ویطلق لهم وکان یصرف علی المولد
فی کل سنة ثلثمائة الف دینار وکانت له دار ضیافة للوافدین من ای جهة علی ای صفة
فکان یصرف علی هذه الدار فی کل سنة مائة الف دینار وکان یتصدی من الفرنج
فی کل سنة ثلاثین الف دینار وکان یصرف علی الحرمین والمیاه بدرب الحجاز فی کل سنة
ثلاثین الف دینار هذا کله سوی صدقات السر وحکت زوجته ربیعة خاتون بنت ایوب
اخت الملک الناصر صلاح الدین قمیصه کان من کرباس غلیظ لا یساوی خمسة دراهم
قالت فعاتبته فی ذلک فقال البس ثوبا بخمسة دراهم واتصدق بالباقی خیر من ان البس
ثوبا مثمنا وادع الفقیر والمسکین وقد اثنی علیه الائمة منهم الحافظ ابو شامة شیخ
النووی فی کتابه الباعث علی انکار البدع والحوادث وقال مثل هذا الحسن یندب الیه ویشکر
فاعله ویثنی علیه قال بن الجوزی لو لم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان وارغام اهل الایمان

کہتا ہون مین یہ مقولہ مصنف سبل الہدی کا ہے پہلے جس نے ایجاد کیا اسکو بادشاہون مین سے صاحب
اربل کا ہے بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین ایک بادشاہون بزرگ
اور بڑے اسخیا سے کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے اپنی تاریخ مین کہ تھا کرتا تھا مولد شریف
ربیع اول مین محفل کرتا اسکی بڑی محفل درحالیکہ تھا بادشاہ روشن دل شجاع بڑی شجاعت والا
عقلمند عادل رحم کرے اسپر اللہ تعالی اور بزرگ کرے آرام گاہ اسکی اور تصنیف کی شیخ ابو الخطاب بن دحیہ

نے واسطے اُسکے ایک کتاب بیان مین مولد شریف کے نام رکھا اُس کتاب کا تنویر فی مولد البشیر النذیر اُسکے صلہ مین دیے اُسکو بادشاہ نے ہزار دینار اور کہا سبط بن جوزی نے بیچ مرآۃ زمان کے کہ حکایت کیا بعض حضار مجلس مذکور نے کہ تحقیق تیار کیے بادشاہ نے پانچ ہزار راس بکری کے کباب اور دس ہزار مرغ بھنوائے اور سو گھوڑے اور لاکھ تشتری زبدیہ کی اور تیس ہزار تشتری شیرینی کی اور حاضر ہوئے اُسکے پاس بیچ مجلس مولد شریف کے بڑے بڑے علما اور مشایخ پس خلعت دیا اُنکو اور احسانات کرتا اور خرچ کیا کرتا تھا بیچ مولد شریف کے ہر سال مین تین لاکھ دینار اور بنا رکھا تھا ایک گھر ضیافت کا واسطے ہر طرف سے آنیوالون کے اِس طرح پر اور لوگون مین صرف کیا کرتا اُس گھر پر ہر سال لاکھ دینار اور چھڑایا کرتا فرنگ سے ہر سال تیس ہزار دینار اور خرچ کیا کرتا حرمین پر اور پانی کی سبیلون پر راہون مین حجاز کے ہر سال تیس ہزار دینار یہ سب سوائے صدقہ پوشیدہ کے تھا حکایت کی زوجہ اُسکی ربیعہ خاتون بنت ایوب ہمشیرہ شاہ ناصر صلاح الدین نے کہ کرتہ اُسکا گاڑھے کپڑے کا تھا پانچ درم قیمت کو بھی کہ کم ایک روپیہ سے ہوتا ہے نہ پہونچتا کہا خاتون نے کہ ملامت کیا مین نے اُسکو اُس کپڑے پر پس کہا پہنتا ہون کپڑا پانچ درم کا اور للہ دیتا ہون باقی اور یہ بہتر ہے اُس سے کہ پہنون مین قیمتی کپڑا اور چھوڑ دون مین فقیر اور مسکین کو اور تحسین کی اِس باب مولد مین اُس بادشاہ کے پیشوایان دین اور ائمہ حدیث نے اُنہین سے ایک حافظ ابوشامہ اُستاد امام نووی کے ہین اپنی کتاب مین کہ موسوم ہے بباعث علی انکار البدع والحوادث اور کہا ایسی نئی بات بہتر ہے کہ تعریف کی جاتی ہے اُسکی اور جزا دیا جاتا ہے کرنیوالا اُسکا اور ثنا کیا جائیگا اُس بات پر کہا ابن جوزی نے اُسکا خاصیہ تھا کہ اگر نہ ہوتا اِس مین خوار کرنے شیطان سے اور خوش کرنے اہل ایمان سے (وقال العلامۃ

بن ظفربیل فی الدر المنتظم وقد عمل المحبون للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرحا بمولدہ الولائم فمن ذلک ما عمله بالقاهرة المعزية من الولائم الكبار الشيخ ابو الحسن المعروف بابن قفل قدس اللہ سرہ شیخ شیخنا ابی عبد اللہ محمد بن نعمان وعمل ذلک قبله جمال الدين العجمي الهمداني وممن عمل ذلك على قدره يوسف الحجار بمصر وقد رأى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وهو يحرض يوسف المذكور على عمل ذلك

قال سمعت ذلك من يوسف بن علی بن زریق الشامی الاصل المصری المولد الحجار عمر فی منزله بها حیث یعمل مولد رسول الله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم یقول رأیت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی المنام سنة عشرین سنة وکان لی اخ فی الله تعالی یقال له الشیخ ابوبکر الحجار فرأیت کاننی وابابکر هذا بین یدی النبی صلی الله علیه وآله وسلم جالسین فامسک ابوبکر لحیته ونفسه وفرقها نصفین وذکر للنبی صلی الله علیه وآله وسلم کلاما لم افهمه فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم مجیبا له لولا هذا لکانت هذه فی النار وقال لاضربتک وکان بیده قضیب فقلت لای شیء یا رسول الله فقال حتی لا تبطل المولد ولا السنن قال یوسف فعملته منذ عشرین سنة الی الآن قال وسمعت یوسف المذکور یقول سمعت اخی ابی بکر الحجار یقول سمعت الشیخ ابا یوسف موسی الذهونی یقول رأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی النوم فذکرت له ما یقوله الفقهاء فی عمل الولائم فی المولد فقال صلی الله علیه وآله وسلم من فرح بنا فرحنا به سمعت منصور النشار یقول رأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی المنام یقول لی قل له لا یبطلنه یعنی المولد ما علیک ممن اکل وممن لم یاکل قال وسمعت شیخنا ابی عبدالله بن ابی محمد النعمان یقول سمعت الشیخ ابو موسی الذهونی یقول رأیت النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی النوم فذکرت له ما یقوله الفقهاء فی عمل الولائم فی المولد فقال النبی صلی الله علیه وآله وسلم من فرح بنا فرحنا به وقال الشیخ العلامة ناصر الدین المبارک الشهیر بابن الطباخ فی فتوی بخطه اذا انفق المنفق تلک اللیلة وجمع جمعا اطعمهم واسمعهم ما یجوز سماعه ودفع للسمع المشوق للآخرة ملبوسا کل ذلک سرورا بمولده صلی الله علیه وآله وسلم فجمیع ذلک جائز ویثاب فاعله اذا احسن القصد ولا یختص ذلک بالفقراء دون الاغنیاء الا ان یقصد مواساة الاحوج فالفقراء اکثر ثوابا نعم ان کان الاجتماع کما بلغنا عن فقراء هذا الزمان من اکل الحشیش واجتماع المردان وانما القوال ان کان ملحنة وانشاد المشوقات للشهوات الدنیویة وغیر ذلک من الخزی والعیاذ بالله فهذا المجمع اثام اور کما علامہ ابن ظفر نے

دنظم مین کہ تحقیق کرتے ہین محبین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازراہ خوشی ولادت کے دعوتین اُنہی
سے ہی جو کہ کیا شہر قاہرہ مین دعوتون بزرگ سے شیخ ابو الحسن بن قفل قدس اللہ سرہ نے
کہ اُستاد ابو عبد اللہ محمد بن نعمان ہمارے اُستاد کے تھے علم حدیث مین اور قبل اُنکے کیا جمال الدین
عجمی ہمدانی نے اور کیا اُسکو حسب وسعت اپنی کے یوسف حجار نے مصر مین اور خواب مین دیکھا
یوسف حجار نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تحریص کرتے ہین یوسف مذکور کو اُسکے کرنے
پر کہا ابن طغرل نے کہ سنا مین نے یوسف بن علی بن رزیق شامی الاصل مصری الولادت حجار
سے جس نے مقرر کیا اپنے گھر مین محفل مولد شریف کو جب کیا کرتا مولد شریف رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا کہتا ہے وہی کہ دیکھا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین
بلیس برس کا زمانہ ہوا اور ایک بھائی میرا تھا اللہ کی راہ مین کہ کہلاتا تھا ابو بکر حجار بس دیکھا
مین نے کہ مین اور وہ دونون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھے ہین بس
جھاڑا ابو بکر نے اپنی داڑھی کو اور بیچ سے چیر ڈالا اور عرض کیا خدمت شریف نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مین ایک ایسا کلام کہ مین نہین بوجھا پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کے
جواب مین اگر نہ ہوتا یہ تو ہوتا یہ دوزخ مین اور فرمایا کہ مارونگا مین تجھکو درحالیکہ دست مبارک
مین چھڑی تھی بس عرض کیا مین نے کس واسطے یا رسول اللہ فرمایا تاکہ موقوف نکرے تو مولد کو اور
نہ سنتون کو کہا یوسف نے پس کرتا رہا مین اُسکو بیس برس سے ابتک کہا ابن طغرل نے اور
سنا مین نے یوسف مذکور سے کہ کہتے تھے سنا مین نے اپنے بھائی ابی بکر حجار سے کہ کہتے تھے سنا
مین نے شیخ ابو یوسف موسی زرہونی سے کہ کہتے تھے دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
خواب مین پس ذکر کیا مین نے خدمت شریف مین جو کہ فقہا کہتے ہین حق مین دعوتون مولد شریف
کے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے من فرح بنا فرحنا بہ جس نے خوشی کی
ہمارے پیدا ہونیکی خوش ہوے ہم اُس سے سنا مین نے منصور نشار سے کہ کہتے تھے دیکھا مین
نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین کہ فرماتے ہین مجھکو کہ کہدے اُسکو یعنے یوسف کو
کہ نہ موقوف کرے مولود کو کچھ غرض نہین تجھکو کہ کھاوے کوئی یا نہ کھاوے کہا ابن طغرل نے
اور سنا مین نے شیخ اپنے ابی عبد اللہ ابن ابی محمد نعمان سے کہ کہتے تھے سنا مین نے ابی موسی زرہونی

سے کہ کہتے تھے کہ دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین پس ذکر کیا مین نے جیسا کہ روایت ہی ابی بکر حجار سے اور کہا علامہ شیخ ناصر الدین مبارک بن طباخ نے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوے فتوے مین جب خرچ کرے خرچ کرنے والا اس شب ولادت مین اور جمع کرے جماعت کو کھانا کھلاوے انکے تئین اور سناوے انکو ایسی چیز کہ سننا اسکا درست ہی احوال اور مدائح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور واقع ہو واسطے سننے والے کے شوق آخرت کا اسکے لگاؤ مین بجہت سرور بپیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس یہ سب جائز ہی ثواب پاوے گا کرنے والا اسکا جب کہ قصد اچھا ہوگا اور خاص نکرے اسکے ساتھ فقیرون کو سوا غنیون کے یعنی فقیر اور غنی سب کی دعوت کرے مگر یہ کہ قصد کرے رعایت اور سلوک ساتھ فقیرون کے اسلیے کہ فقرا کے دینے مین ثواب زیادہ ہی ہان اگر ہوا اجتماع جیسا کہ سنا جاتا ہی اس زمانے کے فقرا کا حال بھنگ خواری اور جمع کرنا امردون کا اور بٹھلانا قوالون کا اگر ہے راگ اور گانا شہوات دنیا کی جوش دلانے والی چیزونکا اور جو سوا اسکے برائیان ہون اللہ کی پناہ اس سے پس ایسا اجتماع البتہ گناہ ہی قال الشیخ الامام جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک المعروف والمتخلص بالکستلانی رحمۃ اللہ علیہ مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم معجل مکرم قدس یوم ولادتہ وشرف وعظم وکان وجودہ مبدء سبب النجاۃ من الغم وتقلیل حط جہنم ممن اعدلہا تفرحہ بولادۃ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتمت برکاتہ علی من اہتدی بہ فشابہ ہذا الیوم یوم الجمعۃ من حیث ان یوم الجمعۃ لا تسعر فیہ جہنم ہکذا ورد عنہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فمن المناسب اظہار السرور وانفاق المیسور واجابۃ من دعاہ رب الولیمۃ للحضور کہا جمال الدین عبد الرحمن بن عبد الملک معروف ومتخلص بکستلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک اور بزرگ ہی مقدس ہی روز ولادت آنحضرت کا اور بزرگ عظیم الشان ہی وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشا سبب نجات بنی آدم کا اور کمی عذاب جہنم کا اس شخص سے کہ مقرر کیا اور مستعد ہوا بجہت خوشی ولادت شریف کے اور پوری پہونچتی ہین برکتین اسکو جس نے کہ راہ پائی اور اختیار کیا اسکو پس مشابہ ہوا یہ روز دن جمعہ کو اس جہت سے کہ روز

جمعہ کو جوش نہین مارتی ہے جہنم ایسا ہی مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس مناسب ہے
ظاہر کرنا سرور کا اور خرچ کرنا حسب مقدور اور جسکی دعوت ہو مجلس مولد شریف مین بدل قبول
کرنا اور حاضر ہونا مناسب بلکہ لازم ہے وقال الامام العلامة ظهير الدين بن جعفر الترسيني
رحمه الله تعالى هذا الفعل لم يقع في الصدر الاول من السلف الصالح مع تعظيمهم
وحبهم له اعظاما ومحبة لاتبلغ جمعنا الواحد منهم ولا ذرة منه وهي بدعة حسنة
ان قصد فاعلها جمع الصالحين والصلوة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم واطعام
الطعام للفقراء والمساكين وهذا القدر يثاب عليه بهذا الشرط في كل وقت واما
جمع الرعاع وعمل السماع والرقص وخلع الثياب على القوال بامرديته وحسن صورته
فلا يندب بل يقارب ان يذم ولا خير فيما لم يعمله السلف الصالح فقد قال عليه الصلوة
والسلام لا يصلح آخر هذه الامة الا ما اصلح اولها اور کہا امام علامہ ظہیر الدین جعفر ترسینی
رحمہ اللہ نے یہ کام نہین ہوا صدر اول مین سلف صالح سے باوجود تعظیم اور محبت انکی کو نہین پہنچتی
جماعت ہماری انکے ایک ذرہ کو وہ بدعت حسنہ ہے اگر قصد کرے کرنے والا اسکا جمع کرنا صالحین
کا اور درود پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کھانا کھلانا فقرا اور مساکین کا اس قدر مین ثواب
ہے اس شرط پر ہر وقت مین لیکن جمع کرنا لچون کا اور مجلس کرنا راگ اور ناچ کی اور خلعت دینا قوالونکا
امردی اور خوبصورتی کے واسطے پس اچھا نہین بلکہ قریب مذمت کے ہے اور اچھی نہین وہ
چیز کہ نکیا ہو اسکو اگلے نیک لوگون نے اسواسطے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوة والسلام نے اچھا
نہین کر سکتی پچھلے اس امت کی سوا اس چیز کے کہ اچھا کیا ہو اسکو اگلون نے وقال الشيخ
ناصر الدين الطيالسي هذا واتخذ السماع الخالي عن اجتماع المردان وانشاد ما نيّر
نار الشهوة من العشقيات والمشوقات للشهوات الدنيوية كالقد والخد والعين
والحاجب وانشاد ما يشوق الى الآخرة ويزهد في الدنيا فهذا الاجتماع حسن يثاب قاصد
ذلك وفاعله عليه الا ان سوال الناس ما في ايديهم بذلك فقط بدون ضرورة وحاجة
سوال مكروه واجتماع الصلحاء فقط ليأكلوا ذلك الطعام ويذكرون الله تعالى ويصلون
على رسوله صلى الله عليه وآله وسلم يضاعف القربات والمثوبات اور کہا شیخ ناصر الدین طیالسی نے

نے ایسا ہی ہے اور مقرر کرنا ایسے سماع کا کہ خالی ہووے جمع ہونے امردوں سے اور خالی ہووے
پڑھنے ایسی چیز سے کہ جوش ہووے آتش شہوت کو عشقیات شہوتوں دنیاوی سے اور پڑھنا
اُس چیز کا کہ شوق دلاوے آخرت کا اور نفرت پیدا کرے دنیا سے پس یہ اجتماع بہتر ہے ثواب پاتا ہے
قصد کرنے والا اسکا اور کرنے والا اسکا مگر یہ مانگنا لوگوں سے اُنکے ملک اسواسطے کہ بے ضرورت
اور حاجت کے سوال مکروہ ہے اور جمع ہونا اچھے لوگوں کا واسطے کھانا کھانے کے اور ذکر خدا
و رسول کے اور درود بھیجنے کے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھاتا ہے نیکیوں اور
اجروں کو وقال الامام الحافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسماعيل المعروف بابي شامة في
كتابه الباعث على انكار البدع والحوادث قال الربيع قال الشافعي رحمه الله تعالى المحدثات
من الامور ضربان احدهما ما احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة
الضلالة والثاني ما احدث من الخير لا خلاف فيه لواحد من هذا فهي محدثة لم يكن و
اذا كانت فليس لها رد لما مضى قلت وانما كان كذلك لان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
حث على قيام شهر رمضان وفعله هو صلى الله عليه وآله وسلم واقتدى به فيه بعض
الصحابة ليلة اخرى ثم ترك النبي صلى الله عليه وآله وسلم فعلها بالمسجد جماعة
لما فيه من احياء هذا الشعار الذي امر به الشارع وفعله والحث عليه والترغيب فيه
والله تعالى اعلم فالبدعة الحسنة متفق على جواز فعلها والاستحباب لها ورجاء
الثواب لمن حسنت نيته منها وهي كل مبتدع موافق بقواعد الشريعة غير مخالف لشيء
منها ولا يلزم من فعله محذور شرعي وذلك نحو بناء المنابر والربط والمدارس و
خانات السبيل وغير ذلك من انواع البر التي لم يعهد في الصدر الاول فانه موافق
لما جاءت به السنة من اصطناع المعروف والمعاونة على البر والصدقة والتقوى
ومن احسن ما ابتدع في زماننا هذا من هذا الفعل ما كان يفعل بمدينة اربل جبرها
الله تعالى كل عام في اليوم مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم من الصدقات
والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان الى الفقراء
مشعر بمحبة النبي صلى الله عليه وآله وسلم وتعظيمه وجلالته في قلب فاعله وشكر الله تعالى على

ما من بہ من ایجاد رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین وکان اول من فعل ذلک بالموصل الشیخ عمر بن محمد الملا احد الصالحین المشہورین وبہ اقتدی فی ذلک صاحب اربل وغیرھم رحمہم اللہ تعالیٰ اور کہا امام حافظ ابو محمد عبد الرحمن بن اسمعیل عرف ابی شامہ رح نے کتاب باعث علی انکار البدع والحوادث مین کہا ربیع نے کہا شافعی رحمہ اللہ نے المحدثات من الامور ضربان الی آخرہ نئے نکالے امور دو قسم ہین ایک وہ چیز ہے کہ نکالے ایسی چیز سے کہ مخالفت کرے کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ یا اثر صحابہ یا اجماع سے پس یہی بدعت ضلالت ہے اور دوسری ہے کہ نئی نکلی ہو نیکی سے کہ نہ مخالف ہو کسی ایک کو انہین سے پس محدثہ ہے کہ نہ تھی اور جب ہوئی تو اسمین رد نہین ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریص کی اوپر قیام مہینے رمضان کے یعنی تراویح کے اور کیا اسکو اور اقتدا کی بعضے صحابہ نے پھر ترک کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یعنی جماعت تراویح کو مسجد مین آکر پڑھنا اسواسطے کہ پڑھنا خاص تراویح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروایات احادیث ثابت ہے اور زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین صحابہ کا پڑھنا بھی ثابت ہے چنانچہ منہج الرضوان مین تحقیق اسکی بیان کر چکا ہون کیا اسکو اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد مین بجماعت یعنی اول وقت عشا کے بعد باوجودیکہ آنحضرت نے آخر وقت مین پڑھا تھا اسواسطے کہ اس اول وقت پڑھنے مین زندہ اور قائم کرنا ہے اس ایسے شعار کا کہ امر فرمایا اسکا شارع نے اور کیا اسکو اور تحریص اسکی ہے اور ترغیب اسکی اور اللہ دانا تر ہے کہ کوئی اور بھی حکمت ہو پس بدعات حسنہ ایسی چیزین ہین کہ اتفاق کیا گیا ہے اوپر جواز فعل اسکے کے اور مستحب ہونے اسکے کے اور امید ثواب کی واسطے اس شخص کے کہ نیت نیک رکھتا ہو اسکے کرنے مین اور وہی بدعت حسنہ وہ نئی چیز ہے کہ موافق ہو قواعد شرعیہ سے مخالفت نرکھے کسی ایک ان قواعد شرعیہ سے اور لازم نہ آوے کرنے اسکے سے کوئی قباحت شرعی اور مثال اسکی بنانا منبرون کا اور قلعون کا سرحدون ممالک اسلام پر اور مدرسون کا اور مسافر خانون کا اور سوا اسکے انواع نیکی سے کہ جاری نہ تھی صدر اول مین اسواسطے کہ یہ موافق اس چیز کے ہے کہ وارد ہوئی اسکے واسطے سنت ایجاد کرنے اچھائی سے اور معاونت اور نیکی کے اور مدد اور تقوی کے

اور اس نیکی سے کہ نئی نکلی ہمارے اس زمانے میں اس قبیل کی وہ چیز ہے کہ کیجاتی ہے شہر اربل میں کہ برگزیدہ کیا اسکو اللہ تعالی نے ہر سال روز موافق دن پیدایش آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں خیرات کرنے اور معروف شرع سے یعنی ذکر شریف اور اظہار خوشی اور زینت کا اسواسطے کہ تحقیق یہ باوجود ہونے احسان کے ساتھ فقیرون کے اسمین آگاہی دینا ہے ہونے محبت نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور تعظیم اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیچ قلب کرنے والے کے اور شکر اللہ تعالی کا بنا بر احسان اللہ کے پیدا کرنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ بھیجا انکو اللہ نے رحمت واسطے عالم کے اور اوپر سب انبیا اور رسولون سے اور پہلے کیا اس مجلس مولد شریف کو شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد ملا نے کہ ایک صالحین مشہورین سے تھا اور اسی کی اقتدا کی اس امر میں شاہ اربل نے اور غیر اسکے نے رحم کرے ان سب پر اللہ و قال الشیخ الامام العالم العلامة صدر الدین موهوب بن عمر الجزری الشافعی هذه بدعة لا باس بہ ولا تکرہ البدع الا اذا راغمت السنة واما اذا لم تراغمها فلا تکرہ ویثاب الانسان بحسب قصدہ فی اظہار السرور والفرح بمولد النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وقال فی موضع آخر هذا بدعة ولکنها بدعة لا باس بہا ولکن لا یجوز لہ ان یسئل الناس بل ان کان یعلم او یغلب علی ظنہ ان نفس السوال لطالب مما یعطیہ فالسوال لذلک مباح ارجو ان لا ینتهی الی الکراهة اور کہا پیشواے علماے محدثین عالم علامہ صدر الدین موہوب بن عمر جزری شافعی نے کہ یہ بدعت ایسی ہے کہ نہیں ہے اسمین باک اور قباحت اور نہیں برائی ہے بدعتوں میں مگر جبکہ مخالف ہوں سنت کے اور جو بدعت خلاف سنت کے نہو اسمین کچھ قباحت نہیں اور وہ مکروہ نہیں اور ثواب پاتا ہے انسان موافق قصد اپنے کے بیچ ظاہر کرنے سرور اور خوشی کے ساتھ پیدایش نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور کہا اسی علامہ صدر الدین موہوب نے دوسرے موضع میں کہ یہ بدعت ہے لیکن ایسی بدعت ہے کہ نہیں ہے کچھ باک اسمین ولیکن نہیں درست ہے مولد شریف کرنے والے کو کہ بھیک مانگ کر مولد شریف کرے بلکہ اگر جانتا ہے یا ظن غالب ہے اس بات کا کہ فقط مانگنا اچھا معلوم ہوگا دینے والے کو بہ لحاظ عظمت مولد شریف کے پس سوال مباح ہے امید رکھتا ہوں اس بات کی کہ نہ پہونچے سوال حد کراہت کو و قال الحافظ اصل عمل المولد بدعة لم ینقل عن احد من السلف الصالح من القرون الثلاثة ولکنها

مع ذلک قد اشتملت علی محاسن وضدها فمن تحری فی عملہ المحاسن وتجنب ضدها
کان بدعۃ حسنۃ ومن لا فلا قال وقد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابت وهو ما ثبت
فی الصحیحین من ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیهود
یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یوم اغرق اللہ فیہ فرعون ونجا موسی
فنحن نصومہ شکرًا للہ تعالی فقال انا احق بموسی منکم فصامہ وامر بصیامہ فیستفاد
منہ فعل ذلک شکرًا للہ تعالی علی ما من بہ فی یوم معین من اسداء نعمۃ ودفع
نقمۃ ویعاد ذلک فی نظیر ذلک الیوم فی سنۃ والشکر للہ تعالی یحصل بانواع
العبادات السجود والصیام والصدقۃ والتلاوۃ وای نعمۃ اعظم من النعمۃ ببروز
هذا النبی الکریم نبی الرحمۃ فی ذلک الیوم وعلی هذا فینبغی ان تحری الیوم بعینہ
حتی یطابق قصۃ موسی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلک
لا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشهر بل توسع فی یوم فنقلوہ الی یوم من السنۃ
وفیہ ما فیہ فهذا ما یتعلق باصل عمل المولد واما ما یعمل فیہ فینبغی ان یقتصر علیہ لیفید الشکر
للہ تعالی من نحو ما تقدم ذکرہ من التلاوۃ والاطعام والصدقۃ وانشاد شیء من
المدائح النبویۃ والزهدیۃ المحرکۃ للقلوب الی فعل الخیرات والعمل للآخرۃ اما ما یتبع
ذلک من السماع واللهو وغیر ذلک فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث
یتعلق السرور بذلک الیوم لا باس بالحاقہ بہ ومهما کان حرامًا او مکروهًا فیمنع وکذا ما کان خلاف الاولی انتهی
اور کہا حافظ یعنی ابو الفضل بن علی بن حجر نے اصل مولد شریف کی بدعت ہے کہ منقول نہیں ہوئی کسی ایک
سلف صالح قرون ثلثہ سے ولیکن وہ باوجود بدعت ہونے کے شامل ہے نیکیوں اور غیر نیکیوں پر
جو شخص اختیار کرے اسکے کرنے میں اچھائیوں کو اور بچے ضد اسکی سے تو ہے بدعت حسنہ اور جو
نکرے ایسا تو نہیں اور کہا کہ تحقیق ظاہر ہوا مجھکو نکالنا اسی مولد شریف کا بنا بر اصل ثابت کی حدیث
سے وہی وہ چیز ہے کہ ثابت ہوئی صحیحین میں ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قدم
المدینۃ فوجد الیهود یصومون یوم عاشوراء فسألهم فقالوا هذا یوم اغرق اللہ فیہ
فرعون ونجا موسی فنحن نصومہ شکرا للہ تعالی فقال انا احق بموسی منکم فصامہ

وامر بصیامہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے مدینہ مین پھر پایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود کو کہ روزہ رکھتے تھے روز عاشورا کو پس پوچھا اُن سے کہ اس روز
روزہ کیون رکھتے ہو پس کہا یہود نے کہ یہ ایسا روز ہے کہ غرق کیا اللہ نے اسمین فرعون کو اور بچایا
موسی علیہ السلام کو پس ہم روزہ رکھتے ہین اس روز مین واسطے شکر اللہ تعالی کے بنا بر احسان
کرنے اللہ کے روز معین مین پہونچانے نعمت اور دفع کرنے رنج سے اور یہ لوٹ آتا ہین ویسے
روز مین ہر سال اور شکر اللہ تعالی کا حاصل ہوتا ہے انواع عبادات سے سجدہ ہو یا روزہ یا کھانا کھلانا یا
تلاوت قرآن اور کونسی نعمت بڑی ہے نعمت ظہور نبی کریم نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اس روز بارھوین ربیع الاول مین پس بنا براسکے سزاوار ہے کہ تلاش کیا جاوے روز مطابق تاکہ
مطابقت کرے قصہ موسی علیہ السلام کو روز عاشورہ اور جو کہ لحاظ نہین کرتا اس خصوص یوم کو باک
نہین رکھتا کرنے مولد شریف کو جس دن مین مہینے معلوم سے کہ چاہیے بلکہ وسعت دی کہ کسی دن مین
مہینے ربیع الاول سے کرلے بلکہ نقل کیا اسکو لوگون نے کسی ایک دن مین سال بھر کے وفیہ ما فیہ یہ
اشارہ اس طرف ہے کہ گو مولد شریف کرنا جب چاہیے ایام سال مین درست ہے لیکن تاریخ معین
مہینے ربیع الاول کی فضیلت حاصل نہین لیس یہ وہ چیز ہے کہ متعلق اصل مولد شریف سے ہے اور لیکن وہ جو
کی جاتی ہے اسی میلاد شریف مین پس سزاوار ہے یہ کہ اقتصار کیا جاوے اسپر کہ مفید ہو شکر خدا کو جیسے
پڑھنا کچھ آیتین قرآن کی اور کھانا کھلانا اور خیرات کرنا اور پڑھنا مدائح نبویہ اور احوال آنحضرت کا اور
بیان کرنا ایسے امور کا کہ محرک ہون قلوب کو طرف کرنے خیرات اور کامون آخرت کے اور ملایا جاتا ہے
اس سے از قسم سماع اور لہو اور سوا اسکے پس سزاوار ہے کہ کہا جاوے کہ جو اسمین سے مباح ایسا کہ
اعانت کرے سرور کو اس دن مین اسکو ملانے مین ساتھ مولد شریف کے کچھ مضائقہ نہین ہے اور
جو کہ حرام یا مکروہ یا خلاف اولی ہو منع کیا جاویگا وقال الشیخ القراء الحافظ ابو الخیر ابن الجزری
قد رئی ابو لہب بعد موتہ فی النوم فقیل لہ ما حالک فقال فی النار الا انہ یخفف عنی
کل لیلۃ اثنین وامص من بین اصبعی ماء بقدر ہذا واشار برأس اصبعہ
وان ذلک باعتاقی لثویبۃ عندما بشرتنی بولادۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فما حال المسلم الموحد من امۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسر بمولدہ

ما يصل اليه قدرته في محبته لعمري انما يكون جزاءه من الله الكريم ان يدخله بفضله
جنات النعيم وذكر نحوه الحافظ شمس الدين محمد بن ناصر الدين الدمشقي
اور کہا شیخ القرا حافظ ابوالخیر بن جزری نے کہ بعض صحابہ نے ابولہب کو بعد مرنے کے خواب میں دیکھا
پوچھا تیرا کیا حال ہے جواب دیا اُس نے کہ آگ میں پڑا ہوں مگر یہ کہ ہر شب دوشنبہ کو تخفیف عذاب
پاتا ہوں ان دونوں اُنگلیوں کے مابین سے کچھ نکلتا ہے کہ اُسکو چوس کر تسکین لیتا ہوں اور یہ بات
بجہت اسکے ہے کہ آزاد کیا میں نے ثویبہ کو جسوقت بشارت دی اُس نے مجھکو پیدائش محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی جب ایسا کافر بسبب خوشی ولادت شریف کے ہر شب دوشنبہ کو تخفیف عذاب اور
سیرابی پیاس سے پاوے تو سمجھنا چاہیے کہ کیا کچھ احوال اللہ مسلم موحد کا امت محمدی سے ہوگا جو خوشی
کرے گا ولادت شریف کی اور خرچ کرے گا حسب مقدور اپنی کے بسبب محبت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے قسم ہے عمر میرے کی کہ ضرور جزا اُسکی یہ ہے کہ داخل کرے گا اُسکو اللہ کریم بفضل
اپنے کے جنات نعیم میں اور ایسا ہی ذکر کیا حافظ شمس الدین محمد بن ناصر الدین دمشقی نے وقال
شيخنا رحمه الله تعالى في فتاوىٰه عندي ان اصل عمل المولد الذي هو اجتماع الناس
وقراءة ما تيسر من القران ورواية الاخبار الواردة في مبدء امر النبي صلى الله عليه
واله وسلم وما وقع في مولده من الايات ثم يمد لهم سماط يأكلونه و
ينصرفون من غير زيادة على ذلك من البدع الحسنة التي يثاب عليها صاحبها
لما فيه من تعظيم قدر النبي صلى الله عليه واله وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده
الشريف قال وقد ظهر لي تخريجه على اصل اخر غير الذي ذكره الحافظ وهو ما رواه
البيهقي عن انس ان النبي صلى الله عليه واله وسلم عق عن نفسه بعد النبوة مع انه
ورد جده عبد المطلب عق عنه في سابع ولادته والعقيقة لا تعاد مرة ثانية فيحمل
ذلك على ان هذا فعله صلى الله عليه واله وسلم اظهارا للشكر على ايجاد الله
تعالى اياه رحمة للعالمين وتشريف الامة صلى الله عليه واله وسلم كما كان
يصلي على نفسه كذلك فيستحب لنا ايضا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع
واطعام الطعام ونحو ذلك من وجوه القربات والمسرات وقال في شرح سنن

ابن ماجة الصواب انه من البدع الحسنة المندوبة اذا خلا عن المنكرات شرعاً انتهى
اور کہا شیخ ہمارے رحمہ اللہ یعنی جلال الدین سیوطی نے اپنے فتاوے میں کہ میرے پاس ہی تحقیق
اصل مولد شریف یہ جمع ہونا لوگوں کا اور پڑھنا جس قدر ہو قرآن سے اور روایت اخبار وارد ہ ابتدا
امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یعنی بیان ولادت شریف کی اور واقعات آیات خارقہ عادات کا وقت
ولادت شریف کے پس پھیلایا جاوے دسترخوان کہ کھانا کھاویں لوگ اور چلے جاویں بے زیادتی
دوسرے امروں کے بدعت حسنہ ہی ایسی کہ ثواب پاوے گا اسپر کرنیوالا اسکا اسواسطے کہ اسمیں
ہی تعظیم قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اظہار خوشی اور بشارت کا بسبب پیدائش شریف آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہا در حالیکہ تحقیق ظاہر ہوا مجھکو نکالنا اسکو اصل دوسری سے سوا اُس اصل کے
کہ ذکر کیا اسکو حافظ نے یعنی ابن حجر نے احوال صوم عاشورا سے وہی اصل روایت ہی بیہقی کی انس رضی اللہ عنہ
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیقہ کیا اپنا بعد حصول نبوت کے باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ تحقیق
دادا آپکے عبدالمطلب عقیقہ کر چکے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتویں دن ولادت شریف
کے اور اعادہ عقیقہ کا بعد کسی کے کر چکنے کے وارد نہیں پایا گیا پس محمول کیا جاوے گا یہ دوبارہ
عقیقہ کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس بات پر کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
واسطے اظہار شکر کے بنابر پیدا ہونے اپنے کے رحمۃ للعالمین اور مشرف کرنے امت کے جیسا کہ
تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ درود پڑھتے اپنے اوپر اسی راہ سے پس مستحب ہی ہمکو بھی
اظہار شکر کا بنابر ولادت شریف کے ساتھ جمع ہونے لوگوں کے اور کھانا کھلانے کے اور مثل
اسکے انواع قراتوں اور خوشیوں سے اور کہا شرح سنن ابن ماجہ میں کہ صواب اور صحیح یہ ہی کہ مجلس مولد
شریف بدعت حسنہ مستحب ہی بشرطیکہ خالی ہو منکرات شرعی سے خلاصہ ان سب تقاریر کا یہ ہی کہ ایجاد
تعیین مجلس مولود شریف کی بدعت حسنہ ہی کہ نظیر اسکا تین حدیث سے ثابت ہوتا ہی اول روزہ رکھنا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روز دوشنبہ کو اور بیان فرمانا علت صوم کی روز ولادت ہونا
اس دن کا دوسرے صوم عاشورا کا اختیار کرنا بعد بیان یہود کے وجہ شکر نجات موسیٰ
علیہ السلام کے اور فرمانا انا احق بموسیٰ کا تیسرے عقیقہ اپنا کرنا باوجود ہو چکنے عقیقہ جانب
عبدالمطلب کے اور جو روایت مسلم میں ابی ہریرہ سے آئی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لا تختصوا ليلة الجمعة بقيام من بين الليالي ولا تختصوا يوم الجمعة بصيام من بين الايام الا ان يكون في صوم يصومه احدكم خاص نکرو شب جمعہ کو ساتھ قیام کے شبون مین
سے اور خاص نکرو روز جمعہ کو ساتھ روزہ کے دنون مین سے مگر یہ کہ ہووے روز جمعہ کا ایسے روز
مین روزہ رکھتا ہو اسکو کوئی تمہارا مراد اس سے یہ ہے کہ چھانٹ نہ لو شب جمعہ کو واسطے قیام کے
اور روز جمعہ کو واسطے روزہ کے کہ اور روز دن روزہ نفل رکھنا لغو جانکر اکیلے جمعہ کو روزہ رکھنا
اختیار کرو بدلیل نظم من بین الایام کے جیسا کہ اشارہ کیا اُس طرف اسی کی شرح مین ترجمہ مشکوۃ
مین ساتھ قول اپنے کے گفت بندہ ضعیف عفا اللہ عنہ کہ سبب نہی آنست کہ بندہ را باید کہ در ہمہ اوقات
بعبادت وطاعت مشغول باشد ودائم متعرض نفحات الٰہی عز اسمہ باشد ووقت را مخصوص ساختن
ودر اوقات دیگر معطل بودن چیزی نیست واین معنی بہ نہی از تخصیص شب جمعہ بقیام مناسب
تر ست کما لا یخفی علی المتفطن فافھم واللہ اعلم یعنے اپنی طرف سے خاص کرنے سے
بے خصوص شرعی کے نہی فرمائی بدلیل کلمہ لا تختصوا کے باب افتعال سے کہ خواص مین اُسکے
بکوشش حاصل کرنا ماخذ کا ہو پس تخصیص مہینے ربیع الاول اور تاریخ اور دوشنبہ کی بلا شک اس
نہی سے خارج ہوگی کہ وجہ خصوص وقت کی بنظر شکر ولادت شریف کے شرع سے ثابت ہو بدلیل
فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیہ ولدت وجہ صوم روز دوشنبہ مین اور اگر اس
سے مطلق خصوص روز کا مراد ہو تو یہ حدیث اقسام نافی خصوص سے ہوگی اور احادیث سابقہ
اقسام مثبت خصوص سے ہین اور مثبت مقدم نافی سے عمل مین ہے جیسا کہ اصول سے ثابت ہے چنانچہ
منار الاصول مین لکھا ہے والمثبت اولی من النافی پس ہوتے ہوئے مثبت کے عمل نافی پر نہ چاہیے
بوقت تعارض اور جہان مثبت قوی ہو بطریق روایت کے بلاشبہہ نافی پر عمل درست نہین اور
تخصیص روزہ دوشنبہ کی حق مین مذکور ہو چکی اور مشکوۃ مین بسند ترمذی اور نسائی کے ام المومنین
عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ کہا کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یصوم الاثنین والخمیس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ روزہ رکھتے دوشنبہ اور پنجشنبہ
کو اور بھی مشکوۃ مین بروایت ترمذی کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس فاحب ان یعرض عملی وانا صائم

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیش کیے جاتے ہین اعمال روز دوشنبہ اور پنجشنبہ کے پس دوست رکھتا ہون مین کہ پیش کیے جاوین عمل میرے درحالیکہ مین روزہ دار ہون بیان علت پیشی عمل کا دلیل ہی اس بات پر کہ تخصیص روز دوشنبہ کی خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین بلکہ تحریص ہی اور پر تخصیص سے تمامی اہل اعمال کو پس ثابت ہوئی تخصیص ایام کی بسبب فضل شرعی کے اور فضل ولادت شریف سے کونسا فضل زیادہ ہی کہ حق تعالی جل شانہ بیان منت کا بہ ارسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتا ہی چنانچہ پارہ لن تنالوا البر مین نصف پارہ کے بعد ارشاد فرماتا ہی لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلو علیھم آیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ادر ترجمہ تحقیق احسان کیا اللہ نے اوپر ایمان والے لوگونکے دقتیکہ اُٹھایا اُنمین رسول فرمانا بعث کا اور نہ کہنا کلمہ خلق کا اشارہ ہی اس طرف کہ پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سابق ہی تمام مخلوق سے پس پیدا کرنا خلائق کا اُس نور سے احسان عام تمام مخلوق پر ہی خصوص مومنین کے ساتھ نہین ہی پس ظہور نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسان خاص مومنین پر ہی پس شکر اُسکا کہ عبارت اطاعت اور ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ہر مومن پر واجب اور فرض ہی خصوص ذکر ولادت کا مستحب ہی خاص مہینے ربیع الاول مین بسبب مناسبت وقت کے مستحب اسواسطے ہی کہ بعد ایجاد بانی کے اختیار کیا اُسکو علما سے صالحین نے اور اچھا جانا اُسکو اور جس چیز کو علماے مسلمین اچھا جانتے ہین وہ مستحب ہی اسواسطے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنے مسند مین عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما راٰہ المسلمون قبیحا فھو عند اللہ قبیح جس چیز کو دیکھے مسلمان بہتر پس وہ نزدیک اللہ کے بہتر ہے اور جس چیز کو دیکھے مسلمان برا پس وہ نزدیک اللہ کے بدتر ہی اور فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ما راٰہ المسلمون اور نفرمانا ما راٰہ المومنون دلالت کرتا ہی کہ اچھا جاننا صالحون کا مفید حسن شرعی کو ہوتا ہی اسواسطے کہ مسلم اسم فاعل اسلام کا ہی اور اسلام شرع مین عبارت ایمان مع العمل سے ہی پس مراد مومنین باعمل ہین اور عمل سواے علما کے دوسرون کا درست نہین ہوسکتا بدلیل قول اللہ تعالے کے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ سے علما ہی ڈرتے ہین پس اچھا قرار دیا ہوا علما کا اچھا ہی ہو اور ظاہر ہی کہ ایجاد رسم مولد شریف کی شیخ عمر بن محمد ملا نے کی کہ علماے کبار محدثین سے ہی اور جاری کیا

اُسکو سلطان مظفر شاہ اربل نے اور وقت کے علما نے تحسین کی اُسکو چنانچہ نقل مضامین سبل الہدی سے معلوم ہو چکا پس دیکھنا اکثر مسلمین کا مولد شریف کو مہینے ربیع الاول مین ثابت ہوا اور یہ مضمون ماراٰہ المسلمون حسنا کا بھی ہو کہ اکثر صالحین مومنین اُسکو نیک سمجھین اسواسطے کہ معرفہ ہونا جمع کا بالف ولام تعریف جمعیت کو باطل کر دیتا ہو اور معنے جنسیت کے مراد ہوتے ہین جیسا کہ منار مین لکھا ہو وکذا اذا دخلت لام المعرفة فیما لا یحتمل العہد او جبت العموم حتی یسقط اعتبار الجمعیة اذا دخلت علی الجموع عملا بالدلیلین اور اسیطرح سے جب داخل ہو لام معرفہ اُس چیز مین کہ احتمال نرکھے عہد کو واجب کر دیتا ہو عموم کو یہانتک کہ ساقط ہو جاتا ہو اعتبار جمعیت کا جب داخل ہووے لام تعریف اوپر صیغون جمع کے واسطے عمل کرنے کے ساتھ دونون دلیلون کے اور اس عبارت کی شرح مین صاحب نور الانوار نے لکھا ہو واما اذا کان علی الجمع فثمرة عمومہ انہ یسقط معنی الجمع فلا یکون اقلہ الثلث اذ لو بقی معنی الجمع لم یظہر للام فائدة اذ لا عہد ولا استغراق ولا جنس فیجب ان یحمل علی الجنس فیکون ما دون الثلث معمولا للجنس وما فوقہ للجمع الی آخرہ اور جب ہووے دخول لام کا اوپر جمع کے پس ثمرہ عموم اسکے کا یہ ہو کہ تحقیق شان یون ہی ہو کہ دور ہو جاتے ہین معنی جمع کے پس نہ ہوگا اقل اوس سے جمع مین اسواسطے کہ اگر باقی رہے وہ جمع اپنی جمعیت پر تو ظاہر نہ ہوگا لام تعریف کا کچھ فائدہ اسلیے کہ نہین ہو سکتا ہو عہد کیونکہ عہد نام ہو ہونے فرد معین کا پس صیغہ جمع کا بیکار ہوا جاتا ہو اور نہین ہو سکتا ہو استغراق اسواسطے کہ وہ عبارت ہو ہونے کل افراد سے مجموعا اس صورت مین بھی جمعیت مین فساد پایا جاوے گا کیونکہ کل مجموعی بھی فرد حکمی ہو اور بھی اس صورت مین تکلیف مالایطاق لازم ہوتی ہو پس اگر جنس بھی نہ لیوین تو معنی لام کے بالکلیہ مٹ جاوینگے پس واجب ہوگا یہ کہ حمل کیا جاوے وہ صیغہ جمع معرف باللام اوپر جنس کے پس ہو جاویگا کم تین سے معمول جنس انشاء اللہ اور اوس کم پر معمول جمع پس عام ہو جائیگی جمع ایک سے لیکے انتہا تک کو پس ایک مسلم کا نیک سمجھنا اور بہتون کا نیک ہونے مین برابر ہو اور اسکو بہتون نے نیک سمجھا ہو سوا ایک علامہ فاکہانی کے کہ اُنھون نے بسبب غصہ کے بد کہا اور اعتبار اُسی کا ہو جسکی طرف اکثر ہون اسواسطے کہ مشکوٰۃ مین ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور بروایت ابن ماجہ انس رضی اللہ عنہ سے جو کہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من

من شذ شذ فی النار پیروی کرو گروہ بڑے کی یعنے اکثر لوگون کی اسواسطے کہ جو علیحدہ ہوا اُسکی پیری
سے ڈالا جاویگا دوزخ مین پس اتباع اکثر علماے مسلمین کی واجب ہی اور بھی مشکوۃ مین بروایت
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاۃ القاصیۃ والناحیۃ وایاکم و
الشعاب وعلیکم بالجماعۃ العامۃ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یقینی شیطان بھیڑیا ہے
انسان کا مثل بھیڑیے بکری کے پکڑ لیتا ہی بھاگنے والے کو گروہ مین سے اور ہٹ جانے والے کو
جماعت مین سے اور چھوٹ جانیوالے کو گروہ مین سے اور بچاؤ تم اپنے کو پگ ڈنڈیون سے یعنی ایک
دو کی راہ نکالی ہوئی اختیار نکرو اور لازم لو اور اختیار کرو جماعت اور اکثر کو یعنی وہ راہ کہ اکثر علماے
صالحین نے اختیار کی ہی اُسی کو اختیار کرو اور شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح
مین لکھا ہے وبرتوباد کہ لازم گیری جماعت را و اکثر را و اکثر اشارہ است بآنکہ معتبر اتباع اکثر وجمہور است
چہ اتفاق کل در ہمہ وقائع بلکہ ممکن نیست اس سے معلوم ہوا کہ جو بدعت حسنہ ہی کہ مقیس ہو مستنبطات
شرعی پر جب اختیار کر لیوین اُسکو اکثر علما تو اتباع اُسکی لازم ہے اور انکار اقل کا بیکار ہی پھر جب رواج
اُسکا ایک قرن سے دوسرے قرن تک قائم رہے تو من قبیل قواعد کے ہو جاتا ہی اسواسطے کہ اشباہ و
نظائر مین مرقوم ہی العادۃ محکمۃ واصلہا قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ما راٰہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن عادت حکم کر دیتی ہی یعنی عادت اور رسم غیر منصوصات مین موجب ثبوت حکم کو ہوتی
ہی اور حاشیہ حموی مین لکھا ہی قولہ العادۃ محکمۃ اعلم ان مادۃ العادۃ یقتضی تکرار الشیئ وعودہ
تکرارا کثیرا یخرج عن کونہ واقعا بطریق الاتفاق جان تو تحقیق مادہ عادت کا کہ مشتق عود سے
ہی مقتضی ہی بار بار ہونے شئے کو وعود کرنے کو تکرار بہت کرکے کہ نکل جاوے واقع ہونے اپنے سے بطریق
اتفاق اور ندرت کے پس اکثر کرتے آنا علما کا ایک فعل غیر منصوص النہی کو مفید ہوتا ہی اباحت کو اور
اچھا بتانا علما کا فائدہ مستحب ہونیکا دیتا ہی جیسا کہ لکھا ہی نور الانوار مین سنن زوائد مین فہذا کلہا من
سنن الزوائد یثاب المرء علی فعلہا ولا یعاقب علی ترکہا وہو فی معنی المستحب الا ان المستحب
ما احبہ العلماء وہذا ما اعتادہ النبی پس یہ سب یعنی عادات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
سبب قصد عبادت کے سنن زوائد سے ہی ثواب دیا جاتا ہی شخص اور کرنے اُسکے کے اور نہین عذاب کیا جاتا

ہی اور ترک اُسکے کے اور وہ بیچ معنی مستحب کے ہی مگر یہ کہ تحقیق مستحب وہ چیز ہی کہ اچھا جانا اور دوست
رکھا اُسکو علمانے اور یہ یعنی نفل وہ چیز ہی کہ عادت رکھی ساتھ اُسکے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
اور درمختار مین بیان وضو مین لکھا ہی ومستحبہ ویسمّی مندوبا وادبا وفضیلۃ وھو ما فعلہ
علیہ الصلوۃ والسلام مرۃ وترکہ اخری وما احبہ السلف اور مستحب اُسکا اور نام رکھا جاتا ہی
مندوب اور ادب اور فضیلت کرکے اور وہی مستحب وہ چیز ہی کہ کیا ہو اُسکو پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک
مرتبہ اور چھوڑا ہو دوسری مرتبہ یعنی کبھی کیا اور کبھی نہ کیا اور وہ چیز کہ اچھا جانا اُسکو اگلے لوگون نے پس
اچھا سمجھا ہوا علماے سلف کا اور فعل عادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم مین برابر ہے اور بھی
نورالانوار مین بیان حصر اصول فقہ مین درمیان چار کے لکھا ہی وتعامل الناس ملحق بالاجماع اور کرتے
چلے آنا علما کا ملحق ہی ساتھ اجماع کے یعنی تعامل الناس مثل اجماع کے حجت ہی اور درمختار مین بیچ ذکر
تکبیرات تشریق کے لکھا ہی ولا باس بہ عقیب العید لان المسلمین توارثوہ فوجب اتباعھم و
علیہ البلخیون اور نہین قباحت ہی ساتھ اُسی تکبیر تشریق کے پیچھے عید کے اسواسطے کہ تحقیق مسلمان لوگ
کرتے چلے آئے ہین اُسکو پس واجب ہی اتباع اُنکی اور طحطاوی مین لکھا ہی قولہ لان المسلمین
توارثوہ ای ولم یکن فی عصر الصحابۃ والا کانت سنۃ لانھم لا یبتدعون من انفسھم شیئا
قولہ فوجب الظاھر ان المراد بالوجوب الثبوت لا الوجوب المصطلح علیہ فی البحر عن المجتبی
والبلخیون یکبرون عقیب صلوۃ العید لانھا تودی بجماعۃ فاشبھت الجمعۃ اھ وھو
یفید الوجوب المصطلح علیہ قول اُسکا یعنی درمختار کا اسواسطے کہ تحقیق مسلمان لوگ کرتے چلے آئے ہین
اُسکو یعنی درحالیکہ نہ تھا تکبیر کہنا بعد نماز عید کے زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین والا ہوتا سنت اسواسطے کہ
تحقیق وہ صحابہ رضی اللہ عنہم نئی نہین نکالتے اپنی طرف سے کوئی چیز قول اُسکا فوجب ظاہر لفظ لاباس
کی سبب سے یہ ہی کہ تحقیق مراد وجوب سے ثبوت ہی نہ وجوب مصطلح علیہ شرع اور بحرالرائق مین مجتبی سے
نقل کیا ہی کہ بلخ کے علما تکبیر تشریق کہتے ہین بعد نماز عید کے اسواسطے کہ وہ ادا کی جاتی ہی ساتھ جماعت
کے پس مشابہ ہوئی ساتھ جمعہ کے اور وہ نقل فائدہ دیتی ہی وجوب اصطلاحی شرعی کو اس سے معلوم
ہوا کہ جو کرتے چلے آنا اگلے لوگون کا بطریق اجتہاد اور قیاس شرعی کے ہو تو اتباع اُنکی واجب اور جو
[illegible] کے ہوئی اتباع اُنکی ثابت اور مناسب ہی ہر صورت مخالفت اُنکی نچاہیے اور استحباب

تعیین مولد شریف کا مہینے ربیع الاول مین اوپر ثابت ہو چکا ہی کہ بطریق اجتہاد اور قیاس شرعی کے ہی اور کرتے چلے آنا وقت ایجاد سے اب تک اظہر ہی حتی کہ حرمین مکہ اور مدینہ مین التزام ہی چنانچہ حجاج ثقات سے مانند مرزا حسن علی اور مولوی حسین احمد محدثون سے اور مولوی تراب علی اور دوسرے حاجیون سے بالاتفاق مسموع ہوا اور حد تواتر کو پہونچا ہی اور التزام علماے اہل حجاز کا بدعت شنیعہ کو غیر متصور ہی اسواسطے کہ مشکوۃ مین بسند ترمذی کے عمرو بن عوف سے کہ صحابی جلیل القدر حاضرین بدر سے ہین رضی اللہ عنہ اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحاح ستہ کے روایت ہی کہ کہا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیۃ الی جحرھا ولیعقلن الدین من الحجاز معقل الاروية من راس الجبل ان الدین بدأ غریبا وسیعود غریبا فطوبی للغرباء وھم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدی من سنتی فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے تحقیق دین سمٹے جگہ پکڑیگا طرف حجاز کے کہ عبارت مکہ اور مدینہ سے ہی جیسا جگہ پکڑتا ہی دانہ اپنے کشت گاہ مین کہ اُسی مین رہتا ہی اور اُسی سے اُگتا ہی اور پھر آئندہ پناہ لیگا دین حجاز سے یعنی حجاز پناہ گاہ دین کی ہی جیسا کہ پناہ لیتی ہین پہاڑی بکریان چوٹی پہاڑ سے تحقیق دین شروع ہوا مسافر اور غریب سے ہی کہ ہوجاویگا جیسا کہ شروع ہوا تھا پس خوشی اور اچھائی غریبون کو ہی اور وہی غربا وہ لوگ ہین کہ درست کرتے ہین اُس چیز کو کہ خراب کیا لوگون نے بعد میرے سنت میری سے اس سے صاف معلوم ہوا کہ اہل حجاز زنہار اتفاق اور التزام بدعت شنیعہ کہ مخالف دین کے ہی کرتے نہین جو کہ علماے سابقین نے قرارداد کیا اور علماے حجاز نے التزام کیا اتباع اُسکی واجب ہی جسکو وہ فرض سمجھے اُسکو فرض جاننا چاہیے اور جسکو وہ واجب سمجھے واجب ہی اور جسکو مستحب قرار دیا مستحب ہی اور جو مکروہ یا حرام قرار دیا وہ مکروہ اور حرام ہی اور انحراف اُس سے بدعت ضالہ ہی کیونکہ ثابت ہو چکا کہ تعامل حج دینیہ سے ہی اور انحراف اُس سے بدعت ضالہ ہی جسکا مرتکب مبتدع اور مورد مواعید شدیدہ کا ہوتا ہی اسواسطے تعریف بدعت ضالہ کی یہ ہی کہ ایجاد ہووے بعد قرون ثلثہ کے اور مخالف ہو حج شرعیہ کے جیسا کہ سابق مین مذکور ہو چکا ہی اور بدعت حسنہ خود موجب ثواب ہی اسیواسطے فقہا نے تعریف بدعت کی بیان مبتدع مین اس طور پر کی کہ سواے بدعت سیئہ ضالہ کے اور کسی پر صادق نہ آوے چنانچہ درمختار مین لکھا ہی ومبتدع ای صاحب بدعۃ وھی اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندۃ بل بشبھۃ یعنی مکروہ ہی اقتدا مبتدع کی یعنی

صاحب بدعت کی اور وہی بدعت کیا ہی کہ اعتقاد کرنا خلاف اُس چیز کے جو پہچانا گیا اور معلوم ہوا رسول سے
نہ بسبب معاندۂ محض کے بلکہ بسبب کسی طرح کے شبہ کے اور جسکا نظیر قرون ثلٰثہ سے یا سنت رسول سے
مستنبط ہو داخل ہی معروف عن الرسول میں اسیطرح تعامل الناس معروف ہی بدلیل ما رآہ المسلمون حسنا
فہو عند اللہ حسن کے کہ بیان اُسکا ہو چکا اور لکھا ہی طحطاوی مین قولہ وهی اعتقاد خلاف المعروف
ظاهره اقتصارها على الاعتقاد وليس كذلك وعرفها الشمني بقوله هي ما احدث على خلاف الحق
المتلقى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من علم او عمل وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما قول
اُسکا وہی اعتقاد خلاف المعروف ظاہر رکہنا اور منحصر ہونا ہی بدعت کا اوپر اعتقاد کے یعنی عمل بدعت کے
بدون اعتقاد بدعت نہ ٹھہری حالانکہ نہین ہی ایسا بلکہ بدعت اعتقاد اور عمل دونون مین ہوتی ہی اور تعریف کی
اُسکی یعنی بدعت کی شمنی نے ساتھ قول اپنے کے وہی بدعت وہ چیز ہی کہ نئی نکالی جاوے بنا بر خلاف حق کے
کہ حاصل ہوا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اقسام علم سے یعنی اعتقاد سے ہو یا عمل سے ہو اور ٹھہرایا جاوے
دین درست اور راہ راست پس جو چیزین عوام الناس قبائح شرعیہ سے رسم مسلمانون کی جانکر کرتے ہین وہ
بدعت سیئہ ضالہ ہین اور خارج ہین تعامل الناس سے اسواسطے کہ الف لام الناس واسطے عہد کے ہی اور مراد اُس سے لوگ
تقوے کے ہین بدلیل من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرہا ووزر من عمل بہا کے کہ ایجاد کرنا بدعت شرعی
کا موجب وبال کا ہی اور کرتے آنا اُسکا بھی موجب وبال کا ہی لیکن بمجرد اُسکے کرنیکے فاسق ہوجاتا ہی لیکن در حقیقت
وہ ناس سے خارج ہی حیوان مطلق کے زمرے مین داخل حاصل یہ کہ مولود شریف کرنا مستحب ہی اور مہینے
ربیع الاول مین بالخصوص بارہوین تاریخ افضل ہی ہان اسکو واجب سمجھنا یعنی نکرنے والے کو باوجود محب
پیغمبر ہونے کے گنہگار جاننا یا اور دوسرے دنون مین اسکا نادرست سمجھنا بے شبہہ مکروہ کیونکہ ایجاب
مستحب یا مباح کا مکروہ ہی جیسا کہ کتب فقہ سے مشرح ثابت ہوتا ہی بعض نادانی سے شبہہ کرتے ہین کہ تعین
مجلس شریف مین ساتھ مہینے ربیع الاول کے مشابہت کفار کی ہوتی ہی کہ ہنود جنم کنہیا کا کرتے ہین اور
نصاری بڑا دن حضرت عیسی علیہ السلام کا کرتے ہین سخت نادان ہین اسواسطے کہ نہین سمجھتے ہین اس بات
کو کہ حرمت مشابہت ثابت ہوتی ہی آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا
من بعد ما جاءهم البينات واولئك لهم عذاب عظيم سے یعنی اے ایمان والو نہ ہو تم مثل اُن لوگون کے کہ
جدا ہوگئے اور خلاف کیا بعد اُس چیز کے کہ آئے اُنکو دلائل ظاہرہ یعنی احکام الٰہی اور وہی لوگ ہین کہ اُنکے لیے عذاب بڑا ہی

اور آیت یا ایہا الذین آمنوا لا تکونوا کالذین کفروا وقالوا لاخوانہم اذا ضربوا فی الارض او
کانوا غزی لو کانوا عندنا ما ماتوا وما قتلوا لیجعل اللہ ذلک حسرۃ فی قلوبہم واللہ یحیی ویمیت واللہ
بما تعملون بصیر ای ایمان دارو نہ ہو تم مثل اُن لوگون کے کہ کفر کیا اور کہا اپنے بھائیون کے واسطے
جس وقت چلے زمین مین یا ہوے مجاہد یعنی جہاد کیا اگر ہوتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ قتل ہوتے یہ کہنا
اُنکا اسواسطے ہی کہ کرے اللہ اُنکے دلون مین اس قول کو حسرت یعنی روز قیامت کے اس قول کی
سبب سے حسرت اور ندامت اُٹھاوینگے اور اللہ ہی جلاتا ہی اور مارتا ہی اور اللہ اُس چیز کو کہ کرتے ہین
دیکھتا ہی عبارت نص دونون آیتون کی نہی کرتی ہی تفرق سے یعنی بعد قرار پا جانے ایک بات کے اصول
شرع سے اور جاری ہونے تعامل اہل اسلام کے نئی بات نکال کر پھوٹ نکلنے سے اور کفر کرنے سے اور جہاد
مین سستی کرنے سے اور مجاہدین پر طعن کرنے سے اور اشارۃ النص ان آیتون کی اُنکی مشابہت کرنے
سے بالقصد کہ کاف تشبیہ اشارہ ہی طرف مشابہت کے جیسا کہ بیضاوی مین تحت تفسیر آیت لا تکونوا کالذین
تفرقوا کے لکھا وعید للذین تفرقوا وتہدید علی التشبہ بہم یہ آیت وعید ہی واسطے اُنکے کہ پھوٹ نکالے اور دھمکی
اور ڈرانا ہی اوپر تشبیہ اُنکے کہ کافر ہین یا جماعت سنت سے علیحدہ ہوئے معاذ اللہ اور کلمہ لا تکونوا کہ اسناد
فعل کی طرف مخاطب کی ہی مقتضی ہی قصد کو باب تشبیہ مین اور مشتق ہونا لا تکونوا مصدر کون سے مقتضی ہے
وضع اور عادت مختصہ اس قوم کو لیس حرام ہوئے بھی ایسے افعال کفار سے کہ جو مختص اُنھین کفار کے ہون یا
اطوار عبادات کفار کے کہ شریعت اسلامیہ سے ثبوت اُنکا نہ ہوسکتا ہو یہی ممنوع ہین یا عبادات ثابتہ اپنی شرع
کے جنس اُنکی سے کفار کے یہان بھی معمول ہو بقصد اُنکے کہ قوم کفار اپنے رسوم مین لہویات کرتے ہین اور ہم اُس
مجلس شریف مین ذکر رسول اور انواع حسنات شرعیہ کے اور اس سے یون لیے اور فرق کثیر ہی اور تفرقہ حرمت
مشابہت کو دور کر دیتا ہی جیسا کہ ثابت ہوتا ہی روایت مشکوۃ سے کہ بسند مسلم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا ہی قال حین صام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم عاشورۃ وامر بصیامہ قالوا یا
رسول اللہ انہ یوم یعظمہ الیہود والنصاری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لئن بقیت الی
قابل لاصومن التاسع کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ جب روزہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن عاشورہ
کے اور حکم کیا روزۂ عاشورہ کا عرض کیا صحابہ نے تحقیق عاشورہ دن ہی کہ تعظیم کرتے ہین اُسکی یہود اور
نصاری پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر آئینہ اگر باقی رہونگا مین سال آئندہ تک

ہر آئندہ رکھوں گا میں روزہ نوین تاریخ یعنی ایک روزہ نوین کا اور ملاؤں گا اور نہیں ہو سکتا کہ مراد یہ ہووے کہ روزہ عاشورہ کا نوین کو ہٹا لانا فرمایا ہو اسواسطے کہ اس روایت سے روزہ رکھنا روز عاشورا کا اُسوقت ثابت ہوتا ہے اور توڑنا اُسکا نہیں اور نہ اور ونکو اُس روزہ سے منع بلکہ فقط عزم روزہ یوم تاسع کا ارشاد فرمایا غرض اس سے یہی ہے کہ دو روزے رکھنے کا عزم فرمایا اسواسطے کہ ترمذی نے اپنے جامع مین لکھا ہے عن الحکم بن الاعرج قال انتهیت الی ابن عباس وهو متوسد رداءه فی زمزم فقلت اخبرنی عن یوم عاشوراء ای یوم اصومه فقال اذا رأیت هلال المحرم فاعدد ثم اصبح من یوم التاسع صائما قال قلت اهکذا کان یصوم محمد صلی الله علیه وآله وسلم قال نعم روایت ہے حکم بن الاعرج سے کہ کہا پہونچا میں ابن عباس کے پاس درحالیکہ وہ اپنی چادر کو تکیہ لگائے ہوئے تھے زمزم پر پس کہا مین نے کہ خبر دو مجھکو روز عاشورا سے کہ کس روز روزہ رکھوں میں اُسکا پس کہا ابن عباس نے جب دیکھے تو چاند محرم کا تو شمار کرلے پھر صبح کر روز نوین سے روزہ دار یعنی ابتدا روزہ کی نوین تاریخ سے کر کہا حکم نے کہ کہا مین نے کیا ایسا ہی روزہ اُسکا رکھتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا ابن عباس نے ہاں لانا ابن عباس کا لفظ من کا کہ موضوع واسطے ابتدا کے ہے اور تاسع کے مفید ہے اس بات کو کہ بعد نوین کے بھی روزہ ہے پس عزم ترک روزہ دسوین کا منتفی ہوا اور بعد دو سطر کے لکھا ہے وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال صوموا التاسع والعاشر وخالفوا الیہود اور روایت کیا گیا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ تحقیق ابن عباس نے کہا روزہ رکھو نوین اور دسوین کو اور مخالفت کرو یہود کی یہ امر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مفید وجوب کو نہیں ہے کیونکہ یہ اُن احادیث موقوفہ سے نہیں کہ حکم مرفوع میں ہو اسلیے کہ حدیث موقوف صحابی کی یعنی قول صحابی بدون قال رسول اللہ کے ایسے امر میں کہ عقل کو مفہوم نہو سکتا ہو حکم مرفوع یعنی قال رسول اللہ میں ہے یہ مفہوم باجتہاد ہے حدیث سابق سے جس میں مذکور ہے کہ صحابہ نے وجہ تشابہ یہود کی روز عاشورہ میں عرض کی اُسکے جواب میں کلمہ لاصومن التاسع کا ارشاد ہوا اُس سے مخالفت یہود کی مستنبط ہوئی پس یہ قول مفہوم ہو گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال آئندہ میں اس جہان سے تشریف لے گئے سمجھنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ اُس سال نوین تاریخ محرم کو روزہ نہیں رکھا احتمال تشابہ واقع ہوا باایں ہمہ روزہ گیارھوین کا واسطے دفع تشابہ کے رکھ نہ لیا بلکہ عزم مصمم ارشاد فرمایا سال آئندہ میں نوین کے روزہ ملا لینے کا اس سے معلوم ہوا

کہ امور ثابتہ شرعیہ میں تشابہ معتبر نہیں ہے لیکن اولی یہ ہے کہ کچھ فرق وضع کفار سے کرلیا جاوے پھر جاننا چاہیے کہ روزہ عاشورہ کا بالخصوص تنہا رکھنا بدون ملانے روزہ دوسرے کے مکروہ تحریمی ہے اس واسطے کہ اسمین مخالفت سنت کی لازم آتی ہے اسیلیے لانا لفظ نعم کلمۂ ایجاب کا جواب سوال حکم مین ابن عباس سے مفید ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو روزے عاشورہ کے رکھے لیکن بعد اس واقعۂ سوال کے وقوع مین نہین آیا روزہ نوین اور دسوین کا اسواسطے کہ سنن ابوداؤد مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب مین مروی ہے فاذا کان العام المقبل صمنا یوم التاسع فلم یات العام المقبل حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس جب ہوگا سال آیندہ روزہ رکھین گے ہم دن نوین کو پس نہ آیا سال دوسرا تا آنکہ وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس تطبیق ان دونون روایتون مین یون ہے کہ قبل اس واقعہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا واللہ اعلم

مسئلہ جب ثابت ہوا کہ تعین مجلس مولد شریف سے ثبوت تشابہ کفار کا نہین ہوسکتا پس تشبیہ دینا مجلس شریف کا ساتھ جنم وغیرہ کے معاذ اللہ مشعر توہین ہے جو کفر ہے اسواسطے کہ اجماع کیا ہے علمانے کہ توہین کل متعلقات ذات رسالت پناہ کی مطلقا کفر ہے سند کی عبارت بیان وجوب تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالی

فصل دوسری بیان آداب مجلس شریف مین صاحب مجلس کو چاہیے کہ مکان کو صاف کرے اور فرش نفیس حسب مقدور بچھاوے اور پڑھنے والا مولد شریف کا صدر مکان پر باابہت ووقار لباس توقیر حسب مقدور پہنکر بیٹھے واسطے تعظیم ذکر مبارک کے اور یہ سب مستحب ہے بجہت جاری ہونے تعامل الناس علما کے اور اصل اس کی فعل امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پائی جاتی ہے کہ تبع تابعین قرون ثلثہ سے تھے جیساکہ لکھا خاتم المحدثین شیخ عبدالحق دہلوی نے مقدمہ مین ترجمہ مشکوۃ کے احوال امام مالک مین وی از تبع تابعین ست از نافع مولی بن عمر واز محمد بن المنکدر واز زہری وجماعت دیگر از تابعین وتبع تابعین روایت حدیث کردہ ویحیی بن سعید انصاری وزہری باآنکہ از شیوخ او واز جملۂ تابعین اند از وی روایت حدیث کردہ اند اور بعد چند سطرون کے لکھا ہے وی در تعظیم واحترام حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باقصی الغایت می کوشید وچون شخصی بطلب علم بدرسرای مالک رحمہ اللہ آمدی جاریۂ خود را گفتی کہ برو وبپرس از این شخص کہ فتوی میخواہد یا حدیث اگر گفتی فتوی میخواہم مالک رحمۃ اللہ علیہ بیرون آمدی وجواب فتوی او بگفتی واگر بگفتے حدیث میخواہم اورا بنشاندی وغسلی تازہ برآوردی ولباسی

پاکیزہ پوشیدہ خود را مطیب و مشتمل ساختی و وسادہ نہادی و بالای وسادہ با ہیبت و وقار بنشستی
و احکام و دستوری دادے تا آن شخص در آمدے و احادیث شنواندے ظاہر ہے کہ فتوی خود اصول اربعہ
سے مستنبط ہے پس اگر تعظیم احکام حدیث کی مقصود ہوتی تو فتوے کے واسطے بھی ایسا ہی کرتے حالانکہ کیا
معلوم ہوا کہ یہ فعل امام مالک رحمہ اللہ کا محض واسطے تعظیم ذکر آنحضرت کے تھا اور بھی اس فعل امام مالک
رحمہ اللہ علیہ سے معلوم ہوا کہ تعظیماً لذکر النبی پڑھنے والے کو چاہیئے کہ باوضو ہووے بلکہ مستحب ہے باوضو
ہونا پڑھنے والے کا جیسا کہ لکھا ہے طحطاوی میں ویندب الوضوء بعد غسل المیت وحمله و لوقت
کل صلوة وقبل غسل الجنابة وللجنب عند اکل وشرب ونوم ووطی وللغضب وقراءة قرآن وحدیث
وروایته ودراسة علم واذان واقامة ولخطبة وزیارة النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ووقوف
وسعی ونظر الی محاسن امرأة ولاجل غسل میت اھ ابو السعود علی الشرنبلالیہ اور مستحب ہے وضو بعد
نہلانے مردہ کے اور اٹھانے اسکے کے اور واسطے وقت ہر نماز کے اور قبل غسل جنابت کے اور جنابت والے
کو وقت کھانے اور پینے اور سونے اور صحبت کرنیکے اور واسطے دفع غصہ کے اور واسطے پڑھنے قرآن اور
حدیث کے اور روایت حدیث کے اور واسطے بیان کرنے علم کے اور واسطے اذان اور اقامت کے اور واسطے
خطبہ اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور واسطے وقوف عرفات اور سعی صفا اور مروہ کے اور دیکھنے
حسن عورت کے اور واسطے غسل میت کے لکھا ہے اسکو ابو السعود نے شرنبلالیہ سے اور چاہیئے کہ پڑھے
احوال ولادت اور فضائل اور آیات خوارق شریفہ اور جو کچھ ذکر شریف سے چاہیے بعد اسکے کچھ آیات قرآن
شریف کی پڑھی جاویں بعد اسکے شیرینی یا کھانا تقسیم کیا جاوے جیسا کہ سبل الہدی میں حافظ الحدیث النبوی
جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے ان اصل المولد الذی هو اجتماع الناس وقراءة ما تیسر من القرآن
وروایة الاخبار الواردة فی مبدء امر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وما وقع فی مولده من الآیات ثم
یمد لهم سماط یاکلونه وینصرفون من غیر زیادة علی ذلک من البدع الحسنة التی یثاب علیها
صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واظهار الفرح والاستبشار بمولده
الشریف تا آخر تحقیق اصل مولد کی کہ وہ جمع ہونا لوگوں کا ہے اور پڑھنا جتنا ہو سکے قرآن سے اور بیان اخبار
جو کہ وارد ہیں بیچ مبدا امر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی احوال ولادت شریف کا اور جو کہ واقع ہوا
وقت میلاد شریف آنحضرت کے اثبات عظمت کے پھر پھیلایا جاوے واسطے لوگوں کے کھانا کہ کھاویں بعد اسکے تقسیم

کھانے کی چیز سے طعام ہو یا شیرینی ہو کہ کھا دین اُسکو اور تصرف کرین بے زیادۃ کے اوپر اُسکے یعنی ایسے
ہی امور کرنا چاہیے اور حد سے تجاوز نکرے اور مراد زیادۃ سے یہ ہے کہ سوائے امور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے نامشروع کو دخل دینا نہ مطلق زیادۃ اسواسطے کہ اظہار سرور کو باعث ثواب کہا ہے بدعتون حسنہ
سے ہے کہ ثواب پاتا ہے اُسپر صاحب اُسکا اسواسطے کہ اُسمین ہے جنس تعظیم قدر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اظہار
سرور اور خوشی پیدائش شریف کی اس سے معلوم ہوا کہ جو چیزین شعر ہو دین تعظیم آنحضرت اور سرور
پیدائش پر اسی قبیل سے ہے انواع زیادۃ نہین جیسا کہ اُسی کتاب مین قبل اسکے حافظ ابن حجر سے منقول
ہے وعلی ھذا فینبغی ان یتحری الیوم بعینہ حتی یطابق قصۃ موسی صلی اللہ علی نبینا وعلیہ وسلم
فی یوم عاشوراء ومن لم یلاحظ ذلک لا یبالی بعمل المولد فی ای یوم من الشھر بل توسع قوم
فنقلوہ الی یوم من السنۃ وفیہ ما فیہ فھذا ما یتعلق باصل المولد واما ما یعمل فیہ فینبغی ان
یقتصر فیہ ما یفھم الشکر للہ تعالی من نحو ما تقدم ذکرہ من التلاوۃ والاطعام والصدقۃ
وانشاد شیء من المدائح النبویۃ والزھدیۃ المحرکۃ للقلوب الی فعل الخیرات والعمل للاخرۃ اما
ما یتبع ذلک من السماع واللھو وغیر ذلک فینبغی ان یقال ما کان من ذلک مباحا بحیث یتعین
السرور بذلک الیوم لا بأس بالحاقہ بہ ومھما کان حراما او مکروھا فیمنع وکذا ما کان خلاف
الاولی اور بنابر اسکے سزاوار ہے کہ ڈھونڈھا جاوے روز معین یعنی ولادت شریف کا تاکہ مطابق ہووے قصہ
موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو روز عاشورہ مین اور جو شخص لحاظ نکرے اسکا کچھ باک نہین رکھتا ہے یعنی
اُسکو کچھ قباحت نہین ساتھ کرنے مولد شریف کے جس دن مین اُس مہینے سے ہو بلکہ وسعت رکھتا ہے گروہ
پھر نقل کیا اُسکو لوگون نے طرف جس دن کے کہ سال سے ہو اور اِس نقل مین جو ہے سو ہے یعنی یہ لطف مولد
شریف کا جو کہ خاص روز ولادت مین ہے اور دنون مین نہین ہے اور راہ ولادت بھی ایک نوع کی مناسبت رکھتا ہے
بخلاف اور دنون کے اگرچہ جب چاہے تب کرنا مولد شریف کا درست ہے بجہت ہونے خیرات کے پس یہ وہ چیز ہے
کہ متعلق ساتھ اصل سرور ولادت کے اور ہر وہ چیز کہ کرنا چاہیے اُسمین پس سزاوار ہے کہ اختیار کرے اُس مین
اُس چیز کو کہ جس سے بوجھا جاوے شکر اللہ کا ایسی چیزون مین سے کہ پہلے ہو چکا ذکر اُسکا قرآن پڑھنے اور
کھانا کھلانے اور پڑھنے کسی چیز کے مدائح نبی اور نصائح جوش دینے والے سے قلبون کو طرف کرنے نیکیون و
عمل آخرت کے لیکن جو کہ ساتھ لگا جانا سماع اور لہو اور سوا اُسکے مراد سماع سے بالحان پڑھنا قصائد مدحیہ آنحضرت صلعم کا

اور لہو سے وہ چیز ہے کہ بالذات اُسمین کچھ منفعت نہو بقرینہ قول آیندہ کے پس سزاوار ہے کہ کہا جاوے کہ جو چیز کہ
مباح اسطور کی اعانت سرور کو ہو اُس روز مین جیسے روشن کرنا اور سلگانا لوبان یا اگر کا یا وقت قیام کے
حاضران محفل پر گلاب چھڑکنا یا عطر لگانا قباحت نہین ہے اسکے ملا لینے مین ساتھ مولد شریف کے یہ سب امور بالذات
مباحات سے ہین کہ بعضے زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مستعمل تھے جیسا کہ عود وغیرہ سلگانا چنانچہ مشکوۃ
مین بسند مسلم نافع سے منقول ہے قال ابن عمر رضی اللہ عنہما اذا استجمر استجمر بالالوۃ غیر مطراۃ و
بکافور یطرحہ مع الالوۃ ثم قال هكذا كان يستجمر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے
جب بخور کرتے یعنی خوشبو سلگاتے تو بخور کرتے عود ہندی کے ساتھ یعنی اگر یا لوبان کہ نہین مخلوط ہے کسی اور چیز سے
اور ساتھ کافور کے کہ ڈالتے تھے اُسکو عود مین ملا کر اس سے معلوم ہوا کہ مراد یہان الوۃ سے لوبان ہے سوا اسکے کہ
کافور مخلوط کرنا اُسمین زیادہ خوشبو دیتا ہے اور بعضے بلاد ہند مین اُسکو عود کہتے ہین اس سے معلوم ہوا کہ سلگانا
لوبان کا پسند تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پس مناسب ہوا کہ وقت ذکر شریف کے عمل مین آوے لیکن
چونکہ وقت تلاوت اور اذکار کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہین ہوا لہذا فی نفسہ استعمال اُسکا وقت
ذکر وغیرہ کے اقسام مباحات سے ہے اور بعد رواج پانے کے فعل علما سے بجہت تعامل الناس کے مستحبات سے
ہوگیا جیسا کہ فصل اول مین گذرا اور گلاب چھڑکنا عادات اہل عرب سے ہے وقت ملاقات سرور کے دوستون
پر گلاب چھڑکتے ہین پس یہ بھی مباح ہے بجہت نہ پائے جانے کسی قباحت شرعی کے اور ہرگاہ علماء سابق
نے اُسکا استعمال کیا کہ معین سرور خاص کو ہے مستحسن ہوا واللہ اعلم اور معمول ہے پڑھنے والون مولد شریف کا
تمامی بلاد اسلام مین کہ وقت پیدائش شریف کے کھڑے ہو کر درود مشتمل صفات فخریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا یا قصیدہ مدح کا پڑھتے ہین اسکی بھی اصل حدیث سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ بہ سبب ذکر شریف
کے ایک نوع کی تنحیہ شیطان پر واسطے اہل مجلس کے پائی جاتی ہے اور ایک نہج کا حصول اطمینان
ہوتا ہے جیسا کہ مشکوۃ مین بسند بخاری کے ابن عباس سے مروی ہے قال قال رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم الشيطان جاثم على قلب ابن آدم فاذا ذكر الله خنس واذا غفل وسوس کہا ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان بیٹھا ہوا ہے آدمی کے دل پر پس جب ذکر
کرتا ہے انسان اللہ کا بھاگتا اور شرمندہ ہوتا ہے شیطان اور جب غافل ہوتا ہے انسان تو وسوسہ ڈالتا ہے شیطان
اور اسی کتاب مین ابو سعید خدری اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بسند مسلم مروی و قال رسول اللہ صلعم

لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتہم الملائکۃ وغشیتہم الرحمۃ ونزلت علیہم السکینۃ
وذکرہم اللہ فیمن عندہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہین بیٹھتے کہ ذکر کرین اللہ کا مگر گھیر لیتے
ہین اُنکو ملائکہ اور چھپا لیتے ہین اُنپر رحمت اور نازل ہوتی ہو اُنپر سکینہ یعنی اطمینان اس سے معلوم ہوا کہ ذکر خدا
باعث فتحیابی کا شیطان سے اور حصول اطمینان کا ہوتا ہو اور فصل پہلی مین معلوم ہو چکا ہو کہ اشارۃ النص
آیۂ کریمہ سے ثابت ہوتا ہو کہ ذکر جناب رسالت پناہی عین ذکر الٰہی ہو اور بھی واقعات میلاد شریف مین روایات
صحیحہ سے ثابت ہوتا ہو کہ ابتدا ئے زمان علوق شریف مین شیطان کو چالیس دن عذاب رہا اور بعد اُسکے
وہ خوف ملائکہ سے بھاگ نکلا پس تمامی ذکر ولادت شریف کا مناسب اور مظہر فتحیابی کو ہوتا ہو اور پڑھنا
مدح نبی کا وقت فتحیابی اور اطمینان کے آنحضرت کے روبرو احادیث سے ثابت ہوا ہو چنانچہ ترمذی شمائل
مین انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہو ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دخل مکۃ فی عمرۃ القضاء
وابن رواحۃ یمشی بین یدیہ وھو یقول شعر خلوا بنی الکفار عن سبیلہ + الیوم
نضربکم علی تنزیلہ + ضربا یزیل الھام عن مقیلہ + ویذھل الخلیل عن خلیلہ فقال لہ عمر
یا ابن رواحۃ بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفی حرم اللہ تقول شعرا فقال
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خل عنہ یا عمر فلھی اسرع من نضح النبل تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم داخل ہوئے مکہ کو عمرۃ القضا مین کہ عبارت اُس عمرہ سے ہو کہ بمقام حدیبیہ آپنے سنہ چھ مین ہجرت سے
قصد عمرہ کا کیا تھا کفار مانع آئے اور آپنے صلح کرلی اس وعدہ پر کہ سال آیندہ مین عمرہ کرینگے رجوع فرمائی
دوسرے سال اُسکے یعنی سنہ سات مین آپنے عمرہ قضا ہوا ہوا اُس سے ادا فرمایا اسکو عمرۃ القضا کہتے ہین اور بعضے
محدثین وجہ تسمیہ عمرۃ القضا کی یون لکھتے ہین کہ معنی قضا کے فتح کے بھی ہین اور یہ عمرہ بعد جاری ہونے اور
شروع فتوحات اور نزول سورۂ فتح کے وقوع مین آیا اسکو عمرۃ الفتح بھی کہتے ہین اسیطرح اور نام بھی ہین اُسکے
ایسے ہی معنی کے مثل عمرۃ القصاص اور عمرۃ الصلح اور عمرۃ القضیہ بعد فتح خیبر کے شروع ذوالقعدہ مین
تہیا اسباب عمرہ کا فرمایا اور حکم کیا کہ جتنے لوگون نے اگلے سال عمرہ موقوف کیا اس سال چلین اور کوئی رہ
نجاوے چنانچہ جتنے زندہ تھے سب ساتھ ہوئے دو ہزار مرد ہمراہ لیکر ابو رہم کو مدینہ مین والی کیا اور ساٹھ بدنہ
سوقی کیے اور ساتھ لیا سلاح اور اسباب جنگ کا اور سو سوار آگے رکھ لیے جب ذوالحلیفہ ایک مقام ہے وہان آگئے
روانہ کیا سواروں کو سردار اُنکا محمد بن مسلمہ کو کیا اور ذی الحلیفہ مین بشر بن سعد کو عامل کیا اور احرام عمرہ کا

کیا آنحضرت اور ہمراہیون نے اور لبیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور پہونچے محمد بن مسلمہ مرالظہران کے مقام مین
کہ مکہ وہان سے کچھ کم ایک منزل رہتا ہی وہان کچھ لوگ قریش کے تھے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کہان ہین محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تشریف لاتے ہین کل کی صبح یہین کرینگے انشاء اللہ پس ان لوگون نے
جا کر مکہ مین اپنی قوم کو خبر کی کفار قریش گھبرائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرالظہران مین اترے اور
اسباب جنگ کو بطن یاجج مین کہ وہان سے نشانہائے مکہ نظر آتے ہین بنگرانی انس بن خولی انصاری کے
چھوڑا پس کفار نے رعب کھا کر مکہ کو خالی کر دیا اور پہاڑ کی چوٹیون پر جا ٹھہرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم ذی طوی مین ہدی کو پیش کر کے اپنی سواری پر سوار مکہ مین داخل ہوئے درحالیکہ مسلمان تلوارین
حمائل کیے ہوئے گرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہتے ہوئے لبیک تھے اور ابن رواحہ باگ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی مرکب کی پکڑے ہوئے تھے ایسا ہی لکھا ہی مواہب مین اور سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلتے
تھے اور پڑھتے تھے خلوا بنی الکفار عن سبیلہ آخر تک طبرانی و بیہقی نے بعد اس مصرع کے اور چند مصرع روایت
کیے ہین اور ابن عقبہ نے بعد قد انزل الرحمن کے ایک اور روایت کیا ہی اور ابن اسحق نے آخر مین ایک اور
روایت کیا ہی مجموع اسکا یہ ہی خلوا بنی الکفار عن سبیلہ الگ کرو اولاد کفار کو راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے یا الگ گئے ہو جاؤ ای گروہ کفار کے راہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قد انزل الرحمن فی تنزیلہ تحقیق
نازل کیا اور فرمایا رحمن نے بیچ تنزیل اپنی کے یعنی قرآن مین فی صحف یتلی علی رسولہ بیچ صحیفون کے پڑھے جاتے ہین
اسکے رسول پر بات خدا بان قتل فی سبیلہ باین طور کہ بہتر ہی کشت و خون کرنا اسکی راہ مین یعنی جہاد مین نحن قتلناکم
علی تاویلہ ہم قتل کرینگے تمکو بنابر تاویل اسکی کے یعنی اجتہاد اور استنباط سے کما قتلناکم علی تنزیلہ جیسا کہ قتل کیا ہمنے تمکو
نازل کرنے اسکے کے الیوم نضربکم علی تنزیلہ ضربا یزیل الہام عن مقیلہ آج مارینگے ہم تمکو بنابر تنزیل اسکی کے
ایسا مارنا کہ جدا کر دیگا سر کو جوڑ اسکے سے یعنی گردن سے ویذھل الخلیل عن خلیلہ اور بھلا دیگا دوست کو دوست
اپنے سے یارب انی مومن بقیلہ ای پروردگار مین ایمان رکھتا ہون موافق فرمان اس حضرت کے
رأیت الحق فی قبولہ مینے دیکھا حق کو اسکے قبول کرنے اور بدل و جان مان لینے مین پس اسنے کہا عمر رضی اللہ
عنہ نے ای ابن رواحہ سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور حرم خدا مین کہتا ہی تو شعر پس فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الگ ہو اس سے اسواسطے کہ ہر آئینہ یہ تیز تر ہے انکے حق مین کانٹون سے اس
سے معلوم ہوا پڑھنا اشعار نعت نبوی کا وقت ظہور آثار فتح کے دشمن کو زیادہ صدمہ دیتا ہی اور پسندیدہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اسواسطے کہ یہ عمرہ بعد فتح خیبر اور چند جنگون کے واقع ہوا اور کفار کو رعب حاصل
ہوا اُسکی خوشی مین ابن رواحہ یون چھپانے لگے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُسکو پسند فرمایا اور
بعد حصول فتح کامل کے کہ فتح مکہ ہے ایسا مروی نہین ہوا ہے اسیطرح ہم بھی بعد ذکر ولادت کے کہ ظہور آثار فتح
پائین گے شیطان پر اور نوع اطمینان کی بامید مغفرت حاصل ہوتی ہے درود مدحی اور قصائد فخر آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پڑھتے ہین کھڑے ہوکر تاکہ شیطان کو صدمہ ہو اسواسطے کہ یہ پڑھنا ابن رواحہ کا اسلیے تھا
اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مدائح فخری اپنے کھڑے ہوکر پڑھوائے ہین جیساکہ بخاری نے اپنے
جامع مین اور ترمذی نے مفصلا شمائل مین ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے قالت کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المساجد یقوم علیہ قائما یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم او قالت ینافح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و یقول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ماینافح او یفاخر عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کہ درست
فرماتے واسطے حسان بن ثابت کے ایک منبر مسجد مین کہ کھڑے ہوتے حسان اُسپر کھڑے کھڑے بیان مفاخر
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کرتے یا کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جواب دہی کرتے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یعنی جوکہ کفار بدشعار کلمات بے ادبی کے زبان پر لاتے رد اُسکا حسان کرتے
ساتھ اشعار مدحیہ کے اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقینی اللہ تائید کرتا ہے حسان کی بواسطہ
روح القدس یعنی جبریل علیہ السلام کے جبتک مدح اور فخر کرتے ہین حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
ان دونون حدیث کے جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ محل حصول طمانینت اور آثار فتح کے بیان مدح
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کھڑے ہوکر پڑھنا پسندیدۂ نبوی ہے پس وقت ذکر میلاد شریف کے واسطے
تعظیم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کھڑے ہوکر درود مشتمل اوصاف فخری اور اشعار مدحی آنحضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے پڑھنا مستحب ہے اسواسطے کہ نظیر اُسکا فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بواسطہ اُن روایات
کے ثابت ہوتا ہے اور توارث علماے صالحین کا اُسپر جاری بلکہ بسبب انکار اہل دین جدید کے بکمال متانت
ساتھ پڑھنے حسان بن ثابت کے اشعار مدحیہ کو موجود ہے اور بعضے نادان کہتے ہین کہ قیام تعظیمی واسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ممنوع ہے بروایت مشکوۃ کے بسند ترمذی کے بروایت انس رضی اللہ عنہ

کے قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا
لما یعلمون من کراہیتہ لذلک کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہ تھا کوئی شخص محبوب تر انکے پاس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بہت رکھا کرتے اور کسی سے ویسی محبت
نکرتے اور تھے صحابہ کہ جب دیکھتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ اٹھتے اور نہ کھڑے ہو جاتے اس
سبب سے کہ جانتے تھے مکروہ جاننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسکو وہ انعین قیام تعظیمی کے واسطے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنا نہین سمجھتے ہین کہ اس حدیث سے نہی قیام تعظیمی کی مذکور نہین ہے بلکہ علت
ترک قیام صحابہ کی کراہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ناگوار کرنا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے قیام تعظیمی کو بجہت غایت شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسبت طرف
صحابہ رضی اللہ عنہم کے تھا بقرینہ روایت لم یکن شخص احب الیہم کے کہ سابق متصل ہے ساتھ ذکر ترک
قیام کے جیساکہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے وطیبی گفتہ کہ این کراہت از جہت
کمال محبت ورسوخ مودت وصفای باطن وتالیف قلوب بود کہ موجب رفع تکلف ووجود اتحاد ویگانگی
است پس حاصل آن آمد کہ قیام وترک قیام بحسب زمان واحوال واشخاص مختلف گردد واز ینجاست
کہ گاہی کردہ اند وگاہی نہ وباین وجہ حاصل می گردد تطبیق وتوفیق میان احادیث وقول او لم یکن
شخص احب مشعر ست بآنکہ محبت مستلزم تعظیم وہیبت واجلال ست باوجود آن چون آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مکروہ میداشت آنرا ایشان نخاستند بجہت طلب رضا واطاعت از ینجا معلوم گردد کہ لا طاعۃ
فوق الادب ہر روشی کہ طبیب رفت ہمین محبت وکمال آن باعث بر عدم قیام آمد گویا کانوا اذا راوہ لم یقوموا
بیان ثمرہ ونتیجہ کلام سابق ست فافہم انتہی اور ناگوار رکھنا اپنے قیام تعظیمی کا واسطے تحریم کے نہ تھا
اسواسطے کہ قیام تعظیمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ سے ثابت ہے جیساکہ مشکوۃ مین بسند بیہقی
کے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجلس معنا فی
المسجد ویحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ کہا ابو ہریرہ نے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیٹھتے ہمارے ساتھ مسجد مین اور باتین کرتے ہمسے پس جب کھڑے
ہوتے اور اٹھتے کھڑے ہو جاتے ہم کھڑے رہتے کہ یہانتک کہ دیکھتے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ
داخل ہو چکے بعضے گھرون بیبیون اپنے کے تئین پس اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے لیے قیام کرتے تھے پس اس روایت اور روایت انس رضی اللہ عنہ مین تعارض درباب قیام تعظیم
نفیاً و اثباتاً پیدا ہوا اور مثبت مقدم ہی عمل مین نافی سے جیساکہ فصل اول مین مشرح ہو چکا ہی اور
نہی قیام تعظیمی کی کہ مشکوٰۃ مین بسند ابو داؤد ابی امامہ سے مروی ہی قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم متکئا علی عصا فقمنا لہ فقال لا تقوموا کما یقوم الاعاجم یعظم بعضہا بعضاً کہا
ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک دیے ہوے اوپر عصا کے پس کھڑے
ہوے ہم واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے نہ کھڑے ہو جیساکہ کھڑے
ہوتے ہین اعاجم کہ تعظیم کرتے ہین بعضے بعضون کی یہ نہی محمول اوپر ہیئت مخصوص قیام تعظیمی کے نہ نفس
قیام تعظیمی کے اور قرینہ عبارت مقتضی ہے خصوص ہیئت کو جیساکہ لکھا ہی شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ نے اس حدیث کی شرح مین برنخیزید ونہ ایستید چنانکہ برمی خیزند ومی ایستند اہل عجم تشبیہ در اصل
ایستادن باشد یا کیفیت خاص کہ چون عظیمے از عظماے ایشان برایشان در آید بمجرد دیدن وی برخیزند
اضطراب کنند و بیش آیند وبراے تعظیم وے برپا ایستادہ باشند چنانکہ تلمیح بآن کردہ بقول خود یعظم
بعضہا بعضاً تعظیم می کنند بعضے از ایشان کہ اصاغر ند بعضے دیگر را کہ عظما و اکابرند و برین توجیہ اصل
قیام ممنوع نباشد چنانکہ در احادیث آمدہ بلکہ آنچہ بطریق تعظیم وتجبیر باشد انتہی اور درصورت محمول ہونے
مطلق قیام تعظیمی کے یہ نہی منسوخ ہی بفعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیساکہ مشکوٰۃ مین بسند ابو داود ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی قالت ما رأیت احداً کان اشبہ سمتاً وہدیاً ودلاً وفی روایۃ
حدیثاً وکلاماً برسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من فاطمۃ کانت اذا دخلت علیہ قام
الیہا فاخذ بیدہا فقبلہا واجلسہا فی مجلسہ وکان اذا دخل علیہا قامت الیہ فاخذت بیدہ
فقبلتہ واجلستہ فی مجلسہا کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہین دیکھا مین نے کسی ایک کو
کہ ہووے مشابہ زیادہ روش باطنی و وقار ظاہری اور حسن اخلاق مین اور ایک روایت مین حدیثاً وکلاماً
بھی مذکور ہی یعنے بولی اور بات مین ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھین
فاطمہ رضی اللہ عنہا کہ جب داخل ہوتین آنحضرت پر یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوتین کھڑے ہوجاتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف اُنہین فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پھر
پکڑتے ہاتھ اُنکا پس بوسہ دیتے اُنکو اور بٹھلاتے اُنکو اپنی نشست گاہ مین یعنی پاس اپنے اور جگے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جب تشریف لاتے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر مین کھڑی
ہوجاتین طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر پکڑتین ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا پس بوسہ دیتین اُنکو اور بٹھلاتین اپنی نشست گاہ مین ظاہر ہی کہ کلمہ کان کا بعد داخل ہونے
کے فعل پر دلالت کرتا ہی اوپر دوام کے پس بلاشبہ وقوع اس فعل کا بعد نہی کے ہوگا کیونکہ حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت مین ترک قیام کو ذکر نہین کیا اور بھی محمول کرنا اس قیام کا
اوپر قیام محبت غیر تعظیم کے بعید ہی اس لیے کہ وقوع ایسے امور کا ازراہ محبت کے درصورت تمادی
مفارقت کے ہوا کرتا ہی نہ دائما اس وجہ سے علما نے استحباب قیام تعظیمی واسطے بزرگون کے اس
حدیث سے ثابت کیا جیسا کہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوۃ مین تحت حدیث
ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ کے قوموا الی سیدکم کہ درحق سعد بن معاذ اوسی رضی اللہ عنہ کے لکھا
ہی پوشیدہ نماند کہ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر فاطمہ رضی اللہ عنہا را و قیام وی رضی اللہ
عنہا مر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را سابقا معلوم شدہ و تاویل بآنکہ آن قیام محبت و اقبال بود
نہ تعظیم و اجلال خالی از بعدے نیست و ہم طیبی رحمہ اللہ از محی السنۃ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند
جماہیر علما باین حدیث بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح یا شرف بقیام و امام محی السنۃ محی الدین
نووی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب ست
و احادیث درین باب ورود یافتہ و در نہی ازان صریحا خبری صحیح نشدہ و در مطالب المومنین از قنیہ
نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برای کسیکہ درآمدہ است بروی بجہت تعظیم و قیام مکروہ نیست
بلکہ مکروہ محبت قیام ست از کسے کہ قیام کردہ شدہ است برای وی و اگر وی محبت قیام ندارد قیام برای
وی مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ کہ قیام منہی عنہ درحق کسی ست کہ نشستہ باشد و ایستادہ
باشند پیش وی مردم تا نشستن وی چنانکہ در حدیث بیاید در قیام و تعظیم برای اہل دنیا بجہت دنیاے
ایشان وعید شدید وارد شد مکروہ ست در غایت کراہت انتہی اور بعضے سفہا قیام وقت کو تشبیہ دیتے
ہین ساتھ جنم وغیرہ کے معاذ اللہ حالانکہ فصل اول مین مشرح ہوچکا ہی کہ جو کہ اصول اربعہ سے ثبوت
پاوے اسمین حرمت تشابہ بدون نیت تشابہ کے اور اتحاد وضع کی لاحق نہین ہوسکتی اور ظاہر ہی کہ اس
قیام مین مدائح نبویہ اور درود پڑھا جاتا ہی اور اسمین شمول لہویات کا ہی مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

۵ سوال ۲۴۴ مولوی صاحب دام اقبالکم السلام علیکم ولی اللہ کے مزار پر چادر مٹھائی پھول وغیرہ لیجاکر فاتحہ دینا اور مجلس میلاد شریف مین جو تعظیما قیام کے واسطے اٹھتے ہین جائز ہے یا ناجائز ہے اسکا فتوی تحریر فرماکر روانہ فرمایئے مولوی اسد اللہ اس بات کا فتوے دیتے ہین کہ شیرینی وغیرہ لیجاکر جو فاتحہ مزار پر دیتے ہین وہ شرک ہے قرآن سے ثابت ہے ہو الموصوب امور مذکورہ بعض علما کے مستحبات سے ہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

۵ سوال ۲۴۵ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ یہ اشعار

دل از عشق محمد ریش دارم رقابت باخدای خویش دارم

عشق حضرت کا نہ لو نام دلا ہوشین کہین خالق سے نہ مضمون رقابت نکلے

کیسے ہین اور حکم انکا کیا ہے اور بعد تنبیہ صحت پر اصرار جائز اور تاویلات مفید ہین یا نہین بینوا توجروا الجواب قبل از بیان حکم تحقیق معنے اشعار حسب محاورہ شعرا اعتراضر و اضح معنی رقابت باصطلاح شاعران فارس وارد و مخالفت وعناد و رشک وحسد کو متضمن یا مستلزم اور دوسرے کا محبوب سے مجرد محبت رکھنا صحت اطلاق رقیب کے لیے غیر کافی ولہذا کہین انکے کلام مین ذکر اس صفت اور اسکے موصوف کا خیر وخوبی کے ساتھ نہین پایا جاتا جہان کہین لکھتے ہین سب وشتم وطعن وتشنیع وکلمات حسد ودعاہای بد وامثال اسکے کلمات کریہہ واقوال قطیعہ سے یاد کرتے ہین اور اولاد ووالدین کو نہ رقیب کہین نہ انکی نسبت الفاظ مذکورہ لکھین پس جناب باری جل شانہ وعظم برہانہ کو اپنے سے یہ نسبت قرار دینا گویا یہ کہنا ہے کہ العیاذ باللہ تعالی اس شخص کا مخالف اور اس سے رشک وحسد رکھتا ہے شعر اول مین صراحۃً ادعاے رقابت ہے پس باعتبار معنی متبادر ومحاورات شعرا اسکے کلام بیہودہ ومخالف شریعت مطہرہ ہونے مین کیا شبہہ شعر ثانی مین اگرچہ اس صریح دعوے سے احتراز اور جناب باری کو اپنا رقیب قرار دینے سے انکار ہو مگر طریقہ احتراز یہ ہے کہ عشق حضور مین خوف رقابت خدا تسلیم کرکے راسا عشق ومحبت کے نام لینے سے منع کرتا اور باز رکھتا ہے اور یہ امر بھی بوجوہ مخالفت شریعت غرا ہے اولا اگر علی سبیل التنزل معنی شعر یہی قرار دیے جاوین کہ عشق حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مین رقابت باری کا ایک وہم واحتمال ہے تاہم اس نسبت کے ایہام مین ایہام رشک وحسد پیدا کرنے کا محصل ظاہر کلام یہ ہے کہ عشق ومحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لینا چاہیے مبادا خدای تعالی مخالف ہوجائے اور معاذ اللہ رشک وحسد پیش آوے

پر ظاہر کہ حضرت قدوس سبحانہ میں عیوب ونقائص کا وہم واحتمال بھی گستاخی وسوء ادب سے خالی نہیں ثانیا محبت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ گمان فاسد کرنا اور اُنکے نام لینے سے باز رکھنا سفاہت بر سفاہت اور شرعا از قبیل یاوہ گوئی و ہذیانات ہے وہ بالا ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل ایمان وموجب رضائے رحمن ہے بندہ کو جسقدر اُس جناب سے عشق ومحبت زیادہ ہو اسی قدر ایمان کامل اور حضرت معبود سے نزدیکی وقرب زیادہ حضور خود ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین یعنے تم میں کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جبتک مجھے اپنے باپ اور اولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ دوست نہ رکھے دوسری روایت سے ثابت ہے کہ جبتک حضور کو اپنی جان سے زیادہ نہ چاہے گا کمال ایمان نہ پائے گا نہ کہ العیاذ باللہ عشق جناب کے نام لینے سے مخالفت الٰہی اور اُس جانب سے رشک وحسد کا گمان ہو جیسا کہ ظاہر شعر ثانی سے متوشح ہے پس بلاریب دونوں شعر خلاف شریعت بیضا اور سخت بیہودہ و بیجا ہیں مگر پہلا دوسرے سے قبیح تر کہ اُس میں کھلا کھلا ادعاے رقابت ہے اہل اسلام کو امثال اس کلام سے احتراز لازم اور تاویلات وتصرفات اس حکم سے نجات نہ دینگے کہ ایسا لفظ کہنا کہ جسکے معنی متبادر میں جناب باری یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ادنی گستاخی و دیگر قبائح شرعیہ پائے جائیں بلکہ اُسکا مجرد احتمال ہی ہو طریق ادب کے خلاف اور شرعا بیجا اور بعد تنبیہ اُس پر اصرار کرنا اور ویسے لفظ کہنا اور زیادہ برا ہے ہذا ما عندی والعلم بالحق عند واہب العلوم عالم کل سر مکتوم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمد المصطفی [احمد رضا خان ولد مولوی نقی علیخان] صلی اللہ علی الہ اجمعین محمد نقی علی عفی عنہ [مولوی نقی علیخان ولد مولوی رضا علیخان] جواب مذکور درست وصواب ور حضرت مجیب مستحق اجر وثواب ہیں اسی واسطے کہ از دیاد محبت قلبی اور غلبہ شوق وعشق ولی سلامتہ جناب سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اصل مدار ایمان ہے جسقدر اس میں کمی ہے اُسی قدر ایمان کا نقصان ہے اور انکار اس وصف کمال کا اور نام لینا اُسکا زبان سے بھی نہایت قبیح مقتضاے واما بہشت معشوق کے ہر دو شعر اردو میں جو بحوف نکلے مضمون رقابت کے حضرت کے عشق کے نام لینے سے علاقہ گویا دالہ ہے باعتبار معنی ظاہر متبادر کے ضلالت وجہالت نا مستحسن ہے اور شعر فارسی بھی باعتبار معنی متبادر قبیح و مستہجن ہے ایسے بیجا مضامین گو شعرا کے نزدیک نہایت

ہون اور عقلا ہذیان نہون مگر شرعاً نہایت بیجا ہین اور مقام نعت شریف مین کہ نہایت جا سے
ادب ہی استدلال کلام ایمہ شریعت سے لازم ہی استشہاد اقوال و اشعار شعرا سے بے قید سے نازیبا ہے
البتہ جبتک قائل کا اعتقاد معنی متبادر پر بغیر تاویل کے ثابت نہو حکم کفر قطعی کا نسبت شخص معین کے
جائز نہین اور اگر اصرار و التزام اُس شئے فاسد کا قائل کو ہو تو البتہ اس مین خوف نقصان ایمان
کا ہے اور تاویل و توجیہ خلاف ظاہر گو کفر سے مانع ہی مگر پھر بھی ممنوع ہونا تفوہ ایسے مضمون کا
برقرار ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب حررہ الفقیر عبد القادر القادری عفی عنہ
فی الواقع ایسے کلمات جناب باری جل جلالہ کے حق مین بڑی بے ادبی کے موجب ہین بلکہ
اصرار اس پر موجب تعزیر ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن
ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی] جامع الفتاوی کے کتا ہو کہ ایسے اشعار اگر
غلبہ محبت سے کہے ہین تو موجب تعزیر یا لائق سرزنش نہین ہین استعارات و تشبیہات اور مجازات
کا استعمال اشعار مین بہت ہوتا ہی اور جب ایک لفظ مختلف معنی مجازی کی محتمل ہو تو شان اسلام
مین سے اُسی معنی کی تخصیص کردے گی جو منافی عقائد قائل نہون بحسب اسکی انبت الربیع البقل
کے تحت مین کتب معانی و بیان مین مشرح ہی تو اب ان اشعار کے معانی ایسے لینا جو شان اسلام
کے خلاف ہون ناروا ہوگا نہ یہ کہ ایسے اشعار کا کہنا ناجائز ہوگا ورنہ انبت الربیع البقل کے
تا تعدد محاورات ترک کرنا پڑین گے۔ مانا کہ رقیب دشمن کی جگہ اور مخالف کے اوپر بولا جاتا ہی
ساتھ ہی اسکے ہم خیال اور ہم مذاق اور ایک شخص کے مختلف عشاق پر بھی اطلاق ہوتا ہی اور محبوب
ابسا اپنے محبوب کے کثرت عشاق ہونے کو پسند کرتا ہی جو ذوق محبت رکھتے ہین اُن پر یہ امر ظاہر
ہی پس کیون نہ شعر فارسی سے مقصود اتباع سنت ہو اور شعر اُردو مین تادب کا پہلو ملحوظ
رکھنے اور اپنی محبت کی تحقیر کے خیال کرنے کا نہو جو شان اہل ایمان کے موافق ہی اور لفظ رقابت
سے بھی سمجھا جاتا ہی واللہ اعلم ۱۳۱۵ سوال ۱۴۶ چہ می فرمایند علماے دین و مفتیان شرع متین در تبرکات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از قدم شریف و ردا و قمیص و موی مبارک کہ کدام کدام چیز بعد وفات
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باقی بود و کجا کجا منتقل شد بینوا بالروایات توجروا عند اللہ المصوب
بود ان موی مبارک و قمیص وغیرہ تبرکات نزد مصریان ثابت ست شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ

در مدارج النبوة افاده نموده و در روایتی آمده که سر تراشید رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بعد از آن حلاق
طلبید که معمر بن عبد الله نام داشت و اشارت کرد حلاق که ابتدا به جانب راست کند و قسمت
نمود موهای را بر اصحاب هر یکی را یک تار مو تا دو تار مو نصیب رسید و موهای جانب چپ را با بوطلحه
انصاری داد و آخر ناخن انگشتان مبارک تقلیم کرد و آن را نیز بر مردان قسمت نمود و مروی از
ابو برده ابن ابو موسی اشعری که گفت بیرون آورد پیش ما و نمود ما را عائشه رضی الله عنها ازاری درشت
مرقع و گفت قبض کرده شد روح حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم در این دو جامه با این صفت
و گفت اسماء بنت ابی بکر رضی الله عنها جبه آنحضرت نزد عائشه رضی الله عنها بود و فوت کرد پس گرفتم آن را من و ما
می شوییم آن را برای بیماران برای طلب شفا و در کلاه خالد بن ولید موی چند بود از موهای
شریف صلی الله علیه وسلم تبرکا و افتاد کلاه وی در بعضی جنگ پس مضطرب گشت در
جستجوی آن تا آن که چند مسلمانان کشته شدند پس انکار کرد صحابه این فعل را بر خالد
گفت نکرده ام این را برای کلاه بلکه بجهت موهای شریف که در آن بسته بود نگاه داشتم تا ضایع
نشود و در دست مشرکان نه افتد و برکات آن از من مسلوب نگردد و مروی است که بعضی
از متروکات پیغمبر صلی الله علیه وسلم پیش عمر بن عبد العزیز بود و او آن را در خانه محفوظ نگاه
میداشت و هر روز یکباری می رفت و آنها را زیارت میکرد و گاه بود که چون بعضی از اشراف
پیش وی می آمدند آن را در آن خانه می برد و آنها را بایشان می نمود و میگفت میراث من اکرمکم
الله و اعزکم به و گویند در آن خانه سریری و بالشی از ادیم که حشو آن از لیف خرما بود و یک جفت
موزه و قطیفه و اشیای دستی و کنانه که در آن چند تیر بودند و گویند که در آن قطیفه اثر عرق سر
مبارک وی بود و مردی زحمتی عظیم داشت و شفائی نیافت از عمر بن عبد العزیز التماس نمودند
که بعضی از آن عرق بشویند او با سعوط در بینی بیمار چکانیدند بیمار شفا یافت انتهی و صاحب
مواهب اللدنیه نقل نموده است که در شهر ذیقعده سنه هشت صد و نود و نه هجری نزد یک شیخ
ابی حامد موی رسول مقبول صلی الله علیه وسلم دیده ام و ایضا من بعد ما ذکره من فضل
تمثال نعله الکریمة علیها افضل الصلوة والتسلیم و جرب من نفعها و برکتها ما
ذکره ابو جعفر احمد بن عبد المجید و کان شیخا صالحا قال حذوت هذا المثال

لبعض الطلبة فجاءني يوما فقال لي رايت البارحة من بركة صاحب هذا النعل عجبا اصاب
زوجتي وجع شديد كاد يهلكها وجعلت النعل على موضع الوجع وقلت اللهم ارني بركة
صاحب هذا النعل اصابه دعوي من الوجع الشديد فشفاها الله للحين قال ابو اسحاق قال
ابو القاسم ابن محمد ومما جرب من بركته ان من امسكه انتهى طلبا تبركا به كان امانا
من بغي البغاة وغلبة العدو وحرزا من كل شيطان مارد وعين كل حاسد وان امسكته
المرأة الحامل بيمينها وقد اشتد عليها الطلق تيسر امرها بحول الله وقوته انتهى والله اعلم
بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه احقر العلماء خادم احمد عفر الله الصمد سوال ۱۵۴ ما قولكم رحمكم الله تعالى
در آثار قدم شریف که در تمام عالم بر شهر وقصبه موجود است اعتقاد این چگونه باید داشت از آنحضرت صلی الله علیه
وسلم چگونه بصحت رسیده که نقش قدم شریف در حجر اثر کرده وبعد ازان منتقل شده کجا رسیده ودر عهد
صحابه وتابعین کجا مانده حالا بکجا انکار ازهمان تبرکات است چگونه تعظیم وتکریمش کرده آید بینوا
توجروا هو الموفق بودن اثر قدم شریف در مقام ابراهیم واثر حافر بغله شریف در مسجد بنی معاویه
اندرون مدینه بحد تواتر رسیده شیخ عبد الحق دهلوی در مدارج النبوة افاده نموده واز انجمله است
که چون بر سنگ میرفت فرو میرفت هر دو پای وے در آن چنانکه در مقام ابراهیم متواتر است
واثر مرفقین آنحضرت در سنگ دیگر مشهور است واثر حافر بغله شریف در مسجد بنی معاویه در مدینه
واقع است انتهی ودیگر جاها که اثر قدم شریف مردمان مشهور ساخته اند اگر بپایه تصدیق برسد او را
تبرک شمارد واز و برکت گیرد بایں طور که او را مس ساخته هر دو دست را بر دو چشم مالد شیخ عبد الحق
دهلوی در مدارج النبوة رقم فرموده دیده ابن عمر رض که نهاد دست خود را بجای نشستگاه آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بعد ازان دست را بر روی خود مالید انتهی آری چنین تعظیم وتکریم نباید کرد بپایه پرستش که
رسانند اعاذنا الله منه والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه احقر العلماء خادم احمد عفر الله الصمد
۵۵ سوال ۲۳۹ ایسے موئے مبارک کی زیارت کی نسبت اور ایسی محفل زیارت میں شرکت کی
بابت جو بغیر اسناد صحیح کے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کی طرف منسوب کی جاتی ہو حالانکہ ایسی محفلوں
میں بعض منہیات شرعیہ اور بدعات سیئہ کا ارتکاب بھی کیا جاتا ہو نیز شب زیارت کو بہت سے
چراغان روشن کیے جاتے ہیں نوبت وشہنائی نوبت بہ نوبت بجائی جاتی ہو [illegible]

راگ بھی مع مزامیر وغیرہ ہوتا ہے غرضکہ جملہ رسومات شادی اُس محفل زیارت مین ادا ہوتے ہین اور اسباب
عیش وطرب مہیا کیے جاتے ہین صبح روز زیارت کو بالیدہ پر آنحضرت کی شرح پر فتوح پر فاتحہ مرسومہ کرنا
بھی واجبات سے خیال کیا جاتا ہے اور نیز ارشاد ہو کہ شیفتگان موی مبارک اکثر نقد وجنس بطور نذر
ونیاز کے موے مبارک پر چڑھاتے ہین اُسکا لینا کیسا ہے اور کسکو لینا چاہیے اور کسی قدر اراضی
وغیرہ بطور اعانت عرس موے مبارک کی سلاطین اہل اسلام کے عہد سے معاف چلی آتی ہے اُس پر
خوادمان موے مبارک کا متصرف ہونا اور اُس مین سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا نفقہ چلانا شرعاً کیسا
ہے بینوا توجروا **الجواب** جاننا چاہیے ہر مسلمان کو کہ جن چیزون کو ذات بابرکات حضرت رسول الثقلین
سیدنا ومولانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی قسم کا علاقہ ہے خواہ وہ موی مبارک ہو خواہ جبہ مبارک ہو
خواہ نعلین پاک ہون خواہ اور کوئی چیز ہو کہ جسکو آنحضرت نے مس فرمایا ہو اور کسی طرح سے اُسکو شرف
پیدا ہوا ہو ایسی تمام چیزون کی تعظیم کرنا اور اُنسے برکت حاصل کرنا نشان کمال ایمانی اور دلیل غایت
محبت نبوی ہے اور جملہ آثار نبی پر جان نثار کرنا ایک عمدہ علامت علامتہاے اسلام سے ہے اس
باب مین کسی عاشق جناب نبوی کو کلام اور کسی اہل ایمان کو اس سے انکار کی مجال نہین ہے اور اس مین
شبہہ نہین ہو سکتا کہ ایسے آثار ومشاہد کی تعظیم وتکریم اور اُنسے برکت حاصل کرنا دراصل تعظیم و
تکریم جناب احمدی کی ہے جو راس الایمان ہے اور ثبوت اسکا اکثر احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کرام سے ہوتا
ہے چنانچہ موے مبارک کی تعظیم اور برکت حاصل کرنیکی نسبت عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے
روایت ہے ارسلنی اھلی الی ام سلمۃ بقدح من ماء وکان اذا اصاب الانسان عین او شئ بعث
الیہا مخضبۃ فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ
فخضخضتہ لہ فشرب منہ قال فاطلعت فی الجلجل فرایت شعرات حمراء رواہ البخاری
ترجمہ عثمان بن عبد اللہ بن موہب فرماتے ہین کہ بھیجا مجکو میرے گھر والون نے حضرت ام سلمہ رض کے
پاس ایک پیالہ پانی کا لیکر اور عادت سب کی یہ تھی کہ جب کسی آدمی کو نظر لگتی یا اور کچھ بیماری ہوتی تو وہ حضرت
ام سلمہ کے پاس پانی کا پیالہ بھیجا کرتا پس ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موے مبارک نکالتین اور
اُسکو ایک چاندی کی ڈبیہ مین رکھا کرتی تھین پس وہ موے مبارک اُسی پانی مین ڈال کر ہلا دیا
کرتی تھین اور وہ اُسکو پی لیا کرتا تھا پس مین نے جہانک کر ڈبیا مین دیکھا تو اُس مین چند بال سرخ تھے

سرخ رنگ کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور جبہ مبارک کی تعظیم اور اس سے برکت حاصل کرنے کی نسبت حضرت اسما بنت ابی بکر ہمشیرہ خاص حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت ہوا انہا اخرجت جبة طیالسة کسروانیة لہا لبنة دیباج وفرجیہا مکفوفین بالدیباج وقالت ہذہ جبة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت عند عائشة فلما قبضت قبضتہا وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یلبسہا فنحن نغسلہا للمرضی نستشفی بہا رواہ مسلم ترجمہ حضرت اسما بنت ابی بکر سے روایت ہی کہ انہون نے نکالا ایک جبہ طیلسان کا کسرانی کہ اس مین گریبان ریشمی سنجاف تھے اور دونون چاکون پر اسکے ریشمی سنجاف تھے اور کہا کہ یہ جبہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ کے پاس رکھا تھا پس جب عائشہ نے انتقال کیا تو یہ جبہ مین نے لے لیا اسکو آنحضرت پہنا کرتے تھے اور اب ہم دھو کر مریضون کو پلاتے ہین کہ اسکی برکت سے شفا حاصل کرین اور اس سے پوشیدہ نہ رہے کہ ثابت ہوا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اپنے آثار مبارک کو تبرکا اورونکو عطا فرمایا ہو اور بطریق تبرک اسکا استعمال کرایا ہی چنانچہ باب حجة الوداع مین حضرت انس رض سے مروی ہی قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی منی فاتی الجمرة فرماہا ثم اتی منزلہ بمنی ونحر نسکہ ثم دعا بالحلاق وناول الحالق شقہ الایمن فحلقہ ثم دعا ابا طلحة الانصاری فاعطاہ ایاہ ثم ناول الشق الایسر فقال احلق فحلقہ فاعطاہ ابا طلحة فقال اقسمہ بین الناس رواہ الشیخان ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آئے منا مین پس جمرہ کی جگہ آکر رمی کی پھر آپ اپنے قیامگاہ میں مراجعت فرما کر قربانی کی پھر حجام کو بلا کر جانب یمین سر مبارک اسکے طرف کی اسنے حلق کیا پھر ابو طلحہ انصاری کو بلا کر وہ موے مبارک دیدیے پھر حلاق کو دوسری شق بیسار کی دی اور فرمایا کہ حلق کر چنانچہ اسنے حلق کیا تو فرمایا ابو طلحہ کو دیکر کہ یہ سب کو بانٹ دے اور ایسے ہی مروی ہی حضرت ام عطیہ رض سے حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل اور تکفین کے قصہ مین انہا قالت فالقی حقوہ فقال اشعرنہا ایاہ ترجمہ حضرت ام عطیہ فرماتی ہین کہ حضرت نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینکا اور فرمایا کہ اس کپڑے کو سب کپڑون سے پہلے پہنا کر کفن دو یعنی اسکو بدن سے متصل رکھو اور یہ حدیث دلیل ہی برکت حاصل کرنے مین صلحا کے آثار سے چنانچہ صاحب لمعات نے اسکے تحت مین افادہ فرمایا ہی وہذا الحدیث اصل فی التبرک بآثار الصالحین ولباسہم الخ ترجمہ یہ حدیث اصل ہے

افادہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ حاصل کرنے برکت کے ساتھ آثار صلحا اور لباس انکے کے اور
اسی طرح جن چیزوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مس فرمایا اسکی برکت ثابت ہے چنانچہ حضرت کبشہ
روایت فرماتی ہیں قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فشرب من ماء فی قربۃ
معلقۃ قائما فقمت الی فیھا فقطعتھا ترجمہ حضرت کبشہ روایت فرماتی ہیں کہ آنحضرت ہمارے گھر
آئے اور ایک مشکیزہ لٹکتا تھا اسکو منہ سے لگا کر آپ نے پانی پیا پس میں نے اس مشکیزے کے
دہانے کو تراش رکھا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا میں افادہ فرمایا ہے ومن اعظامہ
اعظام جمیع اسبابہ واکرام مشاھدہ وامکنتہ من مکۃ والمدینۃ ومعاھدہ وما لمسہ علیہ
الصلوۃ والسلام وایضا قال کانت فی قلنسوۃ خالد بن الولید شعرات من شعرہ صلی اللہ
علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیھا شدۃ انکر علیہ اصحابہ
کثرۃ من قتل فیھا فقال لم افعلھا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتھا وتقع فی ایدی المشرکین الخ
ترجمہ اور قاضی عیاض نے کہا کہ منجملہ تعظیم آنحضرت کے تعظیم ہے آپ کے تمام اسباب کی اور بزرگی آپ کے
تشریف لانے کے مقامات اور مکانوں کی کہ مکہ میں ہوں یا مدینہ میں اور آپ کے عبادت کرنے کے
مقامات اور جن چیزوں کو آپ نے ہاتھ لگایا ہو یا مس ہو جو اسکی آپ پر اور سلام اور نیز کہا عیاض نے
کہ حضرت خالد کے ٹوپی میں چند موئے مبارک آنحضرت کے تھے پس گر گئی ٹوپی انکی ایک لڑائی میں
پس دوڑے اس ٹوپی کے واسطے کہ اس موقع پر انکے ساتھیوں نے ناپسند کیا اس جگہ کے قتل و
قتال کے اندیشہ سے تو حضرت نے فرمایا کہ میں کچھ اس ٹوپی کے لیے نہیں گھبرایا تھا بلکہ اس لیے کہ اس
میں آنحضرت کے موئے مبارک تھے مجھکو اندیشہ ہوا کہ مبادا وہ مشرکین کے ہاتھ لگے اور میں اسکی
برکت سے محروم ہو جاؤں ایضا قال القاضی وحکی عن عبد الرحمن السلمی عن احمد بن فضلویہ
الزاھد وکان من الغزاۃ الرماۃ انہ قال ما مست القوس بیدی الا علی طھارۃ منذ
بلغنی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ القوس بیدہ الخ ترجمہ اور نیز کہا قاضی نے کہ مروی
ہے عبد الرحمن سلمی سے وہ روایت کرتے ہیں احمد بن فضلویہ زاہد سے اور وہ منجملہ غازیوں تیر اندازوں کے
تھے تو انہوں نے کہا کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے کہ کمان کو آنحضرت نے دست مبارک سے چھوا

اُسوقت سے مینے اُسکو کبھی بے وضو نہین چھوا وایضا قال رأی ابن عمر واضعا یدہ علی مقعد النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی جبہتہ الخ ترجمہ اور کہا قاضی نے کہ
ابن عمر کو لوگون نے دیکھا کہ جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھتے تھے اُس جگہہ ہاتھ لگا کر پیشانی
مس فرماتے تھے پس ان تمام احادیث و روایات سے اہل ایمان کی نظر مین بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ
جملہ آثار و مشاہد نبوی سے برکت حاصل کرنا اور اُنکی تعظیم کرنا عمدہ نعماے الٰہی سے ہی اور اس قسم کی برکت
اور تعظیم کا ثبوت خود آنحضرت و صحابہ کرام کے افعال مبارک سے ظاہر ہوتا ہی لیکن مسلمان کو چاہیے کہ
وہ اس بات پر نظر کرے کہ جس طرح ان احادیث سے آثار نبوی کی برکت و تعظیم کا ثبوت ہوتا ہی اُسیطرح
تعظیم و برکت حاصل کرنے کا طریقہ بھی انھین احادیث سے ثابت ہوتا ہی پس جس طرح وہ شخص جو منکر
برکت آثار نبوی ہو بددین گنہگار ہی اسی طرح وہ شخص جو خلاف طرق مرویہ حدیث کے کوئی نیا طریقہ
تعظیم کا اپنی طرف سے اختراع کرے وہ مبتدع اور مخالف سنت کہا جاویگا اس لیے کہ مخالفت سنت
مین دونون برابر ہین اور یہ اُس صورت مین ہی جبکہ اُس طریقہ مخترعہ مین کوئی امر خاص حرام شرعی
اور محرمات یقینیہ سے شامل نہو اور اگر اُس طریقہ مخترعہ مین کوئی امر محرمات شرعیہ سے بھی شامل کیا جاوے
تو ایسی حالت مین دو نقصان ہونگے ایک تو طریق خاص کا احداث اور دوسرے محرمات شرعیہ کا
ارتکاب اور ان دونون باتون کا حکم یہ ہی کہ اسکا مرتکب غیر مستحل فاسق اور مستحل کافر ہی دوسرے اس
بات پر نظر رکھنی چاہیے کہ جو تعظیم اور برکت آنحضرت کے آثار کے واسطے ثابت ہی وہ آنحضرت ہی کے
آثار کے ساتھ مخصوص اور دوسرے کے آثار کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو آنحضرت کے آثار کے ساتھ
مخصوص ہی حرام ہی پس ضرور ہوا کہ جب کسی خاص جبہ اور خاص لباس اور خاص ... کی نسبت یہ دعویٰ
کیا جاوے کہ یہ آنحضرت کے آثار ہین تو اول اس بات کا یقین حاصل کیا جاوے کہ یہ آثار آنحضرت ہی کے
آثار ہین یا دوسرے شخص کے ہین جنکو آنحضرت کی طرف طمع سے منسوب کردیا ہی تاکہ اس یقین سے
آثار کے ساتھ آنحضرت کے آثار کا سا برتاؤ لازم نہ آوے اور اس قسم کے یقین کا حصول
بغیر اس طریقہ کے متعذر ہی جسکو ہمارے محدثین رحمہم اللہ نے روایت حدیث مین اختیار کیا ہی
اثبات آثار نبوی بھی حدیث عن رسول اللہ ہی اور حدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین یہی طریقہ
مسلوک ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ جہان آثار کا ثبوت ایسے طرق روایت پر موقوف ہو تو اسکو

وہ بھی صحت اسناد اور عدم صحت اسناد پر موقوف ہوگی اور جس صورت میں اسکے واسطے سند ضعیف
بھی میسر نہو تو صرف عقیدہ جاہلوں کے عرف زمانہ کے سبب اسکو ثابت کرسکتے ہیں جس خلاصہ کلام یہ ہو اگر بلا شبہ
تعظیم آثار نبوی علامات ایمانی میں سے ہو جسکا ثبوت احادیث صحیحہ سے ہوتا ہو لیکن وہ تعظیم اور تبرک
منحصر ہے انہیں طرق میں جو احادیث سے ثابت ہیں اور یہ تعظیم فرع ہو اس بات کی کہ ان آثار و تبرکات
کا انتساب آنحضرت صلعم کی ذات پاک کی طرف صحیح ہو اور صحت انتساب موقوف ہے صحت روایت پر لیکن جو آثار
بصحت روایت ثابت ہیں بلا شبہ انکی تعظیم صحابہ کرام کی طریقہ پر واجب کرنی چاہیے اور انسے برکت
حاصل کرنے میں کوئی شبہ نہیں اور جو بصحت روایت ثابت نہیں ہیں انکے ساتھ بلا تحقیق وہ معاملہ کرنا
جو آنحضرت صلعم کے آثار کے ساتھ کرنا چاہیے ایسا ہے جیسا کہ بلا سند کے کلام کو حدیث کہنا اور اس پر عمل
کرنا جسکی نسبت سخت وعید وارد ہے قال ابن عباس قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا
الحدیث عنی الا ما علمتم فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی
ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ تم میری طرف کسی بات کے منسوب کرنے
سے خوف خدا کرو اور بغیر تحقیق کے مجھسے کوئی روایت مت کرو کیونکہ جو مجھپر جھوٹ باندھے جان بوجھکر
وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں کرلے لیس واجب ہے ہر مسلمان پر یہ بات کہ جبتک اسکو اس بات کا علم نہو
کہ جس امر کی نسبت آنحضرت صلعم کی طرف کیجاتی ہے وہ نسبت صحیح ہے یا نہیں اسوقت تک اسکی روایت نکرے اور
جب روایت جائز نہیں تو عمل بطریق اولی جائز نہوگا البتہ ایسی صورت میں احتیاط کا مقتضے یہ ہے کہ
جب کوئی شئے آنحضرت صلعم کی طرف دعوے کیساتھ منسوب کی جاوے تو قبل تحقیق کے جیسا اس کا
اقرار جائز نہیں ہے انکار پر بھی اصرار نکرے بلکہ سکوت کرے چنانچہ ایسی صورت میں حدیث نبوی سے بھی
توقف ثابت ہوتا ہے صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کے تحت میں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تصدقوا اهل الکتاب ولا تکذبوهم وقولوا آمنا باللہ وما انزل الینا الآیۃ رواہ البخاری
ترجمہ مت تصدیق کرو تم اہل کتاب کی اور نہ تکذیب کرو انکی اور کہو تم کہ ایمان لائے ہم اللہ پر اور اس چیز پر جو ہمپر
اتاری گئی روایت کیا اسکو بخاری نے لکھا ہے لا تصدقوا اهل الکتاب ای فیما لم تبین لکم صدقہ
لاحتمال ان یکون کذبا لظاهر من احوالهم قولہ ولا تکذبوهم ای فیما حدثوا من
التوراة والانجیل ولم یتبین لکم کذبہ لاحتمال ان یکون صدقا [illegible]

الکتاب قد یصدق وفیہا اشارۃ الی التوقف فیما استشکل من الامور والعلوم الخ غرض کہ جس
طرح ایسے مواقع پر بھی توقف کا طریقہ اسلم ہے جیسے تصدیق کرو اہل کتاب کی یعنی اس بات میں جسکی سچائی
ہم کو تصدیق نہیں ہوئی واسطے احتمال اس بات کے کہ شاید وہ جھوٹ ہو اس لیے کہ انکا ظاہر حال جھوٹ
کو مقتضی ہے اور نہ تکذیب کرو انکی ان باتوں میں جو توراۃ اور انجیل سے روایت کرتے ہیں تاکہ
انکی تکذیب ظاہر نہ ہو جاوے اسلیے کہ شاید وہ سچے ہوں کیونکہ ان کے دعوے صحیحہ بھی کبھی ہوتا
ہے کبھی سچ بول دیتا ہے اور اس میں اشارہ ہے اس بات کا کہ جو امر مشتبہ ہو اس اعتقاد اور یقین کے باب
میں سے تو اس میں توقف چاہیے الخ پس جب تمام امور کو ظاہر ہو چکے تو ایسے سائل کو یوں کہنا
چاہیے کہ جو لوگ موئے مبارک آنحضرت کی زیارت علی الہیئۃ مذکورہ سوال کیا کرتے ہیں [illegible]
اور [illegible] کے پابند ہیں دیکھو روایت مذکورہ بالا [illegible] جب موئے مبارک کا پانی مریض کے
واسطے حضرت ام سلمہ سے طلب کیا تو آنحضرت نے [illegible] اور قرآن خوانی نہیں کرائی
ترتیب مجلس اور تعیین وقت اور تاریخ نہیں کیا اور کسی قسم کے [illegible] عناصر سے آپ کی تعیین نہیں
فرمایا بلکہ اسکی برکت کو ہر حالت میں قابل اعتقاد [illegible] اس صورت کے سائل [illegible]
[illegible] تعیین ماہ و یوم و تاریخ کو امر ضروری اور موثر فی ازدیاد الثواب [illegible] کیا [illegible] سنت
میں کچھ بھی اصل نہیں ہے اور [illegible] اور اعتقاد [illegible] خاصہ کو لابدی [illegible] لیا ہے اور اس میں تو بہت سا
نقارہ و جلوس امیر [illegible] کیے جاتے ہیں جو سراسر افعال شیاطین سے ہیں [illegible] موئے مبارک [illegible]
زیر [illegible] کیا جاتا ہے اور بطور تبرک کے تقسیم [illegible] الا کہ اس سے انقطاع [illegible] ہو غرض [illegible] ہیں
حالانکہ ایسے رنگ بالاتفاق حرام ہیں پس برکت حاصل کرنا جو غایۃ الامر مستحب ثابت ہوگی باعث ہوئی
ہے ایسے محرمات شرعیہ کی ارتکاب کی جن سے اجتناب واجب ہے اور فقہا نے [illegible] امر مستحب کے ارتکاب
سے ترک واجب لازم آوے اس مستحب کا ترک واجب ہے پس اس صورت میں ہرگز شریعت غرا [illegible]
اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ایسے بدعات کے ساتھ اس امر مستحب کا ارتکاب صحیح ہو اور لیکن استحباب
اسکا بھی اس صورت میں مسلم ہے جبکہ یہ بخوبی ثابت ہو جاوے کہ فی الواقع یہ موئے مبارک آنحضرت ہی کا
ہے اور اگر یہ امر پایۂ ثبوت کو نہ پہونچے تو ایسے جلسہ میں بقصد تبرک حاضر ہونا بھی جائز نہیں ہے اور جو لوگ نذر
مانتے ہیں موئے مبارک کی اور اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں وہ حرام ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور عبادت

لغیر اللہ حرام ہی اور ظاہر ہی کہ یہ نذر لغیر اللہ ہی لیس یہ حرام ہی چنانچہ لکھا ہی صاحب بحر الرائق نے والنذر للمخلوق
لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا یکون للمخلوق یعنی نذر مخلوق کی ناجائز ہی اس لیے کہ وہ عبادت
ہی اور عبادت کسی مخلوق کے لیے نہین ہوتی الخ اور جس طرح یہ فعل حرام ہی اسی طرح اس قسم کے چڑھاوے کا
لینا اور اُسکا کھانا اور اپنے صرف مین لانا بھی حرام ہی اور ایسی نذر منعقد نہین ہوتی اور ذمہ پر اُسکا ادا
واجب نہین ہوتا چنانچہ اسی بحر الرائق مین ہی الاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل
الذمۃ بہ وانہ حرام بل سحت ولا یجوز للخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من
الوجوہ الخ ترجمہ یعنی اس بات پر اجماع ہی کہ نذر مخلوق کی حرام ہی اور وہ نذر منعقد بھی نہین ہوتی اور ذمے
پر اُسکا وجوب نہین ہوتا اور مجاورون کو اُسکا لینا اور کھانا اور کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہین ہی اور
جو اوقاف موے مبارک کے خادم کے واسطے مقرر ہین اگر وہ اوقاف اس غرض سے مقرر کیے
گئے ہین کہ وہ تمام بدعات و شرکیات جو سوال مین مذکور ہین اس وقف کے ذریعہ سے رائج
کیے جاوین اور ایسے بدعات مین ان اوقاف سے صرف کیا جاوے تو فی نفسہ یہ وقف ہی باطل ہے
اور اُسکا واقف گنہگار ہی کیونکہ منجملہ شرائط صحت وقف کے ایک یہ شرط ہی کہ وہ کام جسکے لیے وقف
کیا ہی فی نفسہ قربت اور عبادت معلوم فی الدین ہو اور ظاہر ہی کہ یہ امور نعوذ باللہ منہا عبادت نہین ہین
چنانچہ عالمگیریہ مین ہی ومنہا ای من شرائط صحتہ ان یکون قربۃ فی ذاتہ وعند التصرف الخ
ترجمہ اور منجملہ شرائط کے ایک یہ شرط ہی کہ وہ امر فی نفسہ قربت ہو اور وقت تصرف کے الخ اور اگر
اُسنے صرف یہ نیت کی ہی کہ جو فقرا و مساکین یہان حاضر ہون اُن پر صرف کیا جاوے اور جو شخص اُس کے
متولی ہون وہ بھی بقدر حاجت اسمین سے لیا کرین تو وقف صحیح ہی اور بقدر حاجت خود لینا اور باقی فقرا پر صرف کرنا
حلال ہی واللہ اعلم کتبہ العبد الذلیل محمد اسمٰعیل (محمد اسمٰعیل) اجاد من اجاب … فی الواقع برکت لینا ایسی
چیزون سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے باثبات صحیح بطریق صحیح منسوب ہین جائز و مستحسن ہی لیکن ایسے
تکلفات … جنکو سائل نے ذکر کیا بوجہ اشتمال ان کے بدعات مستقبحہ اور افعال محرمہ پر شرکیہ ہونا
جائز نہین ہی اور نیز ایسے آثار سے جنکا انتساب بطریق صحیح ثابت نہین ہی برکت لینا جائز ہی اور جو اشیا
خدام کو … موے مبارک پر چڑھاتے ہین اُنکا لینا بوجہ اسکے منذور لغیر اللہ ہونے کے نہین جائز ہے
… الی بتفصیل رائق وھو فیہ مصیب واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات …

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی جامع الفتاوی کہتا ہی کہ اس نذر کا بھی موافق اور نذور کے حکم ہی جس کی تفصیل اپنے محل پر ہوگی یہان اسی قدر سمجھنا چاہیے کہ اگر ناذر کی نیت یہ ہو کہ اشیا چڑھائی ہوئے مالک آثار اپنے تصرف مین لائے اور اسکا ثواب اسکو خدا دے تو کوئی وجہ عدم جواز کی نہین واللہ اعلم ۸۵۶ سوال ۴۶ بنانا صورت وشبیہ روضہ مقدسہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بطرز عمارت کے اس زمانے مین واسطے حصول ثواب زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست وجائز ہی یا نہین ہو المصوب بنانا صورت وشبیہ روضہ مقدسہ کا واسطے حصول ثواب کے داخل بدعات ہی اور شرعاً ناجائز ہی اولاً اس وجہ سے کہ زمانہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین مین باوجود تحقق ضرورت کے یہ صورت نہین پائی گئی صدہا علما ان زمانون مین مشتاق زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہتے تھے اور بعض صحابہ مثل ابن عمر وغیرہ کے بارہا قبر شریف کے پاس حاضر ہو کے زیارت کا ثواب حاصل کرتے تھے باین ہمہ کسی شخص سے ان حضرات سے منقول نہین کہ انھون نے اپنے شہر یا مکان مین نقشہ یا صورت قبر شریف یا حجرہ شریفہ بنا کے حصول ثواب زیارت کا قصد کیا ہو یا ایسی صورت کے جواز کا فتوی دیا ہو اور جس چیز کی ضرورت قرون ثلثہ متبرکہ مین ہو اور باوجود اسکے پھر اسکی طرف توجہ قولاً یا فعلاً نہوئی ہو وہ بدعت سیئہ ہی اور بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار غیر مشروع ہی ثانیاً اس وجہ سے کہ کسی شے متبرک کی شبیہ وصورت پر حکم اس شے کا دینا اور اس سے طلب حصول ثواب کا کرنا امر باطل ہی اور یہ گمان کرنا کہ جس طرح اصل کی تعظیم وتکریم سے ہمکو ثواب حاصل ہوتا ہی تعظیم نقل وشبیہ سے بھی ثواب حاصل ہوتا ہی گمراہی ہی جیسا کہ رسالۃ الاسلمی مین ہی من الاوہام تقرر حکم الشی لشبیہہ وہذا الوہم قد اضل عبدۃ الاصنام من طریق الصواب واوقعہم فی بادیۃ الجہل الذی انتہی بنا علیہ تشبیہ وصورت روضہ مقدسہ کا بطرز عمارت کے بنانا اور اس سے طلب حصول ثواب زیارت کرنا امر لغو وباطل ہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ہو المجیب بلقبہ ابو الحیش محمد عبدی عفی عنہ الہادی ۸۵۷ سوال ۸ چہ میفرمایند علمای دین اندرین صورت کہ مردمانیکہ برای گرفتن ... مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقب زدہ بودند کسان مذکورہ کافر بودند یا مسلمان ونقب از شہر زدہ بودند یا از بیرون شہر ہو المصوب ہر دو کسان نصرانی بودند کہ نصاری آن را باموال جزیلہ در لباس حجاج مشارب بمدینہ فرستادہ بودند تا در حجرہ شریفہ نقب زدہ باجسد مبارک

حضرت سرور کائنات گرفته اند تا بیند و مکانیکه از آنجا نقب داده بودند قریب حجرهٔ شریفه است و آن مکان
الآن در جانب شرقی حجره خواب افتاده است و این قصه در سنهٔ سبع وخمسین وخمسمائه وقوع یافته پس
در آن زمانیکه سلطان نور الدین شهید محمود بن زنگی بادشاه بود و او در خواب حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم
از این ماجرا اطلاع فرمود او همان وقت به راه طی بسیار شده در شانزدهم روز از شام بمدینه قدوم آورده بهم
دو آن بیسعادت را گردن زده کذا ذکره المحقق الدهلوی فی جذب القلوب الی دیار المحبوب والله اعلم
بالصواب والیه المرجع والمآب حرره العبد المعتصم بحبل الله الصمد سوال ۱۵۷ کیا فرماتے ہیں علمائے
دین اس مسئلہ میں کہ آیا حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم باہمہ صفات الٰہی موصوف ہیں کیا آپ کو علم
اولین و آخرین ہے یہاں تک کہ روح کیا چیز ہے اور قیامت کب ہوگی وغیرہ خدائے تعالیٰ نے حضرت کو ہیں
یا اور کسی وقت میں عطا کر دیا ہے بینوا توجروا ہو المصوب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
متصف تمام صفات الوہیت سے ہرگز نہیں ہاں علم ماکان و مایکون حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کر دیا گیا
تھا اور علم روح و قیامت میں اختلاف ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۵۹
سوال ۱۵۸ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کیا مصنف تقویۃ الایمان نے توہین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور شرعاً اس کے لیے کیا حکم ہے ہو المصوب تقویۃ الایمان میں بے شبہ توہین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ سوال ۱۵۹
جنگ احد کدام سال و ماہ واقع گشتہ و حضرت امیر حمزہ علیہ السلام کدام روز و ماہ و سال شہادت یافتند
بینوا توجروا ہو الموفق غزوہ احد در سال سوم از ہجرت در ماہ شوال در یازدہ شب یا ہفت شب که گذشته
بود واقع شد و بعضی در نصف شوال گفته و حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ در ہمان سال و ماہ روز
یکشنبه بتاریخ پانزدهم شهادت یافتند و مدفن شان در موضعی نزدیک احد گردیده و قاتل وحشی بود
[illegible] واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر له الله الاحد ۲۴ رجب یوم پنجشنبه سنه ۱۲۸۵ ہجری
سوال ۱۶۰ شیخ محدث دہلوی در مدارج می فرماید که بیست و ششم ماه صفر روز دوشنبه رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم اسامه را بر جنگ رومیان گماشت و بست و ہشتم روز چہارشنبه طبع مبارکش دردمند شده
انتہی و از سیر مادیه یازدهم ربیع الاول مرض بر آنحضرت غلبه کرده و بروز دوازدهم روز دوشنبه بود وفات
یافت انتہی و ہمچنین در روضة الاحباب وغیره نیز مذکور است حالانکه اگر ہر دو تاریخ صفر حساب کنند

تاریخ دوازدهم بروز دوشنبه نتواند شد بحساب بیست و نه و نه بحساب سی روز بتواتر جسته و الله اعلم
بالصواب مخفی نماند که وفات آنحضرت صلی الله علیه وسلم بروز دوشنبه ماه ربیع الاول بود بالاتفاق
اما آن روز که امر تاریخ بود پس درین باب اختلاف است آنچه که پیش الناس مشهور و در اکثر کتب مذکور
است این است که روز دوشنبه دوازدهم ربیع الاول بوده لیکن این امر ممکن نیست بدین وجه که غره
ذی الحجه سنه عاشره هجری باتفاق ارباب سیر و تواریخ روز پنجشنبه بود چه حج نبوی که آنرا حجة الوداع نامند روز جمعه
واقع گشته بالاتفاق پس روز جمعه نهم ذی الحجه بود درین امر قطع نظر از تصریح ارباب سیر و روایات
حدیث هم ثابت است و کسی را درین باب اختلافی نیست بناء علیه ممکن نیست که دوازدهم ربیع الاول سنه یازده
هجری بروز دوشنبه واقع گردد زیرا که هر سه ماه یعنی ذی الحجه و محرم و صفر سی روز قرار داده شود پس غره محرم
بروز شنبه و غره صفر بروز دوشنبه و غره ربیع بروز چهارشنبه واقع خواهد شد برین تقدیر دوشنبه اول ربیع اول ششم و دوشنبه دوم سیزدهم
خواهد شد و اگر هر سه ماه بیست و نه روز قرار یابند غره محرم بروز جمعه و غره صفر بروز شنبه و غره ربیع اول بروز
یکشنبه خواهد شد و برین تقدیر دوشنبه اول ربیع اول تاریخ دوم و دوشنبه دوم نهم خواهد شد و اگر بعض ماه
مختلف باشند پس از دو حال خالی نیست یا غره محرم بروز جمعه باشد یا بروز شنبه بحساب نقصان ذی الحجه
یا کمال آن چه غره اش اتفاقا بروز پنجشنبه بوده پس اگر غره محرم جمعه باشد از دو حال خالی نیست
محرم کامل گرفته شود و صفر ناقص یا بالعکس بر تقدیر اول غره صفر یکشنبه و غره ربیع دوشنبه می شود و
بر تقدیر دوم غره صفر شنبه و غره ربیع دوشنبه باشد و بهر دو تقدیر دوشنبه اول ربیع اول و دوشنبه
دوم هشتم خواهد شد و اگر غره محرم بروز شنبه گرفته شود پس اگر محرم کامل و صفر ناقص گرفته شود غره صفر
بروز دوشنبه و غره ربیع بروز سه شنبه می شود و بالعکس آن غره صفر بروز یکشنبه و غره ربیع سه شنبه
می شود و بهر دو تقدیر دوشنبه اول ربیع هفتم و دوشنبه دوم چهاردهم خواهد شد و سوای این احتمالات احتمالی
در عالم وقوع نیست که بران بودن دوشنبه دوازدهم ربیع اول سنه یازده هجری که سال وفات نبوی است مستقیم
گردد و علمای محققین درین باب مختلف شده اند بعضی بعجز و اشکال کفایت کرده سکوت ساخته اند
چنانچه امام یافعی در تاریخ خود مرآة الجنان می نویسد قلت فیما قالوا انه توفی الثانی عشر منه اشکال
من اجل انه صلی الله علیه وسلم کانت وقفته بالجمعة فی السنة العاشرة اجماعا فاذا کان کذلک
لا یتصور وقوع یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من السنة التی بعدها وفاته علی کل تقدیر

یکون الوقفة قبله بالجمعة علی کل تقدیر من تمام الشهور ونقصانها او تمام بعضها ونقصان بعض
انتهی وبعض تقادیر کمال ہر سہ ماہ اختیار کردہ تاریخ وفات سیزدہم را مرجح ساختہ چنانچہ ابن رجب دمشقی در
لطائف المعارف می نویسد اختلفوا فی تعیین ذلک الیوم من الشهر فقیل کان اوله وقیل کان ثانیه
وقیل ثانی عشره وقیل ثالث عشره وقیل خامس عشره والمشهور بین الناس انه کان ثانی عشر
ربیع الاول وقد رد ذلک السهیلی وغیره بان وقفة حجة الوداع فی السنة العاشرة
کانت الجمعة وکان اول ذی الحجة الخمیس ومتی کان کذلک لم یصح ان یکون یوم الاثنین
ثانی عشر ربیع الاول سواء حسبت الشهور الثلثة اعنی ذا الحجة ومحرما وصفر
کلها کاملة او ناقصة او بعضها کاملة وبعضها ناقصة وانا اجیب عن هذا بجواب حسن وهو ان
ابن اسحق ذکر انه توفی لاثنتی عشرة لیلة من ربیع الاول وهذا یمکن فان العرب تورخ باللیالی
دون الایام ولکن لا تورخ الا بلیلة مضی یومها فیکون الیوم تبعا للیلة وکل لیلة لم یمض یومها لم یعتد بها
فیوم الاثنین الذی توفی فیه رسول الله صلعم کان ثالث عشر الشهر لکن لما لم یکن یعتد قد مضی یورخ بلیلته انتهی
وبعضی تاریخ دوم وبعضی غرہ وبعضی چہاردہم را اختیار کردند ابو عبد الله محمد الزرندی المدنی در کتاب الاعلام بسیرة
النبی علیه السلام می نویسد۔ اتفق العلماء واهل السیر علی ان رسول الله توفی یوم الاثنین
فی الربیع الاول غیر ان اکثرهم قالوا فی الثانی عشر منه ولا یصح ان یکون یوم الاثنین ثانی
عشر لاجماع المسلمین علی ان وقفة عرفة کانت فی حجة الوداع یوم الجمعة وهو تاسع ذی الحجة
وکان اول ذی الحجة یوم الخمیس وکان اول المحرم اما الجمعة واما السبت فان کان الجمعة فقد
کان صفر اما السبت واما الاحد فان کان السبت فقد کان الربیع اما الاحد او الاثنین و
کیف ما دارت الحال علی هذا الحساب فلا یکون یوم الاثنین الثانی عشر من الربیع بوجه
وذکر الطبری عن ابن الکلبی انه توفی فی الثانی من الربیع قال السهیلی هذا وان کان خلاف
الجمهور فانه لا یبعد ان کانت الثلثة والاشهر التی قبله من تسعة وعشرین ونقل الخوارزمی انه توفی
فی اول یوم من الربیع وهذا اقرب فی القیاس مما ذکره الطبری ونقل الاستاذ ابو سعید عبد الملک
الواعظ فی کتابه شرف المصطفی انه توفی یوم الاثنین النصف من ربیع الاول وهذا اقرب انتهی
واللہ سبحانہ تعالی دیگر آنست کہ در سنہ در مدینہ طیبہ بسبب اختلاف مطالع یا امور آخر غرہ ذی حجہ بروز جمعہ شدہ باشد

وبہ تکمیل ہر سہ ماہ غرہ ربیع در سالہ بروز پنجشنبہ شدہ باشد برین تقدیر البتہ دوازدہم بروز دوشنبہ واقع خواہد شد لیکن برین تقدیر لازم خواہد شد کہ چار ماہ متوالی بمدینہ کامل حساب کردہ باشند چہ در فتح الباری وارشاد الساری وغیرہ شرح صحیح بخاری مصرح ست کہ غرہ ذیقعدہ سنہ در مدینہ بروز چارشنبہ بودہ و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صحابہ برای حج بروز شنبہ تاریخ بست وپنجم ذیقعدہ از مدینہ روانہ شدند و در اثنای راہ ہلال ذی حجہ بتاریخ ۲۹ ذیقعدہ بروز چارشنبہ دیدہ شد لیکن اگر بحساب کمال ذیقعدہ ہلال ذی حجہ بروز پنجشنبہ در مدینہ شدہ باشد غرہ بروز جمعہ قرار دادہ خواہد شد وبہ تکمیل ذی حجہ غرہ محرم بروز یکشنبہ وبہ تکمیل محرم غرہ صفر بروز سہ شنبہ وبہ تکمیل صفر غرہ ربیع بروز پنجشنبہ خواہد شد وہذا وان کان نادرا لوقوع لکنہ لیس بخارج عن حیز الامکان لیکن برین تقدیر بروز چارشنبہ سیم صفر خواہد بود نہ بست وہشتم صفر بالجملہ بودن بست وہشتم صفر روز چارشنبہ وبودن دوازدہم ربیع روز دوشنبہ بوجہ من الوجوہ صحیح نمی تواند شد و در تاریخ سعید محمد نگارزرفنی می نویسد ابتداء مرضہ فی اواخر صفر للیلتین بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل فی مفتتح ربیع الاول انتہی و در تاریخ خمیس میگوید فی ہذہ السنۃ کانت سریۃ اسامۃ الی اہل ابنی کانت یوم الاثنین لاربع لیال بقین من صفر فلما کان یوم الاربعاء بدء مرض رسول اللہ صلعم وروی انہ ابتدأ بہ صداع فی اواخر صفر للیلتین بقیتا من صفر یوم الاربعاء وقیل للیلۃ وقیل بل فی مفتتح الربیع الاول وقال الوفاء مرض بضعۃ عشر یوما منہ وذکر الخطابی ان ابتداءہ یوم الاثنین وقیل السبت وقیل الاربعاء واللہ اعلم انتہی

از ہمچو اختلافات برخلاف ما صفا وجمع مسائل را عمل کردن لازم است واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

سوال ۱۳ ثبوت ایمان والدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یا نہین اور جو کوئی ان دونون کی طرف نسبت تحریرا یا تقریرا نسبت کفر کرے اُس کا کیا حکم ہے

ہو المصوب اس مسئلہ مین علما کا اختلاف واقع ہے بعض ایمان بعد الاحیاء کے قائل ہوے ہین اور بعض احادیث احیا کو موضوع کہتے ہین اور عدم ایمان کے قائل ہین اور بعض بوجہ ہونے اُن کے ارباب فطرت نجات کے قائل ہین علامہ جلال الدین سیوطی نے اس باب مین سات رسالہ تحریر کیے ہین اور نجات بدلائل ثابت کرتے ہین اور ملا علی قاری اور ابراہیم حلبی انکے بعض رسائل کی رد لکھ چکے ہین لیکن چونکہ اس باب

ہین دلائل متعارض ہین اس وجہ سے سکوت اسلم ہے اور یہ کہنا کہ والدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کافر ہین یا فی النار ہین بڑی بیادبی و موجب اذیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے حموی شرح اشباہ مین لکھتے ہین اعلم ان السلف اختلفوا فی ابوی رسول اللہ ھل ماتا علی کفر ام لا فذھب الی الاول جماعۃ منھم صاحب الملتقط وذھب الی الثانی جماعۃ ونفر من المجمع علی الاول قالوا بنجاتھما من النار وسئل القاضی ابو بکر بن العربی احد الائمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان ابا النبی فی النار فاجاب بانہ ملعون لانہ تعالی قال ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ ولا اذی اعظم من ان یقال عن ابیہ انہ فی النار وقال السھیلی فی روض الانف لیس لنا نحن ان نقول ذلک فی ابویہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذوا الاحیاء بسبب الاموات واللہ یقول ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ الایۃ وامرنا ان نمسک اللسان اذا ذکر اصحابہ بشیء یرجع ذلک الی العیب فیھم فلان نمسک عن ابویہ احق واحری فجملۃ المرام فی ھذہ المسئلۃ ان ھذہ المسئلۃ لیست من الاعتقادات فلا حظ للقلب منھا واما اللسان فھذا الامساک عما یتبادر منہ النقصان انتھی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

جامع الفتاوی کتا ہے کہ ایمان ابوین مین مسلک علامہ جلال الدین سیوطی اختیار کرنا چاہیے کہ باعث برکت اور تقویت ایمان ہے دلائل تو کتب مین مذکور ہین بیان دو امر مین ذکر کرتا ہون جو اپنے اساتذہ اور اکابر سے سنے ہین - اول میرے والد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب مین میر زاہد رسالہ پڑھتا تھا تو اپنے والد سے مین نے مسئلہ وحدت الوجود مین بہت بحث کی کئی دن سبق نہین ہوا آخر مین اُنھون نے فرمایا کہ مین است را ایمان ابوین اور وحدۃ الوجود کے مسئلہ مین متوقف تھا اپنے دادا ملک العلما مولانا علاء الدین قدس سرہ کو دیکھا کہ گردن مین اُنکے زخم ہے مزاج پرسی پر فرمایا کہ یہ زخم تمھاری وجہ سے ہے دونون مسئلون کے توقف کے باعث کہ تمکو ایمان ابوین اور وحدت وجود مین شک ہے اسکا اثر مجھپر ہے جب یہ خواب دیکھا اور تحقیق کی تو حق یہی ظاہر ہوا کہ ایمان ابوین ثابت اور وحدت وجود حق ہے - دوسرے خادم حدیث خاتم المحدثین شیخ المدینہ سید علی ظاہر قدس سرہ نے اثنا ے درس مین مجھسے فرمایا کہ ملا علی قاری کے تصانیف کچھ سیوطی کے تصانیف سے کم نہین مگر بوجہ اختلاف ایمان ابوین کے اور یہ باکی

کہ اس بارہ مین وفق قبول تصانیف ملا علی قاری مین قلیسی اشین باقی رہی یہی تصانیف علامہ سیوطی سے ظاہر ہوتی ہے
واللہ اعلم **سوال** سادات صحیح النسب کا یوم القیامۃ ینتفع بالنسب ہونا بادلہ شرعیہ ثابت ہی یا نہین اور بتقدیر اول انتفاع
سے کیا مراد ہی آیا وہ لوگ باوصف بے علم و بے عمل ہونے اور بحالت فسق و فجور بلا توبہ مرجانے
کے بھی بوجہ انتساب الی النبی کے دخول نار سے مطلقاً محفوظ رہین گے اور مواخذات اخرویہ سے مامون
ہونگے یا بعد دخول فی النار و سزا پانے معاصی کے بشفاعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل اور مومنین غیر
سادات کے داخل بہشت ہونگے اور اس صورت مین درمیان سادات اور دوسرے مومنین امت محمدیہ
کے کیا فرق ہوگا کیونکہ بفحوائے شفاعتی لاہل الکبائر من امتی جملہ مومنین تحت وعدہ شفاعت داخل
ہین کوئی شخص سادات سے بزوال ایمان و سوء خاتمہ مرسکتا ہی یا بے ایمان مرنا سادات کا بدلائل
شرعیہ و نصوص احادیث ممتنع ہی اور اگر جائز ہی تو اسکی دلیل کیا ہی سوائے سادات کے اور اقوام جو شرفا
کہے جاتے ہین اور منتسب بطرف صالح کے نسباً و نسبۃً ہین جیسے شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی
غیر فاطمی وہ لوگ باوصف محروم رہنے کے دولت علم و عمل سے اور مبتلا بفسق و فجور رہنے اور بلا توبہ
مرجانے کے صرف ببرکت صلاح منتسب الیہم کے دخول نار و جملہ مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہینگے یا بوجہ
فاسق و فاجر ہونے کے سزائے اعمال پائین گے اور نسبت الی الصالحین عاقبت مین اُن لوگون کے
کام نہ آئےگی سوائے اقوام مذکورہ کے دوسری اقوام جو بظاہر منتسب بطرف کسی صالح کے نہین ہین جیسے
افاغنہ و مغل و دیگر اقوام جو عرفاً اراذل کہے جاتے ہین کہ سلسلہ آبائین مین اگر کوئی صالح و ولی گذرا ہو تو بقیاس سلسلے
الشیوخ الصدیقی وغیرہم وہ لوگ بھی باوصف بے ایمان مرجانے یا بحالت فسق و فجور بلا توبہ دنیا
سے رحلت کرجانے کے ببرکت اب صالح کے مواخذات اخرویہ سے محفوظ رہین گے یا نہین چونکہ یہ مسائل
متنازع فیہا ہین اور متنازعین اہل علم ہین جواب ہر سوالات کا مفصل و مبسوط بتقریر واضح حاوی دلیل
ہر ہر مسئلہ مع جواب و نقل عبارات معتبرات ارقام فرمایا جاوے فقط **ہو المصوب** سادات کا بھی بحالت
فسق و فجور مرنے کے بلا توبہ دخول نار اور عذاب سے مطلقاً محفوظ رہنا بوجہ انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے نہین ہی بلکہ آثار و اخبار سے اسکے خلاف ثابت ہی نور الدین علی سمہودی جواہر العقدین فی
فضل الشرفین ذکر ما ینبغی لاہل البیت مین لکھتے ہین الثالث اجتناب کل قبیح شرعاً فان القبیح من
اہل ہذا البیت اقبح منہ من غیرہم ولہذا قال العباس لابنہ عبد اللہ کما فی تاریخ

دمشق یا بنی ان الکذب لیس باحد من هذه الامة اقبح منه بی وبك وباهل بیتك
یا بنی لا یکونن شیء مما خلق احب الیك من طاعته ولا اکره الیك من معصیته فان الله
ینفعك بذلك فی الدنیا والآخرة قلت واجماع ذلك کله ما جاء انه صلی الله علیه
وسلم اوصی باهل بیته بتقوی الله ولزوم طاعته کما سبق فی ذکر الرابع وسبق
فی اواخر التنبیه الاول من الذکر السادس قول الحسن بن الحسن المثنى وانی اخاف ان یضاعف
للعاصی منا العذاب ضعفین والله انی لارجو ان یؤتی المحسن منا اجره مرتین انتہی اور روایت
قرآنیہ یا نساء النبی من یات منکن بفاحشة مبینة یضاعف لها العذاب ضعفین وکان ذلك
علی الله یسیرا ومن یقنت منکن لله ورسوله وتعمل صالحا نؤتها اجرها مرتین واعتدنا لها
رزقا کریما شاہد عدل اس امر پر ہے کہ انتساب الی الصالح باعث تضاعف اجر اعمال صالحہ کا اور تضاعف
عذاب اعمال خبیثہ کا ہوتا ہے نہ یہ کہ مطلقا اعمال خبیثہ مضر نہوں اور اصحاب اعمال سیئہ صرف بوجہ انتساب
الی الصالح کے ناجی ہوجاویں اسی وجہ سے حق جل شانہ نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر تضاعف
عذاب کے بر تقدیر ارتکاب انکے فواحش کو دی اگر مطلق انتساب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم باعث نجات ہوتا
یہ مضمون نازل نہوتا اور نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا نسب صدیقی یا علوی یا نسب کسی اور صالح کا نفع دنیا
بروز قیامت باین معنی کہ اگر وہ شخص اعمال صالحہ کرے تو بہ نسبت اپنے امثال کے درجہ زائد پاوے
صحیح ہے یا یہ کہ وہ شخص جس کی طرف انتساب ہے بہ نسبت اور شخصوں کے اسکی طرف زائد التفات
کرے اور شفاعت کرے اور باین معنی کہ شخص منتسب باوجود اعمال قبیحہ کے صرف بوجہ شرافت نسبیہ حق
جل شانہ کے نزدیک مغفور ہو جاویگا اور باوجود اعمال سیئہ صرف انتساب الی الصالح کے ذریعہ سے نزدیک
حق تعالی کے مکرم ہوگا اور مطلقا عذاب سے نجات پاوے محروم ہوگا محض غلط ہے نص قرآنی ان اکرمکم
عند الله اتقاکم اسکے غلط ہونے پر شاہد عدل ہے امام فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر میں تفسیر اس آیت
میں مرقوم ہے فان قیل هذا مبنی علی عدم اعتبار النسب ولیس کذلك فان للنسب اعتبارا
عرفا وشرعا حتی لا یجوز تزویج الشریفة بالنبطی قلنا اذا جاء الامر العظیم لا یبقی الامر
الحقیر معتبرا وذلك فی الحس والشرع والعرف اما الحس فلان الکواکب لا تری عند طلوع
الشمس ولجناح الذباب دوی عند ما یکون رعد قوی واما فی العرف فلان من جاء مع

المليح بما يبقى له اعتبار ولا التفات اذا عرفت هذا ففى الشرع كذلك اذا جاء الشرف
الديني الالهي لا يبقى لما هناك اعتبار لا لسبب ولا لنسب الا ترى ان الكافر وان
كان من اعلى الناس نسبا والمومن وان كان ادونهم نسبا لا يقاس احدهما بالاخر
ولهذا انما يصلح للمناصب الدينية كالقضاء والشهادة كل شريف ووضيع اذا
كان دينا صالحا عالما ولا يصلح لشيء منها فاسق وان كان قرشي النسب اوفاروقي
النسب ولكن اذا اجتمع في اثنين الدين المتين واحدهما نسيب ترجح بالنسب عند الناس لا عند
الله لان الله يقول وان ليس للانسان الا ما سعى وشرف النسب ليس مكتسبا ولا يحصل بسعي انتهى
اور محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں انما ینظر للاصل والعنصر عند التفاضل
بالفضائل والتقى عند الروع امثل انتهى اور مسند احمد بن ابی نضرہ سے مروی ہے حدثنی من شہد
خطبة النبي صلى الله عليه وسلم بمنى وهو على بعير يقول يا ايها الناس ان ربكم واحد وان
اباكم واحد لا فضل لعربي على عجمي ولا لاسود على الاحمر الا بالتقوى خيركم عند الله اتقاكم
اور صحیح مسلم وغیرہ میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بطأ به عمله
لم يسرع به نسبه اور ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله
لا يسألكم عن احسابكم ولا عن انسابكم يوم القيامة الا عن اعمالكم اكرمكم عند الله اتقاكم اور کتاب الادب
المفرد میں بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان اوليائي
يوم القيامة المتقون وان كان نسب اقرب من نسب اور معجم طبرانی میں حدیث معاذ رضی اللہ عنہ
مروی ہے لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن خرج معه يوصيه ثم التفت الى المدينة
فقال ان هؤلاء اهل بيتي يرون انهم اولى الناس بي وليس كذلك ان اوليائي المتقون
من كانوا وحيث كانوا اور صحیح بخاری میں عمرو بن العاص سے مروی ہے سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول جهارا غير سر ان ال بني فلان ليسوا لي باولياء انما وليي الله وصالح المومنين هذا
لفظ مسلم اور بخاری نے اس قدر زائد روایت کیا ہے لکن لهم رحم ابلها ببلالها يعني اصلها بالصلة
اور اربعین طائی میں فضیل بن مرزوق سے مروی ہے سمعت الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب
يقول لرجل يغلو فيهم ويحكم احبونا لله فان اطعنا الله فاحبونا وان عصينا الله فابغضونا

فقال الرجل اتکم لذو قرابۃ مع رسول اللہ صلعم و اهل بیتہ فقال و یحکم لو کان للہ نافعًا بقرابۃ من رسول اللہ صلعم بغیر عمل بطاعتہ لنفع بذلک من ھو اقرب الیہ منا اباہ وامہ وانی اخاف ان یضاعف للعاصی منا العذاب ضعفین اورد ھذہ الاخبار والآثار السمھودی فی مواضع متفرقۃ من الجواھر ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجرد انتساب الی الرسول باعث مغفرت وکرامت کا نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ اُسکے ساتھ تقوی منضم نہو ہرگاہ نسب نبوی کا یہ حال معلوم ہوا نسب صدیقی وغیرہ کا بدرجۂ اولی یہی حال ہوگا ہاں نسب نبوی اس قدر مفید ہوگا کہ اولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد کی شفاعت فرماوینگے اور یہ نسبت عامۂ مومنین کے ابتداءً توجہ انکی طرف فرماوینگے جیساکہ حدیث ابن عمرؓ سے قال رسول اللہ صلعم اول من اشفع من امتی اهل بیتی ثم الاقرب فالاقرب من قریش والانصار ثم من آمن بی واتبعنی من اهل الیمن ثم سائر العرب ثم الاعاجم واول من اشفع لہ اولو الفضل جو طبرانی نے روایت کی ہے علی ما اوردہ السیوطی فی البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ ثابت ہے وھذا ھو الفرق بین السادات وعامۃ المؤمنین فی باب الشفاعۃ لان السادات ناجون مطلقا ولو کانوا فجارا ملا علی قاری مکی رسالہ تحقیق الاحتساب فی تدقیق الانتساب میں تفسیر آیۂ فلا انساب بینھم یومئذ میں لکھتے ہیں لم یرد ان الانساب تنقطع بل المراد ان اصل مجرد النسب لا ینتفع لان مدار الدین یوم الجزاء علی التقوی انتھی اور بھی لکھتے ہیں ثم اعلم ان مجرد النسب بدون کسب الحسب وتعلم العلم والادب غیر معتبر فی المذھب انتھی اور بھی لکھتے ہیں فالمدار علی العلم والتقوی لا علی مجرد النسب المعتبر فی الدنیا دون العقبی انتھی اور یہی معنی ہیں لقاء نسب نبوی کے روز قیامت جو مفاد حدیث کل نسب وسبب منقطع یوم القیامۃ الا سببی ونسبی اخرجہ البزار والطبرانی والبیھقی وابو نعیم والحاکم وغیرھم اور حدیث ان الانساب تنقطع یوم القیامۃ غیر نسبی وسببی وصھری اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرھم ہے چنانچہ تفسیر اسکی دوسری حدیثوں میں مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال اقوام یزعمون ان قرابتی لا تنفع ان کل سبب ونسب منقطع یوم القیامۃ الا نسبی وسببی وان رحمی موصولۃ فی الدنیا والآخرۃ اخرجہ البزار وغیرہ اور ایسے ہی دوسری روایت مفسر ہے قال رسول اللہ صلعم ما بال رجال یزعمون ان رحم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینفع قومہ یوم القیامۃ بلی وان

وصححہ موضع لتہ فی الدنیا والآخرۃ وانی ایہا الناس فرط لکم علی الحوض اخرجہ احمد والحاکم والبیہقی
وغیرہم الحاصل قرابت نبوی کو مطلقا غیر نافع کہنا اور سادات وعامہ مومنین کو من کل الوجوہ مساوی
سمجھنا تفریط ہی اور اسکو ایسا نافع سمجھنا کہ باوجود ارتکاب فواحش صرف انتساب الی النبی کو باعث
استحقاق نجات جاننا افراط ہی وخیر الامور اوسطہا اس تفصیل سے جواب سوال سوم وچہارم کا
بھی معلوم ہوگیا حاجت تفصیل کی نہین ہی نسب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسکے نفع اور بقا کی خبر اخبار مین
وارد ہوئی ہی جب بانفراده باعث نجات والرفعت عند اللہ بدون انضمام تقوی نہوا البتہ باعث استحقاق
زیادت باعث تحریر ہونا ثابت ہوا نسب صدیقی یا علوی یا کسی اور ولی وصالح کا کیونکر بانفراده منشا
نجات ہوسکتا ہی اور جواب سوال دوم کا یہ ہی کہ کسی سید کا مرنا بحالت سوء خاتمہ وزوال ایمان اس کا
ممتنع عقلا وشرعا نہین ثابت ہی اور ہر سید کا مطلقا عذاب جہنم سے نجات پا جانا اور ابتدا اگر جنت مین داخل
ہوجانا نصوص معتبرہ سے نہین ثابت ہی بلکہ عمومات قرآن اور احادیث اسکے خلاف پر دال ہین باقی
وہ حدیثین کہ اسعاف الراغبین وجواہر العقدین مین مذکور ہین کہ جنکا مفاد وملخص یہ ہی کہ اہل بیت
کے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاے نجات فرمائی اور پروردگار نے وعدہ اس امر کا فرمایا کہ
اولاد فاطمہ پر جہنم حرام ہی اور اہل بیت پر عذاب نہوگا وہ سب عام مخصوص البعض ہین اور محمول ہین اوپر
صلحا و متقین کے یا صرف اولاد صلبی فاطمہؓ پر ابن عراق تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ مین
بعد ذکر حدیث ان فاطمۃ احصنت فرجہا فحرمہا اللہ وذریتہا علی النار لکھتے ہین مما یدل علی
ان الحدیث لیس موضوعا جزما عند ابن الجوزی انہ قال ان ثبت الحدیث فہو محمول
علی ذریتہا الذین ہم اولادہا خاصۃ فان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ وفی
علی ذلک حملہ محمد بن علی بن موسی الرضا فقال ہو خاص بالحسن والحسین واللہ اعلم
وروی العقیلی عن ابی کریب انہ ہذا للحسن والحسین ولمن اطاع اللہ منہم انتہی
اور اس قسم کی حدیثین جو فضائل اہل بیت مین وارد ہین نظیر انکی بہت سی احادیث صحاح ستہ وغیرہ مین
مروی ہین کہ جن مین خاص خاص عمل صالح کے کرنیوالے پر حکم وجبت لہ الجنۃ یا حرمت علیہ النار یا فقد دخل
الجنۃ یا فقد امن العذاب ونحو ذلک کا دیا گیا ہی چنانچہ ناظر کتب احادیث پر مخفی نہین ہی پس لازم آتا ہے کہ
اصحاب ان اعمال صالحہ کے بھی اگرچہ سیکڑون کبائر کرین کبھی جہنم مین داخل نہون یا وہ لوگ سوء خاتمہ

سے امن ہو جاوین اور یہ برکت اُس عمل صالح کے جو اُنسے صادر ہوا یہ سمجھیں کہ ہمکو خوف نہیں خاتمہ
خواہ مخواہ ہمارا بخیر ہوگا اور باقتضاے اُس حدیث کے ضرور ہمکو مغفرت و نجات حاصل ہوگی حاشا وکلا هذا
لم ینقل به احد من الفقهاء والمحدثین العلماء المعتبرین کما لا یخفی علی من طالع کتب الکلام والفقه
والحدیث فالجواب الجواب والله اعلم بالصواب حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی سوال ۱۲۶ چه فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین
مسئله که عمر حضرت آدم علی نبینا وعلیه صلوة رب العالمین چه قدر بود وانچه مشهور است که عمر ایشان هزار
سال بوده صحیح است یا نه بر تقدیر اول انچه میگویند که حضرت نوح اطول العمر بودند و عمر ایشان نه صد
و پنجاه سال بود و استنباط آن از آیه فلبث فیهم الف سنة الا خمسین عاما می سازند صحیح است
یا نه درین باب هر چه صحیح باشد ارشاد شود بینوا توجروا الجواب الصواب اتفاق دارند برین که آدم
علیه السلام کم از نه صد و سی سال نبود و در زیاده ازین قدر اختلاف است و در باب عمر حضرت نوح
انچه مشهور است بدرجه صحت نرسیده واستنباط آن از آیه کریمه فلبث فیهم بجای خود نیست چه از آیه
کریمه معلوم میشود که حضرت نوح تا مدت نه صد و پنجاه سال در قوم خود برای تبلیغ شان تشریف داشتند
نه اینکه جمله عمر شان همین قدر بود علامه مجیر الدین حنبلی در کتاب الانس الجلیل فی تاریخ القدس و
الخلیل می آرند عاش آدم تسعمائة سنة وثلثون سنة وذلك باتفاق المسلمین انتهی
و در جای دیگر می نویسند ولما مضت ثلث مائة وخمسون سنة للطوفان توفی نوح وله من
العمر تسعمائة وخمسون سنة هكذا وقع فی کلام المؤرخین وظاهر الآیة الشریفة یخالفه
لانه یدل علی انه لبث القدر المذکور فی قومه بعد ارساله الیهم ینذرهم من الطوفان
وقع بعد ذلك وقیل ان عمر نوح الف واربع مائة ستة وخمسون سنة وهو موافق
للآیة انتهی وعلامه نور الدین شبراملسی در حاشیه مواهب لدنیه می نویسند قال الشامی فی سیرته
اختلفوا فی مقدار عمر آدم فقدمنا من حدیث ابن عباس وابی هریرة مرفوعا ان
عمره اثبت فی اللوح المحفوظ الف سنة وهذا لا یعارضه ما قدمنا من التوراة من انه
عاش تسعمائة وثلثون سنة لان قولهم هذا مردود اذا خالف الحق الذی بایدینا عن
المعصوم وایضا فانه یمکن الجمع فیحمل ما فی التوراة ان کان محفوظا علی مدة مقامه

فی الارض بعد الاهباط وذلک تسع مائة وثلثون سنة شمسية وهي بالقمرية تسعمائة سنة
وسبعة وخمسون سنة ويضاف الى ذلک ثلث واربعون سنة مدة مقامه في الجنة على
ما ذكره ابن جرير وغيره فيكون الجميع الف سنة انتهى وقاضی حسین دیار بکری در خمیس هم آورده
وفي عرائس الثعلبي لما خلق الله ادم مسح ظهره فسقط من ظهره كل نسمة هو خالقها فجعل بين
عيني كل انسان وبيصا من نور ثم عرضهم على ادم فراى رجلا منهم فاعجبه
وبيص ما بين عينيه فقال اى رب من هذا قال داؤد قال كم جعلت عمره
قال ستون سنة قال يا رب زده في عمره قال لا الا ان تزيد انت من عمرك و
كان عمر ادم الف سنة فوهب له من عمره اربعين سنة فلما مضى من عمره
تسعمائة وستون سنة جاءه ملك الموت فقال آدم عجلت فقال ما فعلت
بدأ استوفيت اجالك فقال ادم وقد بقي من عمري اربعون سنة قال انك وهبتها لابنك
داؤد فقال ما وهبت له شيئا ثم ان الله اكمل لآدم الف سنة ولداؤد مائة سنة انتهى ملخصا
ودرجای دیگری نویسد في معالم التنزيل عن ابن عباس ان نوحا بعث بعد اربعين سنة
ولبث في قومه يدعوهم تسعمائة وخمسون سنة وقال عون بن شداد ان
الله ارسل نوحا وهو ابن ثلث مائة وخمسون سنة فلبث فيهم الف سنة الا خمسين
عاما ثم عاش بعد ذلک ثلثمائة وخمسون سنة كذا في الكامل وقال مقاتل بعث
وهو ابن مائتين وخمسين سنة وكان عمره الف واربع مائة سنة والى هذا اشار
الزمخشري في ربيع الابرار انتهى والله اعلم وعلمه احكم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي وحفظه عن موجبات النفي ابو الحسنات محمد عبد الحی في الواقع اكثر كتب
حدیث وتواریخ مشهور است که عمر حضرت آدم على نبينا وعليه السلام یکهزار سال بود وبعض ازین چیزی کم
نوشته‌اند در جامع الاصول است وعاش ادم تسعمائة وستين سنة انتهى وامام نووی در تهذیب الاسماء
واللغات افاده فرموده واشتهر في كتب الحديث والتاريخ انه عاش الف سنة انتهى وهمین طور
مولانا شاه عبد العزيز دهلوى در تفسير عزيزی در قصه می فرمایند حضرت آدم علیه السلام عمر طبعی کردند که عمر ایشان قدر
است [illegible] شد که هزار سال انتهی وهمین قدر بکتب تواریخ محرر است ودر [illegible] حضرت نوح على نبينا وعليه السلام

بعض یک ہزار و بعض یک ہزار و چہار صد و بعض نہصد و نود نوشتہ و در تہذیب الاسماء ست فارسل
اللہ تعالیٰ الیہم نوحاً صلی اللہ علیہ وسلم وھو ابن خمسین سنۃ فلبث فیہم الف سنۃ الا
خمسین عاماً یدعوھم انتہی و در جامع الاصول است کانت نبوتہ تسعمائۃ وخمسین سنۃ وعاش
بعد الغرق خمسین سنۃ وقیل مائتی سنۃ وکانت مدۃ الطوفان ستۃ اشہر انتہی و در تفسیر خود
مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ افادہ فرمودہ و در کمیت عمر حضرت نوح علیہ السلام اختلاف بسیار است
مشہور آنست کہ یکہزار و چہار صد سال بودہ و از قرآن مجید این قدر بالیقین معلوم می شود کہ از ہزار سال زیادہ
بود زیرا کہ مدت دعوت ایشان را قبل از آمدن طوفان و بعد از دادن منصب رسالت در سورۂ عنکبوت
نہصد و پنجاہ سال فرمودہ اند و لا اقل کہ وقت بعثت عمر ایشان چہل سال خواہد بود و بعد از طوفان نیز مدید
در دنیا گذرانیدند از سورہ معلوم می شود انتہی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد
غفر لہ اللہ الاحد [علی محمد] صح الجواب حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ [لا تقنطوا من رحمۃ اللہ] اصاب المجیب
اضعف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ [ذلک فضل اللہ]

باب الصحبة والامامة

۶۵ سوال ۱۸۱ مثلاً لفظ انصار کہ جو جمع ہے واحد اسکا کیا ہے یعنی کون لفظ کی جمع ہے اور انصار جو لوگ اہل مدینہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور جان و مال سے شریک رہے اور مہاجرین جو ہجرت کرکے آپ کے
ساتھ مدینہ میں چلے آئے ان دونوں گروہ کی ابتدا و انتہا کب سے ہے الجواب لفظ انصار
جمع نصیر کی ہے چونکہ بمنزلہ علم کے ہو گیا ہے واحد کی طرف سے نسبت کی یا انصاری کے لفظ سے آتی ہے اور نصیری یا ناصری نہیں
آتی انصاری اولاد اوس و خزرج سے ہیں جب سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی انصار
کہلانے لگے حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ آپ لوگوں کا لقب انصار کس نے کیا تو فرمایا کہ اللہ جل
شانہ نے مہاجرین وہ لوگ ہیں جنہوں نے مکہ سے ہجرت کی اور ابتدا ہجرت کی سنہ ۱ سے ہے اور انتہا فتح مکہ تک ہے
واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۶۶ سوال چہ حکم است کسیکہ حضرت علی را از حضرت ابی بکر رض و
حضرت عمر رض افضل میداند پس بنابر آن مواخذ در عقبی خواہد بود یا نہ الجواب او از اہلسنت و جماعت نیست زیرا کہ
در علامات اہلسنت ست ازان یکی این ست تفضیل الشیخین و حب الختنین واللہ اعلم نمقہ محمد معین عفی عنہ

۶۷ **سوال** ما قولکم یا معاشر العلماء تفضیل الشیخین علی سید الاولیاء اسد الله الغالب علی بن ابی طالب کرم الله وجهه بمجرد الاجماع والاعتقاد ام علیه برهان بالکتاب والسنة وانی لا اجد مناقبهما زائدة من مناقبه بل کمناقبه فهل وجدتم مناقبهما زائدا منه او کمثله عرفه الله تعالی بنفس النبی فی ایة المباهلة وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم علی منی وانا منه ونحوه من الایات والسنة فقط

هو الموفق تفضیل الشیخین رضی الله تعالی عنهما ثابت بالکتاب والسنة وعلیه انعقد الاجماع کما هو مصرح فی ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء صنفه مولنا ولی الله المحدث الدهلوی وصنف کثیر من العلماء فی هذا الباب تصانیف کثیرة لا ننقل عباراتهم لخوف التطویل بل نختصر علی عبارة المحدث الموصوف والامام النووی مختصرا هذه عبارة المحدث انچه مشهور ست که ثبوت خلافت ایشان باجماع ووصیت خلیفه متقدم بوده است کلام محقق ست لیکن معنی اجماع آن نیست که هر یکے بفکری که مستند بشرع باشد بلکه مستند باشد بصلاح دید وقت رای زده باشد بلکه اجماع آنست که هر یکے بدلیل شرعی که سنت سنیہ آنحضرت ست صلی الله علیه وسلم خلافت ایشان استنباط نموده از تصریحات آنحضرت تارة وتلویحات آن جناب صلی الله علیه وسلم آخری تا آنکه هر یکے بملاحظه آن دلیل مکلف شد بقبول خلافت ایشان وچون مجتهدان عصر اول اتفاق کردند بر آن صورت اجماع متحقق گشت کسے را مجال خلاف نماند وتلویحات آنحضرت صلی الله علیه وسلم بخلافت ایشان راجع ست باثبات لوازم خلافت عامه یا لوازم خلافت خاصه ایشان را مثلا جائیکه گفتند زکوة را بعد من بابی بکر خواهید داد اثبات بعض لوازم خلافت عامه نمودند که حفظ بیت المال واخذ زکوة مسلمین ست وجائیکه گفتند ابوبکر رضی الله عنه صدیق ست وعمر رضه شهید یا گفتند درجات ایشان در بهشت اعلی درجات خواهد بود وبا ایشان بشارت بهشت دادند لاسیما چون بترتیب خلافت باشد یا گفتند بهترین امت ایشان اند وعلی هذا القیاس اثبات لوازم خلافت خاصه فرمودند واین همه تلویح ست بخلافت راشدهٔ ایشان انتهت مختصرا وقال الامام النووی فی تهذیب الاسماء واللغات اجمعت الامة علی صحة خلافة قدمة الصحابة رضی الله عنهم لکونه افضلهم واحقهم بها من غیره وحدیث بیعته مشهور فی الصحیحین معروف وقد قال علی رضی الله عنه قدم رسول الله صلی الله علیه وسلم ابا بکر فصلی بالناس وانا حاضر غیر غائب وصحیح غیر مریض ولو شاء ان یقدمنی تقدمنی فرضینا لدنیانا

من رضیه الله ورسول الله صلی الله علیه وسلم لدیننا انتہی انا وجدنا فضائلهما اکثر
من فضائل عن الآیات والاحادیث بل فضائلهما ازداد من ان تحصر ولا یمکن استقصاؤها
ولان کتبت کلها تکون الرسالة مبسوطة ولا یتم فضائلهما وهذا لا یلیق بهذا المقام کما قال
الامام النووی فی الکتاب المذکور مناقب الصدیق رضی الله عنه لا یمکن استقصاؤها
ولا الاطالة بعشر معشارها وانما ذکرت هذا الاحرف تبریکا للکتاب بذکره رضی الله
تعالی عنه انتہی واما فضائل عمر رضی الله عنه الثابتة عن رسول الله صلی الله علیه
وسلم فی الصحیح فاکثر من ان تحصر انتہی لذا نکتفی بآیة واحدة والاحادیث الثابتة
بخلافتهما وآیة نزلت فی حق الصدیق رضی الله عنه لا یشترک غیره بالاتفاق وهو
قوله تعالی الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذین کفروا ثانی اثنین اذ هما فی الغار
اذ یقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا (الآیة) قال الامام النووی علیه الرحمة عن
انس عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه قال قلت للنبی صلی الله علیه وسلم وانا فی الغار
لو ان احدهم نظر تحت قدمه لابصرنا فقال ما ظنک یا ابا بکر باثنین الله ثالثهما رواه
البخاری و مسلم انتہی وفی الصحیح البخاری حدثنا عبد العزیز ابن عبد الله قال حدثنا
سلیمان عن یحیی بن سعید عن نافع عن ابن عمر قال کنا نخیر بین الناس فی زمان
رسول الله صلی الله علیه وسلم فنخیر ابا بکر ثم عمر ثم عثمان بن عفان انتہی وفی فتح
الباری شرح صحیح البخاری ای فی رتبة الفضل ولیس المراد البعدیة الزمانیة وان فضل
ابی بکر کان ثابتا فی حیوته صلی الله علیه وسلم کما دل علیه حدیث الباب انتہی وفی
المشکوة عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا ینبغی
لقوم فیهم ابو بکر ان یؤمهم غیره رواه الترمذی انتہی قال الملا علی القاری فی
شرحه المسمی بالمرقاة وفی معناه من هو افضل القوم من غیرهم وفیه دلیل علی انه
افضل جمیع الصحابة فاذا ثبت هذا فقد ثبت انهما احق فی الخلافة ولا ینبغی ان
یجعل المفضول خلیفة مع وجود الفاضل انتہی وقال مولانا عبد الحق المحدث الدهلوی
فی اللمعات التنقیح قوله ولا ینبغی لقوم فیهم ابو بکر ان یؤمهم غیره وفیه دلیل علی فضله فی الدین

على جميع الصحابة فكان تقديمه في الخلافة ايضا اولى وافضل ولهذا قال سيدنا على المرتضى
رضي الله عنه قدمك رسول الله صلى الله عليه وسلم في امر ديننا فمن الذى يؤخرك في
امر دنيانا انتهى وفي المشكوة عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
انى لا ادرى ما بقائى فيكم فاقتدوا بالذين من بعدى ابو بكر وعمر اخرجه الترمذى
قال الملا على القارى في شرح الفقه الاكبر ان ترتيب الخلفاء الراشدين في الفضيلة كترتيبهم
في الخلافة الا ان لابى بكر وعمر مزية وهى ان النبى صلى الله عليه وسلم امرنا باتباع سنة
الخلفاء الراشدين ولم يامرنا في الاقتداء بالافعال الا لابى بكر وعمر فقال اقتدوا
بالذين من بعدى ابى بكر وعمر ففرق بين اتباع سننهم والاقتداء بهم فحال ابى بكر وعمر
فوق حال عثمان وعلى رضى الله عنهم انتهى وفي جامع الاصول لابن الاثير عن محمد
بن الحنفية قال قلت لابى اى الناس خير بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر قلت
ثم من قال عمر وخشيت ان اقول ثم من فيقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل
من المسلمين اخرجه البخارى وابو داؤد انتهى وفي سنن ابى داؤد حدثنا احمد بن
صالح حدثنا عنبسة حدثنا يونس عن ابن شهاب قال قال سالم بن عبد الله ان
ابن عمر قال كنا نقول ورسول الله صلى الله عليه وسلم افضل امة النبى صلى الله عليه وسلم
بعده ابو بكر ثم عمر ثم عثمان رضى الله عنهم انتهى وفي المرقاة للملا على القارى في
مناقب عمر رضى الله عنه عن ابن عباس اللهم ايد الدين بعمر بن الخطاب وعن عائشة
رضى الله عنها اللهم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب خاصة ولا شك في حصول اعزاز
الدين به رضى الله عنه اولا من اخفائه الى اعلانه كما في قوله يا ايها النبى حسبك الله ومن
اتبعك من المؤمنين وهو كمال الاربعين ايماء الى ذلك واخر فتوحات البلاد وكثرة
ايمان العباد فيما بينهما من غلظته على المشركين والمنافقين كما في قوله تعالى اشداء على
الكفار اشارة اليه وقال داؤد بن الحصين والزهرى لما اسلم عمر رضى الله عنه نزل جبرئيل
فقال يا محمد استبشر اهل السماء باسلامه وهو مروى عن ابن عباس على ما رواه ابو حاتم
والدارقطنى انتهى وفي المقام الاخر من كتاب المذكور قد سئله الرشيد كيف كان منزلة ابى بكر

وعمر من رسول الله صلی الله علیه وسلم فی حیوته قال کقرب قبریهما من قبره بعد وفاته انتهی نکتفی
بهذا القدر ومن شاء زیادة التحقیق فلینظر فی کتب الحدیث والتفسیر بالنظر الدقیق ومناقب علی بن
ابی طالب کرم الله وجهه لیس کمناقبهما بل اکثرها موضوعة کما قال مجد الدین الفیروزآبادی فی سفر السعادة
ودر باب فضل علی بن ابی طالب احادیث بیشمار وضع کرده اند واصح ترآن احادیثیست که در کتاب صحیح کرده
وآن را وصایای نبوی نام نهاده اول هر حدیث یا علی از انجمله یک حدیث ثابت است یا علی انت منی بمنزلة
هارون من موسی انتهی ومولانا عبد الحق محدث الدهلوی فی شرح احادیث در فضائل وی رضی الله عنه بیشمار
است بیشتر از احادیث وارد در سایر صحابه است واز امام احمد بن حنبل رحمة الله علیه پرسیدند که سبب چیست که
در فضائل هیچ یکی از صحابه آن قدر احادیث نیامده که در فضل علی مرتضی کرم الله وجهه گفت که احادیث در شان
همه خلفا بسیار ست ولیکن چون مخالفان از بنی امیه وغیرهم در شان وی رضی الله عنه تقصیر کردند و در ادای
حق واعتراف انصاف نمودند علمای امت در اظهار فضل وروایت اخبار وارده در شان وی بقصد رد
خبر آن جماعت بیشتر کوشیدند وبالجمله در وقوع وضع احادیث از طرفین بجهت تعصب وغلو که در میان
ایشان شبهه نیست ودر نسبت احادیث بوضع وحکم بدان نیز از جانبین تعصب ومکابره راه یافته
والله اعلم بحقیقة الحال انتهی ولم یفهم المستفتی معنی الآیة المذکورة بالحضرة لذا ننقل عبارة التحفة
الاثنا عشریة مصنفه مولانا عبد العزیز المحدث الدهلوی علیه الرحمة لیسهل تفهیمه فی الانام
ولا یبقی الشبهة فی کل الاوان ونکتب مختصرا من عبارة الکتاب المذکور لصعوبة الاطناب فمن
اراد زیادة التحقیق فلیرجع الی الکتاب المذکور لینظر بالنظر الانیق
وبالجمله این آیه در دلائل ودلیل بابن معاست شیعه از راه غلو این آیت را بمقابله اهل سنت آورده اند

کس نیاموخت علم تیر از من ... که مرا عاقبت نشانه نکرد

ودرین تمسک بوجوه بسیار خلل راه
یافته اول آنکه لا نسلم که مراد از انفسنا حضرت امیر است بل نفس نفیس پیغمبر است واکثر علمای ایشان در ابطال
این احتمال گفته اند که الشخص لا یدعو نفسه کلامی ست سخیف بکلام عجمی که از دیهی آمده بود عالمی از و پرسید که
ای فلانی در آن دیه جواز راکی هم میکنند وجواز باهم میگردد گفت ای آخون سخن فهمیده گو جواز را کی راند
وجواز کی گردد نرگاو را می رانند ونرگاو میگردد ودر عرف قدیم وجدید شایع وذایع ست دعیت نفسی الی
کذا دعوت نفسی الی کذا فطوعت له نفسه قتل اخیه وامرت نفسی شاورت نفسی الی غیر ذلک

من الاستعمالات الصحیحۃ الواقعۃ فی کلام البلغاء پس حاصل معنی ندع انفسنا نحضر انفسنا شد و نیز از جانب پیغمبر اگر حضرت امیر را مصداق انفسنا قرار دادیم از جانب کفار در انفسکم کدام کس را مصداق النفس کفار قرار خواہیم داد حالانکہ در صیغہ ندع آنہا ہم شرکت دارند اذ لا معنی لدعوۃ النبی اباءھم وابناءھم بعد قولہ تعالی پس معلوم شد کہ حضرت امیر در ابنا داخل است چنانچہ حسنین نیز در حقیقت از ابنا نیستند حکما داخل ابنا شدند ولان العرف یعد الختن ابنا من غیر ریبۃ فی ذلک و نیز نفس بمعنی قریب و ہم نسب و ہم دین و ہم ملت آمدہ قولہ تعالی (یخرجون انفسہم من دیارہم) ای اھل دینہم (ولا تلمزوا انفسکم فلولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسہم خیرا) پس حضرت امیر را چون اتصال نسب و قرابت و مصاہرت و اتحاد دین و کثرت معاشرت و الفت بکاری بود کہ علی منی وانا من علی در حق او ارشاد شد اگر بنفس تعبیر فرمایند چہ بعید است فلا یلزم المساواۃ کما لا یلزم فی الآیات المذکورۃ دوم آنکہ مساوی در جمیع صفات مراد است لازم آید کہ حضرت امیر در نبوت و رسالت و خاتمیت و بعثت الی کافۃ الخلق و اختصاص بزیادۃ النکاح فوق الاربع و در سہم غنیمت روز قیامت و شفاعت کبری و مقام محمود و نزول وحی و دیگر احکام خاصہ پیغمبر شریک باشد و ہو باطل بالاجماع و اگر مساوی در بعض مراد است فائدہ نمی کند زیرا کہ مساوی در بعض و صفات یا افضل و اولی بالتصرف افضل و اولی بتصرف نمی باشد و ہو ظاہر جدا و نیز اگر آیت دلیل امامت باشد لازم آید امامت امیر در حین حیات پیغمبر و ہو باطل بالاتفاق و اگر تقیید کنند بوقتی دون وقتی مع انہ لا دلیل علیہ فی اللفظ مفید مدعا نخواہد بود زیرا کہ اہل سنت نیز امامت حضرت امیر را در وقتی از اوقات ثابت می کنند انتہی و در جای دیگر از کتاب مذکورہ افادہ می فرمایند حدیث سوم روایت بریدہ مرفوعا ان علیا منی وانا من علی وہو ولی کل مؤمن بعدی ... است زیرا کہ در اسناد وی اجلح واقع شدہ و او شیعی است متہم در روایت ... بحدیث او احتجاج نتوان کرد انتہی مختصرا واللہ اعلم و علمہ احکم ...

۱۵ شعبان سنہ ۱۲۹۲ھ سوال ... کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ تفضیل شیخین کی کیا وجہ ہے اور افضلیت کے بارہ میں مذاہب اہل اسلام میں کیا اختلاف ہے بینوا توجروا ہو الموفق علمائے اہل سنت کے نزدیک شیخین یعنے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بعد انبیا افضل الناس ہیں اور بیان وجہ فضیلت میں صاحب مواقف

قاضی عضد یہ تحریر فرماتے ہیں و مرجعہا الی کثرۃ الثواب وذلک یعود الی الاکتساب والاخلاق ...

فیها انتهی اور وہی بزرگ عقائد میں ارشاد فرماتے ہیں وہ معنی الافضلية انه اكثر ثوابا عند الله
تبارك وتعالى انتهى و قال ابو المكارم في الانوار الساطعة في شرح الفريدة البهية
(ومعناه) اي معنى التفضيل المذكور او الترقي (من اكثرهم ثوابا ومن يعال) اي باشرتهم اكثر ثوابا
اي اكثر من الاجر تقتضي اكثرية ثوابه عليه فيقضي بالافضلية المذكورة في العقائد انتهى
وقال المحقق اليماني في شرح التهذيب للتفتازاني (ان الكلام في الاكرم عند الله) اكثر
ثوابا ويعمل الصديق بواسطة التصديق ثوابا عند الله تعالى لم يكن لغيره انتهى
وہ ایک گروہ اہلسنت والجماعت ہے کہ قائل فضیلت خلفائے اربعہ بترتیب خلافت ہیں قال الفاضل الكيشا
في الكتاب المذكور والافضلية بترتيب الخلافة فاول الخليفة هو الصديق الاكبر افضل
ثم الثاني وهو الفاروق ثم بعده ذو النورين ثم بعده حيدر الكرار علي المرتضى لان
اتفاق اكثر العلماء على ذلك انتهى ملخصا وقال شارح المقاصد العلامة التفتازاني قال
اهل السنة الافضل ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي وقد مال البعض الى تفضيل علي
رضي الله عنه والبعض الى التوقف فيما بينهما قال امام الحرمين مسألة امامة الافضل
ليست بقطعية ثم لا قاطع من العقل على تفضيل بعض الائمة على البعض والاخبار الواردة
على فضائلهم متعارضة لكن الغالب على الظن ان ابابكر افضل ثم عمر ثم يتعارض
الظنون في عثمان وعلي وذهب الشيعة وجمهور المعتزلة الى ان الافضل بعد رسول الله
صلى الله عليه وسلم علي انتهى وقال محمد بن رستم في جزء جمع فيه فضائل الصحابة اعلم
ان علماء اهل السنة والجماعة اجمعوا على ان افضل هذه الامة ابوبكر وعمر رضي الله
عنهما ثم اختلفوا اكثرهم على ان الافضل بعدهما عثمان ثم علي رضي الله عنهما وهو المشهور
عن الامامين ابي عبد الله محمد بن ادريس الشافعي وابي عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشيباني
وجزم الكوفيون ومنهم الامام ابو عبد الله سفيان بن سعيد الثوري بتفضيل علي على عثمان
وذهبت جماعة الى التوقف عند التفاضل بينهما وهو رواية عن الامام ابي عبد الله مالك
ابن انس ومال الى التوقف امام الحرمين ضياء الدين ابو المعالي عبد الملك انتهى ملخصا
یعنی معتزلہ کا مذہب اوپر گزر چکا کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب صحابہ سے افضل سمجھتے ہیں اور وہ فرقہ کہ

صحابہ کو برا نہیں کہتا اور نیز فرقہ تفضیلیہ کسی صحابی کو سب و شتم نہیں کرتے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے افضل سمجھتے ہیں کما بسطہ الفاضل الہلمعی شاہ عبد العزیز الدہلوی اور فضیلت دینے والے خلیفتین اولین کے مذکور ہو چکے مگر دونوں خلیفتین اولین کے برابر جاننے والے کا پتہ کتب موجودہ سے جو مطالعہ میں آئی ہیں نہیں ملتا واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی انعام اللہ محمد المدعو بافہام اللہ عفا اللہ عنہ [محمد افہام اللہ] الجواب صحیح والمجیب نجیح حررہ ابو الغنا محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید

من اجابہ فقد اصاب ویویدہ ما فی شرح الفقہ الاکبر ان ترتیب خلفاء الراشدین من الفضلیۃ کترتیبہم فی الخلافۃ الا ان لابی بکر و عمر مزیۃ وہی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنا باتباع سنۃ الخلفاء الراشدین ولم یامرنا فی الاقتداء بالافعال الا ابی بکر و عمر فقال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر وفرق بین اتباع سنتہم والاقتداء بہم فحال ابی بکر و عمر فوق حال عثمان و علی رضی اللہ عنہما انتہی وفی سنن ابی داؤد حدثنا احمد بن صالح حدثنا عنبسۃ حدثنا یونس عن ابن شہاب قال قال سالم بن عبد اللہ ان ابن عمر قال کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابو بکر ثم عمر ثم عثمان انتہی وقال الامام النووی فی تہذیب الاسماء واللغات اجمعت الامۃ علی صحۃ خلافتہ وقدمتہ الصحابۃ رضی اللہ عنہم لکونہ افضلہم واحقہم بہا من غیرہ انتہی وفی المشکوۃ عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابو بکر و عمر اخرجہ الترمذی انتہی واللہ اعلم حررہ حامل لواء الیار اللہ الباری محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ بفیضہ الجاری۔

ہو الحق تفضیل کے معنی برگزیدن کسی را بر کسی اور شیخین سے مراد حضرت ابو بکر الصدیق و عمر الفاروق ہیں اور وہ لوگ جو ترتیب ان حضرات میں فضیلت دیتے ہیں صحابہ کرام سے گزرے ہیں کہ انس بن مالک او معاذ بن جبل اور کئی سو صحابی سے مروی ہے کنا نتفاضل فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابا بکر ثم عمر ثم عثمان اور حضرات ائمہ مجتہدین بھی ہیں وصایا امام اعظم میں ہے نقر بان افضل ہذہ الامۃ بعد نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی اللہ عنہم اجمعین بقولہ تعالی والسابقون السابقون اولئک المقربون

فی جنات النعیم وکل من کان اسبق فهو افضل ویحبهم کل مومن تقی ویبغضهم کل منافق شقی انتهی
اور یہی اعتقاد اکثر علمای اہلسنت وجماعت کا ہے اور وہ لوگ جو حضرت خلفاء ثلثہ کو مانتے بھی ہیں اور
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے فضیلت دیتے ہیں تفضیلیہ ہیں اور ایسے تو بہت گذرے جو خلیفہ اول
وثانی کو خلیفہ ثالث ورابع پر فضیلت دیتے ہیں اور وہ فرقہ غالبا نہیں گذرا جو حضرت خلیفہ اول وثانی
کو برابر خیال کرتا ہو واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ من اجاب
فقد اصاب ویؤیدہ ما فی شرح الجلال الدوانی للعقائد العضدیة والافضلیة علی هذا
الترتیب ای ترتیب الخلافة عند الجمهور ونقل عن مالک انه توقف بین عثمان وعلی
رضی الله عنهما فقال امام الحرمین انه غالب على الظن ان ابا بکر افضل ثم عمر ثم
یتعارض الظنون فی عثمان علی علی وعلی علی عثمان وعن ابی بکر بن خزیمة تفضیل
علی علی عثمان رضی الله عنهما ومعنی الافضلیة ای المعنی المراد بها ههنا انه اکثر ثوابا
عند الله تبارک وتعالى بما کسب من الخیر لا انه اعلم واشرف نسبا وما اشبه ذلک انتهی بقدر الضرورة واللہ اعلم
علمه احکم حررہ الراجی عفو ربه الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبه وستر عیوبه سوال ۶۲ زید تفضیلیه عقیده
دارد که خلفای جناب سرور کائنات علیه الف الف تحیات فضائل بسیار دارند لکن حضرت علی کرم اللہ وجهه
فضیلت لحمک لحمی ودمک دمی این طور دارند که بر فضائل دیگر خلفای ثلثه اولی فضیلت دارد وبهمین
وجه حضرت علی را بر ثلثه اولی فضیلت در زعم خود میدهد ومیگوید که اگرچه ثلثه محمود وحاوی فضائل دیگر هستند
مگر کرامی فضیلت مثل این فضیلت حضرت نیست پس ازین فضیلت جزئیه فضیلت کلیه لازم آمد حضرت علی را بر دیگران
بینوا توجروا الجواب المصوب اهل سنت که بتفضیل حضرت صدیق رض قائل اند مراد شان فضیلت من حیث
کثرة الثواب است نه مطلقا پس اعتقاد وجود بعض فضائل در حضرت مرتضی رض واختصاص شان بآن منافی
عقیده اهل سنت نخواهد بود واین فضیلت جزئیه مرتضویه قادح افضلیت صدیقیه نخواهد شد جلال الدین دوانی رح
در حواشی جدیده شرح تجرید می نویسند انما اختلفوا فی الافضلیة من حیث الثواب کما هو الشائع فی
کتب العقائد اذ لا ینکر احد من اهل السنة رجحان علی رض فی کثیر من الفضائل علی غیره انتهی
وهمچنین است در شرح عقائد عضدیه وغیره والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی سوال ۶۳ اول تفضیلیه کسے کہتے ہیں اور اگر کوئی شخص حضرت علی کرم اللہ وجهه

باعتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنی ہاشم ہونیکے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر فضیلت دے تفضیلی ہے یا نہیں دوم شیخین کی فضیلت نزدیک اہلسنت وجماعت کے من کل الوجوہ ہے یا ببعض الوجوہ سوم اہلبیت نبوی کا مصداق کون ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اسکے مصداق ہیں یا نہیں چہارم یہ جو عوام الناس مین مشہور ہے کہ پنجتن پاک حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہما ہیں اسکی شریعت میں اصل ہے یا نہیں پنجم بعد خلع خلافت امام حسن رضی اللہ عنہ کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے یا نہیں ششم اگر کوئی شخص دعوی کرے کہ یزید علیہ ما یستحقہ خلیفہ برحق تھا اور خروج امام علیہ السلام کا اسپر ناحق ہوا تو وہ شخص گنہگار ہے یا نہیں ہو المصوب جواب سوال اول شاہ عبد العزیز رحمہ اللہ تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں دوم فرقہ شیعہ تفضیلیہ کہ جناب مرتضوی را بر جمیع صحابہ تفضیل میدادند و این فرقہ از ہای تلامذہ آن لعین شدند یعنی عبد اللہ بن سبا و شمۂ از وسوسہ وی قبول کردند و چنانکہ مر تضوی در حق اینہا تہدید فرمودند کہ اگر کسے را خواہم شنید کہ مرا بر شیخین تفضیل میدہد اورا حد افترا کہ ہشتاد چابک است خواہم زد انتہی اور جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باعتبار دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کے تفضیل دے اگر غرض اسکی اس سے تفضیل مرتضوی شیخین پر کثرت ثواب میں ہے یا ان فضائل کے سبب مین کہ جنسکی وجہ سے ارباب عقول کے نزدیک تفضیل ہوتی یا یہ غرض ہو کہ یہ فضیلت مرتضویہ جملہ فضائل شیخین پر غالب ہے تو وہ تفضیلی ہوگا اور اگر صرف یہ مقصود ہو کہ یہ فضیلت خاصہ شیخین میں نہیں ہے اگرچہ انکے اور فضائل اس فضیلت سے بڑھکے ہیں تو کچھ حرج نہوگا جواب سوال دوم فضیلت شیخین رضی اللہ عنہما کی باعتبار اکثریت ثواب واکرمیت عند اللہ تعالی ہے نہ باعتبار ہر جزئی کے کیونکہ فضائل جزئیہ حضرت مرتضوی رضی اللہ عنہ مین بعض ایسے ہیں کہ حضرات شیخین میں نہیں ہیں لیکن اور فضائل شیخین رضی اللہ عنہما کے ان فضائل جزئیہ پر تفوق رکھتے ہیں محقق دوانی حاشیہ جدیدہ شرح تجرید میں لکھتے ہیں انهم انما اختلفوا فی الافضلیة من حیث کثرة الثواب کما هو الشائع فی کتب العقائد اذ لاینکر احد من اهل السنة رجحان علی رضی اللہ عنه فی کثیر من الفضائل انتهی اور شرح مقاصد میں ہے الکلام فی الافضلیة بمعنی الکرامة عند اللہ وکثرة الثواب انتهی اور شرح مواقف میں ہے مرجعها ای مرجع الافضلیة التی نحن بصددها الی کثرة الثواب والکرامة عند اللہ وذلک یعود الی الاکتساب للطاعات والاخلاص فیها انتهی جواب سوال سوم حضرت علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا وحسنین رضی اللہ عنہما بھی مصداق اہل بیت نبوی میں داخل ہیں هؤلاء اهل بیتی اسکے حق میں وارد ہے

جواب سوال چہارم خاص اس شہرت کی کوئی اصل معتد بہ نہیں ہے البتہ اگر روایات ہو کہ اہل بیت و اصحاب عبا سے استثنا کیا جاوے تو ممکن ہے مگر تخصیص کی کوئی وجہ معتبر نہیں ہے کیونکہ اگر طہارت بمعنی عصمت کے ہو تو وہ مختصات انبیا سے ہے اور اگر مطلق ہو تو اختصاص کے ساتھ ان حضرات کی کوئی وجہ نہیں ہے **جواب سوال پنجم** وہ خلافت کہ جسکے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فرمایا زمانہ اسکا خلع امام حسن رض تک منقضی ہو گیا بعد اسکے حضرت معاویہ رض کی خلافت اس سے خارج ہوئی لیکن مطلق خلافت میں کہ جسکے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں بارہ خلیفہ ہونگے کہ قیام بالعدل کرینگے داخل ہے ابن حجر مکی منح مکیہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں فکان الحسن آخر الخلفاء الراشدین بنص جدہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ فمدۃ خلافتہ ہی الستۃ اشہر الباقیۃ منہا وعند مضیہا سار الی معاویۃ فی اربعین الفا فلما تراای الجمعان علم الحسن انہ لن یغلب احد الطائفتین حتی یذہب اکثر الاخری فنزل لمعاویۃ عن الخلافۃ شفقۃ علی الامۃ لشروط قبلہا معاویۃ ثم صار ہو الامام الحق وقیل ذلک کان متغلبا لکن لاجتہادہ لم آثما بل ماجورا انتہی

جواب سوال ششم ایسا کلمہ واہیہ جو شخص کہے وہ گنہگار ہے توبہ اس پر واجب ہے منح مکیہ میں ہے نقل عن ای ابن العربی المالکی ما یقشعر منہ الجلد انہ قال لم یقتل الحسین الا بسیف جدہ ای بحسب اعتقادہ الباطل ان یزید ہو الخلیفۃ والحسین باغ علیہ انتہی اور بھی اسی میں ہے قول بعضہم لاملام علی قتلۃ الحسین لانہم انما قتلوہ لانہ بین جدہ الامر بسیلہ علی البغاۃ لا یوثق علیہ لان یزید لم ینعقد بیعتہ عند الحسن وغیرہ ممن لم یبایعوا لہ مکرہون علی البیعۃ کما ہو معروف وغایۃ امر یزید انہ جابر فاسق متغلب انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ۲۹۶ بطور مکتوب بخدمت ذو الفضل والمکرمۃ مصدر الفضائل منبع الفواضل جناب مولانا مولوی محمد عبد الحی صاحب لازالت شموس فیضکم بازغۃ کمترین نیازمندان خلیل احمد بعد تبلیغ تسلیمات و تحیات مسنونہ کے ملتمس ہے کہ کتاب عبقات الانوار مولفہ حامد حسین لکھنوی سرسری نظر سے گذری اسمین ایک روایت جسکو درباب خلافت بلافصل حضرت علی رضی اللہ عنہ و بطلان خلافت شیخین رضوان اللہ علیہم

اجمعین نص صریح سمجھا ہی اور بزعم خود علمای اہلسنت سے نقل کیا ہے دیکھی اُس مین حوالہ ایسے کتب مصنفین کے دیے ہین جنکے حالات سکو سنیان بھی آشنا نہین با تمہا ووسعت علم ونظر فور فیض وکرم جناب سامی کو استفسار چند امور سے تکلیف دیتا ہون براہ عنایت جواب عنایت ہو اور بہت جلد عنایت ہو اول روایت خیال فرمایئے بدر الدین محمد بن عبد اللہ شبلی حنفی در کتاب آکام المرجان فی احکام الجان میگوید وقد ورد ما یدل علی ان ابن مسعود حضر لیلة الجن بمکة غیر لیلة الجن الاول فقال ابو نعیم نا سلیمان بن احمد نا محمد عبد الله الحضرمی نا علی بن المیق بن ابی بردة البجلی نا یحیی ابن یعلی الاسلمی عن حرب بن صبیح نا سعید بن مسلم عن ابی مرة الصنعانی عن ابی عبد الله الجدلی عن عبد الله بن مسعود قال استتبعنی رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة الجن فانطلقت حتی بلغنا اعلی مکة فخط علی خطا وقال لا تبرح ثم انصاع فی الجبال فرأیت الرجال یتحدرون علیه من رؤوس الجبال حتی حالوا بینی وبینه فاخترطت السیف وقلت لاضربن حتی استنقذ رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ذکرت قوله لا تبرح حتی آتیك فلم ازل کذلك حتی اضاء الفجر فجاء النبی صلی الله علیه وسلم وانا قائم ما زلت علی حالتی قلت لو مکثت شهرا ما برحت حتی تاتینی ثم اخبرته بما اردت ان اصنع فقال لو خرجت ما التقیت انا وانت الی یوم القیامة ثم شبك اصابعه فی اصابعی وقال انی وعدت ان تومن بی الجن والانس فاما الانس فقد امنت بی واما الجن فقد رأیت وما اظن الا واجلی قد اقترب قلت یا رسول الله الا تستخلف ابا بکر فاعرض عنی فرأیت انه لم یوافقه قلت یا رسول الله الا تستخلف عمر فاعرض عنی فرأیت انه لم یوافقه قلت یا رسول الله الا تستخلف علیا قال ذلك والذی لا اله الا هو لو بایعتموه واطعتموه ادخلکم الجنة این حدیث ابو نعیم تاج المحدثین سنیان روایت کرده و بتغیر یسیر امام حنبل نیز روایت کرده وقد روی الامام احمد عن عبد الرزاق عن ابیه عن میناء عن عبد الله بن مسعود رض قال کنت مع النبی صلی الله علیه وسلم لیلة الجن فتنفس فقلت ما بالك یا رسول الله قال نعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف قال ومن قلت ابو بکر قال فسکت ثم مضی ساعة ثم تنفس

قلت ما شانك بابی وامی یارسول اللہ تعیت الی نفسی یا ابن مسعود قلت استخلف
قال من قلت عمر فسکت ثم مضی ساعۃ ثم تنفس قلت ما شانك تعیت الی نفسی
یا ابن مسعود قلت فاستخلف قال من قلت علی قال الذی نفسی بیدہ لئن اطاعوہ لید خلون الجنۃ

آنکہ بدرالدین صاحب آکام المرجان از فقہا و علمای اعیان و فضلا و نبلاے محدثین عالی شان ست ذہبی
در معجم مختص گفتہ محمد بن عبداللہ الفقیہ العالم المحدث بدرالدین ابو البقاء الشبلی السابعی الدمشقی الحنفی و مصطفی
ابن عبداللہ القسطنطینی الچلپی در کشف الظنون گفتہ آکام المرجان للقاضی بدرالدین الخ و سیوطی ہم
در رسالہ تحفۃ الجلساء برؤیۃ اللہ النساء ازو نقل آوردہ موسیٰ بن احمد المعروف بالخطیب خوارزم در کتاب مناقب
علی این روایت آوردہ و ملا عمر در وسیلۃ النجاۃ المتعبدی نقل کردہ و شہاب الدین احمد در کتاب توضیح الدلائل
علی ترجیح الفضائل گفتہ رواہ الحافظ ابونعیم فی کتابہ دلائل النبوۃ و عبدالقادر بن محمد الطبری کہ او از اکابر
علمای مکہ معظمہ است در کتاب حسن السریرۃ فی حسن السیرۃ از دلائل النبوۃ مبسوط ازین نقل کردہ انتہی عبارت
الملتقطات مختصراً الیس امور مستفسرہ یہ ہین کہ بدرالدین صاحب آکام معتبر علما سے ہی یا نہین اور کتاب آکام
پایہ اعتماد کو پہونچی ہی یا نہین اور مصطفی بن عبداللہ و ذہبی وغیرہ سے جو تعدیل نقل کی ہی یہ تعدیل اور
شمائل بھی قابل اعتماد ہین یا نہین سیوطی تو معتبر مشہور ہین جیسے الخطیب خوارزم باقی کذاب غیر معتبر
ہین یہ روایت ابونعیم اور امام احمد نے نقل کی ہی یا نہین درصورتیکہ نقل کی ہو تو اسکی کیا توجیہ
ہوگی اور دوسری روایت مسلم کے ساتھ جس مین لیلۃ الجن عدم ہمراہیت مذکور ہی ولیکن نقد ناہ مذکور ہے
کیونکر توافق ہوگا آیا واقعہ متعدد پر محمول ہوگا یا دوسری توجیہ کیجائیگی فقط فوائد بہیہ مین جو بعنایت جناب
مولانا اعتماد حسین صاحب میرے پاس پہونچی بدرالدین کو دیکھا گیا مگر نہین ملا اس سوال کے جواب کا امیدوار
ہون مفصل با اسناد و شواہد تحریر ہو فقط ملتمس خلیل احمد از مدرسہ عربی اسلامی ریاست بہاول پور یکم
رجب یوم پنجشنبہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری **جواب** از محمد عبدالحی عفی عنہ بخدمت مولوی صاحب مجمع علوم منبع فہوم
جناب مولوی خلیل احمد صاحب دامت مکارمہم بعد اہدای ہدیہ سلام مسنون مع ضمیمہ شوق مشحون الیہ مضمون
یہ ہے کہ عنایت نامہ مورخہ یکم رجب پہونچا مضمون مندرجہ معلوم ہوا بسبب قلت فرصت کے تحریر جواب
میں تاخیر ہوئی معاف فرمایئے گا حقیقت امور مستفسرہ کی یہ ہے کہ مولف آکام المرجان معتبر ہی جو کچھ تحقیق
اسکی ذہبی وغیرہ سے نقل کی وہ ٹھیک ہی مین نے بھی اسکا حال فوائد بہیہ کی

تعلیقات مین لکھدیا ہی صفحہ ۲۱۱ مین ملاحظہ فرمائیے گا اور دونون روایتین جو حامد حسین نے نقل
کین ایک تخریج ابونعیم دوسری تخریج امام احمد وہ دونون بجنسہ آکام المرجان کے باب نود دہم
مین مذکور ہین مگر روایت امام احمد مین مینا مولی عبد الرحمن بن عوف بن مسعود سے راوی ہی اور مینا
کے باب مین لسان المیزان للحافظ ابن حجر مین اور میزان الاعتدال للذہبی مین ساقط مرقوم ہی اور ابن عراق نے
تنزیہ الشریعہ عن الاخبار الموضوعہ کے مقدمہ مین لکھا ہی میناء بن ابی میناء مولی عبد الرحمن بن عوف
یروی عن مولاہ و عن عثمان و ابن مسعود قال ابوحاتم کذاب لیکن چونکہ روایت ابی نعیم وغیرہ
مین ابو عبید اسدی بلی کی متابعت مروی ہی اس وجہ سے یہ حدیث ساقط نہین غایۃ الامر یہ کہ ضعیف ہوگی
بضعف مغتفر اور بلحاظ تعدد طرق اس حدیث کو مرزا محمد معتمد خان بدخشی نے رسالہ تحفۃ المحبین فی مناقب
الخلفاء الراشدین مین منجملہ احادیث حسان کے مذکور کیا ہی اور اس حدیث مین جو شرکت ابن مسعود رض کی
لیلۃ الجن مین مذکور ہی وہ منافی روایت فقدناہ لیلۃ الجن کے نہین ہی بوجہ اسکے کہ یہ دو واقعہ ہین
آکام المرجان مین مفصلا ذکر کیا ہی کہ لیلۃ الجن چھ مرتبہ واقع ہوئی بعض لیالی مین ابن مسعود شریک تھے
اور بعض مین نہین باقی رہا استدلال حامد حسین کا ساتھ اس روایت کے اوپر خلافت مرتضوی کے
وہ صحیح نہین حقیقۃ الامر یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو استخلاف صریح کسی کے باب مین منظور نہ تھا
بدین خیال کہ اگر صراحۃً کسی کا استخلاف کیا جاوے اور بعض لوگ اسکی اتباع نکرین تو وہ مستحق عذاب
ہوجاوین گے جیسا کہ سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین و سر ذلک رای عدم استخلافہ قال
البزار فی مسندہ حدثنا عبد اللہ بن وضاح الکوفی حدثنا یحیی بن الیمان حدثنا اسرائیل عن
ابی الیقظان عن ابی وائل عن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ الا تستخلف علینا قال ان استخلفت
علیکم فتعصون خلیفتی ینزل علیکم العذاب واخرجہ الحاکم فی المستدرک انتہی
اسی وجہ سے ابن مسعود نے جب ابوبکر رض و عمر رض کے استخلاف کے واسطے عرض کیا آپ نے اعراض و سکوت
فرمایا اس سے یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ یہ اعراض یا سکوت بسبب عدم استحقاق خلافت اور علی مرتضی رض کے
باب مین آپ نے نعم وغیرہ کلمات دال استخلاف مرتضوی رضی اللہ عنہ ارشاد نہین کیے بلکہ آپ کو جو یہ
معلوم تھا کہ مرتضی سے لوگ مخالفت کرینگے اور زمانہ خلافت مین ان کے فتن عدیدہ ہونگے اسوجہ سے آپ نے
انکی اطاعت واتباع کی ترغیب فرمائی و بالجملہ فلیست الا دلیۃ صریحۃ فی استخلافہ ولا...

استحقاقه بالنسبة الی غیره و من احق فعلیه البیان والله اعلم بما فی ضمیر نبیه امید که همیشه از امور متعلقه فقیر را اطلاع داده باشند والسلام فقط

سوال ۱۸۱ چه می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اهل سنت و جماعت کثرهم الله تعالی در حق کسی که اعتقاد در خلفای اربعه رضی الله عنهم بترتیب معلوم کند اما محبت وی به نسبت دیگری بیشتر است آیا این چنین کس آثم و گنهگار می شود یا نه بینوا توجروا

هو المصوب محبت بر دو گونه است گاهی از برای امری دینی می باشد و گاهی بواسطه علت دنیوی لیس محبت دینیه لازم افضلیت یکی دیگری را زیاده دوست دار و از جهت دین محبت وی تناقض باشد وهو ممتنع و اما اگر از برای امر دنیوی مثل مراتب و احسان و غیر آن باشد فلا امتناع فیه قال العلامة القسطلانی فی المواهب سئل شیخ الاسلام الولی العراقی انه من اعتقد فی الخلفاء الاربعة الافضلیة علی الترتیب المعلوم ولکن محبته لبعضهم یکون اکثر هل یکون آثما ام لا فاجاب الشیخ رحمه الله علیه المحبة قد یکون لامر دینی و قد یکون لامر دنیوی فالمحبة الدینیة لازمة للافضلیة فمن کان افضل کان محبتنا الدینیة له اکثر فمتی اعتقدنا فی واحد منهم انه افضل ثم احببنا غیره من جهة الدین اکثر کان تناقضا نعم ان احببنا غیر الافضل اکثر من محبة الافضل لامر دنیوی کقرابة و احسان و نحوه فلا تناقض فی ذلک ولا امتناع فمن اعترف بان افضل هذه الامة بعد نبینا صلی الله علیه وسلم ابو بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علی رضی الله عنهم کما هو مذهب اهل الحق من السلف والخلف لکنه احب علیا اکثر من ابی بکر مثلا فان کانت المحبة المذکورة محبة دینیة فلا معنی لذلک اذ المحبة الدینیة لازمة للافضلیة کما قررناه وهذا لم یعترف بافضلیة ابی بکر الا بلسانه واما بقلبه فهو مفضل لعلی لکونه احبه محبة دینیة زائدة علی محبة ابی بکر وهذا لا یجوز وان کانت المحبة المذکورة محبة دنیویة لکونه من ذریة علی او لغیر ذلک من المعانی فلا امتناع فیه انتهی والله اعلم بالصواب کتبه خادم علماء الراسخین محمد المدعو بعبد الحی تجاوز الله عن سیئاته یوم الدین سنه ۱۲۹۸ ہجری

محمد عبد الحی

سوال ۱۸۲ حضرت سلامت السلام علیکم معروض عالی است درین زمانه کثرت مبتدعین و غلو مذاهب فاسده و دین مذاهب حقه بمرتبه رسیده است که غرض باعث ملال خاطر عاطر

درین زمان علی رؤس الاشهاد در مطاعن صحابه رضی الله عنهم و مقدمه یکی مقدمه قرطاس دوم فدک بیان میشود
وعلمای روزگار بسبب جهالت طبیعه وعدم توغل در علوم دینیه متکفل جواب نمی شوند و عوام بسبب اغوای
خواص گمراه می شوند لهذا بخدمت جناب عرض است که هر دو مقدمه مع دفع شبهات رقم فرموده ارسال
فرمایند تا اطمینیت قلبیه و هدایت کامله حاصل گردد و باعث اجر دنیا و آخرت مشو د بینوا توجروا جواب
بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین والصلوة علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین از فقیر محمد حسین
عفا الله عنه بعد السلام علی من اتبع الهدی التماس است در مقدمات مسطوره علمای اهلسنت و جماعت
کثرهم الله تعالی دفاتر تصنیف فرموده اند وافضل المتاخرین مولنا عبد العزیز الدهلوی علیه الرحمة تو بهترین
اجوبه شبهات مبتدعین بیان فرموده اند اکنون حاجت جواب نیست مومنین مهتدین را برای تقویت
مذاهب احقه اجوبه مرقومه فی الکتب کافی است لکن بموجب استفسار آن عالی قدر اولا جمیع احادیث
مرویه در هر دو مقدمه رقم میکنم بعد از ان شبهات وارده و جواب آنها ایجازا و اختصارا بیان نمایم والله الهادی
وعلیه التکلان وعلی رسوله وآله الصلوة والسلام وعلی الائمة المتقین الرحمة والغفران رویت من کتب الصحاح
المعتبرة عند اهل السنة والجماعة هذه الاحادیث التی فیها ذکر الکتاب الذی
اراد رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یکتبه للامته فی مرضه الذی مات فیه عن
ابن عباس رضی الله عنهما قال لما حضر رسول الله صلی الله علیه وسلم وفی البیت
رجال فیهم عمر بن الخطاب قال النبی صلی الله علیه وسلم هلموا اکتب لکم کتابا
لن تضلوا بعده فقال عمر و فی روایة فقال بعضهم رسول الله قد غلب علیه الوجع
وعندکم القران حسبکم کتاب الله واختلف اهل البیت واختصموا فمنهم من یقول قربوا یکتب
لکم رسول الله ومنهم من یقول ما قال عمر وفی روایة ومنهم من یقول غیر ذلک فلما
اکثروا اللغط والاختلاف قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قوموا عنی فکان ابن عباس
یقول الرزیة ما حال بین رسول الله صلی الله علیه وسلم وبین ان یکتب لهم ذلک
الکتاب لاختلافهم ولغطهم و فی روایة قال قوموا عنی ولا ینبغی عندی التنازع فخرج
ابن عباس وهو یقول ان الرزیة ما حال بین رسول الله صلی الله علیه وسلم
وبین کتابه و فی اخری قال قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس و فی روایة ثم بکی

حتى بل دمعه الحصى قلت يا ابن عباس ما يوم الخميس قال اشتد برسول الله صلى الله
عليه وسلم وجعه فقال ائتونى بكتف اكتب لكم كتابا لا تضلوا بعده ابدا فتنازعوا
ولا ينبغى عند نبى تنازع فقالوا ما شانه اهجر استفهموه فذهبوا يردون عليه
فقال دعونى ذرونى فالذى انا فيه خير مما تدعونى اليه فامرهم وفى رواية فاوصاهم
بثلث فقال اخرجوا المشركين من جزيرة العرب واجيزوا الوفد بنحو ما كنت اجيزهم
وسكت عن الثالثة او قال فانسيتها قال سفيان هذا من قول سليمان هو ابو مسلم
الاحول وفى رواية ونسيت الثالثة اخرجه البخارى ومسلم ايضا مختصرا رواه ابن الاثير
فى جامع الاصول قوله لما حضر بصيغة المفعول اى حضرة الموت وفيه تجوز لانه
عاش بعد ذلك اليوم وهو يوم الخميس الى يوم الاثنين قوله هلموا اكتب لكم كتابا الخ
قال الامام النووى فى شرح مسلم اعلم ان النبى صلى الله عليه وسلم معصوم من الكذب
ومن تغيير شئ من الاحكام الشرعية فى حال صحته ومرضه ومعصوم من ترك بيان
ما امر ببيانه وتبليغ ما اوجب الله عليه تبليغه وليس هو معصوم من الامراض والاسقام
العارضة للاجسام مما لا نقص فيه لمنزلته ولا فساد لما تمهد فى شريعته وقد سحر
عليه الصلوة والتسليم حتى صار يخيل اليه انه يفعل ولم يكن يفعله ولم يصدر منه
فى هذا الحال كلام من الاحكام مخالفا لما سبق فاذا علمت ما ذكرناه فقد اختلفوا فى
الكتاب الذى اراد كتابته فقيل اراد ان ينص على الخلافة فى انسان معين لئلا يقع
نزاع قلت هذا بعيد جدا اذ التنصيص على خلافة ابى بكر وعمر وعثمان وعلى رضى
الله عنهم لا يحتاج الى كتابته بل كان مجرد القول كافيا للمقصود وافيا وقد اشار الى خلافة
ابى بكر بنيابة الامامة مع التصريح بقوله يابى الله والمؤمنون الا ابا بكر رضى الله عنه
نعم لو قيل انه اراد ان يكتب الخلافة المستمرة خلف وفاته لان يستحقها واحد بعد واحد
الى خروج المهدى وظهور عيسى عليه السلام لكان له وجه وجيه فتنبه نبيه ولكنه اراد الله
الامر مستورا اذ كان ذلك فى الكتاب مسطورا وقيل اراد كتابا يبين فيه مهمات الاحكام
ملخصة ليرتفع النزاع ويحصل الاتفاق على المنصوص عليه قلت لم يكن فى زمانه نزاع ليرتفع

ولا خلاف ليندفع واما باعتبار ما بعده من الزمان مما سيقع الاختلاف فى كل مكان فقد
اخبر بوقوعه بقوله اختلاف امتى رحمة وبقوله اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم
وبقوله بالسواد الاعظم وبقوله لا يزالون مختلفين الا من رحم ربك ولذلك خلقهم
على ان الاحكام الشرعية المتفرقة فى عشرين سنة كيف تصير ملخصة منصوصة فى
ساعة بحيث لا يتصور فيه اختلاف نعم اريد انه قصد ان يكتب كتابا فيه بعض الاحكام
التى قد توجد فى ازمنة الماضية مما ليس بمذكور فى الكتاب ولا محفوظ فى السنة لا بعد
من طريق الرأفة وسبيل الرحمة على كافة الامة من الائمة والعامة اراد ان يكتب كتابا
بين فيه طريق الفرق الناجية ويفصل فيه احوال الفرقة الضالة من المعتزلة والرافضية
وسائر المبتدعة قوله فقال عمر قد غلب عليه الوجع اراد بما ذكره التخفيف على رسول الله
صلى الله عليه وسلم عند شدة الوجع قوله حسبكم كتاب الله اى كافيكم فى امر الدين
واعتصموا بحبل الله جميعا وهو خطاب بمن نازعه فى ذلك ورد عليه لا على النبى صلى الله
عليه وسلم مع انه رضه له موافقات وفق بها فى مواضع فيمكن حمل هذه القضية على
الموافقة فيرتفع المخالفة يدل عليه سكوته صلى الله عليه وسلم على تلك المقالة وصرف
عنايته عن امر الكتاب هذا وقد عرف عمر ان ذلك الامر لم يكن جازما منه بل رعاية
لمصالحهم وكان اصحابه اذا امروا بشئ عليه جازم يراجعونه فيه وكان يتبرك برأيهم
قوله اختلف اهل البيت اى من كان فى البيت من اصحابه واقاربه قال الما وردى انما
جاز للصحابة الاختلاف فى هذا الكتاب مع صريح امره لهم بذلك لان الاوامر قد تقارنها
ما ينقلها من الوجوب فكانه ظهر منه قرينة دلت على ان الامر ليس على التحتم بل على الاختيار
فاختلف اجتهادهم وصمم عمر على الامتناع لما قام عنده من القرائن بانه صلى الله عليه وسلم
قال ذلك عن غير قصد جازم والاختلاف رحمة لما روى عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اختلاف
امتى رحمة قال الخطابى الاختلاف فى الدين ثلثة اقسام احدها فى اثبات الصانع ووحدانيته
وانكار ذلك كفر وثانيها فى صفاته وانكارها بدعة وثالثها فى احكام الفروع المحتملة وجوها
فهذا جعله الله تعالى رحمة وكرامة العلماء قوله قوموا عنى اى فانى تركت قصد الكتابة

على ما ثبت اذا اوحى اليه ثم ظهر ان المسألة تركه او اوحى اليه بذلك او نسخ او استصوب رأي
عمر ولم ينكر عليه حين قال حسبكم كتاب الله بل ترك الانكار واشار الى تصويبه هذا اتفق العلماء
على قول عمر حسبنا كتاب الله في دلائل فقهه وفضائله ودقائق نظره وفهمه لانه خشي ان
يكتب النبي صلى الله عليه وسلم امورا ربما عجزوا عنها فيستحقوا العقوبة لكونها منصوصة واراد
ان لا ينسد باب الاجتهاد على العلماء وانما قصد عمر رض بذلك التخفيف على رسول الله صلى الله
عليه وسلم حين غلب الوجع عليه لان في مرضه صلى الله عليه وسلم من شدة وجعه كتابته
تلك مشقة فرأى عمر الصواب بترك الكتابة تخفيفا على رسول الله صلى الله عليه وسلم
وفي تركه صلى الله عليه وسلم الانكار على عمر دليل على استصواب رأي عمر ولو كان مما لا بد له صلى الله
عليه وسلم ان يكتب مما لا بد منه لم يتركه لاختلافهم لقوله تعالى بلغ ما انزل اليك من ربك
كما لم يترك التبليغ لمخالفة من خالفه ومعاداة من عاداه وكما امر في تلك الحالة
باخراج اليهود من جزيرة العرب وغير ذلك بيانه يرجح ان سفيان بن عيينة قال يحكي عن اهل العلم
لانه صلى الله عليه وسلم اراد ان يكتب استخلاف ابي بكر رض ثم ترك ذلك اعتمادا على علمه بتقدير
الله تعالى ذلك كما هم بالكتابة في اول مرضه حين قال وا رأساه ثم ترك الكتابة وقال يابى الله
والمؤمنون الا ابا بكر قوله ثم بكى اي ابن عباس يحتمل ان يكون لتذكر وفاته وفقدان حياته صلى الله
عليه وسلم تجدد الحزن عليه او لفوات ما فات في معتقده من الخير الذي كان يحصل لو كان
كتب ذلك الكتاب قوله الرزية كل الرزية كان ابن عباس مال الى خلاف ما قال عمر واستدرك
ما فاته من البيان بالتنصيص عليه لكونه اولى من الاستنباط وهو لا يعارض لان عمر كان افقه منه
قطعا لانه لما رأى ما غلب عليه صلى الله عليه وسلم من الوجع وقرب الوفاة والكرب خشي خافه
ان يكون ذلك القول مما يقوله المريض مما لا عزيمة له فيه فيجد المنافقون بذلك سبيلا الى الكلام في الدين
وقد كان اصحابه يراجعونه في بعض الامور قبل ان يجزم فيها بتحتم كما راجعوه يوم الحديبية في الخلاف
وفي كتاب الصلح بينه وبين قريش واذا امر بالشيء امر عزيمة فلا يراجعونه احد منهم قوله اهجر الهجر
الهذيان وهو النطق بما لا يفهم كما قال ابن الاثير والمراد هنا ما يقع من كلام المريض مما لا ينتظم
ولا يعتد به لعدم فائدته ووقوع ذلك منه صلى الله عليه وسلم مستحيل لانه معصوم في صحته

وهو بعيد لقوله تعالى وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى ولقوله صلى الله عليه وسلم ... انا لا اقول في الغضب الا حقا واذا عرفت ذلك فانما قال من قال منكرا على من يتوقف في امتثال امره باحضار اسباب الكتاب فكانه قال اتتوقف في ذلك اتظن انه يتهجر لقول الهذيان في مرضه امتثل امره واحضر ما طلبه فانه لا يقول الا الحق ويدل عليه قوله استفهموه لانه لو كان المراد الهذيان الاعراض عن قوله صلى الله عليه وسلم انما الامر فاختصموا عنده قوله ذروني فالذي انا فيه اي من مراقبة الله تعالى والتأهب للقاء الله والتفكر في ذلك ونحوه خير مما تدعوني اليه اي افضل مما انتم عليه من الاختلاف واللغط قوله فامرهم بثلاث الخ هذا اما اراد كتابته تفصيلا فلما رأى ان الكتابة اللغط اختلافهم واكتفى على القول الجامع المختصر النافع للامة وهو اخراج المشركين واليهود من جزيرة العرب واكرام الوافدين ونحو ذلك اي الواصلين الى الاسلام من الذكر وصيا قدم من تطييب نفوسهم وترغيبا لغيرهم سواء كانوا مسلمين او كفارا هذا ما تلخص من كلام القرطبي والقاري تلخيصا حسنا والله اعلم بالصواب

باید دانست که محل اشکال درین قصه یا عدم قبول آنحضرت صلی الله علیه وسلم و توقف در آوردن دوات و قرطاس با قول حضرت فاروق اعظم رضی الله عنه قد غلبه الوجع وعندکم القرآن یا قول قائل اهجر استفهموه وجواب اول این ست که چون آیه وشاورهم فی الامر نازل شده بود آنحضرت صلی الله علیه وسلم با صحابه درباب کیفیت آثار وحی و طرق مجاهده کفار وآنچه وحی در آن فرود نیامده بود مشاوره می فرمودند خصوصا شیخین را رضی الله عنهما و در اکثر موافق وحی بر حسب قرار داد ایشان فرود می آمد مانند قصه اسارای بدر و قصه حجاب ابن ابی پس توقف فاروق اعظم واستعداد کتابت گویا مشاوره است در آنکه در مثل این حالت ترک کتابت اوفق ست وآنحضرت صلی الله علیه وسلم رای فاروق اعظم را درین مسئله تصویب فرموده لهذا بقیه روز خمیس وتمام روز جمعه وشنبه و یکشنبه و اول روز دوشنبه در حیات بودند و آنچه میخواستند بآن امر میفرمودند و متعرض کتابت نشدند واین دلیل قوی ست بر تصویب رای ایشان زیرا که اگر بکتابت بالحتم مامور می بودند تساهل نمی فرمودند چه تساهل مزاحم ومصادم عصمت حضرت صلی الله علیه وسلم ست قال الله تعالی یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالته والله یعصمک من الناس واگر خیال کسی آید که از ترس تبلیغ آن مانع می شد این خیال فاسد ست چه وقتیکه جمیع عالم متفق بر کفر بودند او را

ابتدای آنحضرت صلی الله علیه وسلم سرگرم بودند و ابلاغ مسایل نفرمودند چون دران وقت مساهمت نفرمودند
وکلمة الحق لشدت تمام اد افرمودند درین وقت که عالم منقا وشد چرا کتمان می فرمایند ولیس هذا الا
ظن الجاهلیة اعاذنا الله منها و نیست گمان مگر گمان کسیکه در شان آنحضرت صلی الله علیه وسلم قدح
میکنند و میگویند که آنحضرت صلی الله علیه وسلم چیزها را از اوامر ونواهی بخوف مردمان باقی داشتند و اظهار
نه نمودند سبحانك هذا بهتان عظیم و دیگر آنکه حضرت علی مرتضی وحضرت عباس رضی الله عنهما نیز در منع قرطاس
شریک شدند چه ایشان هم دوات و قلم نیاوردند در آن وقت و نه بعد ازان که فرصت دراز بود آورده
آن کتاب را نویسانیدند و قول رسول مقبول ائتونی بقرطاس خطاب بجمیع حاضرین بود نه بحضرت
فاروق اعظم بالخصوص پس معلوم شد که این امر بنابر صلاح ارشاد شده بود نه بطور وجوب و فرضیت لهذا
حضرت مرتضی رضی الله عنه و دیگر صحابه اهمال فرمودند چنانچه در صلح حدیبیه آنحضرت صلی الله علیه وسلم علی مرتضی
رضی الله عنه فرموده رعایة للادب لقب من که رسول الله ست از صلح نامه محو ساز فقط نام من محمد باقی دار
حضرت مرتضی کرم الله وجهه مخالفت امر رسول نموده محو نساختند تا آنکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم صلحنامه را از
دست مرتضی کرم الله وجهه گرفته بدست مبارک لقب مذکور را محو فرمودند پس نزد اهلسنت وجماعت این
قسم امور را مخالفت نمیگویند و قول حضرت عمر فاروق اعظم قد غلب علیه الوجع محل اشکال نیست زیرا که
غلبه وجع امریست که بتقاضای بشریت ست بر انبیا صلوات الله علیهم جاری می شود چنانکه بر تغیر
ایشان علی السوا مثل جوع و عطش و دیگر آنکه در روایت جامع الاصول آمده قال بعضهم قد غلب علیه
الوجع بی تصریح نام حضرت فاروق شاید که آن بعض حضرت علی مرتضی باشند و قول قائل اهجر استفهموه
احتمال دو معنی دارد یکی آنکه این اقوال آن کسانند که قاصد آوردن قرطاس و دوات بودند برای تصویب
رای خود این کلمه اهجر استفهموه بطور استفهام انکاری گفتند یعنی هجر وهذیان بر زبان مبارک پیغمبر صلی الله علیه
وسلم نمی رود پس انچه فرموده است بآن اهتمام باید کرد و انچه نوشتن آن ارشاد فرموده اند استفهام
باید کرد دوم آنکه جمعیکه متوقف بودند در آوردن قرطاس و دوات گفته باشند و معنی هجر اینجا کلامیست
که بسبب ضعف آلات تکلم یا عسر نفس بر زبان و مانند آن فهمیده نمی شود پس گفتند بطریق استفهام
تقریر این سخن فی نفسه غیر مفهوم ست یا ادراک ما نکردیم پس باید پرسید که مقصود آنحضرت صلی الله
علیه وسلم طلب قرطاس و دوات است یا چیز دیگر استفهام کنید از مقصود حضرت صلی الله علیه وسلم

تا بار دیگر بلفظ صریح یا اشارةً بیان فرمایند مقصود را تا بر حسب آن عمل نمایم و اگر غرض قائل او کلام
آنحضرت می بود بعد کلمهٔ اهجر کلمهٔ استفهموه نمی گفت بلکه اعرضوا عنه می گفت الغرض اشکال بر قائل لازم
نمی آید و هرگز از روایت مذکوره معلوم نمی شود که قائل این کلمه حضرت فاروق بود و اگر توهم متوهمین گذرد
که مقصود از کتابت استخلاف حضرت مرتضی ست آن رجم بالغیب ست از کجا دانست که استخلاف
ایشان مقصود بود بلکه حدیثیست حضرت مرتضی رض صریح ست و آنکه مقصود غیر استخلاف بود عن نعیم بن
یزید عن علی بن ابی طالب رض امرنی النبی صلی الله علیه وسلم ان آتیه بطبق یکتب فیه
ما لا یضل امته من بعده قال فخشیت ان تفوتنی نفسه قال قلت انی احفظ واعی قال اوصی
بالصلوة والزکوة وما ملکت ایمانکم اخرجه احمد دیگر آنکه نزد شیعه استخلاف امیر بنص قطعی
است دیگر چه احتیاج نوشتن بود و اگر بالفرض مقصود استخلاف احدی بود پس مقصود اهل سنت و
جماعت حاصل ست زیرا که در اول مرض آنحضرت صلی الله علیه وسلم بحضرت عائشه صدیقه رضی الله
عنها فرموده ادعی لی ابابکر اباک واخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول
قائل انا اولی ویابی الله والمؤمنون الا ابابکر رواه مسلم این حدیث صراحةً بر کتابت استخلاف صدیق
اکبر رضی الله عنه دلالت میکند و بیهقی گفته است که سفیان بن عیینه از اهل علم نقل کرده است که آنحضرت صلی الله
علیه وسلم خواست که خلافت ابوبکر صدیق رض بنویسد بعد از ان ترک کرد بجهت اعتماد بر آنچه تقدیر الهی رفته
است و اعتماد بر آنکه تجاوز نخواهند کرد از ان مومنان چنانچه فرمود ویابی الله والمومنون الا ابابکر رض
و دیگر آنکه در روایت دیگر از ابن عباس رض موجود ست و اوصاهم بثلث قال اخرجوا المشرکین الخ
صریح دلالت میکند که امر جدید نبود و امر خلافت نیز نبود بلکه امر سیاست مدنیه و مصالح ملک بود که آن را
وصیت فرمود و قول فاروق اعظم حسبنا کتاب الله برای رفع تکرار حاضرین و نفی ظنون مفسدین است
چه آنحضرت صلی الله علیه وسلم اگر می فرمود و می نوشت بطور اختصار چیزی میفرمود و می نوشت بسبب
قلت فرصت و زیادت مشقت و غلبهٔ درد پس منافقان در آن خدشه کرده فساد عظیم برپا میکردند چنانچه
در کتاب کرده مذاهب باطله بر آوردند نعوذ بالله منها و احتمال این نبود که بعضی احکام را نسخ میفرمود زیرا که
حق تعالی یک ماه قبل ازین نازل کرده الیوم اکملت لکم دینکم و ابواب نسخ و تبدیل و زیادت و
نقصان را در دین مطلقا مسدود ساخته بود و قول آنحضرت صلی الله علیه وسلم قوموا عنی دلالت میکند

برآنکه تکرار کنید یا برآنکه رفیق اعلی برآنحضرت صلی الله علیه وسلم غالب آمد بحیثیتے که بهتر بود از تبلیغ مشغول
شد اند قوله ولا ینبغی عند النبی صلی الله علیه وسلم تنازع قول ابن عباس ست نه قول آنحضرت صلی الله
علیه وسلم کما حققه القرطبی والنووی وعلی القاری ودیگر آنکه قول دلالت میکند که مزاج آنحضرت صلی الله
علیه وسلم متغیر ست از گفتگو و شنیدن نهایت تنگ خواطر شد و این شور و شغب فیمابینهم بود نه آنکه
حضرت عمر فاروق را واز بلند کرده بودند و کسانیکه رفع صوت کردند برآنها نیز انحراف از حکم رسول الهی لازم
نیاید زیرا که بلند کردن آواز برآواز نبی صلی الله علیه وسلم البته ممنوع ست نه آنکه بحضور وی با خود با آواز
بلند سخن گفتن ممنوع باشد کما قال النووی رح و قول ابن عباس ان الرزیة کل الرزیة الخ دلالت بر
تأسف و تحسر میکند بر اینکه کتابت نشد که نافع می بود و است را و فی الواقع در هر کلام رسول نفع ست
لیکن بمقتضای خواهش رسول مقبول صلی الله علیه وسلم هم برای مردمان امثال را التصویب کرده کتابت
موقوف داشتند و ایضا ابن عباس دران زمان بعمر سیزده سالگی بودند معلوم نیست که چه چیز در ذهن
ابن عباس بود که بران تاسف فرموده و هرگز ابن عباس را خیال خلافت علی مرتضی کرم الله وجهه
نبود زیرا که حضرت ابن عباس باعتبار قرب قرابت چنانچه اقوال ابن عباس شاهد اند بر مدعی الغرض
معلوم می شود که حسرت و افسوس حضرت ابن عباس باعتبار حرص بر علم بود لهذا از علی مرتضی رض و حضرت
ابن عباس رض چیزی درین مقدمه منقول نیست و مقطع کلام درین مقام آنست که حضرت امیر نیز درین
قصه حاضر بودند باجماع اهل سیر از طرفین و اصلا انکار او بر عمر فاروق رض یا دیگر حاضران مجلس که مانعت
از کتابت کرده بودند نه در حیات شان و نه بعد از وفات شان که زمان خلافت حضرت امیر بود در کتب
شیعه و سنی منقول نشده پس اگر حضرت فاروق اعظم رض درین کار خطاوار ست حضرت امیر
مرتضی رض نیز مجوز کار او ست بلکه حضرت عباس عم رسول الله صلی الله علیه وسلم و دیگر اقربا نیز تجویز
فاروق را پسند کردند موجب رنج رسول مقبول نشدند لهذا نصیر الدین الطوسی این الزام را در تجرید در
مطاعن حضرت عمر فاروق داخل نکرده والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب جواب مقدمهٔ دوم
فدک فی احکام میراث النبی و ترکته عن ابی هریرة رض ان رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال لا تقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقة نسائی و مؤنة عاملی فهو صدقة وفی
روایة انه قال لا نورث ما ترکناه صدقة اخرجهما البخاری و مسلم و عن عمرو بن الحارث

اخی جویریة رض قال ما ترک رسول الله صلی الله علیه وسلم عند موته دینارا ولا درهما
ولا عبدا ولا امة ولا شیئا الا بغلته البیضاء وسلاحه وارضا جعلها لابن السبیل صدقة رواه
البخاری وفی روایة مسلم ولا اوصی بشیء وفی الصحیحین والموطا ان ازواج النبی صلی الله
علیه وسلم حین توفی رسول الله اردن ان یبعثن عثمان الی ابی بکر یسألنه میراثهن
فقالت عائشة الیس قد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا نورث ما ترکناه صدقة
وفی جامع الاصول ان فاطمة بنت رسول الله صلی الله علیه وسلم سألت ابا بکر الصدیق
بعد وفاة رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یقسم لها میراثها مما ترک رسول الله مما افاء
الله علیه فقال لها ابو بکر ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا نورث ما ترکناه
صدقة فغضبت فاطمة فهجرته فلم تزل بذلک حتی توفیت وعاشت بعد رسول الله
صلی الله علیه وسلم ستة اشهر الا لیالی وکانت تسأله ان یقسم لها نصیبها مما افاء الله
علی رسوله من خیبر وفدک ومن صدقة بالمدینة فقال لها ابو بکر لست بالذی اقسم من
ذلک شیئا ولست تارکا شیئا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعمل به فیها الا عملته
فانی اخشی ان ترکت شیئا من امره ان ازیغ ثم فعل ذلک عمر فاما صدقته بالمدینة فدفعها
عمر الی علی وعباس وامسک خیبر وفدک وقال هما صدقة رسول الله کانتا لحقوقه التی
تعروه ونوائبه وامرهما الی من ولی الامر قال فهما علی ذلک الی الیوم اخرجه مسلم وفی
روایة جاءت فاطمة الی ابی بکر فقالت من یرثک قال اهلی وولدی قالت فما لی لا ارث
ابی فقال ابو بکر سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول لا نورث ولکن اعول من کان رسول
الله یعوله وانفق علی من کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینفق علیه اخرجه الترمذی و
لابی داود وجاءت فاطمة الی ابی بکر تطلب میراثها من ابیها فقال لها سمعت رسول الله
صلی الله علیه وسلم یقول ان الله اذا اطعم نبیا طعمة فهی للذی یقوم من بعده وفی روایة
ان فاطمة والعباس اتیا ابا بکر یلتمسان میراثهما من رسول الله صلی الله علیه وسلم وهما حینئذ
یطلبان ارضه من فدک وسهمه من خیبر فقال ابو بکر رض انی سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
قال لا نورث ما ترکناه صدقة انما کان یاکل آل محمد فی هذا المال وانی لا ادع امرا رأیت

رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته وفي اخرى ان فاطمة بنت رسول الله صلى
الله عليه وسلم ارسلت الى ابي بكر تسأله ميراثها من رسول الله صلى الله عليه وسلم مما افاء
الله عليه بالمدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر فقال ابو بكر رضي الله عنه ان رسول الله
قال لا نورث ما تركناه صدقة انما يأكل آل محمد من هذا المال يعني مال الله ليس لهم ان
يزيدوا على المأكل واني والله لا اغير شيئا من صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن حالها التي كانت عليها في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولاعملن فيها بما
عمل به رسول الله صلى الله عليه وسلم فابى ابو بكر ان يدفع الى فاطمة شيئا [illegible]
وانفق ابو بكر على من كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق وفي الصحيحين ان رسول الله صلى الله
عليه وسلم ينفق على اهله نفقة سنة وفي رواية يحبس لاهله قوت سنتهم وما بقي يجعله
في الكراع والسلاح في سبيل الله وفي البخاري ومسلم عن مالك بن اوس بن الحدثان النصري
قال ارسل الي عمر حين تعالى النهار قال فوجدته في بيته جالسا على سرير مفضيا الى رماله
متكئا على وسادة من ادم فقال لي يا مال انه قد دف اهل ابيات من قومك وقد امرت
فيهم برضخ فخذه فاقسمه بينهم قال قلت لو امرت بهذا غيري قال خذه يا مال قال فجاء
حاجبه يرفا فقال هل لك يا امير المؤمنين في عثمان وعبد الرحمن بن عوف والزبير وسعد
يستأذنون قال نعم فاذن لهم فدخلوا فسلموا وجلسوا ثم لبث يرفا قليلا ثم جاء يرفا فقال هل لك يا امير
المؤمنين في عباس وعلي يستأذنان قال نعم فاذن لهما فلما دخلا سلما وجلسا فقال العباس
يا امير المؤمنين اقض بيني وبين هذا الظالم الكاذب الآثم الغادر الخائن وهما يختصمان
في الذي افاء الله على رسوله من بني النضير فاستب علي وعباس فقال القوم اي عثمان
واصحابه يا امير المؤمنين اقض بينهما وارح احدهما من الآخر قال اتئدوا انشدكم بالله الذي
باذنه تقوم السماء والارض هل تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نورث
ما تركنا صدقة يريد بذلك نفسه قالوا قد قال ذلك ثم اقبل عمر على العباس وعلي
فقال انشدكما بالله الذي باذنه تقوم السماء والارض اتعلمان ان رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال لا نورث ما تركنا قالا نعم قال عمر فاني احدثكم عن هذا الامر ان الله قد خص

رسوله في هذا الفيء بشيء لم يعطه أحدا غيره ثم قرأ وما أفاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم
عليه من خيل ولا ركاب ولكن الله يسلط رسله على من يشاء والله على كل شيء قدير فكانت
هذه خالصة لرسول الله صلى الله عليه وسلم والله ما احتازها دونكم ولا استأثر بها
عليكم لقد أعطاكموها وبثها فيكم حتى بقي منها هذا المال فكان رسول الله صلى الله عليه
وسلم ينفق على أهله نفقة سنتهم من هذا المال ثم يأخذ ما بقي فيجعله مجعل مال الله فعمل بذلك
رسول الله صلى الله عليه وسلم في حياته وفي رواية قال عمر كانت لرسول الله صلى الله
عليه وسلم ثلاث صفايا بنو النضير وخيبر وفدك فأما بنو النضير فكانت حبسا لنوائبه
وأما فدك فكانت حبسا لأبناء السبيل وأما خيبر فجزأها رسول الله ثلاثة أجزاء جزأين
بين المسلمين وجزءا نفقة لأهله فما فضل عن نفقة أهله جعله بين فقراء المهاجرين ثم
أنشدكم بالله الذي بإذنه تقوم السماء والأرض أتعلمون ذلك قالوا نعم قال ثم نشد
عباسا وعليا بمثل ما نشد به القوم أتعلمان ذلك قالا نعم قال فتوفى الله نبيه
صلى الله عليه وسلم قال أبو بكر أنا ولي رسول الله فقبضها أبو بكر فعمل فيها بما عمل به رسول
الله صلى الله عليه وسلم وأنتم حاضرون وفي رواية فجئتما تطلب ميراثك من ابن أخيك
ويطلب هذا ميراث امرأته من أبيها فقال أبو بكر قال رسول الله لا نورث
ما تركنا صدقة فرأيتماه كاذبا آثما غادرا
خائنا والله يعلم إنه لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفى الله أبا بكر فقلت أنا ولي
رسول الله صلى الله عليه وسلم وولي أبي بكر فقبضتها سنتين أعمل فيها بما عمل
رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبو بكر والله يعلم إني فيها لصادق بار راشد تابع للحق ثم
جئتماني وأمركما واحد وقلتما ادفعها إلينا فقلت إن شئتما دفعتها إليكما على أن عليكما
عهد الله وميثاقه لتعملان فيها بما عمل فيها رسول الله صلى
الله عليه وسلم وأبو بكر وبما عملت فيها منذ وليت فقلتما ادفعها إلينا بذلك فدفعتها إليكما
فأنشدكما بالله هل دفعتها إليكما بذلك قالا نعم قال أفتلتمسان مني قضاء غير ذلك فوالله
الذي بإذنه تقوم السماء والأرض لا أقضي فيها بقضاء غير ذلك حتى تقوم الساعة فـ

تأوّلتم يا عبّاسا فارفعاها الى فاكفيكماها قال فكانت هذه الصدقة بيد على منعها على عباسا فغلبه عليها ثم كانت بيد الحسن بن على ثم كانت بيد الحسين ثم كانت بيد زيد بن الحسن كلاهما يتداولانها وهى صدقة رسول الله حقا ثم وليها بنو عباس ثم بيد عمر ابن عبد العزيز جمع بنى مروان حين استخلف فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت له فدك فكان ينفق منها ويعود منها على صغير بنى هاشم ويزوج منها ايّمهم وان فاطمة سألته ان يجعلها لها فابى وكانت كذلك فى حياة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى مضى بسبيله فلما ان ولى ابو بكر عمل فيها بما عمل رسول الله فى حياته حتى مضى لسبيله فلما ان ولى عمر بن الخطاب عمل فيها بمثل ما عملا حتى مضى لسبيله ثم اقطعها مروان ثم صارت لعمر بن عبد العزيز فرأيت امرا منعه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة ليس لى بحق وانى اشهدكم انى رددتها على ما كانت يعنى على عهد ابى بكر وعمر هذه الاحاديث كلها من حواشى الاصول قوله اقسم ورثتى اى لو امكنت قال ميرك هم ورثته باعتبار انهم كذلك بالقوة لكن منعوا من الميراث بالدليل الشرعى وهو قوله لا نورث ثم قوله ورثتى اى بالقوة اى ان قدّر انى اخلّف شيئا لا يقسم ولا ذاية انهى بين سببه وعلته لقوله ما تركت اى تركته بعد نفقة نسائى ومؤنة عاملى فهو صدقة وفى شرح السنة قال ابن عيينة كان ازواج النبى صلى الله عليه وسلم فى معنى المعتدات اذ كن لا يجوز لهن ان ينكحن فجرت لهن النفقة والحاصل انه ليس معنى نفقة نسائه ارثهن منه بل لكونهن محبوسات وممنوعات عن الازواج بسببه فهن فى حكم المعتدات ما دام حياتهن وقال بعضهم لعظم حقوقهن وقدم هجرتهن وكونهن امهات المؤمنين ولذلك اختصصن بمساكنهن ولم يرثها ورثتهن قوله مؤنة عاملى اى بعث عامله وشد تدواجر نائى حافظه العامل على الصدقة وكان للنبى صلى الله عليه وسلم ان يأخذ نفقة اهله من الصفايا التى كانت له من اموال بنى النضير وفدك ويصرف الباقى فى مصالح المؤمنين ثم وليها ابو بكر ثم عمر كذلك فلما صارت الى عثمان استغنى عنها بماله فاقطعها مروان وغيره فى ايامهم فلم يزل فى ايديهم حتى رجعها عمر بن عبد العزيز قوله لا نورث بسكون الواو وفتح الراء قال الطيبى اى لا يورث

منافية من المجاز فاستتر ضمير الجمع الفعل فانقلبه للفعل عن لفظ الغائب الى لفظ المتكلم
المتصل وهذا ايماء على انه لا يتعدى بنفسه ويجعل بعض النحويين متعديا بنفسه وبمن
فلا اختلاف ولا تحويل عن الاسناد كذا قال عبد الله السندي ويحتمل نورث بلفظ صيغة
المعلوم اي لا نترك مالا ميراثا لاحد قوله ما تركنا صدقة بالرفع جملة مستانفة كانه
لما قيل لا نورث فقيل ما تفعلون بتركتكم قال الذي تركنا صدقة واما قول بعض
المبتدعات ما نافية وصدقة مفعول تركيبا فبهتان ورد يرده وجود الضمير في تركناه
وفي اكثر الرواية فهو صدقة واما ما جاء في رواية ما تركنا صدقة من غير ضمير فهو كما
قال المالكي ان ما في تركنا موصول مبتدأ وتركنا صلته والعائد محذوف وصدقة خبره قوله
الا بغلته البيضاء اي التي كان يختص بركوبها قوله سلاحه اي الذي كان يختص نفسه من سيفه
ودرعه ونحوها وغيرها قوله جعلها صدقة الضمير راجع الى كل من السلاح والبغلة والارض
قال العيني لا ان اي يصدق بمنفعة الارض فصار حكمها حكم الوقف والمعنى انه جعلها في حياته
صدقة جارية باقية الى قيامها فيه وثواب الصدقة بدوامها قال العلامة الكرماني
في شرح البخاري هي نصف ارض فدك وثلث ارض وادي القرى وسهم من خمس خيبر
وحصة من ارض بني النضير قوله لا اوصى لشيء اي لا اوصى بثلث ماله ولا غيره اذ
لم يكن له مال الا الارض وغيرها قد صدقها في حياته للمسلمين قوله ان فاطمة سألت ابا بكر
ان يقسم لها ميراثها فان اشكل عليك ان فاطمة لما طلبتها مع رواية هذا الحديث قلت
عندها في الطلب يحتمل انه لكونها رأت ان خبر الواحد لا يخصص القرآن كما قيل ثم اما
ابو بكر في المنع انه سمع الحديث من في رسول الله صلى الله عليه وسلم فلزمه العمل به
لزوما واجبا وليس المنع عنادا لانه لم يعط عائشة شيئا بانه مر على الحق المر الحق المر
الذي لا يخشى فيه لومة لائم وان رأيه كان موافقا لرأي علي لانه اخذه من العباس
ثم كان في يد بنيه وبنيهم من بعدهم ولم يكن منه شيء في يد بني العباس والازواج
قيل هذا من علي وذريته الا صريح الاعتراف بانه صدقة وليس بارث والا لزم عليه
عصيان علي وبنيه وظلمهم وفسقهم وحاشاهم الله تعالى من ذلك ولانه روى الحديث

المذكور أكثر الصحابة منهم علي أيضا والحديث المتواتر يخصص الكتاب ولأن الصديق لم يتمولها
منها لنفسه لأنه لم يرد أنه أنفق منها على نفسه ولا على عياله مثل ما كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم يفعل فيها فكان ينفق منها على أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم وفاطمة و
أولادها فلما تولى الفاروق وحصل في المال أثر سعة وتتابع الفتوح وكثر خمس الغنائم
والخراج فخص كل واحد من أزواجه صلى الله عليه وسلم نصيبا [illegible] إلى
ودفعها إلى علي وعباس وصارا ما دامت بقيتا بيدهما يعملان فيها مثل ما عمل فيها رسول الله
صلى الله عليه وسلم وصاحبه أبو بكر قوله فغضبت فاطمة [illegible] الموت
وأما ما ذكر من هجران فاطمة أبا بكر رضي الله عنه فمعناه انقباضها عن لقائه وليس هذا
من الهجران المحرم الذي هو ترك السلام والإعراض عند اللقاء وقوله في هذا الحديث
فلم تكلمه يعني في هذا الأمر أو لانقباضها لم تطلب منه حاجة ولا اضطرت إلى لقائه فتكلمه
ولم ينقل قط أنهما التقيا فلم تسلم عليه ولا كلمته وفي ترك فاطمة رضي الله عنها منازعة
أبي بكر رضي الله عنه بعد احتجاجه بالحديث التسليم للإجماع على القضية وأنها لما بلغها
الحديث وبين لها التأويل تركت رأيها ثم لم يكن منها ولا من أحد من ذريتها بعد ذلك
طلب لميراث ثم ولي علي رضي الله عنه الخلافة فلم يعدل بها عما فعله أبو بكر وعمر
رضي الله عنهما وقال بعضهم لم تكلمه أي لم تتكلم في هذا الأمر لأنها رضيت عنه كما روى عمر بن
الخطاب جاء أبو بكر إلى فاطمة حين مرضت فاشتد مرضها واستأذن عليها فقال لها علي
رضي الله عنه هذا أبو بكر فإن شئت أن تأذني له قالت أذلك أحب إليك قال علي
رضي الله عنه نعم فدخل أبو بكر رضي الله عنه فاعتذر إليها وكلمها فرضيت عنه رضي
الله عنها قوله فيئا أي وقفا قوله لنوائبه جمع نائبة وهو ما ينوب الإنسان أي ينزل به
من المهمات والحوائج قوله أنشدكم أي أسألكم وأقسم عليكم قوله مما أفاء الله أي جعله فيئا
وهو ما أعطاه الله تعالى من أموال الكفار من غير قتال قوله لعلي وعباس فجئتماني أنت
وهذا وأمركما واحد قال الخطابي إنهما اقتسماها في أسباب الولاية والحفظ وأن يولى كلا
منهما [illegible] أن يقتسما بينهما ملكا فالإمام أبي بكر ولم يجوز ذلك وعمر

بر ناشدکما الله تعالی هل تعلمان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لا نورث ما ترکناه
صدقة و بعض فان بروا ... یتوهمون علی الله تعالی بمثل ذلك فاراد عمر ان
لا یوهم علیا اسم القسمة احتیاطا للفتنة فقد انا اجمع من بعد علی و عباس وهی صدقة موقوفة
فیها ... والله اعلم بالصواب و این روایت مشهور است قوی که مراد احادیث مذکوره ما ظاهر است
چه ظهور است که آنحضرت ... زهرا رضی الله عنها از حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه فدک ندادن ...
آیت میراث مستند احتجاج کرده ... حضرت زهرا ... حضرت صدیق ...
صحابه رضی الله عنهم بران چگونه قبول کرده ... بسبب ... بود ...
تا آنکه ... حضرت فاروق رضی الله عنه ...
کرد بحضرت مرتضی و حضرت عباس رضی الله عنهما ... جواب ...
... بار و اگر جواب خود بار دیگر ... آمده که حضرت فاروق رضی الله عنه
گفت بحضرت مرتضی و حضرت عباس رضی الله عنهما که ... کاذبا آثما غادرا خائنا والله یعلم انه کان بارا
راشدا صادقا تابعا للحق الخ پس اگر حضرت مرتضی و حضرت عباس رضی الله عنهما حضرت صدیق رضی الله عنه
را چنان می دانستند ... پس اگر حضرت مرتضی چنان دانند ... و اگر ...
نمی دانستند پس ... حضرت فاروق لازم آید و حاشاهم الله تعالی عن ذلك جواب ...
... ندادن حضرت صدیق رضی الله عنه فدک را بحضرت زهرا رضی الله عنها بسبب ...
... حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وسلم بودند ... عداوت زیرا که حضرت صدیق رضی الله عنه
با حضرت زهرا رضی الله عنها عداوت داشت بحضرت عباس ... ازواج مطهرات ...
عباس رفیق و مشیر صدیق بود و از جمله ازواج مطهرات دختر ابوبکر رضی الله عنه نیز بود ...
مرتضی در خلافت خود در فدک وغیره هم بر جاده حضرت صدیق سالک شدند و باولاد عباس و اولاد
فاطمه و ازواج را ندادند و بعد حضرت مرتضی بدست اولاد امجاد ایشان ...
مرتضی دادن و ایشان ... حق تلفی روا ... و بروایت صحیحه مذکوره ثابت شده که غیر
فدک وغیره در عهد حضرت فاروق رضی الله عنه بدست حضرت مرتضی و حضرت عباس بود و بعده حضرت
علی رضی الله عنه غالب آمده حضرت عباس را بیدخل کرد و بعد از حضرت علی بدست امام حسن رضی الله عنه

آمده بعده بدست امام حسین رضی الله عنه بعد ازان بدست زید بن الحسن رضی الله عنه بعد ازان بدست حضرت
عبد الله بن الحسن رضی الله عنهما و بعده حضرت حسن بن الحسن و حضرت زین العابدین باهم تصرف فرمودند
بعد ازان اولاد حضرت عباس متصرف شدند بعد ازان مروان و اولاد وی متصرف شدند بعد ازان عمر بن عبد العزیز
موافق عمل رسالت پناه و شیخین صلی الله علیه وسلم بعمل آورد پس گمان کردن حق تلفی بسوی حضرت و اولاد
امجاد رضی الله عنهم سراسر ضلالت ست پس معلوم شد که این همه متصرف بودند با آنکه فدک صدقه [illegible]
نه میراث موافق قول حضرت صدیق رضی الله عنه واللهم اعصمنا [illegible] و حاشاهم الله تعالی و حدیثی که
حضرت صدیق رضی الله عنه بآن احتجاج گرفته یعنی معاشر الانبیاء لا نورث ما
ترکناه صدقة خبر واحد نیست بلکه خبر متواتر ست زیرا که روات این حدیث بکثرت اند مثل حضرات صدیق
اکبر و فاروق اعظم و ذی النورین و سعد و عبد الرحمن بن عوف و عائشه صدیقه و ابی هریره و عمرو بن الحارث
و غیر ایشان رضوان الله علیهم بلکه حضرت علی مرتضی و حضرت عباس رضی الله عنهما نیز بوده اند وقتیکه حضرت فاروق
گفت انشدکما الله تعالی هل تعلمان ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ذلک قالا اللهم
قد قال ذلک بلکه قبل ازین نیز اسباب آن هر دو حضرات نیز دلیل صحیح ست بر آنکه هر دو ثقه بودند که کسی
وارث نیست و هر یک فیما بین خود با دعوی تولیت انفرادا می کرد والا اگر مخاصمت برای وراثت می بود
سهم هر یک از روی کتاب الله ظاهر بود و قضیه را الهام راه نبود پس معلوم شد که ایشان هم راوی این
حدیث اند بلکه سوای صحابه معلومة العدد باقی صحابه که درین قضیه جمع بودند و حدیث مذکور شنیدند
و سکوت کردند و سکوت صحابه دلیل ست بر آنکه ایشان هم روات این حدیث اند پس حدیث متواتر شد
و هو یعارض النص دیگر آنکه چون صدیق اکبر رضی الله عنه این حدیث را بلا واسطه ازان جناب صلی الله علیه
وسلم شنیده بود وی را واجب شد عمل بآن چه حدیث سماع بلا واسطه مثل القرآن قطعی ست و واجب العمل
است [illegible] و اگر [illegible] حدیث مذکور بابت مواریث [illegible] الا [illegible]
الخ لازم نمی آید زیرا که لفظ مذکور خطاب امت ست به پیغمبر صلی الله علیه وسلم پس این حدیث مخصص خطاب
[illegible] و اگر بالفرض پیغامبر صلی الله علیه وسلم هم مخاطب باشد پس این حدیث درین احکام مخصص نص
القرآن می شود و تخصیص [illegible] بمثل این [illegible] بخبر مشهور درست ست فضلا عن الخبر المتواتر فانا
اولی بالتخصیص و اگر بالفرض بغیر حضرت صدیق رضی الله عنه از روات این حدیث دیگر نیز تخصیص لازم می شد

اما بر مذهب شافعی ظاهر است که نزد ایشان خبر واحد مخصص می شود و اما بر مذهب حنفیه پس از آن جهت که این عام
قطعی و احاد از تخصیص یعنی تخصیص یافته است الا بسبب حال رضا دوی و چون صدیق اکبر بی واسطه آنرا شنیده باشد
هیچ جای احتمال است زیرا که نزد جمیع اصولیین سنی و شیعه مقرر است کسیکه نبی را مشاهده نموده بلا واسطه
از زبان مبارکش خبری شنیده این خبر در حق وی متواتر است بلکه بالاتر از متواتر دیگر آنکه تقسیم
خبر بمتواتر و مشهور و غیره نسبت بآن کسان است که نبی را مشاهده نموده اند و علاوه آنکه آیت مواریث
عام نیست بلکه مخصوص منه البعض است پس اولاد کافر و قاتل و رقیق را وراثت نیست اگر گوئی از این حدیث
معلوم شده که انبیا وارث نمی شوند و موروث نمی شوند حالانکه در قرآن مجید واقع است و ورث سلیمان داود
و در حق یحیی یرثنی و یرث من آل یعقوب خواهیم گفت که وراثتی که در قصه حضرت داود و سلیمان و حضرت زکریا
و یحیی علیهم السلام مذکور است سیاق و سباق آن دلالت می کند بر اینکه مراد از آن میراث علم و خلافت است قال
الله تعالی و ورث سلیمان داود و قال یا ایها الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شیء
ان هذا لهو الفضل العظیم و قال یرثنی و یرث من آل یعقوب و ظاهر است که حضرت سلیمان در میان
فرزندان و حضرت یحیی در میان الوف الوف از بنی اسرائیل مختص نمی توانند شد الا بمیراث نبوت و علم و این
مراد است نزد شیعه امامیه ایضا کما قال یعقوب الکلینی فی الکافی فی کتاب العقل والجهل فی
باب صفة العلم و فضله و فضل العلماء عن الامام جعفر الصادق علیه السلام ان الانبیاء لم یورثوا
درهما و لا دینارا و انما ورثوا من احادیثهم فمن اخذ بشیء منها فقد اخذ حظا وافرا پس
شیعه امامیه این حدیث صحیح را از امام صادق علیه السلام در کتاب معتبر ایشان منقول است میگذارند و بحدیث
مروی از حضرت صدیق اکبر که موافق حدیث امام صادق علیه السلام است جرح می کنند و لیس هذا
الا محض العناد و العیاذ بالله منه و طرفه تر آنکه نزد ایشان عورات را عموما در زمین حصه نیست چنانچه
در من لا یحضره الفقیه که کتاب صحیح و معتبر نزد امامیه است فی باب نوادر المیراث میگوید فالارض والعقار
فلا میراث لهن لهذا شیعه امامیه از دعوی وراثت اعراض کرده گاهی دعوی هبه و گاهی دعوی وصیت
می کنند فهم فی کل واد یهیمون قال علماؤنا و مما یردونه من دعوی فاطمة رض ان النبی صلی الله
علیه وسلم قد نحلها فدک و هو قریة من خیبر و شهادة علی و ام ایمن و الحسنین رضی الله عنهم
علی ذلک و عدم قبول الصدیق شهادتهم علی ما ذکره ابن المطهر فما رواه احمد بن ... الثعلبی

ولم یکن له اثر فی القرن الاول والثانی والثالث حالانکه نزد شیعه نیز هبه بدون قبض موهوب له تمام نمی شود و
فدک در قبضه حضرت زهرا گاهی نبود و امر وصیت مانند میراث ست پس درحالیکه میراث جاری نشود وصیت
چه قسم جاری خواهد شد زیرا که وصیت و میراث هر دو انتقال ملک ست بعد الموت و انبیا بعد الموت
مالک هیچ چیز نمی مانند همه مال ایشان صدقه میشود کما مر جواب از نظر دوم آنکه متاذی شدن حضرت
زهرا رضی الله عنها با وجود ظهور دلیل شرعی و نیافتن معارض امر جبلی بود غیر مقدور که بمقتضای البشریت
صادر شد بعد ازان ساکن شد و مراد از هجران انقباض از ملاقات ست نه هجران محرم از ترک سلام
و مانند آن زیرا که چنین هجران نزد شیعیان و سنیان حرام ست و حاشا [illegible] ذات و ترک کلام و
ملاقات نکردن و بخشم آمدن حضرت خاتون زهرا دلیل تقصیر حضرت صدیق نمیشود زیرا که ازین واقعه
هیچ تقصیر از حضرت صدیق ثابت نمیشود چه ایشان حدیث رسول مقبول صلی الله علیه وسلم نقل کرده هیچ
الفاظ بے ادبی و خشونت و خصومت و انکار در خدمت حضرت زهرا رضی نکردند و علاوه آنکه از خشم
زهرا بے تقصیر صدیق نقصانی لازم نمی آید زیرا که حضرات انبیا علیهم السلام در بعضی اوقات بے تقصیر بخشم
می آیند چنانچه حضرت موسی بر حضرت هارون علیهما السلام در مقدمه گوساله پرستان بخشم آمد بحدیکه سر و
روے مبارکش گرفت و کشید و خشم حضرت زهرا رضی الله عنها بر حضرت علی بارها در مقدمات لایق آمده
چنانچه در خطبه فرموده الا ان فاطمة بضعة منی یوذینی ما اذاها و یریبنی ما ارابها فمن اغضبها اغضبنی
پس بر همین قیاس خشم خاتون را بر حضرت صدیق باید فهمید علاوه آنکه ازین روایت هر چند قلیله تکلم حتی
توفیت واقع شده لیکن در روایات اهل سنت رضامندی حضرت خاتون از حضرت صدیق ثابت
شده در فصل الخطاب از روایت بیهقی و شعبی مسطور ست کما مر و حدیث من اغضبها فقد اغضبنی
غیر صحیح ست و مورودش معلوم باید کرد لیکن معنی اغضاب در لغت این ست که شخصی بقول یا بفعل در
غضب آوردن شخصی قصد نماید و بر ظاهر ست که حضرت صدیق هرگز قصد ایذای حضرت خاتون نداشت
آری حدیثی که همه عشره مبشره آنرا از جناب حضرت پیغمبر صلی الله علیه وسلم شنیده بودند مسئله شرعی که ازان
مفهوم بود بیان نمود چون مدلول من اغضبها برو صادق نه آمد وعید فقد اغضبنی نیز در حق او متحقق
نباشد که اذا فات الشرط فات المشروط جواب از نظر سوم آنکه وجه دفع نکردن حضرت فاروق آن اموال
را بحضرت علی و عباس اول این بود که ایشان در او بسیار از تملک می طلبیدند لهذا دفع نکرد و دفع کرد باردوم

بروجه تصرف و تولیت نه بطریق تملک چون شرکت در تولیت بر ایشان شاق آمد طلب کردند قسمت را
تا هر کدام در حصه خود مستقل و مستبد باشد تنها بیر و تصرف پس منع کرد ایشان را عمر فاروق قسمت آنجا جاری
نگردد بران اسم ملک ... از نظر چهارم آنکه متروکه آنحضرت صلی الله علیه وسلم در دست حضرت صدیق رض
بود و ازان حضرت خاتون زهرا و ازواج مطهرات را خرج خوراک و پوشاک و حوائج ضروریه میدادند بعد
ازان محتاجان بنی هاشم را هرگاه حضرت فاروق اعظم رضی الله عنه خلیفه شدند حضرت علی و حضرت عباس
رضی الله عنهما نزد ایشان آمدند متفق اللفظ والمعنی درخواست کردند که متروکه آنحضرت را بدست ما حواله
کنید که موافق عمل آنحضرت صلی الله علیه وسلم و حضرت ابوبکر و عمل شما در ان عمل نمائیم حضرت فاروق اعظم رض
بهمین شرط بایشان دادند و گفتند که این را تقسیم نه نمائید و میراث در ان جاری نکنید بعد چندی حضرت
عباس را منظور افتاده که این را تقسیم باید کنانید حضرت مرتضی ازین امر ابا نمودند و منازعت بسیار شد
تا اینکه حضرت مرتضی حضرت عباس را ابد بخل کردند حضرت عباس حضرت علی را برای فیصله این منازعت
و نالش این معنی پیش حضرت فاروق آوردند و گفتند که اقض عن هذا الظالم الآثم الکاذب
الغادر الخائن یعنی خلاص کن مرا از دست این ظالم گنهگار دروغگوی غدار خیانت کننده حضرت
فاروق برای حمایت حضرت مرتضی بحضرت عباس گفتند که ان ابابکر کا فیه تقولان وفی روایة
فرأیتماه کاذبا آثما غادرا خائنا والله یعلم انه فیه لصادق بار راشد تابع للحق و هرچند خطاب
هر دو کس است لیکن منظور شنوانیدن حضرت عباس است که اگر حضرت علی درین مقدمه یعنی منع از تقسیم که
موهم اجرای میراث است ظالم و غادر و خائن و دروغگو باشند پس حضرت ابوبکر نیز باعتقاد شما ظالم و
غدار و خائن و دروغگو باشد و خدا میداند که ایشان صادق و بار و راشد و تابع حق بودند و همچنین
من نیز باعتقاد شما ظالم و غدار و خائن و دروغگو باشم زیرا که ما همه یعنی صدیق و حضرت علی و من در منع
از تقسیم و اجرای میراث شریکیم و قول چنین در حق یکی قول در حق همه است و شما میدانید که حدیث
مذکور متمسک ماست و قابل تاویل و تحریف نیست پس معلوم شد که این کلام حضرت فاروق برای
شنوانیدن حضرت عباس و تعریضا علیه بود تا منازعت نکنند و تقسیم ننمایند در لغت عرب بسا اوقات
دو کس را در کاری شریک میکنند و منظور یک کس می باشد چنانچه در کلام مجید واقع ست یا معشر الجن
والانس الم یاتکم رسل منکم حالانکه رسولان از جن نه آمده بلکه از انس آمده اند فقط و نیز در کلام الله

واقع است چنانچه منهما اللؤلؤ والمرجان حالانکه مروارید و مرجان از دریای شوری برآید نه از دریای شیرین
پس معلوم شد که حضرت فاروق رض تعریض بحضرت عباس رض نمود تا کلمات سخت در حق حضرت مرتضی رض
نگفتند از ان باز مانند و ادب لائق که بحضرت مرتضی رض عمل نمایند چنانچه همین قدر واقع شد که [illegible]
هم [illegible] دست حضرت علی رض ماند و حضرت عباس رض را دران دخلی نشد اگرچه [illegible] حضرت
عباس رض چرا کلمات بی ادبانه در خدمت حضرت مرتضی نقل کردند جواب خواهیم داد که این از مقتضای
البشریت است که بوقت غضب و غصه کلمات صادر میشود و امثال آن را در حق حضرت عباس رض عم
رسول الله صلی الله علیه وسلم و یا در حق حضرت مرتضی رض کار ان بزرگان نشاید درین مقدمات بحدیث رسول مقبول
عمل باید که لا تذکروا اصحابی الا بخیر و از حدیث دیگر است قال رسول الله صلی الله علیه وسلم سألت
ربی عن اختلاف اصحابی من بعدی فاوحی الی یا محمد ان اصحابک عندی بمنزلة النجوم فی السماء بعضها
اقوی من بعض ولکل نور فمن اخذ بشیء مما هم علیه من اختلافهم فهو عندی علی هدی
وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم رواه رزین
ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک
رؤف رحیم والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب [illegible] العلماء الراسخین [illegible]
تجاوز الله عن سیئاته یوم [illegible] سنه ۱۲ هجری دستخطی محمد حسین سوال [illegible] در اکثر
تفاسیر بیان شده مثل تفسیر کبیر و تفسیر واحدی و غیران مسطور است که چون حضرت [illegible] مراجعت
فرموده در موضع غدیر خم رسید آیه یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک [illegible] نازل شد پس حضرت
باوجود آنکه موضع صلاحیت نزول نداشت [illegible] فرموده [illegible]
فرود آمد و خطبه بلیغه برخواند که آخر آن حدیث مشهور غدیر است من کنت مولاه فعلی مولاه [illegible]
خطبه فارغ شد آیه الیوم اکملت لکم دینکم نازل گردید [illegible]
آیه اولی آورده اند انها نزلت فی علی و در روایات آمده است که [illegible] جناب امیر علیه السلام را بشارت
مولائیت دادند و حسان شاعر قصیده در مدح جناب امیر انشاد فرموده بحضور [illegible]
کائنات گذرانید که یکی از ابیات آن این الفاظ است وجعلنا [illegible] استفسار میرود
که این روایت مذکوره شان نزول آیه اولی صحیح است یا نه [illegible]

الیک که حکم به تبلیغ مستقل از پیست لقول مفسرین انها نزلت فی علی فی التعلق بجناب امیر دارد چیست مراد از آن
امامت یا ولایت و آیه ثانیه در خم غدیر پیش از خطبه نازل شده یا وقتی دیگر و دقائق دیگر در صورت اول
مراد از اکمال دین و اتمام نعمت بیان اظهار ولایت جناب امیر است یا چیزی دیگر و اگر مراد از آن
مولائیت است و مولائیت عبارت از ولایت پس اکمال دین و اتمام نعمت باظهار آن حسب اصول
مقرره شیعه تصحیح مقصود توانند شد وجوه آن بارقام فرموده شود و حسان چون در قصیده مذکور اشاره
بحرت عثمانی بنصب امامت و ولایت مطلقه امت بجناب امیر نموده حضرت رسول او را زجر و منع نفرموده
بلکه ثنا و صفت نموده در معرض قبول آورده از این معنی بدلالت عقلی واضح می شود که مراد حضرت از الفاظ
حدیث همان بوده که حسان در قصیده خود و اثبات آن نموده جواب این امر نیز هو الملهم للصواب رقم
فرموده آید واضح باد که مستفتی سنی المذهب است و سوالات که تحریر نموده در دل افتاده فیها کان
می نماییم هو الملهم للصواب نزول آیة الیوم اکملت که هنگام در خم غدیر بوده روایت نزولش در آن
موضع فالا یا بیا ثابت است چه آنست که در حجة الوداع بمقام عرفات در روز عرفه نازل شده مراد از آن اکمال
دین است باتمام شرائع و احکام و مناسک نه غیره ربا امامت علی رضی الله عنه این آیه را علاقه نیست
سیوطی در تفسیر در منثور نوشته اخرج الحمیدی و احمد وعبد بن حمید و البخاری و مسلم و الترمذی
والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن حبان والبیهقی فی سننه عن طارق بن شهاب قال قالت الیهود لعمر انکم تقرءون آیة
فی کتابکم لو علینا معشر الیهود نزلت لاتخذنا ذلک الیوم عیدا قال وای آیة قال الیوم اکملت لکم
دینکم قال عمر والله انی لاعلم الیوم الذی نزلت علی رسول الله صلعم والساعة التی نزلت فیها نزلت
عشیة عرفة فی یوم الجمعة انتهی و همچنین ابن جریر از قتاده و ابن منذر از ابن جریج و [illegible]
ابن راهویه و عبد بن حمید و ابن جریر از عمر رضی الله عنه و [illegible]
طبرانی و بیهقی از ابن عباس رضی الله عنهما و ابن جریر و طبرانی از سمره و بزار [illegible] و ابن مردویه
از سمره و غیرهم روایت کرده اند که نزول این آیه روز عرفه شده چنانچه منتهای آن روایات در در منثور سیوطی است
و ابن تیمیه در منهاج السنه در قول حلی که دعوی نزول این آیه بغدیر خم کرده نوشته هذا من الکذب الموضوع
باتفاق اهل المعرفة بالموضوعات وهذا یعرفه اهل العلم بالحدیث ولهذا لا یوجد هذا الشیء من
کتب الحدیث التی یرجع الیها اهل العلم بالحدیث [illegible] ثبت فی الصحاح والمسانید

والتفاسير ان هذه الآية نزلت على النبي صلى الله عليه وسلم وهو واقف بعرفة وهذا مستفيض
ومنقول في كتب المسلمين وهذا اليوم كان قبل غدير خم بتسعة ايام فانه كان يوم الجمعة تاسع
ذي الحجة فكيف يقال انها نزلت يوم الغدير وتيزمي نويسند هذه الآية ليس فيها دلالة على امامة على
بوجه من الوجوه بل فيها اخبار الله باكمال الدين واتمام النعمة على المؤمنين انتهى اما آية يا ايها
الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك پس شان نزولش اینکه هرگاه آنحضرت صلی الله علیه وسلم را کفار
تکلیف دادند از تبلیغ دین دل نبوی تنگ شده ملال بخاطر راه رفت برای دفع آن این آیت نازل شده
حکم ساخت که ای رسول تبلیغ کنی احکام الٰہی را بغیر خوف وملال که حق جل شانہ حافظ تست در این آیت تعمیم
تبلیغ احکام الٰہی ست از امامت علی وغیره علاقه نیست آنچه در بعض تفاسیر نزولش در شان امامت وولایت علی
مذکور ست ثعلبی وغیره آنرا روایت کرده است نزد محدثین قابل اعتبار نیست در منهاج السنه می نویسد
اتفقوا على ان الحديث المذكور الذي رواه الثعلبي في تفسيره هو من الموضوع واما قصة من كنت
مولاه فعلي مولاه اگرچه صحیح ست لیکن در آن ذکر خلافت نیست مولی بمعنی ناصر ومحب ومتصدی نیز آمده
آمده است این قدر برای عاقل کافی ست که اگر درین قصه یا در آیات مذکوره اشاره خلافت علی رض
بودی بعد رحلت آنحضرت صلی الله علیه وسلم بر وقت منازعت مهاجرین وانصار حضرت علی این حجت را
پیش فرمودی واذ لیس فلیس در ہمچو مباحث مستفتی را باید که مطالعه کتبی که در رد روافض تالیف شده
مثل منهاج السنه ملا ابن تیمیه که عمده ترین تصنیفات درین بحث ست وتحفه اثنا عشریه وغیره را سازد
تا دفع خلجان گردد والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی
سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ کہنا ان علیا
خلیفہ رسول الله بلا فصل تبرا ہے یا نہیں بینوا توجروا هو المصوب کہنا ان علیا خلیفہ رسول الله
بلا فصل کہنا اس سے انکار خلافت خلفائے اربعہ صراحۃ اور تفضیل علی کرم الله وجہہ کا نکلتا ہے تبرا ہی ہے
سیوطی نے ایسے قائل کو حضرت علی کرم الله وجہہ نے درے لگائے ہیں دارقطنی میں ہے کہ فرمایا حضرت
علی کرم الله وجہہ نے لا اجد احدا فضلني على ابي بكر الا جلدته حد المفترى کیونکہ فرمایا نبی صلی الله
علیہ وسلم نے من سب اصحابي فاجلدوه سب اصحاب تبرا ہی والله اعلم نمقه المتعوذ بالله عن رقیمه
الراقم محمد عبد الباقی تجاوز الله عن سیآته یوم التلاقی صح الجواب والله اعلم بالصواب حرره ابو الحسنات

محمد عبد المجید عفی عنہ۔ اصاب من اجاب واللہ اعلم کتبہ فخر الدین احمد غفر لہ اللہ الاحد۔ واقعی کلمہ
مذکورہ کنایۃً تبرا ہی واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید عفی عنہ المجیب
مصیب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ۔ اصاب المجیب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ المجیب مصیب کتبہ
الراجی نعم رب الفلق خادم علماء اہل الحق المدعو محمد لمعان الحق غفر الغفار ذنوبہ وستر الستار عیوبہ۔
صح الجواب واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم۔ الجواب صحیح حررہ الفقیر محمد
عبد الوہاب عفا اللہ عنہ۔ سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ کلمہ ان
علیا خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل کو لازم معنے یہ ہی یا نہیں کہ درمیان میں جو تین خلفائے راشدین فاصل
ہوئے سو ظلماً وغصباً خلیفہ بن بیٹھے اور بنائے گئے تھے اور کلمہ مذکورہ ملزوم اس لازم میں کا بحکم
الکنایۃ ابلغ من الصراحۃ کے صاف تبرا ہی یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب کلمہ ان علیا خلیفۃ
رسول اللہ بلا فصل سے انکار خلافت خلفائے ثلاثہ سمجھا جاتا ہی اور یہ کلمہ بوجہ مستعمل ہونے کے سب
اصحاب پر تبرا ہی واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیأتہ یوم التلاقی۔ واقعی یہ کلمہ اسکو کہ حضرت
اصحاب ثلاثہ خلیفہ نہیں تھے لازم ہی اور ملزوم اسکا خلاف اجماع صحابہ کرام اور خود حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے ہی تبرا ہی واللہ اعلم بالصواب حررہ ابو الثناء محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید۔ واقعی ملزوم کلمہ
مذکورہ مشعر تبرا ہی واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید عفی عنہ۔ اصاب من
اجاب واللہ اعلم کتبہ فخر الدین احمد عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد لمعان الحق عفی عنہ۔ اصاب المجیب حررہ محمد
احسان اللہ عفی عنہ من اجاب لقد اصاب کتبہ محمد امان الحق عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم نمقہ خادم
اولیاء اللہ الکریم محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم۔ الجواب صحیح حررہ محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ۔ سوال کیا
فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں
شیعہ کا یہ کہنا کہ خلیفہ رسول اللہ بلا فصل کہے تو خلفائے ثلاثہ کی نسبت یہ تبرا ہی یا نہیں بینوا توجروا
ہو الموفق تبرا ہی اسواسطے کہ تبرا کے معنے لغت میں ہیں بیزاری غیاث اللغات میں ہی تبرا بر وزن
تمنا بمعنے بیزاری از الطائف انتہی اور عرف میں ہی بیزاری فرقہ شیعہ کی حضرات خلفائے ثلاثہ راشدین
رضی اللہ عنہم وعمن رضی اللہ عنہم الی یوم الدین سے اور عداوت اس فرقہ کی ان حضرات سے نعوذ باللہ منہا
اور اسی جا صاحب تحفہ اثنا عشریہ فرماتے ہیں باب دوازدہم در تبرا وتولا معنی تولا محبت ست ومعنی

تبرا عداوت انتھی اور کلمہ بلافصل سے نزدیک اربابِ عقل کے بیزاری ان حضرات عالی درجات کی اور
انکار انکی خلافت حقہ محققہ سے اور عداوت انکی مفہوم ہوتی ہے واللہ اعلم حررہ ابوالحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ
الملہم للصواب **ہو المصوب** الجواب صحیح ولا شک ان من قال فی حق علی رضی اللہ عنہ
انہ خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل تبرأ لما فیہ من العداوۃ والافتراء علی الخلفاء رضی اللہ عنہم
ومن ثم قال الحافظ ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقۃ وصح عن الذھبی وغیرہ من طرق انہ قال
ینبغی لک ای بفضیلۃ الشیخین علی کرم اللہ وجہہ فی بعضہا الا وانہ بلغنی ان رجالا یفضلونی علیہما فمن
وجدتہ فضلنی علیہما فہو مفتر علیہ ما علی المفتری الا ولو کنت تقدمت فی ذلک لعاقبت
الا وانی اکرہ العقوبۃ قبل التقدم واخرج الدار قطنی عنہ لا اجد احدا فضلنی علی ابی بکر وعمر
الا جلدتہ جلد المفتری انتہی ما فی الصواعق وبہ امر نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بقولہ من سب صحابی فاجلدوہ
واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم التلاقی ۔ **سوال** کیا فرماتے ہیں علماء دین و
مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کلمہ اشہد ان علیا خلیفۃ رسول اللہ بلا فصل کہنا اذان میں معمولات شیعہ سے
ہو اُنکی کتب میں اُسکے بیان حال ہی یا نہیں اور لفظ بلافصل کلمہ مذکورہ میں تبرا ہی یا نہیں بینوا توجروا
ہو المصوب اذان میں یہ کلمات کہنا کتب شیعہ میں بھی منقول نہیں ہے غایۃ الاحکام فی معرفۃ الحلال
والحرام میں ہے التکبیر اربع مرات وکل واحد من الشہادۃ بالتوحید والرسالۃ ثم الدعاء الی الصلوۃ
ثم الی الفلاح ثم الی خیر العمل ثم التکبیر ثم التہلیل مرتان مرتان انتہی اور شرائع الاحکام میں ہے
والاذان علی الاشہر ثمانیۃ عشر فصلا التکبیرات اربع والشہادۃ بالتوحید ثم بالرسالۃ
ثم یقول حی علی الصلوۃ ثم حی علی الفلاح ثم حی علی خیر العمل والتکبیر بعدہ ثم التہلیل کل فصل مرتان
مرتان انتہی اور کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں بالتصریح مرقوم ہے روی ابو بکر الحضرمی وکلیب الاسدی
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکی لہما الاذان فقال اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد
ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ
حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ والاقامۃ کذلک ولا باس ان یقال فی صلوۃ الغداۃ
علی اثر حی علی خیر العمل الصلوۃ خیر من النوم مرتین للتقیۃ وقال مصنف

هذا الكتاب رحمه الله هذا هو الاذان الصحيح لا يزاد فيه ولا ينقص منه والمفوضة لعنهم
الله قد وضعوا اخبارا وزادوا بها في الاذان محمد وآل محمد خير البرية مرتين وفي بعض
رواياتهم بعد اشهد ان محمدا رسول الله اشهد ان عليا ولي الله مرتين ومنهم من روى بدل ذلك
اشهد ان عليا امير المؤمنين حقا مرتين ولا شك في ان عليا امير المؤمنين وان محمدا
وآله صلوات الله عليهم خير البرية ولكن ليس ذلك في اصل الاذان وانما ذكرت ذلك ليعرف بهذه
الزيادة المتهمون بالتفويض المدلسون انفسهم في جملتنا انتهى پس اس سے ثابت ہوا کہ اذان میں
زیادتی کرنا نہیں جائز ہے یہاں تک کہ اشہد ان علیا ولی اللہ کہنا بھی پس کیونکر زیادتی اشہد ان علیا خلیفۃ
رسول اللہ بلافصل جائز ہوگی جسکا کہیں وجود بھی نہیں ہے ہرگز عقل سلیم تسلیم نہ کریگی۔ جواب سوال
ثانی کلمہ بلافصل کہنا جو مشہور بین الشیعہ ہے عند اہل السنۃ والجماعۃ تبرا ہے اس لیے کہ یہ محض افترا ہی بھی ہے
کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے فضیلت دینے والے کو حضرات شیخین رضی اللہ عنہما پر دُرّے
لگائے کی تصریح اسکی ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بعد اثبات فضیلت شیخین رض کے لکھی ہے وصحح الذہبی وغیرہ
طرقا اخرى عن علي بذلك وفي بعضها الا وانه بلغني ان رجالا يفضلوني عليهما فمن وجدته فضلني عليهما
فهو مفتر عليه ما على المفتري الا ولو كنت تقدمت في ذلك لعاقبته الا واني اكره العقوبة قبل
التقدم واخرج الدارقطني عنه لا اجد احدا فضلني على ابي بكر وعمر الا وجلدته حد المفتري انتهى
واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیأتہ یوم التلاقی۔ وآخر کلمہ مذکورہ کی اصل کتب اہل سنت میں نہیں
ہے اور لفظ مذکور میں کنایۃً تبرا ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو المحامد محمد عبد الحمید عفی عنہ
صح الجواب حررہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ۔ الجواب صحیح
واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی الی انعام اللہ محمد انعام اللہ عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الکریم
محمد ابراہیم غفر لہ اللہ الرحیم الجواب صحیح حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ سوال کیا فرماتے ہیں
علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ زید جسکے آبا واجداد سابق مذہب اہلسنت وجماعت
رکھتے تھے اور تین پشت سے آبا واجداد نے مذہب امامیہ اختیار کیا پس زید نے جب فریقین کا حال
بخوبی دریافت کیا مذہب امامیہ کو باطل پاکے بلا اجبار واکراہ بطیب خاطر مذہب اہلسنت وجماعت
اختیار کیا بیعت بھی طریقہ اہل تسنن میں کی اور صوم وصلوٰۃ علی رؤس الاشہاد جاری رکھا اور یہ بھی

کہا کہ بعد میرے مرنیکے میری برداشت بھی طریقۂ اہل سنت وجماعت پر کیجاسکے پس اس صورت مین
زید کا شمار عند الشرع اہل تسنن مین ہوگا یا کیا اور اہل تسنن مین اُسکے معاملات مناکحت وغیرہ جاری
ہونگے یا نہین بدلائل بیان وتحریر فرمائین اجر عظیم ہوگا بینوا توجروا فقط ہو الموفق علماے
حنفیہ کے اقوال درباب قبول توبہ کافر سب الشیخین مختلف ہین بعض قائل عدم قبول توبہ ہین مثل صاحب
بحر ونہر وشرح ودرر وغیرہ وعبارتہم ھکذا قال ابن نجیم فی البحر الرائق الثانیۃ لبردۃ ولعلہا کفر
وان فضل علیہما علیا فمبتدع ولا یتکلما علی عدم قبول توبتہ وفی الجوھرۃ من سب الشیخین او
طعن فیہما کفر ویجب قتلہ ثم ان رجع وتاب وجدد الاسلام ھل تقبل توبتہ ام لا قال الصدر
الشہید لا تقبل توبتہ وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث السمرقندی وابو النصر الدبوسی وھو المختار
للفتوی انتہی وحیث لا تقبل توبتہ علم ان سب الشیخین رضی اللہ عنہما کسب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلا یفید الانکار مع البینۃ کما تقدم عن فتح القدیر لانا نجعل انکار الردۃ
توبۃ اذا کانت مقبولۃ کما لا یخفی انتہی وفی منح الغفار شرح تنویر الابصار اما سب الشیخین
فی الخلاصۃ والبزازیۃ لان الرافضی اذا سب الشیخین اولعنہما کفر وان فضل علیا علیہما
فمبتدع ولم یتکلما علی عدم قبول توبتہ ومثلہ جزم فی النظم الوھبی شرحہ لشیخ شیخنا شیخ الاسلام
عبد البر بن شحنۃ وفی الجوھرۃ من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ویجب قتلہ ثم ان
رجع وتاب وجدد الاسلام ھل تقبل توبتہ ام لا قال الصدر الشہید لا تقبل توبتہ
وفی الاشباہ والنظائر کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والاخرۃ الا جماعۃ الکافر بسب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسائر الانبیاء وبسب الشیخین او احدھما وفی النہر الفائق شرح
کنز الدقائق لاخ ابن نجیم اما سب الشیخین من حوادث الفتوی ولعنہما فہو کافر
ففی الخلاصۃ وغیرھا انہ کفر ونقل فی البحر عن الجوھرۃ معزیا الی الصدر الشہید ان
توبتہ لا تقبل واسلامہ وبہ اخذ ابو اللیث وابو النصر الدبوسی وھو المختار للفتوی و
جزم بہ فی الاشباہ والنظائر وھذا لا وجود لہ فی اصل الجوھرۃ انما وجد علی ھامش بعض
النسخ فالحق بالاصل مع انہ لا ارتباط بما قبلہ ھذا فی احکام الدنیا واما فیما بینہ وبین اللہ اذا
اصدق قبلہ سبحانہ وتعالی بلا خلاف انتہی وفی الدر المختار کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ

الا الکافر بسب النبی والکافر بسب الشیخین او بسب احدهما فی البحر عن الجوهرة معزیا للشہید
من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ اخذ ابو النصر الدبوسی وابو اللیث وهو المختار
للفتوی انتہی وجزم بہ فی الاشباہ واقرہ المصنف لکن فی النہر وهذا لا وجود لہ فی اصل الجوهرة
وانما وجد علی هامش بعض النسخ فالحق بالاصل مع انہ لا ارتباط لہ بما قبلہ انتہی قلت ویکفینا
ما حرر من الامر فتدبر انتہی قال ابن عابدین فی العقود الدریة فی تنقیح الفتاوی الحامدیة
رأیت فی مجموعة شیخ الاسلام عبد اللہ افندی حفظہ اللہ الملک السلام حین زار فی
فی الجنة وقت قدومہ فی المدینة المنورة علی منورها افضل الصلوة واتم السلام سنة ۱۱۲۶ھ
ما صورتہ ما قولکم دام فضلکم ورضی اللہ علیکم ونفع المسلمین بعلومکم فی سبب وجوب
مقاطرة الروافض وجواز قتلہم هو البغی علی السلطان او الکفر واذا قلتم بالثانی فی سببیة
کفرهم واذا اثبتم سبب کفر منہم فہل تقبل توبتہم واسلامہم کالمرتد او لا تقبل کساب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل لا بد من قتلہم واذ قلتم بالثانی فہل یقتلون حدا او کفرا
وهل یجوز ترکہم علی ما هم علیہ باعطاء الجزیة او بالامان الموقت او بالامان المؤبد
ام لا وهل یجوز استرقاق نسائہم وذراریہم افتونا ماجورین اثابکم اللہ تعالی الجنة
الحمد للہ رب العالمین اعلم اسعدک اللہ ان هؤلاء الکفرة والبغاة الفجرة قد جمعوا بین
اصناف الکفر والبغی والعناد وانواع الفسق والزندقة والالحاد ومن توقف فی کفرهم والحادهم
ووجوب قتالہم وجواز قتلہم فہو کافر مثلہم سبب وجوب مقاتلتہم وجواز
قتلہم البغی والکفر معا اما البغی فانہم خرجوا عن طاعة الامام خلد اللہ تعالی ملکہ الی یوم القیام
وقد قال اللہ تعالی فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ والامر للوجوب فینبغی للمسلمین اذا دعاهم
الامام الی قتال هؤلاء الملعونین علی لسان سید المرسلین ان لا یتأخروا عنہ بل یجب علیہم
ان یعینوہ ویقاتلوهم معہ واما الکفر فمن وجوہ منہا انہم یستخفون بالدین ویستہزؤن
بالشرع المعین ومنہا انہم یہینون العلم والعلماء مع ان العلماء ورثة الانبیاء ومنہا انہم
یستحلون المحرمات ویہتکون الحرمات ومنہا انہم ینکرون خلافة الشیخین ویریدون ان یوقعوا
فی الدین الشین ومنہا انہم یطولون السنتہم علی عائشة الصدیقة رضی اللہ عنہا ویتکلمون

في حقهما ما لا يليق بشأنهما مع ان الله تعالى انزل عدة في براءتها وتنزيهها فهو كافر
بتكذيبه القرآن العظيم ويسيئون النبي صلى الله عليه وسلم ضمنا بنسبتهم الى اهل بيته هذا الامر
العظيم ومنها ان يسبون الشيخين سود الله وجوههم في الدارين وقال السيوطي ائمة الشافعية من كفر
الصحابة وقال ان ابابكر لم يكن منهم كفر ويقولون ونقلوا عن تعليق القاضي حسين فيمن سب الشيخين
هل يفسق او يكفر والاصح عندي التكفير به جزم المخاطب في الباب اه وثبت بالتواتر قطعا عند
الخواص والعوام من المسلمين ان هذه القبائح مجتمعة في هؤلاء الضالين المضلين فمن اتصف
بواحد من هذه الامور فهو كافر يجب قتله باتفاق الامة ولا تقبل توبته واسلامه في
اسقاط القتل سواء تاب بعد القدرة عليه والشهادة على قوله او جاء تائبا من قبل نفسه
لانه حد وجب ولا تسقطه التوبة كسائر الحدود وليس سببه كالارتداد المقبول فيه التوبة
لان الارتداد معنى ينفرد به المرتد لاحق فيه لغيره من الآدميين فقبلت توبته ومن سب النبي
صلى الله عليه وسلم تعلق به حق الآدمي ولا يسقط بالتوبة كسائر حقوق الآدميين ومن سب
النبي صلى الله عليه وسلم او واحدا من الانبياء صلوات الله عليهم وسلامه فانه يكفر ويجب قتله ثم
ان ثبت على كفره ولم يتب ولا يسلم يقتل كفرا بالاتفاق وان تاب واسلم ففيه اختلاف
والمشهور من مذهب القتل حدا وقيل يقتل كفرا في الصورتين واما سب الشيخين رضي الله عنهما فانه
كسب النبي صلى الله عليه وسلم وقال الصدر الشهيد من سب الشيخين او لعنهما يكفر ويجب قتله ولا تقبل
توبته واسلامه اي في اسقاط القتل وقال ابن نجيم في البحر حيث لم تقبل توبته علم ان سب الشيخين كسب النبي
صلى الله عليه وسلم فلا يفيد الانكار مع البينة قال الصدر الشهيد من سب الشيخين او لعنهما يكفر ويجب قتله
ولا تقبل توبته واسلامه في اسقاط القتل لانا نجعل انكار الردة توبة ان كانت مقبولة كما لا يخفى
وقال في الاشباه كل كافر تاب فتوبته مقبولة في الدنيا والآخرة الا الكافر بسب نبي او بسب الشيخين
او احدهما او بالسحر ولو امرأة وبالزندقة اذا اخذ قبل توبته اه فيجب قتل هؤلاء الاشرار الكفار
تابوا او لم يتوبوا لانهم ان تابوا واسلموا قتلوا حدا على المشهور واجري عليهم بعد القتل احكام المسلمين
وان بقوا على كفرهم وعنادهم قتلوا كفرا واجري عليهم بعد القتل احكام المشركين ولا يجوز تركهم عليه
باعطاء الجزية ولا بامان موقت ولا بامان مؤبد نص عليه قاضيخان في فتاواه ويجوز استرقاق

نسائهم لان استرقاق المرتدة بعدما لحقت بدار الحرب جائز وكل موضع خرجوا عنه من البلاد التي هم
بمنزلة دار الحرب ويجوز استرقاق ذراريهم تبعا لامهاتهم لان الولد يتبع الام في الاسترقاق
والله تعالى اعلم كتبه احقر الورى نوح الحنفي عفا الله عنه وعن المسلمين اجمعين انتهى
حاصل یہ کہ مختار عند الحنفیہ اور مفتی بہ عدم قبول توبہ کا فر ساب شیخین اور وجوب قتل اسکا ہے لیکن احکام دنیا
میں سے کوئی حکم اسپر مرتب نہوگا مثل نکاح وغیرہ معاملات اسلامیہ مگر خدا کے نزدیک اگر صدق دل سے
توبہ کی ہے تو قبول ہوگی مگر کلام کیا ہے حموی نے شرح اشباہ والنظائر میں اور کہا ہے کہ ساب النبی صلی اللہ علیہ
وسلم کی توبہ مقبول ہوگی جب جائے تو توبہ ساب شیخین وہ بطریق اولیٰ قبول ہے اور تمام تحقیق ساب کی
جس وقت کہ توبہ کی کتاب الصارم المسلول میں ہو سبکی کی ہے اور کتاب شفا قاضی عیاض میں ہے ان
الامام الشافعی موافق للامام مالک فی عدم قبول توبته وان هو مثله قال ابو حنیفة رح
واصحابه والثوری واهل الکوفة والاوزاعی لکنهم قالوا هی ردة پھر لکھا ہے فقضیت العجب
ان الشافعی لا یقبل توبته واحد من صرح عنه بذلک پھر لکھا ہے وللحنفیة فی قبول
توبته کلام قریب من الشافعیة ولا توجد للحنفیة نص فی قبول التوبة پھر لکھا ہے واما الدلیل
فعمدتنا فی قبول التوبة قوله تعالی قل للذین کفروا ان ینتهوا یغفر لهم ما قد سلف وقوله تعالی
قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم الایة وقوله تعالی کیف یهدی الله قوما کفروا الایة
وهذه الایات نص فی قبول توبة المرتد وعمومها یدخل فیه الساب وقوله علیه السلام الاسلام
یجب ما قبله والتوبة تجب ما قبلها ولانا تحققنا انه علیه الصلوة والسلام قبل احدا بعد
اسلامه والقول بانه حق الادمی فلا یسقط بالتوبة صحیح لکنا علمنا من النبی صلی الله علیه وسلم
رأفته ورحمته وشفقته انه ما انتقم لنفسه قط فکیف ینتقم بعد موته انتهی قال العلامة ابن
عابدین بعد نقل کلامه لا شک ان التقی السبکی والقاضی عیاضا ثقتان ثبتان عدلان یکتفی
بشهادتهما ونقلهما عن الحنفیة ان مذهبهم قبول التوبة ولاسیما مع ما سمعته من شرح الطحاوی
وحاوی الزاهدی وغیرهما بان حکمه کالمرتد انتهی وللعلامة النحریر الشهیر بحسام الدین
چلپی من علماء دولة السلطان سلیم خان بن بایزید خان العثمانی رسالة لطیفة الفها فی الرد
علی البزازی وقال فیها انه تقبل توبته ولا تقتل عند الحنفیة والشافعیة خلافا للمالکیة

والحنبلیۃ علی ما صرح بہ فی السیف المسلول وذکر فی الحاوی من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکفر ولا توبۃ لہ سوی تجدید الایمان وقال بعض المتاخرین لا توبۃ لہ اصلا فیقتل حدا لکن الاصح انہ لا تقتل بعد تجدید الایمان قال وبالجملۃ قد تتبعنا کتب الحنفیۃ فلم نجد القول بعدم قبول توبتہ سوی ما ذکرہ البزازی وقد عرفت بطلانہ ومنشأ غلطہ فی اول الرسالۃ

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ مذہب حنفیہ مین اصح قول قبول توبہ ہی یعنی کافر بسب النبی نہ قتل کیا جاوے گا اور احکام اسلام اسپر جاری ہونگے اور علامہ ابو السعود مفتی نے دونون مذہبون کو جمع کیا ہی اور عمدہ تقریر کی ہی کہ اولی یہ ہی کہ نظر کی جاوے حال شخص تائب مین اگر صحت توبہ معلوم ہو اور حسن اسلام وصلاح حال ظاہر ہو عمل کیا جاوے قول حنفیہ پر کہ توبہ قبول ہو اور اکتفا کی جاوے تعزیر اور حبس پر تادیبا اور اگر خیر نہ سمجھے جاوے تو مذہب غیر پر عمل کیا جاوے اور اعتماد اسکی توبہ پر نہ کیا جاوے اور قتل کیا جاوے حدا عبارت اسکی جیسا کہ صاحب نور العین نے قاموس تنقیح حامدیہ مین نقل کیا ہی یہ ہی وقد اجاب العلامۃ الفہامۃ ابو السعود المفتی رحمہ اللہ بما حاصلہ ان المسألۃ خلافیۃ فقد عرض علی السلطان المجاہد فی سبیل الرحمن سلیمان خان بن سلیم خان فی امر الجمع بین القولین والرعایۃ للمومنین بان الاولی ان ینظر الی حال الشخص التائب عن سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فان فہم منہ صحۃ التوبۃ وحسن الاسلام وصلاح الحال یعمل بقول الحنفیۃ فی قبول توبتہ ویکتفی بالتعزیر والحبس تادیبا وان لم یفہم منہ الخیر یعمل بمذہب الغیر فلا یعتمد علی توبتہ واسلامہ ویقتل حدا شکر اللہ سعیہ یوم الحساب

لیکن علامہ ابن عابدین نے بحث کی ہی اسمین اور کہا ہی علی المفتی ان یحتاط فی خلاص نفسہ فی ساعۃ القیام فان قتل المسلم من اعظم الآثام ولو ثبت ان قتلہ منقول عن الامام فمع نقل خلافہ یجب الاعراض عنہ والاحجام لما صرحوا بہ من درء الحدود بالشبہات والتباعد عن قتل اہل الاسلام الخ

خلاصہ بحث یہ ہی کہ قتل گناہ کبیرہ ہی خلاف مذہب حنفیہ پر درباب قتل فتوی نہ دینا چاہیے مگر بوجہ عدم وثوق ایمان کہ اصل عظیم امامیہ کا تقیہ ہی نکاح کرنے مین مفاسد متصور ہین پس احتراز لازم ہی فی الہدایۃ فی بحث النکاح من المرتدۃ لانہ قد ینتظم بینہما المصالح والنکاح ما شرع لعینہ بل لمصالحہ انتہی وفیہا بعید ذلک ولا بد للفرقۃ دفعا للفساد وفی الاشباہ والنظائر القاعدۃ الخامسۃ

درء المفاسد اولیٰ من جلب المصالح فاذا تعارض مفسدۃ و مصلحۃ قدم دفع المفسدۃ
غالبا لان اعتناء الشرع بالمنہیات اشد من اعتنائہ بالمامورات ولذا قال علیہ السلام اذا امرتکم
بشیء فاتوا منہ ما استطعتم وان نہیتکم عن شیء فاجتنبوہ و روی فی الکشف حدیثا لترک
ذرۃ مما نہی اللہ افضل من عبادۃ الثقلین و من ثم ترک الواجب دفعا للمشقۃ ولم تسامح
فی الاقدام علی المنہیات خصوصا الکبائر انتہی خلاصہ اینکہ جس چیز میں خوف مفسدہ ہو جیسے
شیعہ مجوز تقیہ کے ساتھ نکاح کرنا کہ مخوف تبدیل دین زوجہ و اولاد وغیرہ ہے اس سے احتراز لازم ہے
ہذا ما ظہر لی فی تحریر ہذا المرام بفضل الملک العلیم المفضل المنعام واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم
التلاقی۔ واقعی چونکہ مذہب رافضی کی بناء اصل تقیہ ہے لہذا یقین نہیں ہوسکتا کہ رافضی کا اپنے کو
سنی ظاہر کرنا از راہ توبہ ہے پس اسکے ساتھ سنی مذہب عورت کا نکاح نہ کرنا ہی بہتر ہے اور نکاح کر دینے
میں اندیشہ شر ہے فقط واللہ اعلم و حکمہ احکم کتبہ فخر الدین احمد غفرلہ اللہ الاحد | محمد فخر الدین احمد ۱۲۹۳ | اصاب
المجیب کتبہ ضعیف عباد اللہ محمد فضل اللہ عفی عنہ ۔ اصاب من اجاب حررہ محمد احسان اللہ عفی عنہ الجواب
صحیح حررہ الفقیر محمد عبد الوہاب عفا اللہ عنہ | محمد عبد الوہاب | صح الجواب واللہ اعلم کتبہ محمد یوسف حفظہ
اللہ عن التلہف والتاسف | ابو الفیض محمد یوسف | المجیب مصیب حررہ محمد لعان الحق عفی عنہ

۸۳ سوال ۱۹ در اشباہ و نظائر وغیرہ مرقوم است کہ سب الشیخین کفر و سب الختنین فسق و قیاس
تقاضا میکند کہ سب ہمہ کفر باشد پس ترجیح بلا مرجح چیست ہو المصوب حضرات ختنین رضی اللہ
عنہما سب کنندگان خود را حکم بکفر نفرمودہ اما ذو النورین عثمان رضی اللہ عنہ پس در بخاری موجود ست
کہ ہرگاہ خارجیان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ را محاصرہ کردند امامی از طرف خود در مسجد نبوی نصب کردند
و آن ملعونان سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ می نمودند و مردم از حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پرسیدند کہ انک
امام عامۃ وقد نزل بک ما تری و یصلی لنا امام فتنۃ فما تقول فی ذلک حضرت عثمان ذو النورین
رضی اللہ عنہ فرمودند الصلوۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معہم واذا اساءوا
فاجتنب اساءتہم پس اجازت دادند کہ ہمراہ آن مبتدع نماز گذارید اگر حکم بکفری فرمودند نماز چگونہ ادا
می شد و اما حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پس در دار قطنی و دیگر کتب حدیث مروی ست کہ از حضرت
علی رض حال بغات شامی پرسیدہ بودند امشرکوھم قال لا باز پرسیدند کہ امنا فقوھم فرمودند

ان المنافقین لا یذکرون اللہ الا قلیلا بازپرسیدند کہ درحق آنہا چہ اعتقاد باید کرد و چہ باید گفت فرمودند
کہ اخواننا بغوا علینا یعنی مسلمان اند کہ مرتکب کبیرہ و بدعت شدہ اند لہذا بمقتضاے فرمودۂ حضرات
ختنین رضی اللہ عنہما قدماے اہل سنت و جماعت سب ختنین را بدعت و فسق عظیم می شمارند بخلاف
سب شیخین رضی اللہ عنہما کہ در آن این قسم آثار وارد شدہ اند کہ بدرجۂ تواتر رسیدہ اند اما متاخرین اہلسنت
وجماعت نیز سب ختنین رضی اللہ عنہما را کفر و سب کنندۂ ایشان را کافر رقم فرمودہ اند بدلیل عدم
صلوۃ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بر جنازۂ منکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و فرمودن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم عند الاستفسار انہ یبغض عثمان فابغضہ اللہ تعالی رواہ الترمذی پس بر جنازۂ مذکور
نہ خود نماز گذاردند و نہ دیگران را فرمودند کہ برو نماز گذارند پس با وی معاملہ کفار فرمودہ اند و در حق منکران
حضرت علی رضی اللہ عنہ حکم نفاق فرمودند لا یحبک الا مومن ولا یبغضک الا منافق و ایضا قال
من سب علیا فقد سبنی وسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کفر فسب علی رضی اللہ عنہ ایضا یکون کفرا
و دیگر احادیث صحیحہ وارد شدہ دال اند بر کفر منکران ختنین لہذا متاخرین اہلسنت وجماعت بکفر سب
کنندگان ختنین رضی اللہ عنہما حکم فرمودہ اند وھو المذہب المنصور المفتی بہ فی زماننا کما صرح بہ المحدث
الکامل عبد العزیز الدہلوی علیہ الرحمۃ و علماے متاخرین از عدم حکم ختنین بر کفر آن ملعونان جواب دادہ
کہ حضرات ختنین رضی اللہ عنہما بنا بر احتیاط در تکفیر مسلمانان شبہات آن طاعنین را اعتبار فرمودند کہ
ایشان انکار متواترات و ضروریات دین دانستہ نمیکنند باین جہت در مقام شبہ از حکم تکفیر آنہا احتراز
فرمودند گو این معنی لازم سب و طعن آنہا می باشد زیرا کہ لزوم کفر کفر نیست بلکہ التزام کفر کفر است و
بنا برین اہانت علم و علما علم را علم دانستہ و علما را علما دانستہ البتہ کفر است و اگر علم را جہل پندارند
و علما را جہال بے علم باعتقاد خود قرار دادہ اہانت نمایند کفر نمی شود و از ینجا کہ در حدود وارد است کہ ادرءوا
الحدود بالشبہات واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب کتبہ خادم العلماء الراسخین محمد المدعو بالمبین
تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم الدین سنہ ۱۲۴۵ ہجری

مستندین

سوال ۸۱ ۱۲۷

در باب اہل قبلہ والروافض والخوارج چہ حکم است کافر اند یا نہ **جواب** لا نکفر احدا من اہل القبلۃ
اہل قبلہ را یعنی آنہا کہ توجہ بجانب قبلہ مسلمانان کنند بکتاب و سنت و جماعت تمسک نمایند و بلفظ
شہادتین اقرار نمایند کافر نباید گفت اگرچہ از بعضی کلمات ایشان کفر لازم آید ولکن تا دام التزام آن نکنند

یا لزوم در غایت ظهور نبود حکم بکفر نباید کرد و تا ممکن نباشد بوجه اصلاح حال مسلمانان باید کرد و مبادرت
بتکفیر و تغلیظ نکیر و در حدیث آمده است که هر که دیگری را کافر گوید اگر وی فی نفس الامر کافر نبود قائل
بالقول کافر گردد و حکم لعن نیز همچنین دیده شده است اگر آن کس مستحق لعنت نبود لعن بقائل عائد گردد
وفی البحر الرائق والرافضی ان فضل علیا علی غیره فهو مبتدع وان انکر خلافة الصدیق
فهو کافر ومن انکر الاسراء من مکة الی بیت المقدس فهو کافر ومن انکر المعراج من بیت المقدس
فلیس بکافر انتهی والحق فی فتح القدیر الحق عمر بالصدیق فی هذا الحکم ولعل مرادهم بانکار
الخلافة انکار استحقاقهما الخلافة فهو مخالف لاجماع الصحابة رض لا انکار وجودها لهما انتهی وفی جامع
الرموز وفیه اشارة الی انهم لو کتم سبهم قبل شهادته فان القادح لا یعلن والی
ان سب احد من الصحابة لیس بکفر کما فی خزانة المفتیین وغیره لکن فی معجم النوازل
لو قتل احد من سب الشیخین ویلعنهما لم یقتص به فانه کافر لان سبهما ینصرف
الی سب النبی علیه الصلوة والسلام وفیه اشعار بان اللعن والسب بمعنی واحد
وهو التکلم فی عرض الانسان بما یعیبه وفیه اختلاف کما فی الخلاصة وغیره انتهی
والله اعلم حرره محمد رحمت الله عفی عنه سوال ۱۶۰ چه فرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین واقف
معقول ومنقول حاوی فروع واصول درصحت احادیث مسطوره ذیل آنکه موضوعست یا صحت دارد و سوال ثانی
اینکه در کدام کتاب از صحاح سته واقع اند وهم اینکه نکاح با این قوم ملعون حرام هست یا نه واگر مکروه تحریمی هست
باز هم چه وجه دارد زیرا که نکاح مومن با کتابیه و تواکل و تشارب با اهل کتاب در حالت عدم استعمال
شان خمر و خنزیر وغیره جواز دارد پس روافض از ایشان بدرجها اولی هستند چرا که کلمه گو یانند و تکفیر
اهل قبله در مذهب اهلسنت جائز نیست حتی که بعضی بهمین لعنت بر یزید پلید هم غیرجائز داشته اند
پس حال روافض از اهل کتاب و عدوی اهلبیت که قتل اولاد رسول ص باجرا او شده تفاوتی دارد یا نه
و کافر گفتن اینها با وجود کلمه گوئی بچه دلیل رواست واگر در حقیقت احادیث مرقومه غیر صحیح باشد
فلا کلام فی الوضع عن علی رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم یا علی یخرج فی اخر
هذا الزمان قوم یسمون الرافضة یرفضون الاسلام وعن النبی صلی الله علیه وسلم
من سب ابابکر فقد سبنی وعنه حب ابی بکر و عمر من الایمان و بغضهما کفر وعنه من احبهما

فقد احبنی ومن ابغض عمر فقد ابغضنی عن جابر عن النبی صلی الله علیه وسلم اتی بجنازة
فلم یصل علیه قیل یا رسول الله صلی الله علیه وسلم ما رأیناک ترکت الصلوة علی احد
قبل هذا قال انه کان یبغض عثمان فابغضه الله تعالی وعنه صلی الله علیه وسلم
من سب اصحابی فقد سبنی انتهی وعنه صلی الله علیه وسلم ان الله تعالی اختار لی
اصحابا فجعل لی منهم اصحابی واصهاری وسیجیٔ من بعدهم قوم ینتقصونهم ویسبونهم
فان ادرکتموهم فلا تناکحوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولا تصلوا معهم ولا علیهم
وجواب این سطور بحواله قرآن وحدیث ثبت فرمایند۔ اجرکم علی الله سبحانه هو المصوب بعض ان احادیث
کے مثل عن جابر انه اتی بجنازة الخ جامع ترمذی مین موجود هی اور بعض جامع صغیر مین سیوطی نے
نقل کی هین لیکن اس قسم کی سب حدیثین تهدیدا او زجرا وارد هین اور صحیح مذهب یهی هی که تکفیر
اهل قبله کی نه چاهیے لیکن نکاح فرق مخالفه کے ساتھ بسبب انکے فسق کے مکروه هی والله اعلم حرره
الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال — بکر کهتا هی حکم کفر خوارج کا خود قرآن شریف مین موجود هی لیس منکر اسکا گمراه و مردود هے
حق سبحانه تعالی سورهٔ احزاب مین فرماتا هی ان الذین یؤذون الله ورسوله لعنهم الله فی الدنیا
والآخرة واعد لهم عذابا مهینا تفسیر کشاف مین هی یه آیت نازل هوئی هی اُن لوگون کی شان مین
جو ایذا دیتے هین حضرت علی مرتضی کو اور نیز بکر دعوی کرتا هی که مذهب اهل حق یهی هی که یزید کافر هی اور لعنت
کرنا اُسپر بالخصوص جائز هی جو اسمین مخالف هی وه اهل حق سے خارج هی اور بعضے علمای حنفیه کا جو خلاف
منقول هی وه بغرض عدم جواز لعن نهین هی بلکه باین غرض هی که اُنکے نزدیک یزید کا نام قابل نسبت
بر لانے کے نهین هی نه یه که فی نفسه اُسپر لعن کرنے مین کچھ قباحت هی شرح عقائد اور حاشیه خیالی
مین اسکی تصریح هی یهی مذهب صحیح هی یه خلاصه هی بکر کے رساله اُردو کا جسمین اس بحث کو طول طویل
دیا هی فقط حامد اُسکی رد مین کهتا هی که تکفیر بکر کا خوارج کو منکر قرآن اور اهل حق سے خارج ٹهرانا
محض جهالت اور ضلالت اور نیز آیت مذکوره کو شان دشمنان حضرت علی کرم الله وجهه مین نازل ٹهرانا
اور حواله کشاف کا کرنا محض کذب و بطالت هی بالجمله خوارج کے کفر کے مذکور هونے کا اس آیت مین دعوی
کرنا جهل صریح و کذب قبیح هی هان البته اگر آیت الذین یؤذون المومنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا

فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا کا مصداق خوارج کو ٹھہرایا جاوے تو احتمال صحیح ہی اور کس طرح خوارج کا مسلمان جاننے والا اہل حق سے خارج ہو سکتا ہی کہ خود حضرت امیر المومنین علی مرتضی نے خوارج کو باوجود بیان انکی گمراہی کے اور حکم قتل کے انکو مسلمان بتلایا ہی اسی سبب سے محققین فقہا و محدثین متکلمین نے خوارج کو بدمذہب جانا مگر کافر نہین ٹھہرایا ہی چنانچہ مرقاۃ اور مجمع البحار اور رد المحتار اور شرح فقہ اکبر اور فتح القدیر وغیرہ سے بخوبی ثابت ہی اور نیز حامد کہتا ہی کہ اہل حق یزید پلید کے حکم کفر مین اور پھر جواز لعن مین خود مختلف ہین اگرچہ بعض اکابر نے اسپر حکم کفر و جواز لعن کا اطلاق فرمایا ہی لیکن حضرت حجۃ الاسلام جناب امام غزالی اور صاحب قصیدۂ امالی اور سوا انکے بہت ائمہ دین حکم عدم کفر و عدم لعن کو حق جانتے ہین اور جمہور محققین اسکے اطلاق حکم کفر و اسلام و جواز و عدم جواز لعن مین توقف کو مذہب اپنا گردانتے ہین پس بکر کی تکفیر بلکہ حصر کرنا یہی ہی مذہب اہل حق اسکی جہالت و ضلالت پر دلیل ہی اور تاویل جو علمائے حنفیہ کی طرف سے کی ہی وہ بھی نہایت پوچ و علیل ہے کاش یہ سخن تراش شرح عقائد نسفی کی عبارت کو سمجھتے جسکا خود حوالہ دیتے ہین تو جانتے کہ انحصار مذہب اہل حق کا قول جواز لعن و کفر مین جو اسکا مدعا ہی باطل ہی اور قول حنفیہ مین جو خلاصہ وغیرہ کتب فقہیہ سے ثابت ہی وہ تاویل پوچ کرنا حیلۂ عقل سے عاطل ہی عبارت شرح عقائد کی شروع بحث سے جسکو بکر نے چھوڑ دیا ہی یہ ہی وبالجملۃ لم ینقل عن السلف الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ و احزابہ وانما اختلفوا فی یزید بن معاویۃ حتی ذکر فی الخلاصۃ وغیرہا انہ لا ینبغی اللعن علیہ ولا علی الحجاج لان النبی صلعم نہی عن لعن المصلین ومن کان من اہل القبلۃ وما نقل عن لعن النبی صلعم لبعض اہل القبلۃ فلما انہ یعلم من احوال الناس ما لا یعلمہ غیرہ وبعضہم اطلق اللعن علیہ لما انہ کفر حین امر بقتل الحسین رضی اللہ تعالی عنہ الخ باقی رہی بحث ترجیح کی پس اگرچہ صاحب شرح عقائد نے باوجود اقرار اختلاف اہل حق و بیان مذہب حنفیہ کے اپنے زعم مین ترجیح کفر کی ثابت فرمائی ہی لیکن دوسرے اکابر محققین نے وہ ترجیح مسلم نہین ٹھہرائی ہی مسایرہ اور مسامرہ و رد المحتار و شامی وغیرہ کتب معتمد فقہ و عقائد علمائے حنفیہ مین دوسرے جانب کے معتمد ہونیکی ترجیح ہی بلکہ بہت کتب مشہورۂ محققین مین شرح عقائد پر اعتراض کی بھی تصریح ہی چنانچہ شرح فقہ اکبر اور ضوء المعالی اور حاشیۂ عصام اور حاشیۂ ابو الیسر بر شرح عقائد اور دوسرے حواشی سے ثابت ہی پس بکر کا یہ دعوی صحیح لکھدینا اور جھوٹا حوالہ کر دینا

جرأت ونفوذ قبیح ہی علاوہ ان سب امور کے برتقدیر ترجیح مذہب جزم کفر یزید کی حالت حیات مین
پھر بھی دعوی انحصار مذہب اہل حق کا بجواز لعن مین باطل وافترا ہی کہ اُن کافرون پر جنکا مرنا
کفر پر خدا ورسول کی خبر متواتر سے ثابت ہو باتفاق واجماع جمہور ائمہ محققین کے لعن شخصی کرنا ناجائز
وناروا ہی جیسا کہ امام نووی نے شرح مسلم مین اور امام عینی نے شرح بخاری مین اور امام نابلسی نے
شرح طریقہ محمدیہ مین اور دوسرے اکابر دین نے اور کتابون مین تصریح فرمائی ہی لہذا قول ترجیح جواز
لعن بر یزید برتقدیر ثبوت کفر بھی بے ثبوت علم یقینی موت علی الکفر کے کسطرح اہل حق کے نزدیک
جزماً صحیح ہو سکتا ہی تاکہ جو اسکا قائل ہو خوارج مین داخل ہوجائے اور اہلسنت مین شامل نہو فقط
اب سائل سوال کرتا ہی کہ آیا دعوی بکر کا درست وبجا ہی اور واجب الاعتقاد ہی یا حامد نے جو اسکا
رد کیا قابل قبولیت واعتقاد ہے اور نیز قول اہل حق منحصر کفر یزید وجواز لعن مین ہی یا اسمین اختلاف
ہی اور درصورت اختلاف قول کفر ولعن معتمد وقوی واولی ہی یا قول توقف وعدم جزم کفر ولعن قوی و
معتمد اور احوط اور اقرب الی الانصاف ہی اور حوالہ کشاف وغیرہ کا جو بکر نے کیا صحیح ہی یا باطل اور حوالہ
مجمع البحار ورد المحتار ومرقاۃ وشرح فقہ اکبر وضوء المعالی وشرح امام نووی وامام عینی وغیرہ کا جو حامد
نے کیا ہی رد کے لائق ہی یا اعتماد کے قابل ہو المصوب قول بکر کا اس بحث مین صحیح نہین ہی
بلکہ مخالف کتب معتبرہ ہی مسایرہ لابن الہمام مع شرح اُسکی مسامرہ لابن شریف مین موجود ہی
وظاهر قول الشافعي وابي حنيفة انه لا يكفر احد منهم اي لا يحكم بكفر احد من المخالفين
فيما ليس من الاصول المعلومة من الدين ضرورة وهذا هو المنقول عن جمهور المتكلمين والفقهاء
انتهى اور بھی اسی مین ہی قد اختلف في اكفار يزيد قيل نعم لما وقع منه من الاجتراء على الذرية
الطاهرة كالامر بقتل الحسين وما جرى منه فيما ينبو عن سماعه الطبع ويصم لذكره السمع وقيل لا
اذ لم يثبت لنا عنه تلك الاسباب الموجبة للكفر وحقيقة الامر اي الطريقة الثابتة القويمة في شانه التوقف
في شانه ورجوع امره الى الله تعالى انتهى اور اسی طرح اور کتب عقائد مین موجود ہی واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۹۲ سوال ۲۷۶ شیعہ کو
کافر کہنا چاہیے یا نہین حضرت کو دافع البلا کہنا چاہیے یا نہین جو شخص کہ خلاف لا تقربوا الزنا و
لا تاکلوا الربوا کرے اسکو کافر کہنا چاہیے یا نہین ہو المصوب جو شیعہ کہ منکر ضروریات دینیہ

ہیں وہ کافر ہیں اور صرف تبرائی شیعہ کافر نہیں ہیں اور جو شخص لا تقذف بالزنا وغیرہ کے خلاف کرے
وہ کافر نہیں فاسق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلا ان معنی کہنا کہ آپ کے ذریعہ سے
بلا دفع ہوتی ہے درست ہے اور ان معنی کہ آپ خود مستقلاً دفع کرتے ہیں نہیں درست ہے ایسے الفاظ
سے کہ موہم معنی غیر مشروع کو ہوویں اجتناب اولی ہے الفاظ تعریفات بحجۃ شرعیہ منقولہ کچھ کم نہیں ہیں
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۳۰۵ سوال ۲۷۶
شیعہ چہ باشندگان لکھنؤ وچہ ساکنان جوار لکھنؤ آنانکہ فی زمانہ موجود ہستند طعام خانہای شان و
ذبیحہ دست آنہا جائز است یا نہ دیگر زید بحالت غفلت وجاہلیت زنا کرد از آن بعد بہوش آمدہ و
خشیت خدا در دلش پیدا شد توبہ کردہ درین حالت باعث توبہ نمودن زید از جرم زنا بری شد یا نہ
بینوا توجروا ہو المصوب شیعہ کہ منکر ضروریات دین اند مثل آنانکہ علی را خدا میگویند و ہمچنین
آنانکہ قذف حضرت عائشہ رض می سازند کافر اند ذبیحہ شان ناجائز و آنانکہ چنان نیستند اگر سب
شیخین می سازند کافر نیستند بلکہ فاسق ذبیحہ شان درست است وجرم زنا از توبہ نصوح معاف میشود
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۳۰۳ سوال ۲۷۷
در فتاوی عالمگیری است من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق فہو کافر وعن الرافضی اذا کان یسب
الشیخین فہو کافر والمعتزلی اذا قال باستحالۃ الرؤیۃ فہو کافر ولو قال رجل لو لم یاکل
آدم الحنطۃ لما صرنا اشقیاء کفر ولو قال رجل لآخر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یحب القرع مثلا وقال ذلک الغیر انا لا احبہ فہذا کفر ولو رجل قال لغیرہ انا اعلم نسبہ الکذب من
ماہمہ جولاہہ بچگان باشیم فہذا کفر واگر کسے گوید کہ بخدا و پیغمبر تو سوگند است فہذا کفر ولو قال
ان الانبیاء لم یعصوا حال النبوۃ ولا قبلہا کفر واگر گوید کہ اگر از آسمان بانگ آید کہ [illegible]
کفر واگر گوید کہ حضرت یوسف عزم زنا کردہ بود کافر شد و امثال اینہا از قسم الفاظ زبانی بسیار است کہ
ذکر آنہا موجب تطویل است پس آنچہ درین فتاوی قائل این قسم کلمات را محکوم علیہ بالکفر و منسوب
بکفر نمودہ معنی این کفر چیست آیا چنین شخص را بدون توبہ از دائرہ اسلام خارج و محجوب الارث و
ممنوع عن التناکح دانیم یا محجوب عن الارث و ممنوع عن التناکح فی ما بین المسلمین نخواہد شد آنچہ حکم مفتی
بہ باشد ارقام فرمایند بینوا توجروا ہو المصوب حکم ارباب فتاوی بکفر قائل ایں چنیں کلمات تہدید نیست

انہا کفر حقیقیہ لازم آید صاحب بحر الرائق وغیرہ تصریح این معنی کردہ اند واللہ اعلم بالصواب کتبہ
الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ الجواب صحیح
محمد نور الحسین بن مولانا محمد حسین لکھنوی سوال ۱۹ علمای دین اس مسئلہ مین کیا فرماتے ہین کہ زید
جو اپنے کو سنی وصوفی کہتا ہے اپنی ایک تحریر مین لکھتا ہے شیعہ کو مین کافر نہین کہتا پھر کہتا ہے اگر شیعہ کو
مین کافر کہون تو اکثر نسل نبی علیہ السلام کو دوزخی فرض کرنا ہوگا پھر لکھتا ہے کہ جامع الاصول مین لکھا
ہے کہ امام علی بن موسی الرضا علیہ السلام مجدد مذہب شیعہ تھے پھر لکھتا ہے اگر شیعہ کو برا کہا تو بقول مصنف
جامع الاصول امام علی بن موسی الرضا کو برا کہا اب علمائے کرام کی خدمت مین چند امور کا استفسار ہے
۱ کیا اکثر نسل حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیعہ ہے یا زید اس دعوے مین کذاب ومفتری ہے ۲
امام رضا علیہ السلام سنی تھے یا شیعہ اور مجدد مذہب شیعہ تھے یا محقق مذہب اہلسنت ۳ کیا حضرت امام
رضا علیہ السلام کو معاذ اللہ کافر ہی کہنا برا ہے اور گمراہ وبدمذہب کہنا روا یا انکے جناب مین ایسا کہنا
اور سمجھنا بھی بیدینی ہے ۴ موافق تحریر زید کے مذہب اہلسنت باطل ہوتا ہے یا نہین اور خود اس کی
تحریر سے اسکا شیعہ اور مخالف مذہب اہلسنت ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین بینوا توجروا ہو المصوب
شیعہ منکر ضروریات دین کافر ہین اور شیعہ ہونا اکثر نسل نبی کا یہ قول باطل ہے اور امام رضا اہلسنت مین سے تھے انکو
گمراہ وبدمذہب کہنا گمراہی ہے اور مذہب اہلسنت کی بنا دلائل قویہ پر ہے جنکا ماخذ کتاب وسنت ہے وہ مذہب کسی کے شیعہ
ہونے سے باطل نہین ہوسکتا پس تحریر زید کے موافق مذہب اہلسنت کا باطل نہین ہوسکتا اور کسیکو کسی غلطی
کیوجہ سے شیعہ کہنے سے کہنے والا شیعہ نہین ہوجاتا پس زید کا شیعہ اور مخالف اہلسنت ہونا ثابت نہین اور
جامع الاصول مین مجدد مذہب شیعہ ہونا امام رضا کا نہین ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن
سیاتہ یوم التلاقی سوال ۲۰ ہمکو آگاہی ہونا چاہیے کہ شیعہ غیر مکفر کون اشخاص ہین بینوا توجروا
ہو المصوب جو کہ ضروریات دین کے منکر نہین ہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری
عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۱۹ سوال ۲۱ اہل تشیع کے ہاتھ کا ذبیحہ یا مطاعمت
ومناکحت انکے ساتھ جائز ہے یا نہین اور ان امور کی حلت وحرمت باسناد متصل ومرفوع ومتواتر بحوالہ کتب
مستندہ صحیحہ کے ثابت کرنا ضرور ہے جسمین جانب قیل وقال نرہے اور امر حق بھی ہاتھ سے نجاوے تعصب
ونفسانیت کی بو نہ پائی جائے آجکل یہان اس امر پر مباحثہ ومناظرہ ہو رہا ہے سنی آدمی بحوالہ غنیۃ الطالبین

وغیرہ کے کہتے ہین کہ مطاعمت ومناکحت وذبیحہ وغیرہ مطلق جائز نہین ہی بلکہ جن سنیون نے شیعہ کے یہان کھایا پیا ہی اُنکو دائرہ سنیت سے خارج کردیا ہی اور اُنکو اپنی مسجد مین نماز نہین پڑھنے دیتے بلکہ اطلاق کفر اُنپر بارتداد کا کرتے ہین اور باہم مطاعمت ومشاربت سے اجتناب کلی اور احتراز قطعی ہی یہ جو لوگ دائرہ سنیت سے خارج ٹھہرائے گئے ہین یہ دلائل پیش کرتے ہین کیا اہل تشیع اہل قبلہ نہین ہین یا توحید یا نبوت کے قائل نہین ہین یا اُنکے یہان سواے تکبیر معلومہ ومروجہ کے کوئی اور تکبیر سواے نام اللہ کے ہی پس اہل تشیع کے ساتھ مطاعمت کرنے سے ہمکو دائرہ سنیت سے کیون خارج تصور کرتے ہو ہندوستان مین امور مذکورہ پر کبھی ایسی بحث نہین ہوئی ہی بلکہ وہان برابر مطاعمت ومناکحت ہوتی رہی علاوہ اسکے اہل کتاب کا ذبیحہ وصید اور اُنکے ساتھ مطاعمت ومناکحت تک درست ہوا اور یہ امور شیعہ کے ساتھ درست نہون اسکے کیا معنی پس حضرات سے التماس ہی کہ ہو بہو اور حوالہ کتب صحیحہ مروجہ ومتداولہ سے لکھین اصلا انصافیت کا لگاؤ نہو زیادہ والسلام **هو المصوب**

ہرچند کہ ایک جماعت فقہا نے مطلقا شیعہ کو بوجہ سب شیخین رض کے کافر لکھدیا ہی اور بربناے کفر اُنکے ساتھ مناکحت کی حرمت کا اور عدم حلت ذبیحہ روافض کا فتوی دیا مگر امر منقح اور قول مفتی بہ ومرجح یہ ہی کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہون وہ کافر ہین اُنکا ذبیحہ حلال نہین مناکحت اُنکے ساتھ درست نہین شرکت اُنکے ساتھ مثل شرکت اہل اسلام کے جائز نہین اور جو ایسے نہون گو سب صحابہ رض کرتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین ذبیحہ اُنکے ہاتھ کا حلال ہی حرام نہین مناکحت بھی اُنکی درست ہی ابو شکور سالمی کتاب التمہید فی التوحید مین لکھتے ہین کلام الروافض مختلف فبعضه یکون کفرا وبعضه لا فلو قال ان علیا کان الٰها نزل من السماء کفر ولو قال النبوة کانت لعلی وجبرئیل اخطا کفر ومنهم من قال ان علیا افضل من رسول الله صلی الله علیه وسلم فهذا اکله کفر واما الذی یکون بدعة ولا یکون کفرا فهو قولهم ان علیا افضل من الشیخین رض ومنهم من قال یجب اللعن علی من خالف علیا کعائشة ومعاویة رض وهذا اکله وما اشبهه یکون بدعة ولیس بکفر لانه صادر عن تاویل انتهی اور بحر العلوم مولانا عبد العلی شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین الصحیح عند الحنفیة ان الروافض لیسوا بکفار والوجه فیه ان تدینهم اوقعهم فیما وقعوا زعما منهم انهم علی الدین المحمدی وانکان زعمهم هذا باطلا وما کذبوا محمدا صلی الله علیه وسلم

ثم غیر ملتزمین للکفر ہذا التزام الکفر کفر دون لزومہ انتہی اور درمختار مین ہے وفی النہر تجویزہما کبیرۃ
المعتزلۃ لانا لا نکفرہم من اہل القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث انتہی اور فتح القدیر مین
ہے اما المعتزلۃ فمقتضی الوجہ حل مناکحتہم لان الحق عدم تکفیر اہل القبلۃ وان وقع الزاما
فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم العالم
ونفی العلم بالجزئیات انتہی اور ردالمحتار مین ہے بہذا ظہر ان الروافض ان کان ممن یعتقد
الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف عائشۃ فانہ مبتدع
لا کافر انتہی واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی
والخفی جامع الفتاوی کہتا ہے کہ قول فیصل درمیان تکفیر اہل قبلہ مثل روافض وخوارج کے یہ
ہے کہ اگر انہون نے ضروریات دین غیر محتمل التاویل کو تاویل رکیک غیر مسموع انکار کیا مثل قدم عالم
کے قائل ہوئے یا حضرت علی رض کو خدا کہا یا جبرئیل ع کی غلطی کے مقر یا صحبت صدیق رض کے منکر یا قذف
بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کرتے ہین تو کافر ہین اور انکے ساتھ مناکحت اور موارثت اور موالات سب
ممنوع ہو ورنہ نہین واللہ اعلم ۔ سوال ۳۱ چہ میفرمایند علمای دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ
کہ آیا حدیث شریف درشان مرتضی علی کرم اللہ وجہہ لحمک لحمی ودمک دمی وعلی منی وانا منہ در
کتب اہل سنت موجود است یانہ وقید کتب ہم بنویسید بینوا توجروا ہو الموفق درکتب اہل سنت والجماعت
این حدیث البتہ موجود ان علیا منی وانا منہ لیکن درصحت این حدیث ہم کلام است وحدیث دیگر مذکورہ
بالا عند اہل السنۃ رح بثبوت نمی رسد واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۔ سوال ۳۲
در زمرۂ مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ عمل ناد علیا مظہر العجائب الخ از مجربات منقول ومشہور است میگویند کہ
ناد علیا الی آخرہ از کلامہای قدسیہ است اصل نہ بکیہ باشد بیان فرمایند ودرصورتیکہ خواندنش جائز
باشد پس بلفظ بولایتک یا علی ندا در غیر نبی می شود ودر بنبوتک یا محمد ندا برای نبی در غیر محل رود واقع
می شود ودر مائۃ مسائل نوشتہ است کہ غیر نبی را در ہیچ حال ندا جائز نیست ونبی را برای رسانیدن
برود اگر باشد جائز است والا نہ بینوا توجروا ہو الموفق حدیث ناد علیا الخ موضوع ومفتری است
قال الملا علی القاری فی رسالتہ من مفتریات الشیعۃ الشنیعۃ حدیث ناد علیا مظہر العجائب
تجدہ عونا لک فی النوائب بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی انتہی واللہ اعلم

بالصواب والیه المرجع والمآب نمقه احقر العلماء خادم احمد غفر له الله الصمد ۹۲ سوالات چند اول آنکه
تفسیر حسینی وکتاب روضة الشهداء وکتاب روضة الاحباب موافق مذهب اهل سنت وجماعت قائل علی الاسناد هستند
یا نه ومصنف این کتب چه نامها دارند ومذهب ایشان چه بود دوم آنکه در معامله ومقابله معاویه رض
با علی رض صواب بکدام جانب بود ودر مقابله صواب اطلاق لفظ خطا بجانب ثانی رواست یا نه ودر تحریر و
تقریر بلحاظ تعظیم مثل اطلاق لفظ حضرت بهر دو جانب درجه مساوات دارد یا نه سوم اسامی حضرات ائمه
اثنا عشر رض اندر وی کتب فریقین بقید لفظ امامت ثابت ومتحقق اند پس تصریح این معنی درکار ست
که بحیثیت سلسله امامت واعتقاد بحضرات اینها فرق هر دو فریق چیست زیرا که اهل سنت وجماعت سلسله
امامت وخلافت را بعد از آنحضرت صلعم درجه بدرجه با خلفای اربع متعلق میدانند پس اگر همان سلسله است
تا موافق اهل سنت قید امامت با اثنا عشر درست نمی آید بلکه بنظر داخل بودن حضرت خلیفه چهارم در
عدد اثنا عشر می باید که مع خلفای ثلثه خمسه عشر باشند واین معنی درکدامی کتاب اهلسنت وجماعت
یافته نشد سبب آن چیست ووجه تخصیص حضرات ائمه اثنا عشر بلفظ امامت چه جواب این سوالات از رو
تحقیق بحواله کتب تحریر فرمایند الجواب رب زدنی علماً مصنف تفسیر حسینی وروضة الشهداء ملا حسین
واعظ ست که در مذهب امامیه هم تصانیف دارد وظاهراً در آخر عمر مذهب اهل سنت اختیار کرده با این همه
در اکثر مواضع خلاف عقائد اهل سنت می نویسد لهذا این تفسیر نزد علمای معتبر از اعتبار ساقط است وکتاب
روضة الشهدا با ایراد چند احادیث موضوعه وصحیحه با واقعه سید الشهدا برای ترقیق قلوب مردم وگرمی
محفل محرم تصنیف کرده پس برین کتاب بر دینیات تمسک باید جست ومصنف کتاب روضة الاحباب
ملا عطاء الله سنی مورخ ست وروضة الاحباب ایشان دیگر کتب تواریخ از رطب ویابس مملو ست
نسبت دیگر کتب تواریخ معتبر ست نه آنکه آنرا مدار مذهب ودین قرار دهند هر قولش که موافق احادیث
صحاح معمول بها افتد مقبول ست والا حکم اقوال ضعیفه دارد ودر واقعه حضرت معاویه رض وحضرت علی رض حق
بجانب علی بود واز حضرت معاویه رض درین باب خطا شد وچونکه خطای مجتهد عفو ست خصوصاً وقتیکه
فضل صحابیت در آن منضم باشد پس درین صورت خطای ایشان را زبان زد خاص وعام نباید ساخت
که عوام سنت گمراه خواهند شد چه سوء ظن با حضرت معاویه آمد بر رفض ست ودر تقریر وتحریر بلحاظ تعظیم
هر دو بزرگوار برابر باید داشت که تعظیم این بزرگواران بمقتضای مضمون صحابیت است واین امر

در بہیر د و نسبت بابرابرست اگرچہ فیما بین خود با حضرت علی نسبت حضرت معاویہ فضیلتہا دارند لیکن در مقصود ایشان صحابیت برابرند چنانکہ اگر کسی از طبقہ غیر صحابہ بمرتبۂ غوث رسد تاہم بمرتبۂ ادنی صحابہ نخواہد رسید لیکن ایمن بود بجہت صحابہ بما مردم نمی رسد و در فضل صحابہ عموماً آیات بسیار و احادیث بیشمار ناطق اند و در مشکوۃ از ابی سعید خدری منقول ست قال النبی علیہ السلام لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذہبا ما بلغ مد احدہم ولا نصیفہ متفق علیہ عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی فمن احبہم فبحبی احبہم ومن ابغضہم فببغضی ابغضہم ومن آذاہم فقد آذانی ومن آذانی فقد آذی اللہ ومن آذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی وعن عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ عن النبی صلعم انہ قال لمعاویۃ اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا واہد بہ رواہ الترمذی مشکوۃ ہمین گونہ اخبار کثیرہ در فضل صحابہ اجمالا و تفصیلا واقع شدہ پس در شان حضرت معاویہ حفظ لسان وحفظ قلب از اعتقاد بد واجب ست والا داخل وعید خواہد شد و تفصیل این اجمال در تحفہ اثنا عشری و سیف مسلول بخوبی مرقوم است مطالعہ سازند اما قبل از جواب سوال سوم یک مقدمہ گوش کنند کہ مؤید فہم جواب است و آن معلوم کردن معنی لفظ امام وخلیفہ و معصوم ست باید دانست کہ امام بمعنی مقتدا ست فقط وخلیفہ بمعنی مقتدا مع تسلط علی الارض ست و عصمت قوتی را گویند کہ در طبیعت انبیاء و ملائکہ مخمر ست و ہمین قوت صدور گناہ از ایشان محال ست و گاہی این قوت را بکمال قوت نظری و کمال قوت عملی تعبیر کنند و ہمین قوت مدار رسالت ست بلکہ عین رسالت ست مع قطع النظر عن ارسالہ الی ہمزہ و نیز باید دانست کہ امام ہر فن جدا ست چنانچہ امام قرات امام نافع و ابن کثیر وغیرہما اند و امام فقہ ابو حنیفہ و شافعی وغیرہما ہستند و امام حدیث بخاری و مسلم و ترمذی و سفیان وغیرہم ہستند و امام نحو سیبویہ و اخفش وغیرہم و بعضین امام کفار در کفر ہر نوع جدا می باشد قال اللہ تعالی وقاتلوا ائمۃ الکفر و در اسلام نیز امام جدا است لہ واجعلنا للمتقین اماما پس خلفای اربعہ خلیفہ بودند امام فقط نبودند کہ سوای مقتدائیت تسلط ہم داشتند و ظہور حقیقت خلافت سی سال در ہمین چہار خلفا گردید و ائمہ اثنا عشر امام طریقت و تعلیم باطن بودند ہیچ تسلط نداشتند و از اہل بیت ہستند پس با ایشان برای اینکہ از اہل بیت ہستند و آفتاب رسالت در ہمہ طالع بود و لہذا بالاتفاق امام مخلوق شدند چنانچہ دیگر ائمہ ہستند پس اجماع امت حجت برای ایشان کافی است گو کہ نص ہم برای بعض ایشان یافتہ باشد لا ثبوت نص دیگر سوای اجماع برای جمیع ایشان

تکلفی دارد حالا که بعد اجماع حاجت دلیل دیگر نماند پس سلسلهٔ خلافت دیگر و سلسلهٔ امامت فقط دیگر گو که فیما
بین اینها بحسب تحقیق عموم من وجه یافته شد پس این هر دو سلسله جدا جدا هستند و فرق در امامت اهل سنت
و شیعه آنکه اهل سنت عصمت را در امامت شرط ندانند و عصمت در بشر بر ختم الانبیا ختم شده و وحی ظاهر و باطن
بعد از آنحضرت موقوف شده و فرقهٔ شیعه عصمت را در امامت شرط کنند و وحی باطنی بر هر یک ایمه ثابت کنند و
صدور معصیت از ایشان محال دانند و درین پرده مضمون ختم الرسالت را باطل سازند و اهل سنت آنحضرت را
ختم الرسل دانسته کسی را سوای انبیا و ملائکه معصوم ندانند گو که از گناه محفوظ باشند مع امکان صدور پس فرق بین
میان امام اهل سنت و امام امامیه با وجود اتحاد مصداق پیدا شد و تفصیل این اجمال از کتاب کشف الغطاء
تحفه خیر باید دید [illegible] والله اعلم بالصواب کتبه العبد المذنب عبد الرحمن عفی عنه پانی پتی [illegible] جمادی الاولی
سنه [illegible] هجری هو المصوب جواب سوال اول و جواب سوال ثانی صحیح است الجواب سوال ثالث
بگوش هوش باید شنید که در تحفهٔ اثنا عشریه می آرد و اهل سنت گویند که حضرت امیر در وقت بیعت با او امام بود
و قبل از آن آری استحقاق امامت از حضور علیه بود داشت چنانچه خلفای ثلثه نیز درین استحقاق شریک
بودند و بعد از امیر حضرت امام حسن امام بودند و بعد از حضرت امام حسین دیگر ایمهٔ اطهار استحقاق امامت
داشتند لیکن چون با ایشان بیعت اهل حل و عقد واقع نشد و اکثر ایشان بسبب غلبهٔ شغل باطن و تعلیم
علم درخواست این معنی هم نکرده اند بالفعل امام نشدند و نیز باید دانست که امامت نزد اهل سنت بمعنی
پیشوا در دین نیز اطلاق کنند و بهمین معنی امام اعظم را و امام شافعی را که در فقه پیشوا بودند و امام غزالی و
امام رازی را که در عقاید و کلام و نافع و عاصم را که در قرأت امام بودند امام گویند و ایمهٔ اطهار در جمیع این
فنون پیشوا بودند خصوصاً در هدایت باطن و ارشاد طریقت که مخصوص با ایشان بود و باین جهت ایشان را
اهل سنت علی الاطلاق ایمه دانند نه امامت که مرادف خلافت است و در خلافت نزد ایشان تصرف در
زمین با وصف استحقاق و غلبه و شوکت و نفاذ حکم ضروری است و لهذا خلافت را منحصر در پنج شخص مذکور
داشته اند انتهی و در مواقف می آرد قال قوم الامامة ریاسة عامة فی امور الدین والدنیا لشخص من الاشخاص
بالنبوة والاولی ان یقال هی خلافة الرسول فی اقامة الدین بحیث یجب اتباعه علی
کافة الامة انتهی الحاصل اطلاق لفظ امام بر ایمهٔ اثنا عشر بنظر فضیلت و عظمت و شرافت نفوس
کریمه و پیشوائی ایشان جائز است نه بنظر خلافت که به ایشان نبود و کذا فی انتقادات ابا [illegible] فی جواز القول

بالحسنة الطاهرة من تالیف المخدوم محمد هاشم السندی رح و نسبت میان امام بمعنی مقتدا و خلیفه بمعنی مقتدی المتسلط
علی الارض عموم و خصوص مطلق ست کما لا یخفی علی عارف المیزان و اهل سنت حضرات ائمه اثنا عشر را
معصوم نمی دارند چه عصمت در بنی آدم منحصر بانبیا ست و امامیه معصوم میدارند و عصمت عبارت
است از نه پیدا کردن او تعالی شانه گناهی را در مرد معصوم و نزد بعضی عبارت ست از قوتی که صدور گناه بسبب
آن محال می گردد و این معنی مخدوش ست بجهت مدح و ثواب انبیا چه در صورت استحاله صدور گناه مدح و ثواب کجا
علامه تفتازانی در شرح عقائد می آرد وحقیقة العصمة ان لا یخلق الله تعالی فی العبد ذنبا مع بقاء
قدرته واختیاره وهذا معنی قولهم هی لطف من الله سبحانه یحمله علی فعل الخیر ویزجره
عن الشر مع بقاء الاختیار تحقیقا للابتلاء ولهذا قال الشیخ ابو منصور الماتریدی العصمة
لا تزیل المحنة وبهذا یظهر فساد قول من قال انها خاصیة فی نفس الشخص او فی بدنه یمتنع بسببها
صدور الذنب عنه کیف ولو کان الذنب ممتنعا لما صح تکلیفه بترک الذنب ولما کان مثابا علیه انتهی
و محقق دوانی در شرح عقائد می آرد والعصمة عندنا ان لا یخلق الله تعالی فیهم ذنبا وعند الفلاسفة
ملکة تمنع الفجور انتهی و در مواقف می آرد وهی عندنا ان لا یخلق الله فیهم ذنبا وقال قوم
تکون خاصة فی نفس الشخص او فی بدنه یمتنع بسببها صدور الذنب عنه ویکذبه انه لو کان کذلک
لما استحق المدح بذلک وایضا فالاجماع علی ان الانبیاء مکلفون بترک الذنوب مثابون به
ولو کان الذنب ممتنعا عنهم لما کان کذلک انتهی والله اعلم نمقه محمد عبد الحلیم عفی عنه جمادی الثانی در شهر
بانده سنه ۱۲۶۸ هجری ۹۳ سوال شخصی حضرت معاویه را از کل صحابه می شمارد لیکن مشار الیه اعتقاد خود
فسق و بغاوت از طرف شان میدارد بجهت اینکه حضرت معاویه ابن ابی سفیان از خلیفه برحق که علی بود
بجنگ پیش آمده بودند پس درین صورت آنکس عند الله مواخذه دار است یا نه **جواب** حضرت معاویه
نزد اهلسنت در حرب حضرت علی مخطی هستند و از آن فسق لازم نمی آید و هر که فسق اعتقاد کند از اهلسنت نیست
والله اعلم نمقه محمد معین عفی عنه ۹۴ **سوال** چه میفرمایند علمای دین که سب کردن بر معاویه و یزید و قاتلین
امام حسین مثل شمر و ابن زیاد جائز ست یا نه بینوا توجروا **هو المصوب** اما معاویه بن ابی سفیان
پس صحابی ست و در حق او بعض احادیث نیز وارد شده و اند علمای اهلسنت در حال وی مختلف اند و
علمای ما وراء النهر این قول سراسر باطل ست هیچ یکی از علمای اهلسنت و جماعت قائل خطاے منکر

معاویه رضی الله عنه نیست مگر مولوی جامی که در عقائد سلسلة الذهب هم نموده و در دیگر رسائل آن هم مانند دیگر علمای اهلسنت بخطای اجتهاد قائل شده است و صاحب جامع الاصول و دیگر محدثین و علمای متکلمین همه ها قائل اند که معاویه رض از صحابه جلیل القدر و عظیم المنزلة بود و محاربات و غیره که از و صادر شده محمول بر خطای اجتهادی ست مانند محاربه عائشه رض و طلحه رض و زبیر رض و مخالفت اهلسنت باعث ابتداع ست پس هر که قائل خطای منکر معاویه رض است و یا او را تفسیق میکند او مبتدع ست بلاشبهه و لاریب و محققین فقها آن همه حرکات و جنگ و جدال او را که با جناب مرتضی رض نموده محمول بر خطای اجتهادی دارند و محققین این حدیث بعد تتبع روایات صحیحه دریافته اند که این حرکات او خالی از شامت نفسانیه و حمیت و تعصب امویه و قرابت با جناب ذو النورین داشته نبوده است پس کارش آنست که مرتکب کبیره و باغی باشد والباغی لیس باهل اللعن اگر مراد از سب همین قدر ست یعنی این فعل او را بد گفتن پس بلاشبهه نزد محققین این معنی واقع ست و اگر مراد از سب لعن و شتم است پس معاذ الله که کسی از اهلسنت پیرامون آن گردد چه نزد ایشان برای فاسق و مرتکب کبیره مامور به استغفار ست فیکون اللعن حراما خاصة که آن هم صحابی ست شفاعت رسول و عفو صاحب حق جناب مرتضی رض در حق او زیاده بر فساق دیگر متوقع و موجود است و بالقطع معلوم که بعض صحابه در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم مرتکب کبیره شده اند مثل ماعز اسلمی رض که زنا کرده بود و مثل حسان بن ثابت که در قذف عائشه صدیقه رضی الله عنها شریک گشته آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایشان را حکم بکفر نفرموده اند و هنوز قذف عائشه رضی الله عنها منصوص التحریم در قرآن نشده بود برخلاف این وقت که حالا قاذف عائشه صدیقه رضی الله عنها بلاشبهه کافر ست لانکاره نص القرآن فقط عفا الله عنه

و در لعن یزید توقف از آن جهت ست که روایات متعارضه و متخالفه از آن پلید در مقدمه شهادت امام علیه السلام وارد شده از بعض روایات رضا و استبشار اهل بیت و خاندان رسول علیه السلام مفهوم می گردد کسانیکه این روایات در نظر ایشان ترجیح واقع شده حکم لعن او نموده اند چنانچه احمد بن حنبل و کیا هراسی از فقهای شافعیه و دیگر علمای کثیر و از بعض روایات کراهت این امر و عتاب بر ابن زیاد و دیگر اعوان او و ندامت برین کار که از وی او بوقوع آمد معلوم می شود کسانیکه این روایات نزد ایشان مرجح شد از لعن او منع نموده اند چنانچه امام حجة الاسلام غزالی و دیگر علمای شافعیه و اکثر حنفیه و جماعه از علما که نزد آنها هر دو روایت متعارض شدند و ترجیح یکطرف بر دیگر حاصل نشد بنابر احتیاط متوقف اند و همین مسئله مذهب علما عند التعارض و هو قول ابی حنیفة رحمة الله

جاری در بعض شہر و این زیادہ کہ رضا و استبشار آنہا باین فعل شنیع قطعی است نہ بمجرد معارضہ بعکس را توقف
نیست واللہ اعلم بالصواب ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم نمقہ خادم العلماء الراسخین محمد معین تجاوز اللہ عن سیآتہ یوم
الدین سنہ ۱۲۷۰ ہجری آمین یا رب العالمین ٭ سوال ٭ چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اہلسنت
والجماعت درین مسائل کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بودند مقابلہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ ایشان را رضی اللہ عنہ باید گفت یا نہ و در کتب ہا با نام ذکور رضی اللہ عنہ مسطور است یا نہ و درمیان
حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ و حضرت معاویہ کہ جنگ بوقوع آمد خطای اجتہادی بود یا بغاوت
البتہ اگر بغاوت است بود بجانب باغیان ہر کہ مقتول شدند در حق ایشان از شرع شریف چہ حکم است و
کسیکہ خود را بمذہب اہلسنت والجماعت گوید و از تعصب بحق معاویہ لفظ رضی اللہ عنہ نگوید بگوید چہ حکم دارد و
جواب این مسائل از کدامی فتاوی ارشاد فرمودہ شود بینوا توجروا ٭ ہو الموفق ٭ فی الواقع حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ از صحابہ جلیل القدر و عالی مرتبت و کاتب وحی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بودند و در شان ایشان
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمود کہ اللہم اجعلہ ہادیا و مہدیا واہد بہ و روی انہ قال لہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا معاویۃ لن تغلب ابدا و دیگر احادیث در کتب حدیث موجود و
فضائل غزوات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و لشکر وی بزبان مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آنچنان
مذکور است کہ احاطہ آن دشوار چنانچہ آن یکی غزوہ قسطنطنیہ است کہ سرور کائنات علیہ التحیۃ والسلام برای
غازیان ایشان بمغفرت چہ قدر بشارت فرمودند قال اوجبوا ای اوجبوا لہم الجنۃ چنانکہ ابی و استاذی خاتم الفقہاء
والمحدثین مولانا مولوی محمد معین علیہ الرحمۃ در بعض فتاوای خود بتشریح و بسط تمام رقم فرمودہ اند و بالای این
نقل کردہ شد حاجت ازدیاد تحریر نیست و علاوہ برین شان صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم چنان است کہ کدامی شی و عمل
مقابل آن صحبت نمی تواند شد چنانکہ پرسیدہ شد از عبد اللہ بن المبارک کہ حضرت معاویہ افضل اند یا عمر بن
عبد العزیز گفت غباریکہ در بینی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہمراہ اسپ سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوۃ در آمدہ
بہتر است از عبد العزیز و غیرہ و با نام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باید نوشت چنانکہ در کتب فقہ مسطور است
و صاحب جامع الاصول و دیگر محدثین و علمای متکلمین ہم قائل اند کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ از صحابہ جلیل القدر و
عظیم المنزلہ بودند و محاربات وغیرہ کہ از وی صادر شدہ محمول بر خطای اجتہادی است مانند محاربہ حضرت عائشہ

وحضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہم وآنکسان کہ درین قتال فی محاربہ مقتول شدند ہمہ مغفور بندو اللہ اعلم نمقہ
خادم اولیاء عبد الصمد علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۲۶ ربیع الاول بروز یکشنبہ سنہ ۱۲۸۵ھ ۹ شوال ۱۲۸۶ قد حکم دین اشتہار

در بستان پیمبر ہند جگر تشنہ بدی	کہ از دو دست تن او پیمبر جدا بدی	پدر او در دندان پیمبر بشکست
مادر او جگر عم پیمبر بمکید	او بہ ناحق حق داماد پیمبر بگرفت	پسر او سر فرزند پیمبر ببرید
بر چنین قوم تو لعنت نکنی شرمت باد	لعن اللہ یزیدا وعلی قوم یزیدا	او بہ تیغ طلب پسر ہند کس

صحابی سے مراد ہی انکا اسم شریف کیا تھا صحابی موصوف سے کیا سوء ادبی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
مین واقع ہوئی تھی صحابی موصوف کے سر تن انکے کون کون اعزا سے مراد ہی اور انکے کیا نام ہین صحابی موصوف
کے والد نے دندان مبارک حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا تھا یا نہین اور انکا کیا نام تھا صحابی
موصوف کی والدہ نے عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ کیا کیا تھا اور انکا کیا نام تھا صحابی موصوف نے
حق داماد پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم یعنی امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا کیونکر غصب کیا تھا اور
یہ معاملہ کس طور پر واقع ہوا تھا صحابی موصوف کا بیٹا جس نے قرۃ العین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کیا
اسکا کیا نام تھا یزید ہی مراد ہی یا اور کسی سے لفظ چنین قوم سے کون قوم مراد ہی سنی یا خارجی قوم یزید سے کون قوم مراد
ہی سنی یا خارجی اہل سنت وجماعت کو ان اشعار کا پڑھنا درست ہی یا نہین اگر اہلسنت کو اسکا پڑھنا درست
نہین اور اتفاقاً نظر اس جگہہ پر جہان یہ اشعار لکھے ہوئے ہون جا پہونچے اور دیکھ لیا تو کچھ کفارہ دا کرنا
چاہیے یا نہین اگر ادا کرنا چاہیے تو اسکی تصریح معلوم ہونا چاہیے بینوا بسند الکتاب توجروا یوم الحساب
ہو المصوب اہلسنت کو اس شعر کا کہ ہم تن مشتمل ہی ہجو صحابہ پر پڑھنا نہین درست ہی اور اگر اتفاقاً
بوجہ نہ معلوم ہونے اسکے مطلب کے پڑھ لیا یا دیکھ لیا تو کچھ حرج نہوگا اور کچھ گناہ یا کفارہ لازم نہوگا لیکن معلوم
ہونے اسکے مطلب کے اسکو پڑھنا حرام ہی پسر ہند سے مراد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہین انکی والدہ کا نام
ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف تھا از زمانہ فتح مکہ ہیں ۸ اور انکے شوہر یعنی ابو سفیان اور معاویہ
کافر تھے فتح مکہ کے سال مین کہ سن آٹھ ہجری تھا دونون مشرف اسلام سے ہوئے اور معاویہ بھی اسیوقت اسلام
لائے ہنگام غزوہ احد کہ سن تین ہجری مین ہوا تھا ابو سفیان اور انکی بی بی دونون کفار کے لشکر مین
آئے تھے اسی غزوہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے لیکن بعضے لکھتے ہین
کہ ابو سفیان نے شہید کیا تھا اور بعضے لکھتے ہین کہ عتبہ بن ابی وقاص نے کہ کافر گیا اسلام انکا بیشتر ہین (؟)

اور صحیح یہی ہے اور جس نے ابو سفیان کو لکھا اُسکو یہ شبہہ پڑا کہ عتبہ کی والدہ کا نام ہند بنت وہب بن الحارث بن زہرہ تھا پس چونکہ ابو سفیان اور عتبہ کی والدہ کا نام ایک ہی تھا اسوجہ سے اُس نے اس حرکت کو ابو سفیان کی طرف منسوب کر دیا یہی مراد ہے اُس شاعر خبیث کی مصرع عم پدراو دندان پیمبر شکست سے اور جسوقت غزوۂ احد میں چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے ابو سفیان کی بی بی ہند نے بسبب شدت عداوت کے اُنکے جسد مقدس کو چاک کر کے اُنکا جگر نکال کے چوس لیا یہی مراد ہے خبیث کے جملہ مادر او جگر عم پیمبر بمکید سے اور معاویہؓ نے باب خلافت میں جو حضرت علیؓ سے مقابلے کیے اور نوبت یہانتک پہونچی کہ بعد شہادت حضرت علی رضؓ کے امام حسنؓ نے مصالحہ کر لیا اور خلافت حضرت معاویہ کو سپرد کر دی اسکی طرف خبیث نے جملہ او بناحق حق داماد پیمبر بگرفت سے اشارہ کیا ہے اور یزید بن معاویہ نے امام حسینؓ کی شہادت میں جو کچھ قبائح کیے اُسکی طرف اس مصرع پسر او سر فرزند پیمبر ببرید میں اشارہ ہے اور مراد چنین قوم سے یزید اور اُسکی مادر و پدر و پدر پدر ہیں اہل سنت کے نزدیک قبائح یزید تو البتہ قابل ملامت ہیں باقی قبائح ابو سفیان اور ہند کے اُنکے اسلام سے سب محو ہو گئے اور معاویہ کے مقاتلے بھی خطاء فی الاجتہاد پر محمول ہیں ان تینوں حضرات صحابہ کو بُرا کہنا نہیں درست ہے تفصیل ان سب امور کی کتب علم کلام میں اور کتب اخبار صحابہ میں مسطور ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۔ ۹ سوال ۲۶۵ کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کہ حضرت معاویہؓ کی بابت ہر مسلمان کو کیا عقیدہ رکھنا چاہیے نیک یا بد ہو المصوب حضرت معاویہؓ سے عقیدہ نیک رکھنا چاہیے کیونکہ وہ صحابی ہیں واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ جامع الفتاوی کہتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت ثابت ہے اور اُنسے خطاء اجتہادی لائق ترہے باعتبار خطاء منکر کے اُنکے متعلق یہی اعتقاد اہلسنت کا ہے وہ ماجور ہیں اگرچہ مصیب نہیں ہیں اور بے شبہہ فضیلت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُنسے بہت زائد ہے وہ مجتہد مصیب تھے واللہ اعلم ۹ سوال نمبر ۲ جناب من السلام علیکم ۔ اس سوال کا جواب براہ مہربانی تحریر کرا کر عنایت فرمائیے ترمذی شریف میں ہے عن عبد الرحمن بن ابی عمیرۃ وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ ھذا حدیث حسن غریب اول یہ کہ عبد الرحمن بن عمیرہ کو ترمذی صحابی کہتے ہیں اور شیخ احمد عبد الحق محدث ترجمہ فارسی مشکوۃ جلد چہارم صفحہ ۱۶ مطبوعہ مطبع نولکشور میں لکھتے ہیں کہ مضطرب است حدیث

وصحابیت او ثابت نشدہ وبعض گویند کہ او صحابی ست اس بارہ میں تحقیق کیا ہے بحوالہ کتاب تحریر فرمایا جاوے
اور تقریب میں ہے عبدالرحمن بن عمیرۃ مختلف فی صحبتہ اور جب مضطرب الحدیث ہیں تو حدیث ضعیف ہوگی
ھذا حدیث حسن کیونکر صادق آئیگا اور حسن غریب کیونکر جمع ہو سکتے ہیں کہ شیخ دہلوی رحمہ اللہ
رسالہ اصول میں لکھتے ہیں الحدیث الصحیح اذا کان راویہ واحدا فھو غریب انتہی اور ثالثاً سعید عن
عبدالعزیز نے تقریب میں کہا ہے لکنہ اختلط فی آخر عمرہ یہ حدیث قبل از اختلاط نقل فرمائی ہے یا بعد از ان
بحوالہ کتاب ارشاد ہو والسلام جواب بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ ومنہ التوفیق حضرت السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب استفتا کا یہ ہے عبدالرحمن بن عمیرہ کو محققین صحابی نہیں شمار کرتے ہیں ابن عبدالبر
استیعاب میں لکھتے ہیں لا یصح صحبتہ ولا یثبت اسناد حدیثہ اور ابن حجر وغیرہ نے اس قول کو نقل کرکے
سکوت فرمایا تہذیب التہذیب میں ہے عبدالرحمن بن ابی عمیرۃ المزنی روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لہ عند الترمذی حدیث واحد فی ذکر معاویۃ قلت قال ابن عبدالبر لا یصح صحبتہ ولا یثبت اسناد
حدیثہ انتہی ملخصا ابوالحسن بن الاثیر الجزری اسد الغابۃ فی تمییز الصحابۃ میں فرماتے ہیں عبدالرحمن بن عمیرۃ
المزنی حدیث مضطرب لا یثبت فی الصحابۃ اخبرنا ابراہیم بن محمد وغیر واحد باسنادھم
الی محمد بن عیسیٰ الاسلمی حدثنا محمد بن یحیی حدثنا ابومسہر عن سعید بن عبدالعزیز عن
ربیعۃ بن یزید عن عبدالرحمن ابن عمیرۃ وکان من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا واھد بہ قال ابو عمر منھم من یوقف
حدیثہ ھذا ولا یرفعہ قال وحدیثہ منقطع الاسناد مرسل لا یثبت احادیثہ لا یصح صحبتہ انتہی اور ترمذی کا حدیث مذکور
کو حسن کہنا باعتبار متن کے ہے نہ باعتبار اسناد اور مضطرب الحدیث ہونا راوی کا اسناد میں قادح ہے اور اسیطرح
حسن غریب کہنا اس میں بھی حسن باعتبار متن کے ہے مگر غرابت باعتبار سند کے ہے سیوطی قوت المغتذی شرح الجامع
الترمذی میں لکھتے ہیں الغریب یطلق علی اقسام غریب من جھۃ المتن وغریب من جھۃ الاسناد
والمراد بھا الثانی دون الاول لان ھذا الغریب معروف عن جماعۃ من الصحابۃ لکن تفرد
بعضھم بروایتہ عن صحابی فبحسب المتن حسن وبحسب الاسناد غریب لانہ لم یروہ من تلک الجماعۃ
الا الواحد ولا منافاۃ بین الغریب بھذا المعنی وبین الحسن بخلاف سائر الغرائب فانھا تنافی الحسن انتہی
اور سعید بن عبدالعزیز سے روایت قبل اختلاط ہوگی تہذیب التہذیب میں ہے قال ابوداود عن ابن معین اختلط

قبیل موتہ وکان یعرض علیہ فیقول لا اجیزہا لا اجیزہا انتہی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ قبل از
میں اجازت حدیث دینے میں انکو احتیاط تھی جو جائے تحدیث واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن
سیاتہ یوم الثلاثی [محمد عبد الباقی ١٢٧٦] ٩٩ سوال ١١٦ از ملاحظہ کتب اہل سنت وجماعت پیداست کہ
کسانیکہ ترک بیعت در جہاد با امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نمودند مصرح فعل ایشان محمود و آنہا کہ اختیار بیعت
کردند برای ارتکاب آنہا تاویل و توجیہ در کار این معنی محل تردد ہا ست و نیز انست حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہما از تقاعد در بیعت و ترک بیعت نیز مروی ست تحقیق این مسئلہ بشرح وبسط تمام ارشاد شود کہ تا
و نیاز مندان مستفید شوند و باعث دفع تردد ہا شود بینوا توجروا ہو الموفق باید دانست کہ در زمن موجود بودن
حرب فیما بین حضرت امیر المومنین علی و امیر معاویہ رضی اللہ عنہما اصحابہ رضی اللہ عنہم بر سہ طریق بودند کما صرح بہ الامام
النووی علیہ الرحمۃ یکی آنکہ بر ایشان حقیت خلافت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ثابت و متحقق شدہ بود مانند
عمار بن یاسر و بنی ہاشم و دیگر مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم پس بر ایشان واجب بود اعانت حضرت علی کرم اللہ
وجہہ بیعت ایشان و قتل اہل بغی لقولہ تعالی وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا
بینہما فان بغت احدہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفیء الی امر اللہ الآیۃ ولقولہ علیہ السلام
اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الآخر منہما ولقولہ علیہ السلام من بایع اماما فاعطاہ صفقۃ
یدہ وثمرۃ قلبہ فلیطعہ ما استطاع فان جاء آخر ینازعہ فاضربوا رقبۃ الآخر
دوم آنکسان بودند کہ نزد ایشان خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ثابت بود و اطاعت حضرت معاویہ بر خود لازم
گرفتہ بودند مانند عمرو بن العاص و حوشب و ذو الکلاع وغیرہم رضی اللہ عنہم پس بر ایشان واجب بود اعانت و معیت
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و قتل محاربین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بدلائل مذکورہ سوم آنکسان بودند کہ بر ایشان
حقیت خلافت کلا الامیرین مشتبہ شدہ و نزد ایشان دلیلی بر حقیت احدہما متحقق نشدہ بود ایشان تقاعد از محاربہ
نمودہ از لوث اثم قتل مسلم محفوظ ماندند مانند حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت سعید بن العاص و حضرت سعد بن
ابی وقاص من المبشرین بالجنۃ وغیرہم رضی اللہ عنہم چہ مذہب ایشان ہمین بود کہ تا وقتیکہ اجماع جمیع مومنین بر امامت
احدی و بیعت شان مراد بلا انکار و جرح من احدہم یافتہ نشود امامت و خلافت ثابت نخواہد شد کما روی
عن نافع قال لما ان ابن عمر رضی اللہ عنہما قیل لہ ما بال ابن عمر بایع معاویۃ و لم یبایع علیا فقال کان ابن عمر

لہ استفتاء بھیجنے ... حضرت ... مولانا محمد ... [illegible]

لا يعطي يدا في فرقة ولا يمنعها من جماعة ولم يبايع معاوية حتى اجتمع عليه بالجملة ايشان كه تقاعد از حرب
اختيار كردند از امورات قبيحه كه قتل مؤمنين كلمه گويان و منكر كاى قبله بود حفاظت يافتند و از ورطهٔ هلاكت
محفوظ ماندند كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول
في النار قلت هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصا على قتل صاحبه پس حضرت عبد الله
ابن عمر و حضرت سعد بن ابي وقاص و عبد الله بن ابي سرح القرشي و اسامة بن زيد حبيب رسول الله صلى الله عليه وسلم
و سعد بن مالك و محمد بن مسلمة و ديگر اصحاب كبار رضي الله عنهم و از تابعين مشهورين ربيع بن خثيم و مسروق
بن الاجدع و اسود بن زيد و ابو عبد الرحمن السلمي سالم از فتنه ماندند كما صرح به ابو كريم عليه الرحمة پس چونكه
نزد ايشان هيچ دليل از النص وغيره دال بر خلافت حضرت علي يافته نشده كما روي حاج على معاوية
ببيعة الناس لا بنص من النبي صلى الله عليه وسلم تقاعد عن الحرب اختيار كردند و اين كمال ورع
است كما قال عبد الله بن قد اشكلت على ابن عمر حرب علي فقعد عنه و لسبب همين اشكال و اشتباه
عبد الله بن عمر بار ها عند السؤال عن تلك المشاهدة فرمودند كففت يدي فلم اقاتل والمقاتل على
الحق افضل فان قلت يلزمهم ترك الواجب وهو البيعة فيلزمهم الضلالة لقوله عليه السلام من
لم يعرف امام زمانه فمات ميتة جاهلية قلت انما يلزم الضلالة لو تركوه عن قدرة واختيار لا عن
عجز واضطرار پس تكليف بيعت بر ايشان بسبب عدم اجماع يافته نشد مانند آنكسان شدند كه در غير مصر مي مانند
چونكه بر ايشان تكليف بوجوب جمعه و عيدين نيست در عدم اداي جمعه و عيدين هيچ قباحتي بطرف ايشان عائد نميشود
و ديگر آنكه مراد از حديث مذكور اين است همچنانكه اهل جاهليت طاعت امير را سفاهت و دنائت مي شمارند و بجبر
از امورات شرعيه مي برند چه اكثر امورات شرعيه موقوف بر اطاعت امير است همچنان ايشان شدند و ترك واجب
كردند و اين ترك واجب نيز در اينجا لازم مي آيد كه با وجود امكان اداي واجب ترك واجب كنند و هر جا كه
امكان اداي واجب نشود در آنجا هيچ گناه نيست كما مر و حضرت امير المؤمنين علي كرم الله وجهه نيز از تقاعد
متقاعدين عن الحرب ناخوش نمي شدند و عذرهاي ايشان مقبول فرمودند كما روي لما ظهر علي كرم الله
وجهه على البصرة بعث الى اهبان بن صيفي فاتاه و قال له ما خلفك عنا قال خلفني عنك عهد ابن عمك
رسول الله صلى الله عليه وسلم اخوك و ابن عمك قال صلى الله عليه وسلم اذا تفرقت الامة فرقتين فاتخذ
سيفا من خشب والزم بيتك فانا الآن قد اتخذت سيفا من خشب لزمت بيتي قال علي كرم الله وجهه

قاطع الحق وابن عمر رسول الله وانصرفت عنه وايضا لما سئل علي عن الذين قعدوا عن
معيته و نصرته والقيام معه فقال اولئك قوم قعدوا عن الحق ولم يقوموا مع الباطل
دیگر آنکه درین تقاعد سراسر متابعت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بود لما روی عن رسول الله صلی الله علیه
وسلم ستكون فتن القاعد فيها خير من القائم والقائم خير من الماشي والماشي فيها خير من
الساعي من تشرف لها تستشرفه ومن وجد ملجأ او معاذا فليعذ به و دیگر احادیث بسیار آید که دلالت
کند بر استحسان تقاعد از فتن پس اجماع المسلمین ظاهر که دلیل دیگر بعد النص ست تا وقت وجود حروب موجود
نبود لهذا اکثر صحابه کرام در اشتباه ماندند و بر ایشان حقیت امامت کسی ظاهر نشد ایشان تقاعد اختیار کردند احتیاطا
چنانچه بر احتیاط ایشان قتال حضرت ذو الشهادتین خزیمه رضی الله عنه دلیل واضح است که آن ذو الشهادتین در
حرب جمل و صفین تا وقت اشتباه شریک هیچ لشکر نشدند و منتظر انکشاف حقیت احد الجانبین بالنص ماندند
و در زمانه ارتفاع اشتباه و هویدا شدن در حرب صفین حقیت احد الجانبین یعنی حقیت امامت حضرت
امیر المومنین علی کرم الله وجهه بحدیثی که بگوش خود از زبان مبارک حضرت رسول مقبول صلی الله علیه وسلم شنیده
بود و آن حدیث در حق ذی الحق علی بود و آن حدیث قتل عمار بن یاسر از دست فئه باغیه است شریک حضرت
علی شده در حرب صفین مقتول شد کما قال عبد البر شهد خزيمة بن ثابت ذو الشهادتين مع علي
كرم الله وجهه الجمل وصفين ولم يقاتل فيهما فلما قتل ابن ياسر بصفين قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول تقتل عمارا الفئة الباغية فسل سيفه وقاتل حتى قتل وقال الامام
النووي كانت الصحابة يوم صفين يتبعون عمارا حيث توجه لعلمهم انه مع الفئة العادلة
واما آنکه باهم قتال کردند پس ایشان حقیت امام و پیشوای خود بنحو صحیح محقق بود کسی بنحو در اعتقاد صواب دید خود
متزلزل نبود چنانچه مروی ست سمعت عمارا يقول يوم صفين لهاشم بن عتبة يا هاشم تقدم الجنة
تحت الابارقة اليوم ألقى الاحبة محمدا وحزبه والله لو هزمونا حتى يبلغوا بنا سعفات
هجر لعلمنا انا على الحق وانهم على الباطل ثم قال شعر نحن ضربناكم على تنزيله فاليوم نضربكم
على تأويله ضربا يزيل الهام عن مقيله ويذهل الخليل عن خليله او يرجع الحق الى سبيله و همیشه حضرت علی
کرم الله وجهه حقیت امامت خود را دلیل همین بیان کردند که مرا مهاجرین و انصار بیعت کرده اند و همین حال
سر الفرقت عایشه رضی الله عنها حقیت خود بود قبل از تحکیم خود را حال از طرف حضرت عثمان رضی الله تعالی عنه

میدانستند و بموت حضرت عثمان رضی الله عنه خود را معزول نمی‌پنداشتند کما هو القاعدة المقررة ان اهل المناصب
من طرف السلطان لا ینعزلون بموته الا بعزل السلطان الآخر الذی قام مقامه و نزد حضرت معاویه
امامت حضرت علی کرم الله وجهه و قائم شدن وی مقام حضرت عثمان رضی الله عنه بشهادت چندین ثقات باتهام سعی
در قتل حضرت عثمان رضی الله عنه و حمایت قاتلانش و عدم حفظ حدود اسلام و تنفیذ حکم قصاص که عمدۀ امور
شریعت است ثابت نشده بود لهذا اتباع نکردند و امامت ایشان را منکر شدند و بعد از قصهٔ تحکیم ادعای خود
کردند چه مذهب حضرت معاویه رضی الله عنه این بود که هر مسلمان قریشی خواه از بنی هاشم باشد خواه از غیر
ایشان چون قادر بر تنفیذ احکام و جهاد کفار و سیاست رعایا و تجهیز جیوش و حمایت حوزهٔ اسلام و حفظ
ثغور و دفع مفاسد باشد و جماعت مسلمین با او بیعت نمایند خواه اهل عراق خواه اهل شام خواه اهل مدینه وامام
است هر چند که باشد و همین جهت از ادعای امامت خود کرده و در آن راسخ ماند و اصحاب وی نیز بر حقیت
امامت وی ثابت قدم بودند تا نادی حوشب علیا یوم صفین فقال انصرف عنا یا ابن ابی طالب
فانا ننشدک الله فی دمائنا و دمک و نخلی بینک و بین عراقک و تخلی بیننا و بین شامنا
و تحقن دماء المسلمین قال علی هیهات یا ابن ام ظلیم والله لو علمت ان المداهنة تسعنی
فی دین الله لفعلت ولکان اهون فی المؤونة ولکن الله تعالی لم یرض من اهل القرآن بالسکوت
والادهان اذ کان الله یعصی وهم یطیقون الدفاع والجهاد حتی یظهر امر الله
پس هر سه فرقهٔ مذکوره بر مذهب خود تا وقوع حرب سر گرم بودند و اعتقاد تصوب خود کردند مقاصدین خود را از قتل
اهل کلمه محفوظ داشتند و مقاتلین خود را مقاتل علی الحق می‌پنداشتند پس بطرف هیچ فرقه قباحتی عائد نمی‌شود کما
قال المحققون من الحنفیة والمالکیة والحنبلیة والشافعیة انما معاویة من العدول الفضلاء
والصحابة الخیار والحروب التی جرت بینهم کانت لکل طائفة شبهة اعتقدت تصویب
انفسها بسببها وکلهم متأولون فی حروبهم ولم یخرج بذلک احد منهم عن العدالة
لانهم مجتهدون اختلفوا کما اختلف المجتهدون بعدهم فی مسائل ولا یلزم من
ذلک نقص احد منهم هکذا قال علی القاری الحنفی والامام النووی الشافعی
وابو زید المالکی وابن تیمیة الحنبلی وغیرهم من اکابر العلماء اجمعین و بعد وفات حضرت
علی کرم الله وجهه و صلح حضرت امام حسن مجتبی رضی الله عنه اجماع جمیع مسلمین طرا الی آخرهم بر امامت و خلافت حضرت معاویه

ایشہ شد و بیعت متقاعدین عن الحرب ہم متحقق شد کما مر ان ابن عمر لم یبایع معاویۃ حتی اجتمع علیہ
روی ان سعد بن ابی وقاص لزم بیتہ فی الفتنۃ واعتزل ایام الجمل والصفین ولم یشہد شیئا من
تلک فلما اجتمع الناس علی معاویۃ بایعہ و بعضی ایشان بسبب عدم یافتن زمان اجماع مسلمین و ادراک
موت قبل از آن بیعت ایشان نشد کما روی ان عبد اللہ بن سرح ہو احد النجباء العقلاء الکرماء الفقہاء
الصلحاء من القریش لم یبایع لعلی ولا لمعاویۃ رضی اللہ عنہما وکانت وفاتہ قبل اجتماع الناس علی
معاویۃ پس معلوم شد کہ حال صحابہ در حالت وجود حرب بدین طریق بود و بعد رفع حرب قرار امامت بر حضرت معاویۃ
رضی اللہ عنہ ہمہ با بیعت حضرت معاویہ کردند حتی کہ حضرت امام حسن و امام حسین و جمیع بنی ہاشم و جمیع مسلمین ہم بیعت
کردند و بعد تمادی ایام بر ہمہ مسلمین متحقق شد کہ در حروب واقعہ بین امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ و غیرہ حقیت بطرف
حضرت علی کرم اللہ وجہہ بود کما ہو مقرر و مبرہن فی مذہب اہل السنۃ والجماعۃ بلکہ کلمات آنکسان کہ محاربہ با حضرت
علی کردند دلالت میکند کہ حضرت علی بامامت معتقد داشتند بر مخالفت ایشان ندامت خود اظہار نمودند کما روی
عن عایشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت اذا مر ابن عمر فارونیہ فلما مر ابن عمر قالوا ہذا
ابن عمر فقالت یا ابا عبد الرحمن ما منعک ان تنہانی عن مسیری قال رأیت رجلا قد غلب علیک
وظننت انک لا تخالفیہ یعنی الزبیر قالت اما لو نہیتنی ما خرجت و عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص
انہ یقول مالی ولصفین مالی ولقتال المسلمین واللہ لوددت انی مت قبل ہذا بعشرین سنۃ
ثم یقول اما واللہ ما ضربت فیہا بسیف ولا طعنت برمح ولا رمیت بسہم لوددت انی لم احضر شیئا
منہا واستغفر اللہ عز وجل عن ذلک واتوب الیہ الا انہ ذکر انہ کان بیدہ الرایۃ یومئذ فندم ندامۃ شدیدۃ
علی قتالہ مع معاویۃ وجعل یستغفر من ذلک ویتوب الیہ و از حضرت معاویہ نیز کلمات تاسف بر قتال در کتب معتبرہ
مذکور است و در اکثر اوقات ساعت وصالش حمیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ میگفت رحم اللہ ابا حسن کان واللہ کذا کذا
و بالجملہ قتال در سبب لغزش بود ام المومنین بنابر ... و تاسف متقاعدین بر تقاعد عن الحرب و ترک بیعت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نیز مذکور است روی عن ابن عمر انہ قدم علی التقاعد قال ما اسی علی شیء الا انی لم اقاتل
مع علی الفئۃ الباغیۃ وفی روایۃ ما اجد فی نفسی من امر الدنیا شیئا الا انی لم اقاتل الفئۃ
الباغیۃ مع علی بن ابی طالب و این تاسف حضرت عبد اللہ بن عمر بوقت وفات منقول است کما قال عند
حضرۃ الوفاۃ قال اسفا آخر پس معلوم شد کہ نزد عبد اللہ بن عمر وقت وجود حرب حقیت بغاوت مدعی ثابت نبود لہذا

کناره ورزیدند و بعد تمادی ایام نزدیک بفات او بروی حقیت امامت حضرت علی کرم الله وجهه ثابت شد و تاسف
بر ترک بیعت و قتال بغاة کرد زیرا که المقاتل علی الحق افضل کما روی عنه لیس تاسف و ندامت محاربین تقاعدین
دلیل قوی بر حقیت امامت حضرت علی ست و حضرت علی و اصحاب وی بر تصویب افعال خود ها مصر ماندند و کلمه تاسف
و ندامت از ایشان مروی نیست و آنچه مروی ست از محمد بن حاطب قال لما فرغنا من قتال یوم الجمل قام
علی بن ابی طالب والحسن بن علی وعمار بن یاسر وصعصعة بن صوحان والاشتر ومحمد بن ابی بکر
یطوفون فی القتلی فابصر الحسن بن علی کرم الله وجهه قتیلا مکبوبا علی وجهه فاکبه علی قفاه
فقال انا لله وانا الیه راجعون هذا افرخ قریش والله فقال له ابوه من هو یا بنی قال محمد
بن طلحة قال انا لله وانا الیه راجعون کان ما علمته لشابا صالحا ثم قعد کئیبا حزینا فقال له الحسن
یا ابت قد کنت انهاک عن هذا المسیر فغلبک علی رایک فلان وفلان قال قد کان ذلک
یا بنی فلوددت انی مت قبل هذا بعشرین سنة وفی روایة فقال علی هذا السجاد ورب الکعبة وهذا الذی قتله
بره بابیه یعنی اباه اکرهه علی الخروج فی ذلک الیوم پس مراد از تاسف مذکور این بود که جان عزیز این جوان صالح
مفت برباد رفت نظر بر آنکه امام برحق کسی را در قصاص یا در تحکیم قتل نماید و بر جان عزیز وی افسوس کنند پس حال صحابه
در حروب و مقاتله و بعد الحروب والمقاتله معلوم شد حال تابعین که در زمان حرب موجود بودند نیز بر همین حالت مذکور بود
بعضهم کانوا مقرین بامامة علی وقاتلوا معه وبعضهم بامامة معاویة وقاتلوا معه وبعضهم
سلموا من الفتنة اما الاولون فکعبد الرحمن التابعی وهذا هو الذی عاتب اباهریرة واباالدرداء
بحمص اذا انصرفا عند رسولین لمعاویة فکان مما قال لهما عجبا منکما کیف صار علیکما فیما تدعوان
علیا الی ان تجعلها شوری وقد علمنا انه قد تابعه المهاجرون والانصار واهل الحجاز والعراق
وان من رضیه خیر ممن کرهه ومن بایعه خیر ممن لم یبایعه وای مدخل لمعاویة فی الشوری وهو
من الطلقاء الذین لا یجوز لهم الخلافة وهو وابوه من رؤس الاحزاب فندما علی مسیرهما وتابا منه
بین یدیه رحمة الله علیهما اجمعین واما الاخرون فکعبد الله بن عمرو وسعد بن العاص و
اولاد طلحة والزبیر واما الذین سلموا وتقاعدوا عن الحرب فمثل الربیع بن خثیم ومسروق بن الاجدع والاسود
بن یزید وابو عبد الرحمن السلمی وابو عبد التیا والله قرار مذهب اهلسنت وجماعت کثرهم الله تعالی بر این امر شده که حضرت
امیر المؤمنین علی کرم الله وجهه برحق بودند در جمیع محاربات و اما مخالفان بدلیل نص خطا بودند اما اجتهادا و ...

ثم قال لا نسلم انعقاد الاجماع على امامة علي في زمان الشورى لانه في زمان الشورى
انعقد الاجماع على ان الامامة لعلي او لعثمان رضي الله عنهما وهذا اجماع على انه لولا عثمان
لكانت لعلي رضي الله عنهما فحين خرج عثمان بقتله من البين بقيت لعلي اجماعا ولهذا قال امام الحرمين لا يبالي
بقول من قال لا اجماع على امامة علي كرم الله وجهه فان الامامة لم تجحد له وانما هاجت الفتنة لامور اخر
دلیل ثانی بر حقیت علی بغاوت محاربین بمحاربه او اقرار حقیت بطرف وی وهمراهی مهاجرین اولین وانصار واکثر بنی
هاشم مانند امام حسن و امام حسین و محمد پسران حضرت علی رضی الله عنهم وعبد الله وقثم پسران حضرت عباس وعبد الله ومحمد
وعون پسران جعفر بن ابی طالب والمغیرة بن نوفل بن الحارث بن عبد المطلب وعقیل بن ابی طالب وعبد الله بن ربیعه
بن الحارث بن عبد المطلب ودیگر نجبای صحابه پس اجماع تابعین منهم الائمة الاربعة بر اینکه خلافت وامامت حقه
بعد حضرت عثمان برای حضرت علی بود رافع اختلاف سابق شد كما هو المقرر في الاصول ان الاجماع
اللاحق يرفع الاختلاف السابق وعلى هذا القياس اجماع اهلسنت وجماعت برین هم هست که مخالفین مقاتلین
ومحاربین حضرت علی من الصحابة هیچگونه گناهگار درین محاربه نشدند بلکه ترک اولی والسب نمودند کما روی عن
علي كرم الله وجهه اخواننا بغوا علينا ليسوا بكفرة ولا فسقة وفي رواية اصحابنا ثم قال اخواننا في
الاسلام على ما دخل فيه من الزيغ والاعوجاج والشبهة والتاويل پس کمال کار ایشان بجز بغاوت نیست
آن بغاوت مأوله هیچگونه قباحتی متحقق نمیشود چنانچه در کلام مجید امام عادل وامام باغی را متصف بالایمان بالسویه
گردانیده حیث قال انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم ودیگر آنکه حدیث رسول مقبول صلی الله علیه وسلم که
اصح الاحادیث است شاهد تساوی لشکر حضرت معاویه با لشکر حضرت امام حسن صاف متحقق است قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم في الحسن بن علي ابني هذا سيد وعسى ان يبقيه الله حتى يصلح بين فئتين
عظيمتين من المسلمين الحديث فانظر كيف ساواهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بفئة الحسن رضي الله عنه
في وصف الاسلام فدل على بقاء حرمة الاسلام للفريقين وانهم لم يخرجوا بتلك الحروب عن
الاسلام وانهم فئة على سواء فلا فسق ولا نقص يلحق باحدهما لما قررنا ان كلا منهما متاول تاويلا غير قطعي
لبطلان وفئة وان كانت هي الباغية عند اهل السنة والجماعة لكنه يفيد لا فسق لانه انما صدر
عن تاويل يعذر به اصحابه كما في الهيتمي وقال في جامع الاصول الصحابة كلهم عدول بتعديل الله
وتعديل رسوله صلى الله عليه وسلم لا يحتاجون الى بحث عن عدالتهم وعلى هذا القول معظم المسلمين

من الائمۃ والعلماء من السلف والخلف وذھب جمھور المعتزلۃ علی ان عائشۃ وطلحۃ والزبیر
ومعاویۃ وجمیع اھل العراق والشام کلھم فساق بقتالھم الامام الحق یعنون علیا کرم اللہ وجھہ
وقال قوم من سلف القدریۃ یجب رد شھادۃ علی وطلحۃ والزبیر مجتمعین و متفرقین لان فیھم
فاسقا لا بعینہ وقال قوم تقبل شھادۃ کل واحد منھم اذا انفرد لانہ لم یتعین فسقہ اما اذا
کان مع مخالفہ ردت شھادتہ اذ یعلم ان احدھما فاسق وشک بعضھم فی فسق عثمان
رضی اللہ عنہ وقتلہ وکل ھذا اجتراء علی السلف مخالف السنۃ فان ما جری بینھم کان مبنیا
علی الاجتہاد وکل مجتہد مصیب والمصیب واحد مثاب والمخطی معذور لا ترد شھادتہ انتھی
پس ہر کہ حضرت معاویہ را و اصحاب معاویہ را و مقدسۂ محاربہ وغیرہ بفسق نسبت کند آنکس از طریق اہل سنت و جماعت
خارج ست و داخل در فرقۂ معتزلہ یا قدریہ است کما عرفت آنفا من کلام صاحب الجامع بلکہ حضرت معاویہ
و اصحاب وے کبرای صحابۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مجتہدان دین بودند والمجتہد اذا اصاب یثاب بثوابین
واذا اخطأ فیثاب بثواب واحد قال ملا علی القاری الحنفی فی المرقاۃ شرح المشکوۃ اما معاویۃ
فھو من العدول الفضلاء والصحابۃ النجباء الخیار والحروب التی جرت بینھم کانت لکل طائفۃ
شبھۃ اعتقدت تصویب انفسھا بسببھا وکلھم متاولون فی حروبھا ولم یخرج بذلک احد منھم
عن العدالۃ لانھم مجتہدون اختلفوا کما اختلف المجتہدون بعدھم فی مسائل ولا یلزم من ذلک نقص احد منھم
پس ازینجا مردود شد قول شاعر کہ قائل بخطای منکر معاویہ است وان تبعہ استاذ الاساتذۃ والمحدث
الدہلوی ایضا لانہ مخالف لاقوال السلف والخلف لانھم متفقون علی ان معاویۃ ومن معہ کان
مجتہدا کما صرح باتفاقھم قدوۃ اھل الطریقۃ مولانا شہاب الدین السہروردی وغیرہ من الفقہاء
المحدثین باجمعھم ولان ابن عباس شھد بفقاھۃ معاویۃ کما فی صحیح البخاری والاجتہاد
جزء الفقاھۃ لا توجد بدونہ کما حقق فی علم الاصول و فضائل غزوات حضرت معاویہ و عسکر وے
بزبان مبارک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنچنان قدر مذکور شدکہ در دفاتر نمی گنجد یکی غزوۂ قسطنطنیہ ست کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بمغفرت غازیان آن ہم در یا چہ قدر مبالغہ فرمودہ حیث قال اوجبوا علیہ الجنۃ و دیگر آنکہ
بیعت امامین عادلین سبطی رسول الثقلین ابنی ولی اللہ امیر المومنین حسن مجتبی و حسین شہید کربلا بر جلالت قدر
حضرت معاویہ کافی ست و روی عن ابن عمر قال ما رأیت احدا بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسود من معاوية فقيل له فابو بكر وعمر وعثمان وعلي فقال كانوا والله خيرا من معاوية وافضل
وكان معاوية اسود منهم وعن عبد الرحمن ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لمعاوية
اللهم اجعله هاديا ومهديا رواه الترمذي وقال هو حديث حسن وفي صحيح البخاري في كتاب
المناقب عن ابن ابي مليكة قال قيل لابن عباس هل لك في امير المؤمنين معاوية ما اوتر الا
بواحدة قال اصاب انه فقيه وفي التهذيب للامام النووي روي عن معاوية قال ما زلت
اطمع في الخلافة منذ قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ان وليت فاحسن وروي انه قال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية لن تغلب ابدا وروي ان امير المؤمنين عمر رضي الله عنه
دعا حابس بن سعد الطائي فقال اني اوليك قضاء حمص فكيف انت صانع قال اجتهد رأيي
واشاور جلسائي فقال انطلق فلم يمض الا يسيرا حتى رجع فقال يا امير المؤمنين اني رأيت
رؤيا احببت ان اقصها عليك فقال هاتها قال رأيت كأن الشمس اقبلت من المشرق ومعها جمع عظيم وكان
القمر اقبل من المغرب ومعه جمع عظيم فقال له عمر مع ايهما كنت قال مع القمر قال عمر كنت مع الآية الممحوة
لا والله لا تعمل لي عملا ورده فشهد صفين مع معاوية وكانت راية طي معه فقتل يومئذ بصفين
ازینجا معلوم شد کہ نسبت حضرت معاویہ با حضرت علی نسبت مہتاب با آفتاب ست واصحاب ہر دو برابر مانند
ستارہا بودند ودیگر آنکہ عسکر معاویہ ہمہ ہا بر معاویہ مطیع بودند وگاہی در حکم سرکشی نکردند بلکہ در امتثال امر وی سرگرم
بودند واین ہم دلیل جلالت سلطنت ودبدبہ وشوکت وی ہست قال معاوية اعنت على علي بثلث
كان رجلا ربما اظهر سره وكنت كتوما لسري وكان في اخبث جند واشده خلافا عليه وكنت في
اطوع جند واقله خلافا علي ولما نزل باصحاب الجمل لم اشك ان بعض جنده سيعد ذلك وهنا في دينه
ولو ظفروا به كان وهنا في شوكته ومع هذا فكنت احب الى قريش منه فلا [illegible] كان
يجمعهم ذلك ويشب من قاطع له ونافر عنه. وآنکسان کہ درین قتال ومحاربہ مقتول شدند ہمہ
مغفور شدند چنانچہ حضرت علی فرمودہ اند کہ امیدوارم کہ آیت ونزعنا ما في صدورهم من غل اخوانا على سرر
متقابلين درحق من وطلحہ وزبیر وعائشہ باشد. قالت عائشة لزيد بن صوحان حين قال الله لا يجمع الله
بين طلحة والزبير في الجنة ابدا لا تقل فان رحمته واسعة وهو على كل شيء قدير وفي الاستيعاب
قيل للحسين رضي الله عنه ان ههنا ناسا يشهدون على معاوية انه من اهل النار فقال لعنهم الله

وما يدريهم من في النار روى عن ميسرة عمرة بن شرحبيل رحمة الله عليه وكان من افاضل اصحاب عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال رأيت في المنام كأني دخلت الجنة فاذا قباب مضروبة فقلت لمن هذه فقالوا لذي الكلاع وحوشب قال وكانا ممن قتل مع معاوية بصفين قالوا نعم فقلت واين عمار واصحابه فقالوا امامك فقلت قد قتل بعضهم بعضا فقيل انهم لقوا الله تعالى فوجدوه واسع المغفرة والله اعلم ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان

سوال — شخصے که صحابی را که قبل اسلامش نصرانی بود بعد تواتر ثبوت صحبت واسلام او بنصرانیت طعن وتعبیر میکند واو را النصرانی میخواند ودر بارهٔ قبول روایتش باین الفاظ تعلل می نماید که روایت عدی النصرانی برای او مخصوص بود آنرا بر مومنان قیاس نباید کرد وخبر آحاد عدی بن حاتم نصرانی الی قوله اعتباری نیست انتهی بلفظه وجابجا عدی نصرانی وعدی نصرانی می نگارد واشاعت میکند پس شرعا تعلل مذکور قابل قبول است یا نه وشخص مذکور مومن کامل ست که فاسق قابل تعزیر بینوا توجروا **هو المصوب** آنکس فاسق وواجب التعزیر است بعد اسلام کسی را تعبیر بکفر سابق واطلاق همچو الفاظ بر وحرام ست لقوله تعالى ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون چه جائیکه همچو صحابی جلیل القدر که ائمه بر قبول روایتش اتفاق دارند در شمار صحابه آنرا ذکر سازند والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی

سوال — کیا فرماتے ہیں علمای دین اس مسئلہ میں کیا ایسا عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اہلبیت رسول ﷺ پاک معصوم ہیں **هو المصوب** سوائے انبیا اور فرشتوں کے کوئی بندہ معصوم نہیں واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری

سوال — میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ در مذہب حنفی سلسلۂ امامت از جناب امیر علیہ السلام تا امام مہدی آخر الزمان بدوازدہ امام می رسد یا نہ مدعی میگوید کہ در کتب احادیث اہل سنت در حدیثی وارد ست کہ بعد من دوازدہ کس از قوم قریش رونق دہندہ وشائع کنندہ دین وملت خواہند شد بینوا توجروا **هو المصوب** در حدیث وارد شدہ است کہ درین امت دوازدہ خلفا خواہند شد وشراح حدیث از انجملہ چار خلفای راشدین وامام حسن وحضرت معاویہ وغیرہ شان معاویہ بن یزید بن معاویہ وعمر بن عبد العزیز را شمار کردہ اند وبعضی از خلفای عباسیہ را کہ بمرتبہ عدل وتقوی بودند نیز شمار کردہ اند وخلیفۂ دوازدہم امام مہدی خواہند شد واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال — ایک شخص [illegible] اثنا عشری امامت کے بارہ

مین بحث کرتا ہی کہ قید بارہ امام کی کلام مجید اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہی مذہب اہل سنت
وجماعت کا خلاف قرآن وحدیث کے عمل ہے سائل دریافت کرتا ہی کہ مذہب سنت وجماعت مین قید
بارہ امام کی ہی یا نہین اگر ہی تو کیا کہا ہی اور کس وجہ سے امامت بارہ پر مخصوص ہوئی دیگر اولاد کس وجہ سے امام قرار
نہین دیگئی اور جو قرآن مجید مین سورۂ مائدہ کے دوسرے رکوع مین یہ آیت ہی ولقد اخذ اللہ میثاق
بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا الی آخرہ اور فائدہ مین لکھا ہی یہ بیان فرمایا ہی بنی اسرائیل سے
عہد لینا حضرت موسی کی آخر عمر مین یہ قرار لیے ہین یہ سورہ حضرت کی آخر عمر مین نازل ہوا ہی شاید ہمکو سنایا اسواسطے ہمکو
بھی یہی امید ہی ایک عہد اس امت سے لینا کہ رسول جو بعد ہون انکی مدد کرو اسکے بدل ہیسے یہ ہی کہ خلفا کی اطاعت کرو نقیبوں کو
بارہ سردارونکا بیان فرمایا ہی اسی اشارہ کو حضرت نے فرمایا ہی کہ میری امت مین بارہ خلیفہ ہونگے قوم قریش سے اور
فرمایا جو خرابی ہوئی پہلی امت مین تو ہوگی ہمین سے جیسا کہ وہ خراب ہوئی پیغمبر کی مخالفت سے یہ امت خراب ہوئی خلیفہ
پر خروج کرکے پس یہ بارہ خلیفہ کون ہین اور نام انکے کیا ہین اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لقید بارہ امام اہل قریش
سے ہی یا نہین اگر ہی تو جواب سائل کیساتھ حدیث کو بھی تحریر فرماوین بینوا توجروا الجواب ھو المصوب ثبوت شیعہ کا
جو دربارہ دوازدہ امام کے کہتے ہین نشان اسکا کہین قرآن وحدیث مین نہین ہان احادیث سے صراحۃً یہ امر
ثابت ہی کہ اس امت مین بارہ خلیفہ ہونگے کہ انکی خلافت پر اکثر لوگ اتفاق کرینگے اور وہ خلفا قریش سے ہونگے اور رشاد
دین وہدایت مین سرگرم ہونگے اور تخصیص انکی ساتھ اہلبیت نبوی کے نہین وارد ہوئی ہی کہ اس سے خواہ دوازدہ امام
مراد لیےجاوین بلکہ بعض روایات مین یون وارد ہوا ہی کہ بارہ خلفا میری امت مین ہونگے اور دو انمین سے میرے
اہلبیت سے ہونگے اور علما نے تعیین ان خلفا کی کی ہی سیوطی تاریخ الخلفا مین لکھتے ہین قد وجد
من اثنا عشر خلیفۃ الخلفاء الاربعۃ والحسن ومعاویۃ وعبد اللہ بن الزبیر وعمر بن عبد العزیز
ھولاء ثمانیۃ ویحتمل ان یضم الیھم المھدی من العباسیین لانہ فیھم کعمر بن عبد العزیز فی بنی امیۃ
وکذٰلک الظاہر لما اوتی من العدل ویبقی اثنان احدھما المھدی لانہ من اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ
اس قول کے موافق بارہ خلفا سے دس خلفا متعین ہوگئے ابوبکر عمر عثمان علی حسن معاویہ عبداللہ بن الزبیر
عمر بن عبد العزیز مہدی ظاہر اور بارھوین امام مہدی آخر الزمان ہونگے اور بعضون نے انھین خلفا مین معاویہ
بن یزید بن معاویہ کو بھی شمار کیا ہی پس موافق اسکے گیارہ خلفا ہوگئے اور بارھوین کا انتظار ہے
واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۰۴ سوال ١٣٠۴ کیا فرماتے ہین علمای دین متین اس بیان مین کہ اکثر علمای اہل تشیع اس امر کے قائل ہین
کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحابی رسول اللہ سے ہین اور دریافت طلب یہ بات ہی کہ اہلسنت و جماعت
کے نزدیک یہ قول اُنکا صحیح ہی یا نہین اور حضرت امام زین العابدین رضی صحابی ہین یا نہین ہو الموفق حضرت
امام زین العابدین صحابی نہین ہین قول علماے اہل تشیع کا صحیح نہین واللہ اعلم حررہ العبد الاواہ محمد
برکت اللہ عفا عنہ اللہ ۱۰۵ سوال ١٣٠ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ ایک جگہ ذکر خلفای
عباسیہ کی سلطنت کا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر تھا خلفاے عباسیہ کا ذکر تو یہ تھا کہ سلطنت
مین جو بادشاہ ہوا وہ سیدون کا دشمن رہا اور ڈھونڈھ ڈھونڈھکر سیدون کو قتل کیا دوسری جماعت مین
سے ایک شخص نے یہ کہا کہ یہ قول اہل اشتہار کا ہی اہل تسنن کا نہین ہی اور سیدون پر ظلم کرنا خلفاے عباسیہ
کی سلطنت والونکا بالکل غلط ہی کسی عالم سے یا کسی کتاب سے ثابت کرو اسکا خلاصہ یہ ہی کہ انھون نے نہین
کہا یہ غلط ہی سوا اسکے آپکی صداقت کے لیے اس خاکسار نے تکلیف دہی ہی ذال تحریر فرمایئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا
یہ ذکر ہی کہ اکثر لوگ اُسی جماعت مین سے یہ کہتے ہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صلح ہو گئی اُنکی حیات مین اور بعض کہتے
ہین کہ صلح نہین ہوئی اور اُسی جماعت مین سے بعض کہتے ہین کہ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے سامنے حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمائی اور ایک شخص اُسی جماعت مین کہ یہ کہتا ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت حضرت
امام حسین علیہ السلام نے اپنے سامنے بہت سی شرطون کے ساتھ مجوشی عطا کی منجملہ اُن شرائط کے ایک شرط یہ بھی
تھی کہ جبتک تمسے اسکا انجام بخیریت ہو اُسوقت تک اسکو تم کرو اور بعد اُسکے یہ ہماری ہمکو واپس کرنا
اور انھین مین سے ایک شخص کا یہ قول ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
شکست کھاتے تھے تو پھر قرآن مجید اُٹھا لیتے تھے کہ ہم آپسے نہ لڑین گے اور جب موقع پاتے تھے
تو پھر چڑھ آتے تھے اس طرح سے بہت مرتبہ کیا اسکا جواب مرحمت ہو اور یہ بھی تحریر فرمایئے کہ حضرت
معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت سرور دو جہان کے سالے تھے یا نہ تھے اور اگر تھے تو اُنکی ہمشیرہ کا کیا نام تھا اور
یہ بھی ایک ذکر تھا کہ اونیس سیر کی مچھلی حلال ہی اور بیس سیر کی مچھلی حلال نہین آیا یہ سچ ہی یا جھوٹ ہے
ایک شخص کا مقولہ ہی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنی جیتی حیات مین اپنے بیٹے کو وصیت کر گئے تھے
کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو چین سے نہ بیٹھنے دینا یہ کہ لوگونکا قول ہی صحیح ہی یا غلط بینوا توجروا
ہو الموفق للصواب بعض خلفاے بنو عباسیہ نے سادات پر ظلم کیا اور بعض نے نہین کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح ہوگئی تھی اور خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی زمانے میں رہے بعد انکے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے بادشاہ اسلام انکو کر دیا اور شروط بھی کیے ان شرطوں سے یہ تھا کہ بعد اپنے مجھکو خلیفہ کریں نہ کہ وہ شرط جو سوال میں مذکور ہوئی ہے اور جب لڑائی صفین کی بہت زیادہ ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن شریف اٹھاتے تھے اس امر کی جانب اشارہ کرتے تھے کہ ہمارے تمہارے فیصلہ کرنے والا یہی ہے اسی پر کاربند ہو اور یہ امر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تسلیم ہوتا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ بھتیجے تھے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوجہ سے کہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے دادا حضرت عبد مناف ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبد المطلب ہیں اور انکے دادا حضرت عبد مناف اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہ جو والد ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکے دادا امیہ ہیں اور انکے دادا حضرت عبد مناف ہیں اسوجہ سے حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالی عنہ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوے اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کی ہمشیرہ یعنی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رملۃ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہ ابن صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف کے ساتھ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سنہ ہجری میں عقد فرمایا اور بڑا مہر باندھا ایسا کہ کسی بی بی کا اتنا مہر نہ تھا جسکی تعداد باعتبار سکہ انگریزی کے [illegible] ہوتے ہیں تو اس رشتہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سالے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوے اور مجھلی ہمشیرہ کی بالا ہے فرق ہیں اور انہیں سسر کی مجھلی کا الاصل ہے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں یزید کے اطوار نیک دیکھکر اسکی ولیعہدی کے لیے بیعت لی تھی مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آتے تھے اب اگر ان سب باتوں کی تصدیق منظور ہو تو تاریخ طبری اور تاریخ خمیس اور تعارف ابن قتیبہ دیکھنا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

محمد قیام الدین عبد الباری

سوال ۲۸ اعتقاد خود از جانب یزید چگونہ دارد یعنی کافر او را داند یا فاسق و مغفرت نامبردہ ممکن خواہد بود یا نہ جواب بسبب امر قتل حضرت امام حسین فاسق شدہ بود لیکن لعن نزد محققین اہلسنت بر کسی جائز نیست فی حال مغفرت مفوض الی اللہ باید کرد واللہ اعلم مہر محمد معین عفا اللہ عنہ

سوال ۲۹ کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس بات کے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جو یزیدیوں کے ہاتھ سے قتل ہوے تھے شہید ہوے تھے یا نہیں اور اب انہیں شہید کہنا چاہیے یا نہیں

بدلیل مفصل ارقام فرما دیں۔ جو اسپ امام حسین جو یزید پلید کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے سو وہ شہید نہیں ہیں کہ
تھے اب انھیں شہید ہرگز نہ کہنا چاہیے اس واسطے کہ کتاب جامع الاصول میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت کرکے لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اذا بویع الخلیفتان فاقتلوا الآخر منہما یعنے
جس وقت کہ بیعت کی جاوے دو خلیفہ کی پس قتل کرو تم پچھلے کو انہیں سے اور نسائی میں بروایت اسامہ بن
شریک کے لکھا ہے ایما رجل خرج یفرق بین امتی فاضربوا عنقہ جو شخص خروج کرے اور تفرقہ ڈالے
میری امت میں پس مارو تم گردن اسکی تعیناً اسی جگہ سے ہے وہ جو شیخ محی الدین بن عربی مالکی نے اور شیخ
عبد القادر جیلانی نے لکھا ہے ما قتل الحسین الا بسیف جدہ لان الخلیفۃ یزید والحسین باغ علیہ
و البیعۃ سابقۃ بیزید یعنی نہیں قتل کیا گیا حسین مگر ساتھ تلوار نانا اپنی کے پس قتل حسین کا واجب تھا
اس وجہ سے کہ یزید بن معاویہ خلیفہ برحق تھا اور حسین بسبب خروج کرنے کے اوپر اسکے باغی تھا اور بیعت
سبقت کی تھی ساتھ یزید کے اور قول قتیبہ کا اول خارجی فی الاسلام حسین بن علی یعنی اول خروج کرنیوالا
بیچ اسلام کے حسین بیٹا علی کا ہے اور سبقت کرنا لوگوں کا ساتھ بیعت یزید بن معاویہ کے اور بیعت کرنا
حسین کا ساتھ اسکے خروج کرنا اسکا اوپر یزید کے اظہر من الشمس ہے پس وہ باغی ہوا اور قتل کرنا باغی کا بموجب
حدیث مذکور اذا بویع الخلیفتان الخ کے واجب ہے اور یہی معنی ہیں اس قول ما قتل الحسین الا بسیف جدہ کے
واللہ اعلم بالصواب و الیہ المرجع والمآب کتبہ یا محمد نجابی ہو المصوب نسبت عبارات کی حضرت شیخ عبد القادر
جیلانی اور حضرت شیخ ابن عربی وغیرہ کے طرف غیر مقبول ہے جب تک کتاب و باب و فصل کا حوالہ نہ ہو اور حدیث اذا بویع
الخلیفتان الخ اگرچہ صحیح ہے لیکن اثبات مدعا سے عجیب موقوف ہے ثبوت خلافت یزید اور خروج امام حسین علیہ السلام
من غیر حق شرعی پر اور اسی میں کلام ہے کیونکہ خلافت کیلیے عادل ہونا شرط ہے ازالۃ الخفا میں ہے از انجملہ
آنست کہ عدل باشد یعنی مجتنب از کبائر غیر مصر بر صغائر و صاحب مروت باشد نہ ہرزہ گرد و خلیع العذار زیرا کہ
در شاہد و قاضی و راوی حدیث ہر گاہ این معانی شرط ست پس در ریاست عامہ کہ زمام خلق بدست او
افتد اولیٰ ست کہ شرط باشد قال اللہ تعالیٰ ممن ترضون من الشہداء و مرضی بودن مفسر ست
بعدالت و مروت انتہی و مثلہ فی شرح المقاصد و شرح المطالع و شرح المواقف وغیرہ اور یزید عادل نہ تھا فاسق ظالم
تھا سر الشہادتین میں ہے لانہ کان ملازما للخمر ظالما اور حدیث میں ہے اول من یبدل سنتی رجل اسمہ یزید
کذا فی تاریخ الخلفاء للسیوطی اور تاریخ کامل میں ہے قال عمر بن شیبۃ حج یزید فی حیاۃ ابیہ فلما بلغ

المدینة جلس علی شراب له فاستاذن علیه ابن عباس و الحسین فقیل له ان ابن عباس ان
وجد ریح الشراب عرفه فحجبه واذن للحسین فلما دخل وجد رائحة الشراب مع الطیب فقال
لله در طیبک ما اطیبه فما هذا فقال هو طیب یصنع بالشام ثم دعا بقدح فشربه ثم دعا
بآخر فقال اسق یا عبد الله فقال له الحسین علیک شرابک ایها المرء لا عین علیک منی
فقال یزید الا یا صاح للعجب دعوتک ذا ولم تجب + الی الفتیات الشهوات + والصهباء
والطرب + وباطیة مکللة + علیها سادة العرب + وفیهن التی تبلت + فؤادک
ثم لم تتب + فنهض الحسین وقال بل فؤادک یا ابن معاویة تبلت انتهی۔

اگر خلافت مان بھی لیجائے تب بھی ثبوت بغاوت و خروج علی الامام الحق نہیں لازم ہوتا کامل میں ابن اثیر لکھتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے وقت ورود لشکر ابن سعد اُس سے کہا اختاروا منی واحدة من ثلاث اما ان ارجع الی المکان الذی اقبلت منه واما ان اضع یدی فی ید یزید بن معاویة فیری فیما بینی و بینه رأیه واما ان تسیرونی الی ای ثغر من ثغور المسلمین شئتم فاکون رجلا من اهله لی ما لهم وعلی ما علیهم اگر خروج امام حسینؓ یزید پر مان بھی لیں تب بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ عزل امام فاسق درست ہے تمہید ابو شکور سلمی میں ہے قال بعض الفقهاء ان الامام اذا فسق ینعزل من غیر عزل بعزله وهذا قال الشافعی رح بان الفاسق لیس من اهل الولایة لانه اذا لم یکن من اهل الشهادة فکیف یکون من اهل الولایة ولان الامام جاز له ان یحکم بعلم نفسه سوی الحد وبما لم یکن علمه نافذا علی غیره بسبب الشهادة فکذلک لا یکون نافذا بسبب الولایة اذ الولایة اقوی من الشهادة اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کو باغی لوگ قتل کریں گے تمہید ابی شکور میں ہے والدلیل علیه ما روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه کان یبکی حین ولد الحسین فقیل له وما یبکیک یا رسول الله فقال تقتله الفئة الباغیة فالنبی صلی الله علیه وسلم سماهم باغین دل علی ان الحسین کان علی الحق انتهی پس بغاوت کا دھبہ حضرت امام حسین کے دامن میں ہرگز نہیں لگتا اور یقیناً آپکے لیے شہادت ثابت ہے اور یہی مسلک اہل سنت کا ہے شرح فقہ اکبر میں ہے واما ما تفوه بعض الجهلة من ان الحسین کان باغیا فباطل عند اهل السنة والجماعة و لعل هذا من هذیانات الخوارج الخارجین عن الجادة انتهی البتہ ابوبکر بن العربی منکر شہادت امام حسینؓ ہوئے تو ابن حجر نے سخت رد کرکے کہا کہ الیس بات

کی کہ جسکے سننے سے مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں الحسن ظلم نہ ہوتا تو وہ بھی خیال کیا جاتا اسے علم کہتے ہیں کہ منشا امام حسین کا کوفہ جانے سے یہ تھا کہ معتبر تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ یزید ظالم شریعت کا بدلنے والا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کی تابعداری اور حکومت ماننا منع کی ہے یا بیعت کرنا ایسے کی نادرست ہے تاریخ کامل میں ہے کہ آپ نے لشکر ابن سعد کو مخاطب کر کے فرمایا ایہا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای سلطانا جائرا مستحلا لحرام اللہ ناکثا لعہد اللہ مخالفا لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان فلم یغیر ما علیہ بفعل ولا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ الا وان ہؤلاء قد لزموا طاعۃ الشیطان وترکوا طاعۃ الرحمن واظہروا الفساد وعطلوا الحدود واستاثروا بالفیء واحلوا حرام اللہ وحرموا حلال اللہ وانا احق من غیری وقد اتتنی کتبکم ورسلکم ببیعتکم انکم لا تسلمونی ولا تخذلونی فان اتممتم علی بیعتکم تصیبوا رشدکم الی ان قال امام حسین بلا شک و شبہ مرتبہ شہادت سے فائز ہوئے باتفاق اہل سنت و جماعت اور انکار شہادت ان کا شامت خوارج سے ہے نعوذ باللہ من ذلک واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی تجاوز اللہ عن سیاٰتہ یوم التلاقی [محمد عبد الباقی]

واقعی یزید صالح خلافت نہ تھا اور حضرت امام حسین بنظر اجرائے شریعت و منع ظلم یزید عازم سفر کوفہ ہوئے لشکر یزید نے ظلما حضرت امام ممدوح کو شہید کیا اور شہادت حضرت امام پر اجماع اہلسنت منعقد ہے انکار اسکا خروج طریقہ سنت سے ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی انعام اللہ محمد انعام اللہ عفا اللہ عنہ [محمد انعام اللہ]

سوال ۱۰۸ علمای دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بیت اللہ اور مدینہ منورہ کی بیحرمتی کا حکم دیا اور بیحرمتی کی اور شراب پینا جائز کیا اور اہل بیت کو قتل کا حکم دیا اور لاش مبارک کی بے ادبیاں کرنیکا حکم دیا اور بے ادبیاں کیں اور سر مبارک شہنشاہ کربلا کے ساتھ بے ادبیاں کیں اور سر نیزوں پر چڑھا کر شہر بشہر کوچہ و بازار میں پھرایا اور دروازہ پر لٹکایا اور اہل بیت پر پانی موقوف کرنیکا حکم دیا اور بند کر دیا جیسا کہ یزید نے کیا آیا ایسے شخص کو از روے شرع کے کافر کہنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

ہو المصوب

ایسا شخص کافر ہو تا قتل یزید با ایں ہمہ حکم اسکے کفر کا دیا جاویگا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی عفی عنہ

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

سوال ۱۰۹ علمائے دین شرع متین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک شخص منکر قرآن و حدیث ہے اس شخص نے سگی بہن سے نکاح جائز کیا اور شراب اور ... دکھانا اور اصحاب رسول اکرم کو قتل کرنا اور اولاد رسول کے قتل کا حکم دیا آیا موجب شرع

سکے ایسے شخص کو کیا کہنا چاہیے قاتلان حسینؓ اور انکی لاشون سکے اوپر بیادبیان کرنا اور بوسہ گاہ رسول ﷺ کی بے ادبیان کرنا اور مساجد مین غلیظ کا ڈالنا اور وہان نماز کا بند کر دینا از روے شرع کے اور کون سی حدیث یا وکس امام کے قول سے ایسے شخص کو کیا کہنا چاہیے بینوا توجروا ہو الموفق ایسا شخص کافر ہے واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری [مہر: محمد عبد الہادی]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

۱۱۰ سوال ؟ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کو جو مشابہت جناب حسنین علیہما السلام کی رام و لچھمن سے دے اور یہ کہے کہ حسنین علیہما السلام آل رسول نہین ہین اور نسبت تحقیر و تشنیع کے الفاظ بد تہذیبی کہے ہو المصوب جو شخص حضرات حسنین علیہما السلام کی نسبت توہینی کلمات بکتا ہے وہ ملعون ہے یخاف علیہ الکفر قاضی عیاض شفا مین لکھتے ہین وسب اہل بیتہ وازواجہ واصحابہ علیہ السلام وتنقصہم حرام ملعون فاعلہ انتہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [مہر: محمد قیام الدین عبد الباری]

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی لنصرۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ عفا عنہ اللہ

۱۱۱ سوال ؟ علمای دین اندرین مسئلہ کیا فرماتے ہین کہ جو کوئی طریق حنفی یا شافعی کا برتاؤ کرتا ہو نماز روزہ وغیرہ احکام شرعی پر دل سے بھی قائم ہو اور مجلس یا مجلس عشرہ محرم یا دیگر تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یا انکی اولاد کا سنتا ہو یا کرتا ہو اور سب بزرگان دین کو اپنا بزرگ اور عمدہ رکن دین جانتا ہو تو وہ دونون فریق شیعہ اور سنی کے کس مین سے ہو یعنی سنی ہو یا شیعہ فقط ہو الموفق مجالس وفات یا عشرہ محرم جنمین ذکر صحیح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کا بیان ہوتا ہو اور ان مجالس مین منہیات شرعیہ نہین ہین تو نزدیک اہل سنت کے اسمین جانا کچھ قباحت نہین وہ شخص اپنے [illegible] پر برقرار رہتا ہے واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط الانصاری غفرلہ اللہ الباری

۱۱۲ سوال ؟ سوانح ووقائع شہادت امام حسین رضی وغیرہا مین سامان کرنا اور اسپر رونا اور رلانا اور اسکے واسطے انعقاد مجالس تعزیت کرنا موجب ثواب ہے یا باعث عقاب علی قول مفتی بہ اور نوحہ اور مرثیہ خوانی کہ جسپر وعید نازل ہوئی ہے اسکی کیا تعریف ہے کہ موتی کے مصائب و تکالیف بیان کیے جاوین یا کچھ اور بینوا مستندین بالکتاب ہو المصوب نقل [illegible] موتی و تحسر بر آن ممنوع نیست بلکہ گریستن بآواز بلند و عمدا آواز بلند کردن یا بیان مصائب و مناقب ممنوع

وداخل نوحه است در کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء شیخ الاسلام محمدی می نویسند گریستن و نوحه بلند که آنرا
در احادیث آواز شیطان خوانده خصوص که با ذکر مناقب مرده جمع کنند چنانکه عادت جاهلیت ست و در
قنیه گفته مذکور در کتب آنست که حرام ست مطلقاً اما اهل شام و ذکر محاسن مرده بر وجه ندبه جائز ست
بلا کراهت و همچنین اصل گریستن که ناشی از رقت قلب باشد بی جزع و اضطراب لا باس به ست بلکه آن را در
احادیث رحمت خوانده و از آنحضرت در وقائع متعدده وقوع یافته انتهی و نفس وقائع شهادت و گریستن یا
بدان بشنیدن لیکه از نوحه و متعلقات آن معرا باشد و از عقد مجلس که موجب تشبه روافض ست مبرا درست ست و نصوص عقد مجلس
برای آن خالی از تشبه و کراهت نیست و در جامع الرموز می نویسد اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان
یذکر اولا مقتل سائر الصحابة لئلا یشابه الروافض کما فی العیون و در صراط المستقیم آورده ذکر قصه شهادت
و عقد مجلس باین قصه که مردم بشنوند و تاسفها نمایند و گریه و زاری کنند هر چند در نظر ظاهر خللی در آن ظاهر نمیشود
اما فی الحقیقة آن هم مذموم و مکروه ست و در مجالس الابرار می نویسد قد روی احمد و ابن ماجة عن فاطمة
بنت الحسین عن ابیها ان النبی صلی الله علیه وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبة فیذکرها وان
قدم عهدها فیحدث لها الا استرجاعا الا کتب له اجر مثلها یوم اصیب فهذا الحدیث رواه الحسین و عنه ابنته
التی شهدت مصرعه وقد ثبت فی علم الله ان مصیبة الحسین یذکر مع تقادم العهد فکان من سنة الاسلام ان
هذه السنة کلما ذکرت تلک المصیبة بان یسترجع لها فیکون للانسان من الاجر الذی کان لمن استرجع یوم اصیب المسلمون لها انتهی
والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۱۳ سوال ۹ نیمه ماه محرم الحرام
ذکر شهادت حسنین علیهما السلام و بیان کردن فضائل صبر و محاسن شهدا و ممنوعیت نوحه و سینه زنی و دیگر
بدعتهای محرمه مروجه و ذکر فضائل استرجاع حسب روایت سر الشهادتین از احادیث صحیحه و روایات معتبره در خصوص روز
عاشورا یا غیر آن روا ست یا نه و بعضی مردمان ذکر شهادت را حرام میدانند و بقول امام غزالی و قول مولوی اسمعیل
شهید که در صراط المستقیم ست تمسک می نمایند عبارت امام غزالی این ست یحرم علی الواعظ وغیره روایة
قتل الحسین و حکایته ما جری بین الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه یهیج الی بغض الصحابة والطعن
فیهم انتهی و عبارت صراط المستقیم این ست ذکر قصه شهادت بشرح و بسط و عقد مجلس کردن باین قصه که مردم
بشنوند و تاسفها نمایند و بسر تنها فراهم آیند و گریه و زاری کنند هر چند بنظر ظاهری خللی دران ظاهر نمیشود اما فی الحقیقة
این هم مذموم و مکروه است تا آخر این قول که لیس بالکل مطرودان و مردودان آنها بند تا هستی جواب سوال و تا دلیل عبارت

فصول زیب آنچه فرموده اند ببینید بالتفصیل تو بجو ابا الصواب ابو المصوب ذکر شهادت امام حسین رضی الله
تعالی عنه این نیز کمورست است اول اینکه واعظ و حضار مجلس وعظ ماتم سازند و جامهای خود را پاره پاره سازند
و بدین افعال شنیعه که از خواص شیعه اند مرتکب شوند دین صورت در حرمت این چنین وعظ و عقد مجلس شکی
نیست علامه ابن حجر مکی رحمه الله در صواعق محرقه می نویسد ایاک ثم ایاک ان تشتغل فی یوم عاشوراء ببدع الرافضة
من الندب والنیاحة والحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المؤمنین والا لکان یوم وفاته صلی الله
علیه وسلم احرى بذلک واحری انتهى وابو الرجا مختار بن محمود زاهدی از زبان ائمه
بخاری نقل می سازد حق القاص ثیابه فی مقتل الحسین یوم عاشوراء تاسفا علی المصیبة وامرهم
بالقیام والتشنیع فهو عاص یجب علی ولاة الامر ان یعزروه وعلی اولی الدین منع ذلک انتهى دوم اینکه واعظ در مقتل یا
بالاخبار موضوعه واکاذیب متمسک شده و شورش و شغب در الانفس اهل اسلام و انواع اتهام بر سلف کرام بر سازد در
حرمت این صورت هم شکی نیست حکم امام غزالی که بحرمت ذکر شهادت وارد شده بر همین صورت محمول
چنانچه از کلام ابن حجر که در صواعق محرقه می آرند ظاهر میشود قال الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره
روایة مقتل الحسن والحسین وحکایاته وما جری بین الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه یهیج
علی بغض الصحابة والطعن فیهم الطاعن فیهم مطعون طاعن فی نفسه ودینه انتهى کلام الغزالی وانما
وما ذکره من حرمة روایة قتل الحسن والحسین وما بعدها لا ینافی ما ذکرته فی هذا الکتاب لان هذا
البیان الحق الذی یجب اعتقاده من جلالة الصحابة وبراءتهم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ
الجهلة فانهم یاتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة ونحوها ولا یبینون المحامل الحق الذی یجب
اعتقاده فیوقعون العامة فی بغض الصحابة وتنقیصهم انتهى وملا احمد رومی در مجالس الابرار می آرند
القاص الذی یذکر الناس قصة القتل یوم عاشوراء یخرق ثیابه ویکشف راسه یامرهم بالقیام
والتشنیع تاسفا علی المصیبة یجب علی ولاة الدین ان یمنعوهم والمستمعون لا یعذرون فی الاستماع قال
الامام الغزالی وغیرهم یحرم علی الواعظ وغیره روایة مقتل حسین وحکایة ما جری بین الصحابة من
التشاجر والتخاصم فانه یهیج علی بغض الصحابة والطعن فیهم وهم اعلام الدین تلقی ائمة الدین
عنهم وتلقینا عنهم فالطاعن فیهم طاعن فی نفسه ودینه وقد روی عن النبی صلی الله علیه وآله
وسلم الله الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا من بعدی من احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی

لا يفضهم ومن آذاهم فقد آذى الله تعالى فعلى هذا يجب على المؤمن تعظيمهم وذكرهم بالخير وكف اللسان عن الطعن فيهم اذ
بسبب قتل عثمان رض وقتل حسين رض جرت امور كثيرة اكاذيب كثيرة وظهرت اهواء وبدع وصادت الاكاذيب
الاهواء لاتزال تزداد انتهى ملخصا اين عبارت صاف دلالت ميكند برانكه عبارت امام غزالي محمول بر حرمت
ذكر مقتل كه مشتمل باشد بر اكاذيب وبدع است نه بر مطلق ذكر واستدلالي كه در عبارت غزالى بحرمت منقول ست دليلي
است واضح برآن اكاذيب نه بر مطلق ذكر شهادت خصوصا از روايات صحيحه تهييج بغض صحابه وطعن بر سلف
لازم نمي آيد آري ذكري كه مشتمل بر اخبار واهيه ومهملات متداوله خواهد بود البته موجب طعن بر سلف خواهد بود
پس اگر حرمت در عبارت مذكوره بر مطلق ذكر شهادت محمول شود لازم مي آيد عدم انطباق دليل بر دعوى باهمه
بهذا الاتهافت صورت سوم آنكه واعظ براى ذكر شهادت عقد مجلس چنانچه روافض ميكنند كنند وروزى براى آن
خاص كنند اين صورت خالي از كراهت نيست بسبب تشبه روافض ولهذا در جامع الرموز مي نويسند اذا
اراد ذكر مقتل الحسين ينبغي ان يذكر اولا مقتل سائر الصحابة لئلا يشابه الروافض كما في العيون
انتهى وعبارت مولوي اسمعيل كه در سوال منقول است برهمين صورت محمول ست چنانچه لفظ عقد مجلس دال
برآن ست صورت چهارم آنكه واعظ ذكر شهادت از اخبار صحيحه سازد ودر بيان خود افراط وتفريطيكه موجب بغض
صحابه يا اهانت اهل اسلام باشد نسازد ومجلس خود را از بدع روافض محفوظ دارد واز تخصيص يوم وعقد مجلس
چنانكه روافض مي سازند محفوظ باشد وغرض از آن مجرد ذكر مصائب واسترجاع بر آن امر ست مشروع ومجالس الابرار
مي نويسد قد روى احمد وابن ماجة عن فاطمة بنت الحسين عن ابيها الحسين ان النبي صلى الله عليه
وآله وسلم قال ما من مسلم يصاب بمصيبة فيذكرها وان قدم عهدها فيحدث لها استرجاعا
الا كتب الله له اجره مثلها يوم اصيب فهذا الحديث رواه الحسين رض عنه بنته فاطمة التي شهدت مصرعه وقد ثبت في
علم الله تعالى ان المصيبة بالحسين تذكر مع تقادم العهد فكان من محاسن الاسلام ان تحدث هذه السنة وكذا
ذكر تلك المصيبة بان يسترجع لها فيكون للانسان من الاجر الذي كان لمن استرجع يوم اصيب المسلمون بها
انتهى هذا ما خطر بالبال والله اعلم بحقيقة الحال حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه
الجلي والخفي سوال ۲۷۵ كيا فرماتے ہيں علماى دين اس مسئلہ ميں كہ ذكر شہادت امام حسين عليہ السلام كرنا اور
اسپر رونا جائز اور موجب اجر ہے يا نہيں اور واقعات وحالات شہادت كے بروايات صحيحہ مروى ہيں يا نہيں اور
اكثر علماى محدثين نے قبول كيا ہے يا نہيں اور كيا ذكر كرنے ميں شہادت امام حسين عليہ السلام كے اشتباہ ہے

روافض کی ہر صورت مین پائی جاتی ہی یا کوئی صورت خالی اس سے ہی اور سر الشہادتین تصنیف مولانا شاہ
عبدالعزیز صاحب کی ہی یا نہین ہو المصوب جاننا چاہیے کہ نفس ذکر محاسن موتے اور تحسر ممنوع
نہین ہی بلکہ باواز بلند رونا یا قصداً آواز کا بلند کرنا ممنوع ہی کشف الغطاء عما لزم للموتی علی الاحیاء مین
شیخ الاسلام محدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین گریستن بنوحہ بلند کہ آن در احادیث آواز شیطان خوانده
خصوص کہ باذکر مناقب مرده جمع کنند چنانچہ عادت جاہلیت ست در قنیہ گفتہ مذکور در کتب السنت
الا کہ حرام ست مطلقا اما اصل ثناء وذکر محاسن مرده بروجہ ندبہ جائز ست بلا کراہت وہمچنین اصل
گریستن کہ ناشی از رقت قلب باشد بتضرع و اضطراب لاباس بہ است بلکہ آن را در احادیث رحمت
خوانده واز ان حضرت در وقائع متعدده وقوع یافتہ انتہی اور اخی معظم مولانا مولوی حافظ حاجی محمد عبد الحی
قدس سره فرماتے ہین ونفس ذکر محاسن موتے وتحسر بر آن ممنوع نیست بلکہ گریستن باواز بلند وعمداً آواز
بلند کردن با بیان مصائب ومناقب ممنوع وداخل نوحہ است انتہی خاص کر کے ذکر شہادت حضرت امام
حسین علیہ السلام اگر روایت موضوعہ اور نوحہ وغیره سے خالی ہو تو جائز ہی اور موجب اجر ہی اور علما سے
محدثین نے ایسے ذکر کو جائز قرار دیا ہی مثل ابن حجر وغیره کے جیسا کہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے قال
الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ وغیره روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وما جرے
بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یہیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم والطاعن فیہم مطعون
طاعن فی نفسہ ودینہ انتہی کلام الغزالی ملخصا وما ذکره من حرمۃ روایۃ مقتل الحسن والحسین
وما بعدہما لا ینافی ما ذکرتہ فی ہذا الباب لان ہذا البیان الحق الذی یجب اعتقاده من جلالۃ
الصحابۃ وبراءتہم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ الجہلۃ فانہم یاتون بالاخبار الکاذبۃ
الموضوعۃ ونحوہا ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقاده فیوقعون العامۃ فی بغض الصحابۃ وتنقیصہم انتہی
اور اسیطرح سے اور علما کی بھی عبارات سے مفہوم ہوتا ہی چنانچہ اخی معظم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین این عبارت صاف
دلالت میکند بر اینکہ عبارت امام غزالی محمول بر حرمت ذکر مقتل کہ مشتمل باشد بر اکاذیب بدیع ست نہ بر مطلق ذکر و
استدلالی کہ در عبارت غزالی بر حرمت منقول ست علیلی ست واضح بر آن اکاذیب نہ بر مطلق ذکر
شہادت خصوصاً از روایات صحیحہ وتہیج بغض صحابہ وطعن بر سلف لازم نمی آید آری ذکری کہ مشتمل اخبار واہیہ
ومہملات متداولہ خواہد بود البتہ موجب طعن خواہد بود دلیل اگر حرمت در عبارت مذکوره بر مطلق ذکر شہادت محمول

نشو ولازم می آید عدم انطباق دلیل بر دعوی اہل ہذا الاتہافۃ انتہی اور استرجاع اور تحسر شہادت باعث اجر ہے
مجالس الابرار میں لکھا ہے قد روی احمد وابن ماجۃ عن فاطمۃ بنت الحسین عن ابیہا الحسین ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من مسلم یصاب بمصیبۃ فیذکرها وان قدم عہدها فیحدث لها
الاسترجاع الا کتب اللہ له اجر مصیبتها یوم اصیبت هذا الحدیث رواه الحسین عن بنت فاطمۃ التی شهدت
مصرعه وقد ثبت فی علم اللہ تعالی ان المصیبۃ بالحسین یذکر مع تقادم العهد فکان من محاسن الاسلام ان یجری هذه
السنۃ کلما ذکرت تلک المصیبۃ بان یسترجع لها فیکون للانسان من الاجر الذی کان لو استرجع یوم اصیب المسلمون بها انتهی
اور روایات مقتل حضرت امام حسین علیہ السلام معتبرین محدثین اور مورخین سے بروایات صحیحہ نقل کیے
ہیں اور کتب علمای معتبرین محدثین میں موجود ہیں مثل صواعق وغیرہ کے اور ان روایات کو علما نے قبول بھی
کیا ہے جیسا کہ عبارت ابن حجر کی جو صواعق سے مذکور ہوئی ظاہر ہے اور مشابہت روافض کے جاتے رہنے
کی بہت صورتیں ہیں منجملہ انکے ایک یہ صورت ہے کہ ذکر کرنے والا شہادت امام حسین علیہ السلام کا ذکر صحابہ کرام
بھی کرے جیسا کہ جامع الرموز میں لکھا ہے اذا اراد ذکر مقتل الحسین ینبغی ان یذکر اولا مقتل سائر الصحابۃ
لئلا یشابہ الروافض کما فی العیون انتہی اور سر الشہادتین حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ عبد العزیز
دہلوی قدس سرہ کی تصنیف سے ہے جیسا کہ مروی ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

۵۸ السوال ؟ شبهۃ من تلقاء الامامیۃ العرفیۃ علی ما افاده الامام الربانی الهمام الغزالی قدس سره
العزیز بقوله الطیب یحرم علی الواعظ وغیره روایۃ قتل الحسن والحسین وحکایۃ ما جری بین الصحابۃ من
التشاجر والتخاصم فانه یهیج الی بغض الصحابۃ والطعن فیهم انتهی وتقریرها ان ذلک القول مجروح
اما اولا فلان الحرام ما اوعد علی فعله بالعقاب فالواجب علی اهل السنۃ والجماعۃ ان یذکروا الوعید
من النص القرآنی او حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم الناهض علی حرمۃ تلک الروایۃ هاتوا برهانکم
ان کنتم من الصادقین واما ثانیا فلان حرمۃ تلک الروایۃ تستلزم محذورات شتی منها انه یلزم
ان یکون تلاوۃ الاخبار الصحیحۃ الماثورۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الواردۃ فی شهادۃ السبطین
المطهرین علیهما السلام وسمعها ونقلها کلها حراما ومنها ان یکون العلماء المدونون لتلک الاخبار
الصحیحۃ فی الرسائل والاسفار آثمین غیر ماجورین لارتکابهم المحرم ومنها ان یحرم روایۃ شهادۃ
الانبیاء کزکریا ویحیی علی نبینا وعلیهم الصلوۃ والتسلیمات اذ لا فارق بین روایۃ دون روایۃ ومنها ان یحرم

الاسترجاع اثر سماع تلك الرواية وتلاوتها لا ابتنائه على الحرمة وهكذا يلزم محذورات اخر طوينا الكشح
عن ذكرها صفحا عن الاطناب كما لا يخفى على اولى الالباب واما ثالثا فلان التفوه بحرمة الرواية
المذكورة تستدعي انكار تلك الشهادة كيف ولو كانت ثابتة لكانت روايتها من المباحات بل من المثوبات
فاين الحرمة والشاهد العدل على ذلك الانكار هو العدول عن لفظ الشهادة الى القتل كما لا يخفى
واما رابعا فلان قوله طاب ثراه فانه يجر الى الخ ما دليل على حرمة كل من الرواية والحكاية او على
حرمة الحكاية فحسب فعلى الاول دائرة المنع متسعة اذ لا نسلم ان رواية قتل الحسين تجر الى البغض
والطعن فعليكم الاثبات ودونه خرط القتاد وعلى الثاني تبقى الدعوى الاولى بلا بينة وهي لا تسمع
بالاتفاق بيننا وبينكم فيا علماء اهل السنة والجماعة عليكم الجواب مع رفع الشبهات الموردة على التقادير
بحقيقة ما هنا المستقيم سبيلنا القويم بينوا

الجواب

حامدا ومصليا

هذه الشبهة لا تشم رائحة الصواب كما لا يخفى على اولى النهى والالباب هذا اجمال تفصيله
بتفصيل سديد وعن مسالك التعصب بعيد فاعلموا عشائر الخلان ومعاشر الاخوان ان المعترض
ما درى مرام الامام ولم يفهم قول مطاوي الهمام قدس سره الملك العلام ففهم الشخصية كلية والمقيدة
مطلقة اما تنور بيت قلبك بان مقصوده ان الرواية المملوة من الاكاذيب والمفتريات الموضوعات
والمحرفات والجامعة للمطاعن في حق من لم يسمع السبط الاصغر من الصحابة رضي الله عنهم حرام
ولا اخالك ممتريا في حرمتها لورود الوعيدات في الكذب والافتراء وفي تلك المطاعن قال الله تعالى
انما يفتري الكذب الذين لا يؤمنون وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا كذب العبد تباعد عنه
الملك ميلا من نتن ما جاء به رواه الترمذي وقال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم والكذب فان
الكذب يهدي الى الفجور وان الفجور يهدي الى النار وما زال رجل يكذب ويتحرى الكذب حتى
يكتب عند الله كذابا متفق عليه وقال صلى الله عليه وسلم اكرموا اصحابي فانهم خياركم رواه
النسائي وقال صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الذين يسبون اصحابي فقولوا لعنة الله على شركم
رواه الترمذي وقال صلى الله عليه وسلم من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار
رواه البخاري والقرينة القاطعة على ذلك قوله قدس سره يحرم على الواعظ فان تلك
الرواية الكاذبة من شنشنة الوعاظ الجهال اما ما صح منها فادراجها تحت المحقق

ابن حجر المکی فی الصواعق المحرقة من انه قال الغزالی وغیره یحرم علی الواعظ ذکر مقتل الحسین
وحکایاته وما جری بین الصحابة من التشاجر والتخاصم فانه یهیج علی بغض الصحابة والطعن
فیهم ا ه ثم قال بقوله المتین هکذا هذا اما ذکر من حرمة روایة قتل الحسین وما بعدها لاینافی
ما ذکرته فی هذا الکتاب لان هذا البیان هو الحق الذی یجب اعتقاده من جلالة الصحابة و
براءتهم من کل نقص بخلاف ما یفعله الوعاظ الجهلة فانهم یاتون بالاخبار الکاذبة الموضوعة
ونحوها ولا یبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقاده فیوقعون العامة فی بغض الصحابة
وتنقیصهم بخلاف ما ذکرنا فانه مشعر بغایة اجلالهم وتنزیههم ههنا انتهی بقدر الحاجة
وما ذکره شیخ المحدثین علیه الرحمة والغفران فی القول الجمیل فی بیان سواء السبیل بقوله اما
الآفات التی تعتری الوعاظ فی زماننا فمنها عدم تمییزهم بین الموضوعات وغیرها بل غالب
کلامهم الموضوعات والمحرفات وذکرهم الصلوات والدعوات التی عدها المحدثون من
الموضوعات ومنها مبالغتهم فی شیٔ من الترغیب والترهیب ومنها قصصهم قصة کربلا
والوفاة وغیر ذلک وخطبهم فی ذلک انتهی بکلامه الطیبة ومما تلونا علیک تحصص
ان الجرح الاول والمجروحات کلها مجروحة لاوجه لها علی کلام الامام رحمه اصلا
ولما لم یکن حرمة الروایة المنصوصة مختصة بالواعظ بل کانت عامة لکل من یرویها
ویذکرها فافاد قدس سره بطریق العطف هکذا وغیره وایضا انهدم اساس ما ذکر
بقوله واما ثالثا فلان التفوه الخ اذ لا علاقة بین حرمة الروایة الموضوعة الکاذبة
وبین انکار الشهادة نعم انما العلاقة بین ذکر الاخبار الصحیحة الماثورة الواردة فی ذکر
الشهادة وبین الاعتراف بها واین هذا من ذاک واما قول المعترض والشاهد
العدل علی ذلک الانکار الخ فقمین بان یکون شاهدا عادلا علی رداءة فهمه واما
دعوی قوله تعالی فی حق الشهداء ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات فلو کان
لفظ القتل مشعرا بالوهن لم یذکر راسا وما ذکر المعترض فی الشقوق فی الجرح
الرابع فنختار منها الشق الاول ودائرة المنع متضیقة وقوله اذ لا نسلم الخ مما لا طائل
تحته لما القی علیک ان المراد هو حرمة الروایة الجامعة للمطاعن الخ فیا ایها الامامیة

العرضة فعليكم الانصاف والتجنب عن الاعتساف حتى يستبين لديكم الحق الصريح والمذهب الصحيح والله سبحانه هو الهادي الى سواء السبيل والصلوة على نبيه الجليل وآله الكرام واصحابه العظام والله اعلم حرره ابو البركات ركن الدين محمد الملقب عو بتراب علی اللکنوی عفی عنه

سوال نمبر ۱۹۱ کیا ارشاد ہی علماے دین کا اس مسئلہ مین کہ سابق مین کل حضرات شیعہ اور اہل السنن سے بدرجۂ غایت روابط محبت آبا و اجداد سے چلی آتی ہی ایک مجلس مین بحالت موجودگی اہل سنت کے ایک شیعہ نے کلمۂ توہین صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کی نسبت بیان کیا کہ جسکی وجہ سے کل حضرات سنی نے اتفاق کرکے جملہ روافض کو ترک کر دیا بعد چندے ایک سنی معزز بانی نزاع نے طعام بطور حصص کے روافض کے یہان بھیجا اور روافض مذکورین نے اسکو واپس کر دیا اُس واپسی کی وجہ سے اُس سنی مذکور نے گروہ شیعہ کو مطلقاً ترک کر دیا اور جو بعض عزیز قریب اُس سنی کے از قسم روافض تھے اُنسے محبت قدیم پیدا کی کہ جسکی وجہ سے اور بعض سنی بھی اپنے اپنے عزیز شیعہ کو ملنے لگے اور وجہ ملت اپنے عزیز شیعہ کی یہ بیان کی کہ یہ مقر اس امر کے ہین کہ ہم کسی حالت مین اشارۃً وکنایۃً محفل شیعہ خواہ سنی ہو الفاظ توہین صحابہ کبار رضی نہین کہتے ہین اور جو کہ شیعہ عزیز نہین ہین وہ یہ صاف بیان کرتے ہین کہ ہم کسی مجلس مین کہ جسمین سنیان کو طلب کرین اشارۃً وکنایۃً کلمہ توہین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نہ کہین گے پس فریق اول کا بیان ثبوت شرعی پر نہین پہونچا اور فریق ثانی کا بیان سب پر عیان ہو رہا ہی بوجہ عدم ثبوت بیان فریق اول کے اور بباعث بیان ثبوت فریق ثانی کے ایک پیشواے معزز سنی نے کہ جسکے صدہا آدمی مرید و معتقد ہین فریق ثانی سے روابط دنیاوی تقسیم حصص وغیرہ کہ امر دنیا ہین بخیال اس امر کے کہ اکثر حضرات سنیان اپنے عزیزون کو ملنے لگے ہین ہم بھی اولاً انکو یہ حصہ دیتے اور اگر مذہبی ہی تو سب عزیز و غیر عزیز ترک ہون کیونکہ یہ امر دینی معلوم ہوتا ہی اور جبکہ ایک فریق کو دیا عزیز سمجھکر اور دوسرے کو نہ دیا تو نزاع مذہبی نہ معلوم ہوئی بلکہ صریح دنیوی بوجھی گئی کیونکہ وقت ترک شیعان سب عزیز و غیر عزیز پر تھا نہ صرف عزیزون پر پس اس شرکت دنیوی کی وجہ سے کل حضرات سنی نے ایسے مقتدا سے معزز کو ترک کر دیا اور کسی نمط سے پیشواے موصوف کی عقائد و عمل و اتباع سنت مین فرق سرمو نہین ہوا اور ہر طرح سے آمادہ تذلیل کے ہوے حتی کہ اسی وجہ سے خاص بحالت موجودگی عالم باعمل کے کہ زمانہ چالیس سال سے اسکے خاندان مین طریقۂ امامت کا بوجہ عمل و اتقا جاری رہا ایک قاضی رتبی کو کہ محض ناواقف مسائل ضروریہ سے ہی امام گردانا اور عالم باعمل کی اقتدا ترک کر دی اور بہت بڑا

اتہام عالم کے اوپر یہ کیا کہ نعوذ باللہ روافض سے ملگیا اور مستلزم گناہ ہوا پس اس صورت میں وہ شخص
باوجود اقرار فریق ثانی کے کہ جب سنیان کو طلب کریں اشارۃً یا کنایۃً تبرا نہ کہیں گے اور اس شرط پر سنی
لوگ اس محفل میں بھی شریک نہ ہوئے اور حضرات شیعہ کو بالکل آزاد کردیا کیونکہ جب شیعہ طلب کرتے اور
سنی شریک ہوتے تو اسوقت ضرور تبرے سے باز رہتے اور سنیان ثواب میں داخل ہوتے اب بالکل بات
پائی جاتی ہے اب ان سب صورتوں میں عالم کو بلا قصور شرعی ترک کرنے والے اور شیعہ کی مجلس مطلوبہ میں
شریک نہونے والے گنہگار رہوے یا نہیں اور عالم نے جو بوجہ برادرانہ امور دنیا میں سب شیعہ کو دیہہ ساوی
سمجھکر حصہ تقسیم کرتے ہیں شریک کیا تو گنہگار ہوا یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب اس صورت میں
وہ عالم گنہگار نہیں ہوا اور اس عالم کے ترک کرنیوالے قابل الزام ہوئے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی | ابو الحسنات محمد عبد الحی | اصاب المجیب حررہ محمد امان الحق
عفی عنہ سوال کسانیکہ تعزیہ میکنند وعلم وسدہ می سازند و بالتعزیہ وعلم وسدہ وغیرہ تعظیم و تکریم بنام
حضرت امام حسین علیہ السلام و بقبر شریف امام علیہ السلام می باید بلکہ زیادہ ازان بعمل می آرند بر تعزیہ وغیرہ فاتحہ و درود
خوانده مثل مشرکین استمداد ازان میکنند و بقضاے حوائج میخواہند و تعزیہ وغیرہ را ساختن از شعار اسلام
دانستہ آنرا از ضروریات اسلام میگویند و شنیدن مرثیہ را کہ در آن اکثر دروغ وافترا ست موجب مغفرت
و حصول ثواب عظیم میدانند و بدین سبب در عقیدہ ایشان فساد و خلل می افتد پس ایشان بحسب روایت فتاوی
غرائب اتخاذ القبور الکاذبۃ وزیادتہا وتعظیمہا کما یفعلہ الرفضۃ فی ایام عاشوراء اعتقادا منہ
فاعلہا آثم ومستحلہا کافر و ہم بروایت عقائد واصول فقہ استحلال معصیۃ واستخفافہا صغیرۃ کانت
او کبیرۃ کفر کافر اند یا مومن و در صورت کفر معاملات اہل اسلام و تبلیغ و اجرای احکام شرع شریف مثل نکاح و سلام
علیک وغیرہ با ایشان جاری داشتن جائز ست یا نہ و اگر کافر نمی شوند دلیل عدم کفر ایشان چیست و حدیث
من زار قبرا بلا مقبور فکانما عبد الصنم کہ در شرح برزخ منقول ست صحیح ست یا موضوع و اگر کسے نذر مقرر
کند کہ ہرگاہ مرا فرزندی نصیب شود در شکرانہ آن انشاء اللہ تعالی ہر سال تعزیہ امام حسین علیہ السلام می ساختہ باشم یا
بگوید کہ انشاء اللہ تعالی ہر سال مہندی حضرت امام قاسم رضی اللہ عنہ طیار کردہ نزد فلان تعزیہ می رسانیده باشم
ایشان را و ہم دیگر تعزیہ داران را مشرک باید گفت یا نہ و اگر اینہا دانستہ یا غیر دانستہ کسے را اقتدا مستحل و مجوز بحوالہ امور
ممنوعہ مذکورہ اتفاق نماز خواندن افتد نماز او صحیح ہست یا اعادہ آن نماز واجب ست و گفتن لفظ انشاء اللہ تعالی

بوقت قبول کردن این چنین نذر که مذکور شد جائز ست یا نہ چنانکہ در فعل حرام بسم اللہ گفتن کفر ست ملفوظ
انشاء اللہ تعالی ہم کفر ست بینوا توجروا ھو الموفق نذر لغیر اللہ ممنوع ست و استحلال واستخفاف معصیت
کفر ست لیس بہ مستحلین معصیت معاملات اہل اسلام نمودن و عقب کافر نماز گذاردن غیر جائز ست و من زاد
تبرا بلا مقبولی کانما عبد الصنم از صحاح نیست و گفتن لفظ انشاء اللہ تعالی بر فعل نامشروع ممنوع ست
واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب نمقہ احقر العلماء خادم احمد غفر لہ اللہ الصمد۔ سوال کیا فرماتے ہیں علمای دین
اور مفتیان شرع متین مذہب سنت و جماعت بیچ اس مسئلہ کے کہ مذہب اہل سنت و جماعت میں تعزیہ داری
کرنا اور جو نذر و نیاز از قسم شیرینی و مالیدہ و شربت و زر نقد وغیرہ اسپر چڑھتے اسکو لینا اور رکھنا امام باڑہ
میں مجالس عزا حضرت امام حسین علیہ السلام کی بپا کرنا درست و جائز ہی یا نہیں اور چبوترہ و امام باڑہ کی تولیت اہلسنت
و جماعت کو جائز ہی یا ناجائز بینوا توجروا ھو الموفق مذہب اہلسنت والجماعت میں تعزیہ بنانا اور رکھنا ممنوع ہی
اور جو شیرینی و مالیدہ وغیرہ تعزیہ پر چڑھتا ہی اسکا کھانا حرام ہی ہاں اگر فاتحہ شہدای کربلا کا دلا دے
اور تعزیہ پر نہ چڑھاوے تو اسکا کھانا باعث برکت کا ہی اور مرثیہ خوانی جس طرح بالفعل رائج ہی بدعت ہی اور
اگر کسی نے اہل سنت کو امام باڑہ وغیرہ کا متولی کیا تو یہ تولیت درست و صحیح ہی واللہ اعلم نمقہ خادم اولیاء اللہ
علی محمد غفر لہ اللہ الاحد ۳ ذی الحجہ روز شنبہ ۱۲۶۸ ہجری۔ سوال چہ میفرمایند علمای اہل سنت و جماعت اندرین
صورت کہ اہل اثنا عشری عزاداری جناب حضرت سید الشہدا علیہ السلام علم مع مشک و تعزیہ و تابوت بر میدارند
و ذاکران بقای ی بہ ملازان قبل از اہل اثنا عشر چیزی تو این مذہب اہل سنت میشود یا نہ بینوا توجروا فقط
ھو الموفق نمی شود واللہ اعلم حررہ محمد جنید عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری۔ سوال کیا فرماتے
ہیں علماے دین بیچ اس مسئلے کے کہ اہل سنت والجماعت تعزیہ داری مثل تعزیہ داری شیعہ کے کریں یعنی تعزیہ
بنانا اور علم رکھنا اور سینہ زنی کرنا اور مالیدہ و شربت سامنے تعزیہ کے رکھنا اور اسپر نذر دینا اور اسکو تبرک جانکر
کھانا اور پینا اور ایام عاشورا کو ہمراہ تعزیہ کے ننگے سر جانا اور عاشورہ کے دن فاقہ کرنا اور قریب شام فاقہ جو کی
روٹی سے توڑنا اور روزہ کو بدعت جاننا اور یہ کہنا کہ روزہ یزید کی ماں نے خوشی قتل امام حسین کا رکھا
تھا اور بعد دفن تعزیہ تیسرے روز سیوم کرنا مثل سیوم مردہ کے اور اسمیں اہل قرآن خوانی کرنا اور پھر
مرثیہ پڑھنا اور الایچی دانے تقسیم کرنا یہ امورات کیسے ہیں واجب ہیں یا سنت بدعت ہیں یا حرام یا ممنوع
اور اسکا کرنے والا کیسا ہی ھو المصوب یہ سب امور بدعت و ممنوع ہیں اور مرتکب انکا مبتدع و فاسق ہی

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]

۱۲۱ سوال ۳۷/۲۔ چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ ۱ محرم میں تعزیہ داری کرنا اور علم وغیرہ بنانا کیسا ہے ۲ مرثیہ خوانی کرنا اور اس موقع پر فاتحہ و درود پڑھنا جائز ہے یا کیا ۳ عشرہ محرم میں ترک زینت و لذات کرنا و غمگین و حزین بطور ماتم زدوں کے رہنا کیسا ہے ۴ عشرہ محرم میں سبز یا سیاہ کپڑے پہننا اور نالے و طوق منت کے پہننا کیسا ہے ۵ بچوں کو فقیر بنانا اور امام کے نام کی بھیک مانگنا کیسا ہے ۶ یزید کے متعلق کیا اعتقاد رکھنا چاہیے آیا اس پر لعن وغیرہ چاہیے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب ۱ مذہب اہل سنت میں تعزیہ داری ممنوع ہے جیسا کہ مولانا شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ تعزیہ داری در عشرہ محرم و ساختن ضرائح و صورتہا وغیرہ درست نیست ۲ مرثیہ خوانی بھی ناجائز ہے عن ابی اوفی قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی رواہ ابن ماجۃ ۳ عشرہ محرم میں مردوں اور عورتوں کو ترک زینت و لذات مثل سوگواروں کے کرنا جائز نہیں چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ مردان را ہیچ جا این قسم شرع ثابت نمیشود مگر زنان را بعد فوت زوج خود چار ماہ و دہ روز سوگ آمدہ و ماورای زوج اگر کسے در اقارب او بمیرد تا سہ روز اگر ترک زینت وغیرہ کند جائز است و بعد سہ روز آنرا درست نیست چنانچہ در حدیث آمدہ لا تحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق ثلث لیال الا علی زوج اربعۃ اشہر و عشرا رواہ البخاری و مسلم انتہی ۴ و ۵ عشرہ محرم میں سبز کپڑے پہننا اور بچوں کو فقیر بنانا ممنوع ہے ۶ یزید بسبب قتل امام حسین علیہ السلام فاسق ہو گیا اور بعض محققین اہلسنت کے نزدیک کسی پر جائز نہیں چنانچہ صدور المعالی میں ہے فلا یجوز عندھم لعن الظالم والفاسق انتہی اور صاحب قصیدہ امالیہ فرماتے ہیں ع ولم یلعن یزیدا بعد موتہ ÷ سوی المکثار والاغراء غالی ÷ اور حضرت افیتا مولانا محمد عبد الحی فرنگی محلی اپنے فتاوے میں تحریر فرماتے ہیں و مسلک اسلم آنست کہ آن شقی را بمغفرت و ترحم ہرگز یاد نباید کرد و بلعن او کہ در حد مختص بکفار گشتہ زبان خود را آلودہ نباید کرد انتہی واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الہادی الانصاری غفر اللہ الباری [محمد عبد الہادی] اصاب من اجاب محمد لطف اللہ عفا اللہ عنہ

الجواب صحیح محمد نور الحسنین عفا اللہ عنہ

۱۲۲ سوال ۴۹۱۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ محرم کی دسویں تاریخ کو ساتھ تعزیہ کے مرثیہ پڑھتے ہیں اور ماتم کرتے ہیں نعلین وغیرہ سے سینہ پر مارتے ہیں پس عند الشرع جائز ہے یا نہیں ہو المصوب تعزیہ و مرثیہ و ماتم جائز نہیں ہے البتہ واقعی احوال امام کے بیان کرنا

کوئی حرج نہین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۳۳۲ھ **سوال** ۲ کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین جو لوگ ماہ محرم مین علم و تعزیہ داری و شربت و طعام وغیرہ کرتے ہین اُنکی نماز درست ہے اور اُنکی امامت درست ہے اور اُنکا ذبیحہ درست ہے یا وہ کافر ہین یا گنہگار ہین صاف تحریر فرماوین **جواب** صورت مسئولہ مین یہ لوگ اگر اعتقاداً ایسے افعال حرام سمجھتے ہین اور اصرار نہین کرتے ہین تو اُنکا ذبیحہ حلال ہے وہ کافر نہین ہین اور گنہگار نہین اور امامت اُنکی جائز ہے اور اگر باعتقاد حلت کے کرتے ہین یا اصرار کرتے ہین تو کافر ہین اُنکی نہ امامت درست ہے نہ ذبیحہ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی نعمۃ اللہ و رضاہ محمد برکت اللہ اللکنوی الفرنگی محلی ستر اللہ ذنوبہ الجلی والخفی ۱۳۳۲ھ **سوال** نمبر ۱ چہ می فرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین کہ درین ایام از بعض مقام منجملہ تبرکات حضرات کرام و ائمہ و انبیا علیہم السلام مرقع یعنی تصویر حضرت اسد اللہ الغالب سیدنا ابو تراب علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ و حضرت امامین علیہما السلام و حضرت محبوب پاک رضی اللہ عنہ و دیگر بزرگان یافتہ میشود و عوام در زیارت آن شریک میشوند چونکہ این امر بے دید و شنید از معتبران بوثوق نمیرسد کہ ترک و فعلش بچہ کیفیت ست از جواز و عدم جواز لہذا امید وارم کہ ہرچہ حکم کتاب درین امر باشد زیب رقم باید بینوا بالسند الکتاب توجروا یوم الحساب فقط **ہو الموفق** جائیکہ تصاویر باشند در آنجا رفتن و زیارت کردنش روا نیست و مصورین و زیارت کنان مرتکب گناہ کبیرہ می باشند درین باب مواعید شدیدہ وارد شدہ اند نعوذ باللہ منہ چنانچہ حضرت ابن حجر مکی در کتاب الزواجر عن اقتراف الکبائر تحریر فرمودہ اند کہ از بخاری و مسلم روایت ست کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رض یک فرام یعنی پرچہ کہ درآن تصاویر مختلف بودند خریداری کردہ بگوشہ مکان خود لٹکا کردند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آنجا تشریف آوردہ ملاحظہ نمودہ چین بجبین شدند پس فرام را گرفتہ محو نمودہ ذکر فرمودند کہ بروز قیامت مصورین این تصاویر بعذاب سخت مبتلا خواہند شد و فی روایۃ لہما دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی البیت قرام فیہ صور فتلون وجہہ ثم تناول الیہ فہتکہ و قال من اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یصورون ہذہ الصور انتہی کلامہ و بروایت دیگر از حضرت صدیقہ مروی ست کہ خریدکردم یک نمرقہ یعنی تکیہ کہ درآن تصاویر بودند پس ہرگاہ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ کردند و درآن مکان دخول فرمودند بردروازہ نہایت چین بجبین استادند پس

عرض کردم یا رسول اللہ توبہ میکنم بدرگاہ الٰہی و حضرت رسالت پناہی از کردہ خود پس استفسار فرمودند کہ چہ حال است
این نمرقہ پس عرض کردم کہ این را خریدہ ام برای فرش کردن و نشستن آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم پس فرمودند
بدرستیکہ مصورین این تصاویر روز قیامت عذاب کردہ خواہند شد و گفتہ خواہد شد کہ زندہ کنید آنرا کہ ساختہ اید
و نیز فرمودند بدرستیکہ در مقامیکہ تصاویر می باشند فرشتگان در آن مقام داخل نمی شوند و فی اخری لہما ایضا
انہا اشترت نمرقۃ ای مخدۃ وہی بضم اولہ وثالثہ وکسرہما وبضم ثم فتح فیہا تصاویر فلما رآہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قام بالباب فلم یدخل فوقعت فی وجہہ الکراہۃ فقلت یا رسول اللہ اتوب
الی اللہ والی رسولہ ماذا اذنبت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بال ہذہ النمرقۃ فقلت اشتریتہا
لتقعد علیہا وتتوسدہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم ان اصحاب ہذہ الصور یعذبون یوم القیامۃ فقال لہم احیوا ما خلقتم وقال ان البیت
الذی فیہ الصور لا یدخلہ الملائکۃ انتہی مشکوٰۃ و در ایام جاہلیت در بیت اللہ تصاویر انبیاء علیہم السلام منقوش نمودند آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بعد فتح مکہ از دست حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ محو فرمودند وقتیکہ امیر المومنین قرین تصویر حضرت
ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام شدند عرض نمودند کہ یا رسول اللہ این تصویر ابراہیم است آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودند کہ ہر کہ باشد از دست مبارک خود محو فرمودند پس ہرگاہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در آن مکان کہ
تصاویر بودند داخل شدند و تصاویر انبیاء علیہم السلام را محو فرمودند چگونہ مسلمانان را جزای این عمل حاصل
خواہد شد و بہر حال ازین امر اجتناب و احتراز می باید واللہ اعلم حررہ محمد حنیف عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری

مسئلہ برداشتن دلدل تیر زدہ

۱۲ سوال ۹۲ ما قولکم ایہا العلماء اندرین مسئلہ کہ شخصی برای برآوردن مشکۂ دلدل تیر زدہ و بلند ساختن علم
عباسی و بیرون آوردن تابوت شہاب پاشیدہ و تیر زدہ و گہوارہ عزم درست داشتہ است و گروہی از اہل سنت
این را از بدعات مضلہ و توہین دین حنیف شمردہ سد راہ میشوند و باز میدارند پس از روی شرع شریف بلا رد و رعایت
احدی بفرمایند کہ این ہمہ مخترعات کردن درست و جائز ہست یا نہ و حوالہ بنام کتاب مع عبارت و غیرہ
از خانہ برکت بخشیدہ عند الناس مشکور شوند بینوا بالکتاب توجروا بالصواب ہو الموفق این ہمہ بدعات ضلالہ
جائز و درست نیست واللہ اعلم حررہ محمد حنیف عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری۔

محمد حنیف عبد الباسط

مسئلہ برداشتن دُلدُل و علم

سوال چہ میفرمایند علمای دین درین مسئلہ کہ دُلدُل و علم جناب عباس ؓ برداشتن نزد اہل سنت و جماعت درست ست یا نہ بینوا توجروا فقط ہو الموفق درست نیست موجب بدعت ضلالہ میشود واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباسط انصاری غفر اللہ الباری

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عاشورا یا محرم کے سواری دُلدُل صاحب و دولہا صاحب و قاسم صاحب کے نشان وغیرہ لیکے اور اس امر کو بھی عین فرض سمجھکر دولا دولا کرتا ہوا ہر ایک گلی کوچہ میں خوش ہوکر دوڑتا پھرتا ہو اور گڈھا کھود کر اسمیں آتش روشن کرکے مانند خانہ کعبہ کے سات مرتبہ طواف اپنے ہمراہ سبکو لیکر کرتا ہو جائز ہے یا نہیں ہو الموفق یہ افعال مشابہ افعال ہنود و مجوس ہیں ایسے شخص کے غایت فسق میں تامل نہیں ہے واللہ اعلم حررہ الراجی انعام اللہ محمد المدعو بانعام اللہ عفا اللہ عنہ المجیب مصیب فیما اجاب واللہ اعلم حررہ ابو الحسنات محمد عبد المجید غفر لہ اللہ الوحید

ابو الحسنات محمد عبد المجید | صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابو الحامد محمد عبد الحمید غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ہو الموفق سواری دلدل صاحب وغیرہ نکالنا افعال رفضہ و ہنود سے ہیں اور ایسے افعال کو کرنا حرام ہے اور طواف کرنا عادت نصاری کی ہے اور حرام ہے کما فی النہر الفائق و صرح فی السراج بانہ لو طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر وھکذا فی البحر الرائق وفی شرح المناسک للامام القاری الشیخ علی علیہ الرحمۃ ولا یطوف ولا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ الجھلۃ ولو کانوا فی صورۃ المشائخ والعلماء ولو تمنی ولا یقبل الارض فانہ الی کل واحد بدعۃ غیر مستحسنۃ فیکون مکروھا انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی جو گروہ متصوفین کے سردار ہیں بہت اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں اور جو لوگ کہ کہتے ہیں کہ طواف حضرات صوفیہ علیہ الرحمہ میں جاری تھا محض غلط ہے کتب تصوف کہ حضرات صوفیہ نے تحریر فرمائے ہیں کہ مدار تمامی متصوفین کا انھیں پر ہے اثر اس سے نہیں پایا جاتا ہے مثل قوت القلوب لابی طالب المکی و رسالۃ القشیریۃ لابی القاسم القشیری و منازل السائرین للشیخ عبد اللہ الانصاری وکشف المحجوب واحیاء العلوم وکیمیای سعادت وکتاب التعرف و آداب المریدین وعوارف المعارف وفتوح الغیب وغیرہم کے اور آگ کے گرد گھومنا عادت آتش پرستوں کی ہے یہ بھی کفر ہے ایسے امور کا کرنا کہ جس میں مخالفت حضرات صوفیہ وحضرات فقہا علیہم الرحمۃ

ہین ہرگز کسی مسلمان کو جائز نہوگا واللہ اعلم حررہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاٰتہ یوم تقوم لنا کما لہم الباری | محمد عبد الہادی | طوائف وغیرہ ہرگز مشائخین صوفیہ سے نہین ثابت ہو واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ | محمد قیام الدین عبد الباری |

سوال ۱۲۸ محرم مین طوق وکلاہ وغیرہ منتی پہننا کیسا ہے اور کس وجہ سے پہنتے ہین **ہو المصوب** ناجائز ہے وجہ مشابہت بہ نیابت اشخاص ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

| محمد قیام الدین عبد الباری | صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی نعمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ عفا عنہ اللہ

سوال ۱۲۹ کیا فرماتے ہین علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ عاشورہ محرم مین مستورات عورتون کو برگ تنبول ترک کرنا اور زیور اتارنا درست ہے یا نہین اور یہ امر باعث شرک کا ہے یا نہین فقط **ہو الموفق** عورتون کو مرتکب ہونا ایسے افعال کا درست نہین اسکی کوئی اصل شرع مین نہین ہے اور ایسے امور مطلقاً شرک نہین ہین واللہ اعلم حررہ محمد حفیظ عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری۔

سوال ۱۳۰ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ مثلاً اس شہر خاص لکھنؤ مین درگاہ حضرت عباس معبدگاہ اہل تشیع مشہور ہے اس مین اہل سنن کو عبادۃً جانا درست ہے یا نہین اور اگر واسطے سیر وتماشہ کے جاوے تو اسکا کیا حکم ہے **ہو الموفق** عبادۃً جانا درست نہین اور جو برای سیر وتماشہ کے جائیگا تو وہ مرتکب لہو کا ہوگا واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد حفیظ عبد الباسط انصاری غفر لہ اللہ الباری

سوال ۱۳۱ کیا فرماتے ہین علمای دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کہ سیادت حضرت فاطمہؓ وحضرات حسنینؓ کے لیے صرف ثابت ہے یا حضرات شیخین کے نسبت بھی اور اگر حضرات شیخین کی سیادت بھی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تو اس سیادت سے اس سے کیا فرق ہے بینوا توجروا **ہو المصوب** سیادت اصطلاح مین مخصوص اولاد حضرات حسنین کے لیے ہے و لا مشاحۃ فی الاصطلاح اور حدیث مین حضرت فاطمہ کیلیے سیادت عورتون پر ثابت کیگئی اور حضرات حسنین کو فرمایا ہے کہ جوانان جنت کے سردار ہین اور حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا ہے سیدا کہول اہل الجنۃ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ۔

| محمد قیام الدین عبد الباری |

صح الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی نعمۃ اللہ ورضاہ محمد برکت اللہ اللکنوی بالفرنگی محلے ستر اللہ ذنوبہ الجلی والخفی۔

کتاب العلم

مسئلہ صحت حدیث طلب علم

۱۴۳ سوال ۹۴ ما قولهم رحمهم الله تعالی اندرین معنی که حدیث طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة صحیح است
یا نه بینوا توجروا فقط هو الموفق حدیث صحیح است در ابن ماجه موجود است والله اعلم حرره محمد عبد الباسط
الانصاری غفر له الله الباری ۱۴۳ سوال ۹۵ ما قولهم رحمهم الله اندرین صورت که علم جفر در شرع جائز است یا نه و اصلش
از کجا است و آنچه مشهور است که علم ائمه علیهم السلام است صحیح است یا نه و وضع کرده کیست و در شریعت محمدیه در چیزی
نحوست است یا نه و چند تاریخ و تعیین چند ماه که به نحوست نامزد خواص و عوام این زمانه است حقیقتش چیست و آنچه
که در صحاح مذکور است که در سه چیز نحوست است در خانه و در اسپ و در زن بر تقدیر عدم نحوست در شریعت
محمدیه تاویلش چیست و نکاح کردن بین العیدین و در ماه صفر و شعبان در شرع جائز است یا نه و از رسیدن
برهمن ساعت عقد یا ساعت سعد به عقد خلل می افتد یا نه بینوا بعبارة الکتاب توجروا فی یوم الحساب هو الموفق
علوم بر سه قسم اند اول آنکه تحصیل آن واجب است مثل علم معرفت معبود و علم حلال و حرام وغیره ثانی علمی
است که اجتناب ازان واجب است مثل سحر و طلسمات وغیره سوم علومی که سوای این هر دو باشند اگر
تحصیل این علوم برای کدام منفعت دینی یا دنیاوی بقدر ضرورت نماید مباح است تا وقتیکه عمر خود را فقط
درین علوم ضائع ننماید و ظاهر علم جفر هم ازین قسم ثالث معلوم میشود قال فی العالمگیریة نقلا عن
جواهر الفتاوی العلوم ثلثة علم نافع یجب تحصیله وهو علم معرفة المعبود وخلق الاشیاء
سوی الله تعالی وبعد ذلک العلم بالحلال والحرام والامر والنهی وما بعث الانبیاء فیه وعلم یجب
الاجتناب عنه وهو السحر وعلم الحکمة والطلسمات وعلم النجوم الا علی قدر ما یحتاج الیه فی
معرفة الاوقات وطلوع الفجر والتوجه الی القبلة والهدایة فی الطریق وعلم آخر لیس فیه
نفع الی الآخرة وهو علم الجدل من المناظرات فیکون الاشتغال منه تضییع العمر فی شیء لا
ینفعه فی الآخرة وانما یشتغلون به لقهر الخصوم لا لاظهار الحق والموقوف علی الفرق بین
المسائل واخراج التناقض من بین الاحکام فان اشتغلوا بغیره مما ینفعه فی الدنیا
والآخرة ولا یضیع العمر کان اولی انتهی وگویند که واضع علم جفر حضرت علی مرتضی کرم الله وجهه است اند

وسواے ایمۂ کرام وکسانیکہ ازاوشان تحصیل کردند نصیب دیگران نیست قال فی مدینۃ العلوم علم الجفر
والجامعۃ قال اهل المعرفۃ بهذا العلم هذا العلم عبارۃ عن العلم الاجمالی بلوح القضاء
والقدر المحتوی علی کل ما کان وما یکون کلیا وجزئیا وقالوا وضعه امیر المؤمنین علی بن
ابی طالب رضی الله عنه وضع الحروف الثمانیۃ والعشرین بطریق البسیط الاعظم فی جلد
الجفرۃ تستخرج منها بطریق مخصوص الفاظ معینۃ تدل علی ما فی لوح القضاء والقدر و
قالوا خص امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی الله عنه معرفۃ طریق هذا العلم باهل البیت
ولا یعرفها غیرهم الا من استفاد منهم من کبار اولیاء الله تعالی انتهی ودر شریعت محمدیہ علی صاحبها
الصلوۃ والتحیہ در کدامی چیز نحوست نیست زیراکہ در جامع الاصول مروی ست کہ فرمود رسول الله صلی الله علیه وسلم اگر
نحوست بودی در سہ چیز بودی اسپ خانہ وزوجہ پس از روایت جامع الاصول اصح گشت کہ نحوست در
کدامی چیز نیست و شہر صفر ودیگر ایام راکہ مردمان در جاہلیت نحوس میدانستند حضرت رسول مقبول صلی الله
علیه وسلم نفی آن فرمودند عن جابر رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول لا عدوی ولا صفر ولا غول اخرجه مسلم وعن رضی الله عنه لا عدوی ولا صفر
ولا هامۃ رواه احمد والبیهقی وابوداؤد عن ابی هریرۃ رضی الله عنه فی مشارق
الانوار للقاضی عیاض قوله لا صفر قیل المراد الشهر المعلوم وبخاری ومسلم کہ از ابن عمر رضی الله
عنهما روایت کرد قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الشوم فی المرأۃ والدار
والفرس تاویلش این ست کہ شومی زوجہ این ست کہ اولاد نزاید وشوہر خود را ناخوش دارد وشومی
خانہ این ست کہ تنگ باشد وہمسایۂ آن بد باشند وشومی اسپ آنست کہ بر وقت سواری مالک خود را ایذا دہد
گاہی بر وجہاد نشده باشد قال السید جمال الدین فی شرح المشکوۃ قیل سوء الدار ضیقها وسوء
جوارها وشوم المرأۃ بسوء خلقها وان لا تلد وشوم الفرس صعوبته وان لا تغزی علیه
والمقصود مفارقۃ هذه الاشیاء ولا یکون من باب الطیرۃ المنهی عنها انتهی وقال الملا علی
القاری فی المرقاۃ شرح المشکوۃ والشوم فی المرأۃ لا تلد وقیل غلاء مهرها وسوء خلقها
والدار لضیقها وسوء جیرانها والفرس ان لا یغزی علیه وقیل صعوبته وقیل هذا ارشاد
منه صلی الله علیه وسلم لامته فمن کان له دار تکره سکنتها او امرأۃ تکره صحبتها او

فرس لا تعجبه فليفارق بالانتقال عن الدار وتطليق المرأة وبيع الفرس فلا يكون هذا من
باب الطيرة المنهى عنها انتهى و نکاح کردن درشهر جائز ست بلا کراہت قال فی البزازية والنكاح بين
العيدين جائز وكره بعضهم الزفاف والمختار انه لا يكره لانه عليه السلام تزوج بالصديقة
فی شوال فتاوی بل قوله عليه السلام لا نكاح بين العيدين ان صح انه عليه السلام كان رجع
من العيد فی قصر ايام السنة وهی الجمعة فعرض عليه الا نكاح فقال الا نكاح انتهى و اگر از نجومی و برہمن ساعت پرسیده
تصدیق کرده ہمون ساعت بالتوجه عقد نکاح بست بلا شبہہ کاحش درست نخواہد شد زیرا کہ از تصدیق کا ہن
کافر می شود لانه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اتى كاهنا او عرافا وصدقه بما يقول فقد كفر
بما انزل على محمد انتهى والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه حقر الطلبا خادم احمد عفی له اسد الله سوال
سوال اول علم رمل کو سیکھنا و سکھانا درست ہے یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب اصل رمل کی زمانہ حضرت
ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے ہے اور انکے معجزات مین شمار کیا گیا مگر ہماری شریعت مین اُس کی
ممانعت وارد ہے سید اللہ نعیہ طحطاوی حاشیہ درمختار مین لکھتے ہین هو علم بضرب اشكال من الخطوط والنقطة
النقطة بقواعد معلومة تخرج حروفا تجمع وتستخرج جملة دالة على عواقب الامور وقد علمت انه حرام
قطعا واصله لادريس عليه السلام انتهى اور ابن حجر مکی کے فتاوے مین ہے ان تعلمه وتعليمه حرام شديد
التحريم لما فيه من ايهام العوام ان فاعله يشارك الله فی غيبه انتهى اور صحیح مسلم و سنن ابو داؤد وغیرہ
مین معاویہ بن حکم سے مروی ہے قال قلت ومنا رجال يخطون قال اى النبى صلى الله عليه وسلم كان
نبى من الانبياء يخط فمن وافق خطه فذاك انتهى جلال الدین سیوطی مرقاة الصعود شرح سنن ابو داؤد مین
لکھتے ہین قال النووی اختلف العلماء فی معناه والصحيح ان معناه من وافق خطه فهو مباح
ولا طريق لنا الى معرفة ذلك والعلم اليقيني بالموافقة فلا يباح وقال عياض معناه
من وافق خطه فذاك الذى تجدون اصابته لا انا نقول لا انه اباح ذلك لفاعله قال ويحتمل ان هذا نسخ
من شرعنا وقال الخطابی هذا الحديث يحتمل النهى عن هذا الخط وانكان علما لنبوة ذلك النبى فقد انقطعت
فنهى عن تعاطى ذلك قال النووى فحصل من مجموع كلام العلماء الاتفاق على النهى عنه الآن انتهى والله اعلم حرره
الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی سوال دوم شب برات مین حلوا وغیرہ
اور عیدین مین سویان پکانا اگرچہ قرض وغیرہ لینے کی نوبت پہونچے پر ضروری سمجھ کر ضرور پکانا کیسا ہے

یا بلا لحاظ رسوم اس نظر سے کہ پڑوس میں حلوا وغیرہ دیکھکے اپنے بچے روینگے بخیال انکی رنج کے یا یہ کہ خود بھی
شیرینی کا شوق ہوا ان چیزوں کا پکانا کیسا ہی بینوا توجروا **ہو المصوب** اس باب میں شرعا کوئی نص وارد
نہیں ہوئی نفیا نہ اثباتا حکم یہ ہے کہ اگر بپابندی رسم ضروری سمجھے گا کراہت لازم ہوگی اور اگر ضروری نہ سمجھے گا کچھ
حرج نہوگا اور یہ کلیہ ہے تمام مباحات اور مندوبات اور بدعات مباحہ میں کہ منجملہ انکے حلوا اور سویان
وغیرہ پکانا ہیں اور استنباط اسکا اس قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے جو بخاری اور مسلم اور ابو داؤد و ابن ماجہ و نسائی نے
روایت کی ہے کہ لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوته یری ان حقا علیه ان لا ینصرف الا عن یمینه لقد
رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم کثیرا ینصرف عن یساره طیبی اور سید کے حواشی مشکوۃ میں ہے
فیه ان من اصر علی امر مندوب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال فکیف من اصر
علی بدعة او منکر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبه الجلی
والخفی **سوال سوم** بخیال امر مستحب یعنی مثلا روز جمعرات یا شب جمعہ ایک جلسہ ٹھہرایا جاوے کہ ہر ہفتہ کو
لوگ جمع ہوا کریں اور وعظ بذریعہ قرات ترجمہ قرآن یا احادیث و مسائل نماز و روزہ وغیرہ مسائل دینیات کا بیان
ہوا کرے اور کسی معاملہ دنیا و دین کا جھگڑا اسمیں نہو صرف قال اللہ وقال الرسول کا ذکر ہوا کرے اس نیت سے
ایک دن صرف اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ سب لوگ بغیر اسکے کہ اطلاع دیجاوے روز معلومہ کو بوقت
و مقام معلومہ خود بخود مجلس وعظ میں شریک ہوا کریں جیسا کہ دہلی میں وعظ مولوی حفیظ اللہ خان صاحب
کا بروز دوشنبہ بوقت معین صبح یا وعظ مولوی عبد الرب صاحب کا بروز معینہ جمعہ بمقامات معینہ ہوتا ہے اور
شوقین بلا اطلاع دینے کے وقت معلومہ پر شریک ہو جایا کرتے ہیں ایسا کرنا کچھ گناہ تو نہیں ہے یا گناہ ہے پھر ایسے وعظ
میں اگر بایام گرمی شربت یا پانی برف کا یا بموسم سرما چاے کافی حاضرین کو پلایا جاوے اور کچھ پابندی کسی رسم
جہال کا خیال نہ رکھا جاوے تو کچھ حرج تو نہیں ہے علی ہذا القیاس رمضان المبارک کی کسی شب میں بروز ختم
کلام مجید حاضرین کو بلا نیت کسی رسم و رواج کے کھانا کھلانا یا شیرینی تقسیم کرنا یا شربت اسوقت اور بوقت افطار شربت
پلانا جائز ہے یا نا جائز **ہو المصوب** یہ سب جائز ہے اور اصل اسکی یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری کے کتاب العلم
میں ابو سعید خدری سے مروی ہے قال جاءت امراة الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقالت یا رسول اللہ
ذهب الرجال بحدیثك فاجعل لنا من نفسك یوما نأتیك فیه تعلمنا مما علمك اللہ فقال اجتمعن فی یوم کذا وکذا
فی مکان کذا وکذا فاجتمعن فاتاهن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فعلمهن مما علمه اللہ الحدیث

اور بھی صحیح بخاری کے کتاب الدعوات میں عکرمہ سے مروی ہے کہ اُنسے ابن عباسؓ نے فرمایا حدث الناس فی کل جمعۃ مرۃ فان ابیت فمرتین فان اکثرت فثلث مرات الحدیث اور بھی صحیح بخاری کے کتاب العلم میں مروی ہے عن ابی وائل قال کان عبد اللہ بن مسعود یذکر الناس فی کل خمیس فقال لہ رجل یا ابا عبد الرحمن انک ذکرتنا کل یوم قال اما انہ یمنعنی من ذلک انی اکرہ ان امکلم وان اتخولکم بالموعظۃ کما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بہا مخافۃ السآمۃ علینا انتہی ان اخبار سے انعقاد مجلس وعظ کے واسطے اور تعیین مکان وزمان ثابت ہے اور حضار مجلس کو جب وہ ایک مکان پر جمع ہوں رمضان میں مجلس ختم میں یا غیر رمضان میں مجلس وعظ میں بلا لحاظ رسم ورواج والتزام ضروری واہتمام غیر شرعی کوئی چیز کھلانا یا پلانا یا تقسیم کردینا درست ہے اصل اسکی یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں کتاب الجہاد میں باب الطعام عند القدوم میں مروی ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما قدم المدینۃ نحر جزورا او بقرۃ انتہی اور بھی اسی میں کتاب الاطعمہ میں قصۂ عتبان بن مالک میں مروی ہے قال عتبان فغدا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر حین ارتفع النہار فلم یجلس حتی دخل البیت فقال این تحب ان اصلی من بیتک فاشرت الی ناحیۃ فقام فکبر فصففنا وصلی رکعتین ثم سلم فحبسناہ علی خزیرۃ صنعناہا لہ الحدیث اور بھی اسی کتاب میں مروی ہے عن عائشۃ کانت اذا مات المیت من اہلہا فاجتمع لذلک النساء ثم تفرقن الا اہلہا وخاصتہا امرت ببرمۃ من تلبینۃ فطبخت ثم صنع ثرید فصبت التلبینۃ علیہا ثم قالت کلن منہا الحدیث واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۳۵ سوال در ترجیح قواعد حرکت ارضی مسئلہ ہیأت فیثاغورسی کہ مستلزم نفی سموات ست بجسمانیت کثیفہ غیر قابل بہ تداخل اجسام لطیفہ دیگر در خود مثل مسائل ہیأت حرکت فلکی شرعا محذوری لازم می آید یا نہ و در صورتیکہ مرجح نظام فیثاغورسی منکر وجود آسمانہا علی الاطلاق نباشد بلکہ قائل بوجود آنہا باشد مگر بجسمانیت لطیفہ مثل ہوا بلکہ ازان ہم لطیف تر او را ہم اندیشہ مخالفت احکام شرع میرسد یا نہ ونیز قائل این قول اگر مثل حکمای فرنگ بگوید کہ بوابید آثار سکنت کالمریخ وامثالہ ظنا مستحسن می نماید کہ بعض اجرام سماویہ مثل کرۂ ارضیہ مسکن مخلوقات ذی روح باشد درین صورت ہم خللی وفتوری در عقائد شرعی راہ خواہد یافت یا نہ بینوا توجروا

ہو المصوب

درین باب نہ ہیأت فیثاغورسی را اعتبار ست ونہ ہیأت بطلیموسی را بلکہ عمدہ درین باب بران باید کرد کہ از قرآن مجید واحادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ ثابت است قال اللہ تعالی یا ایہا

الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء ا
وقال الله تعالی هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسواهن سبع سموات وقال الله تعالی الله
الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلهن وقال الله تعالی کل فی فلک یسبحون وقال الله تعالی تنزیلا ممن خلق الارض و
السموات العلی الرحمن علی العرش استوی وقال الله تعالی الشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان والسماء رفعها ووضع
المیزان وقال الله تعالی والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع انه لقول فصل وقال الله تعالی ولله
المثل الاعلی فی السموات والارض وقال الله تعالی الحمد لله فاطر السموات والارض وقال الله تعالی الحمد لله الذی
خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور وقال الله تعالی قال الم اقل لکم انی اعلم غیب السموات والارض
وقال الله تعالی فقضاهن سبع سموات فی یومین واوحی فی کل سماء امرها وقال الله تعالی ان ربکم الله الذی
خلق السموات والارض فی ستة ایام وقال الله تعالی الم تروا کیف خلق الله سبع سموات طباقا
وهمچنین بسیاری از آیات قرآنیه دلالت قطعیه بر وجود آسمانها و بودن آنها میکنند پس انکار وجود آسمان
انکار قرآن ست واخرج البیهقی عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضی الله عنه انه نظر الی السماء
فقال تبارک الله ما اشد بیاضها والثانیة اشد بیاضا منها ثم کذلک حتی بلغ سبع السموات
وخلق فوق السابعة الماء وجعل فوق الماء العرش واخرج اسحاق بن راهویه فی مسنده وابن المنذر
وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط عن الربیع بن انس قال السماء الدنیا موج مکفوف والثانیة مرمرة
بیضاء والثالثة حدید والرابعة نحاس والخامسة فضة والسادسة ذهب والسابعة یاقوتة حمراء وما فوق ذلک
صحاری من نور ولا یعلم ما فوق ذلک الا الله واخرج ابن ابی حاتم وابو الشیخ وابن مردویه عن ابن عباس قال قال رجل
یا رسول الله ما هذه السماء قال هذا موج مکفوف عنکم این احادیث وآثار آنها که بر ناظر کتب حدیث مخفی نیست ثابت
است که اجرام سموات ثابت نیست مثل هوا بلکه کثافت و غلظت دارند پس قول بلطافت آنها موجب انکار اخبار است
واما بودن اجرام سماویه مسکن مخلوقات مثل ارض پس امری ست که در شرع اثری ازان نیست واثبات آنها بمجرد
عقل ممکن نیست آنچه در شرع ثابت ست باین قدر ست که سموات مسکن ملائکه اند اخرج ابن جریر وابن
المنذر والبیهقی عن ابن عباس قال خلق فی کل خلقا من الملائکة والخلق الذی فیها من البحار و
جبال البرد وما لا یعلم الحاصل در امثال این مباحث هر چه از قرآن واحادیث ثابت گردد بران اعتقاد باید کرد و
آنچه حکمای فیثاغورثین یا حکمای طبیعیین از عقول خود ها میگویند وشرع مکذب آن ست اعتماد بران نشاید کرد جزما

باید کرد کہ قرآن وحدیث برای درشان دیگر مباحث مختصہ بشان نازل شدہ پس اختیار ہر دو ومتروک کردن
کلام الٰہی ونبوی ست از شان اہل اسلام نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی
تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ وآنچہ در نفی سموات وجسمانیت کتب فلاسفہ آنہا شرعا محذور لازم می آید وبودن
جمیع سموات مسکن حیوانات از شرع شریف ظاہر نمی نماید واللہ اعلم حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ المولی الرب الحکیم

سوال ۳۵ ایک شخص کا قول یا عقیدہ ہے کہ کوئی مسئلہ شرعی خالی علم ریاضی سے نہیں بلکہ کوئی چیز بغیر ریاضی کے
درست وصحیح نہیں ہو سکتی ہے اور رویت ہلال شہر بھوپال کے بسبب نہ برابر ہونے سطح زمین کے معتبر نہیں آیا یہ
قول قائل صحیح ہے یا نہیں اور مذہب اسلام کا موقوف علیہ علم ریاضی پر ہے یا نہیں اس مسئلہ کو مفصل ارشاد
فرمایا جاوے تا واقفیت بخوبی حاصل ہو بینوا توجروا **ہو المصوب** قواعد حسابیہ اور امور ریاضیہ ایسا نہیں ہے
کہ بالکل شرعا معتبر ہوں اور انپر مدار احکام ہووے حدیث میں وارد ہے انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب
الشہر ہکذا وہکذا وعقد الابہام فی الثالثۃ والشہر ہکذا وہکذا یعنی تمام ثلثین اخرجہ المسلم وغیرہ اور درباب
اعتبار رویت ایک بلدہ کے دوسرے شہر میں فقہا مختلف ہیں بعض کے نزدیک مطلقا غیر معتبر ہے بلکہ ہر بلدہ
میں وہان کی رویت پر حکم دیا جاویگا اور بعض کے نزدیک مطلق معتبر ہے یعنی جب یہ امر کسی شہر میں بطور ثبوت شرعی
ثابت ہو جاوے کہ فلان شہر میں چاند ہوا تو اون پر بھی موافق اسکے حکم دیا جاویگا گو دونوں شہروں میں بعد
مسافت ہو اور یہی ظاہر روایت ہے اور محققین فقہا کے نزدیک اگر ان دونوں شہروں میں اسقدر بعد مسافت ہے کہ
اختلاف مطالع ہوتا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ ایک جگہ طلوع ہلال ہو اور دوسری جگہ اس روز نہو اس صورت میں
ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ پر لازم نہوگی اور نہ معتبر ہوگی فتاوی تاتارخانیہ میں ہے اہل بلدۃ اذا رأوا
الہلال ہل یلزم فی حق اہل کل بلدۃ اختلف المشائخ فیہ فبعضہم قالوا لا یلزمہ فانما المعتبر فی حق
اہل بلدۃ رویتہم وفی الخانیۃ لا عبرۃ باختلاف المطالع فی ظاہر الروایۃ وفی القدوری ان کان بین
البلدتین تفاوت لا تختلف بہ المطالع یلزمہ وذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ الصحیح من مذہب
اصحابنا انتہی اور طحطاوی کی شرح مراقی الفلاح میں نقلا عن ابی السعود مرقوم ہے تحت قول صاحب مراقی
الفلاح کے وقیل یختلف باختلاف المطالع واختارہ صاحب التجرید الخ قولہ صاحب التجرید وہو
الاشبہ لان انفصال الہلال من شعاع الشمس یختلف باختلاف کما فی دخول الوقت وخروجہ وہذا
مثبت فی علم الہیئۃ والافلاک واقل ما تختلف بہ المطالع مسیرۃ شہر کما فی الجواہر انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی

عفی عنه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۱۳ سوال ۳۳ چه حکم است درین مسائل که حقیقت سحر چیست و تسخیر
بعض اشیا داده و یا امر عجیبی که پیدا شود سحر است و یا از تاثیرات کلمات خبیثه شیطانیه که بدان کلمات استعانة
بجنات و شیاطین میکنند و امری عجیب حادث میگردد و میان سحر و طلسم و شعبده فرق چیست
و حرام و کفر ازینها چه چیز است و ممیز میان سحر و معجزه و کرامت چیست امیدوارم که مفصلاً
ارشاد شود و نیز ارشاد شود که آیا سحر هر چه باشد موجب حدوث ایذا و مرض بجسم انسان میگردد
ضرر میرساند و قتل میکند یا فی ظالکم محدود باشد **هو المصوب جواب سوال اول** سحر را بسیار
اقسام اند و اکثر اطلاق آن بر امر عجیبی میشود که بسبب تقرب الی الشیاطین پیدا شود بیضاوی در تفسیر قوله
تعالی یعلمون الناس السحر می گوید المراد بالسحر ما یستعان فی تحصیله بالتقرب الی الشیطان مما
لا یستقل به الانسان وذلک لا یستتب الا لمن یناسبه فی الشرارة وخبث الباطن فان التناسب
شرط فی التضام والتعاون انتهی و علامه ابن حجر مکی در زواجر عن اقتراف الکبائر آورده السحر علی
اقسام اولها سحر الکلدانیین الذین کانوا فی قدیم الدهر یعبدون الکواکب ویزعمون انها
المدبرة للعالم ومنها یصدر کل خیر وشر وهم الذین بعث الیهم ابراهیم علی نبینا وعلیه
الصلوة والسلام النوع الثانی سحر اصحاب الاوهام والنفوس القویة الثالث الاستعانة
بالارواح الارضیة والقول بالجن مما انکره بعض متاخری الفلاسفة والمعتزلة واما اکابر
الفلاسفة فلم ینکروه الا انهم سموها الارواح الارضیة الرابع التخیلات والاخذ
بالعیون والخامس الاعمال العجیبة التی یظهر من ترکیب الآلات علی النسب الهندسیة
مثل صورة فرس فی یده بوق فاذا مضت ساعة من النهار صوت البوق
من غیر ان یمسه احد وکان سحر سحرة فرعون من هذا القبیل السادس تعلیق
الاستعانة بخواص الادویة المزیلة للعقل ونحوها السابع تعلیق القلب وهو ان
یدعی انسان انه یعرف الاسم الاعظم مثلا فاذا کان السامع ضعیف القلب اعتقد انه حق
وحصل فی نفسه انه نوع من الرعب فح یتمکن الساحر فیه من ان یفعل ما یشاء
جواب سوال دوم هر نفس انسانی را از جناب باری تاثیری عنایت شده است که آن تاثیر در نفس دیگر
نیست و بهر شی خاصیتی است بسبب آن شی که در دیگر نیست پس هر یکی از سحر و طلسمات و شعبده از قبیل تاثیرات

پس فرق میان اینها این ست که اگر تاثیر نفس در دیگری باستعانت ارواح خبیثه وغیره
باشد بغیر استعانت بتاثیرات کواکب و خواص اعداد وغیره آن را سحر می نامند و تاثیرے که
باستعانت امثال اینها باشد آنرا طلسمات می گویند و تاثیرے که در قوت متخیله شخص دیگر
گردد آن را شعبده می نامند علامه عبدالرحمن حضرمی معتزلی معروف به ابن خلدون در مقدمه
تاریخ خود می نویسد علم السحر والطلسمات هو علم بكيفية استعدادات تقتدر النفوس
البشرية بها على التأثيرات في عالم العناصر اما بغير معين او بمعين من الامور
السماوية الاول هو السحر والثاني الطلسمات ذلك ان النفوس البشرية وان كانت واحدة
بالنوع فهي مختلفة بالخواص فنفوس الانبياء لهم خاصية تستعد بها للمعرفة الربانية
ونفوس الكهنة لها خاصية الاطلاع على المغيبات بقوى شيطانية ونفوس الساحرة
على ثلث مراتب اولها المؤثر بالهمة فقط من غير آلة ولا معين وهذا هو الذي تسميه الفلاسفة
السحر والثاني بمعين من مزاج الافلاك او العناصر او خواص الاعداد ويسمونه الطلسمات
والثالث تاثير في القوى المتخيلة يعمد صاحب هذا التاثير الى صاحب القوى المتخيلة فيتصرف
فيها بنوع من التصرف ويلقي فيها انواعا من الخيالات ثم ينزلها الى الحس من الرائين
بقوة نفسه المؤثرة فيه فينظر الراؤن كانها في الخارج وليس هناك شيء من ذلك ويسمى الشعوذة
او الشعبذة واختلف العلماء في السحر هل هو حقيقة وانما هو تخييل فالقائلون بان له حقيقة نظروا الى
المرتبتين الاوليين والقائلون بانه لا حقيقة له نظروا الى المرتبة الاخيرة انتهى [illegible]
وصاحب منتخب اللغات [illegible] شعبذه [illegible] شعوذة ومنهم من قال شعبذه شعبذة لعب يرى الانسان
منها ما ليس له حقيقة انتهى وعلامه ابراهيم لقانی در شرح جوهرة التوحید آورده الطلسمات نقش اسماء
خاصة لها تعلق بالافلاك والكواكب على زعم اهل هذا العلم في اجسام [illegible] تحدث لها خاصية ربطت
في مجاري العادات انتهى جواب سوال [illegible] اتفاق دارند برانکه سحر از کبائر است و بعض ائمه
فقه اطلاق کفر هم بر آن کرده حتی که تفتازانی در حواشی کشاف بران اجماع نقل میکند السحر اراءة النفوس
الخبيثة لافعال واقوال تترتب عليها امور خارقة للعادة ولا يرى خلاف في كون العمل به كفرا انتهى
واضح نزد ارباب تحقیق این است که سحری که مشتمل باشد بر امور کفریه [illegible] کفر است و سحری که این چنین نیست

نفس آن موخطن وارتکاب او کفر نیست البتہ اعتقاد و استقلال آن کفر ست خود تفتازانی در شرح عقائد می نویسد لا یکفر
فی تعلم السحر بل فی اعتقاد ترتیب الاثر علیہ انتہی وعلامہ علی قاری در شرح فقہ اکبر می نویسد اتفق کلامہم
علی ان ما کان من جنس دعوۃ الکواکب السبعۃ او السجود لہا او التقرب الیہا بما یناسبہا کفر وہو من
اعظم ابواب الشرک انتہی وابن حجر مکی در زواجر می آرد اختلف الناس فی کفر الساحر ولیس محل
الخلاف النوع الاول اذ لا نزاع فی کفر من اعتقد ان الکواکب مؤثرۃ لہذا العالم او ان
الانسان یصل بالتصفیۃ الی ان تصیر نفسہ مؤثرۃ فی ایجاد جسم واما ان یعتقد الساحر
انہ یبلغ فی التصفیۃ الی ان تصیر نفسہ بحیث یطیعہ الخبیثۃ فالمعتزلۃ یکفرونہ وغیرہم
واما بقیۃ انواعہ فقال جماعۃ انہا کفر مطلقا واما النوع الثالث وما بعدہ فان اعتقد
ان فعلہ مباح قتل لکفرہ لان تحلیل المحرم کفر انتہی وعلامہ اردبیلی در فتاوی انوار می نویسد
اطلق المالکیۃ وجماعۃ الکفر علی الساحر ولا شک ان ہذا قریب من حیث الاجمال غیر انہ
عند الفتاوی فی جزئیات الوقائع یقع غلط عظیم والسبب فی ذلک انہ اذا قیل للفقیہ
ما السحر وما حقیقتہ حتی یقضی علیہ بالکفر یعسر علیہ وانا بطول عمری ما رأیت من یفرق بینہما الا فرق انتہی
وابن ہمام در فتح القدیر می طراز تعلم السحر حرام بلا خلاف واعتقاد اباحتہ کفر وعن اصحابنا
ومالک واحمد یکفر الساحر بتعلمہ وتعلیمہ ویقتل وعند الشافعی لا یجب قتلہ ولا یکفر الا اذا
اعتقد اباحتہ ویجب ان لا یعدل عن مذہب الشافعی فی کفر الساحر واما قتلہ فیجب اذا ثبت
مزاولتہ علی السحر لسعیہ بالفساد فی الارض انتہی باقی اندمال السماء شعبدہ پس صاحب درمختار علم طلسمات و
علم شعبدہ مثل علم سحر مذموم و حرام نوشتہ وابن خلدون نوشتہ الشریعۃ لم تفرق بین السحر والطلسمات
وجعلتہ کلہ بابا واحدا لان الافعال انما اباح لنا الشرع منہا ما یہمنا فی دیننا و
دنیانا فان کان فیہ نوع ضرر کالسحر ویلحق بہ الطلسمات یکون محظورا فجعلت الشریعۃ
باب السحر والطلسمات والشعبدۃ واحدا انتہی جواب سوال چہارم معجزہ عبارت ست از
امر خارق عادت کہ بر دست مدعی نبوت بمقابلہ منکرین نبوت صادر شود کہ مثل او کردن نتوانند وکرامت عبارت
است از خارق عادتی کہ بر دست ولی صادر شود بغیر دعوی امری وسحر لیس صادر شود از نفوس خبیثہ از نفوس خبیثہ
بنفوس شیطانیہ میباشد و مثل او ہر کس کہ مناسبت پیدا سازد و عمل کند ہمیشہ چنانچہ تفتازانی در شرح مقاصد می نویسد

المعجزة امر خارق للعادة مقرون بالتحدی مع عدم المعارضة واحترز بقید المقارنة
للتحدی عن کرامات الاولیاء وبقید عدم المعارضة عن السحر والشعبذة انتهی جواب
سوال پنجم شکی نیست که سحر امریست مؤثر بهر چه ساحر خواهد نه باستقلال ساحر بلکه حسب جریان عادت الله
ابن حجر از قرطبی نقل می سازد وقال العلماء لا ینکر ان یظهر علی ید الساحر خرق العادات
مما لیس فی مقدور البشر من مرض وزوال عقل وتعویج عضو ولا یکون السحر
علة لذلک ولا موجبا له بل یخلق الله هذه الاشیاء عند وجود السحر انتهی
وملا علی قاری در شرح فقه اکبر می نویسند الاکثرون یقولون ان السحر قد یؤثر فی موت المسحور
ومرضه من غیر وصول شیء ظاهر الیه انتهی والله اعلم حرره ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا الله عنه

ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال ۲۲۵ انقلاب نحاس وغیره بطرف ذهب وفضه که نتیجه علم کیمیاست ممکن است
یا نه بینوا توجروا هو المصوب علمای حکمت درین باب اختلاف دارند بعضی مثل شیخ رئیس وغیره قائل بامتناع
گشته اند لیکن دلیلی قوی که مفید استحاله باشد از ایشان نیست وجمعی از ایشان قائل بامکان شده
ادله امتناع را از بیخ بر کنده اند در کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون می نویسد حاصل ما ذکره
ای الصفدی فی شرح لامیة العجم ان الناس فیه علی طریقین فقال کثیر منهم ببطلانه منهم الشیخ
الرئیس ابن سینا ابطله بمقدمات من کتاب الشفاء والشیخ تقی الدین بن تیمیة صنف رسالة فی الکیمیاء
فی انکاره وصنف یعقوب الکندی ایضا رسالة فی ابطاله لکنهم لم یوردوا شیئا یفید
الظن لامتناعه فضلا عن الیقین وذهب آخرون الی امکانه منهم الامام الرازی فانه فی المباحث المشرقیة
عقد فصلا فی بیان امکانه والشیخ نجم الدین بن ابی الدر البغدادی رد علی الشیخ ابن تیمیة وزیف ما قاله
فی رسالته ورد ابو بکر محمد بن زکریا الرازی علی یعقوب الکندی استدل الامام فی الملخص علی امکانه
فقال الامکان العقلی ثابت لان الاجسام مشترکة فی الجسمیة فیجب ان یصح علی کل واحد ما یصح
فی الآخر وحکی ابن ماجة الاندلسی فی بعض تالیفه عن الشیخ ابی نصر الفارابی انه
قال قد بین ارسطو فی کتابه من المعادن ان صناعة الکیمیاء داخلة تحت
الامکان الا انها من الممکن الذی یعسر وجوده بالفعل انتهی ملخصا واکثر ارباب شرع
قائل بامکان شده اند ابن حجر مکی هیتمی در تحفه شرح منهاج در باب الانجاس می نویسد اختلف فی انقلاب الشیء عن

حقيقة كالنحاس الى الذهب هل هو ثابت فقيل نعم لانقلاب العصا ثعبانا حقيقة والا لبطل الاعجاز وقيل لا لان قلب الحقائق محال والحق الاول انتهى ونيز مى نويسند كشف ما يسأل عن تعلم علم الكيمياء وحله ولم نر لاحد كلاما في ذلك والذي يظهر انه يبتني على هذا الخلاف فعلى الاول من علم العلم الموصل لذلك القلب علما يقينا جاز له علمه وتعليمه اذ لا محذور فيه بوجه وان قلنا بالثاني او لم يعلم الانسان ذلك بالعلم اليقيني وكان ذلك وسيلة الى الغش فالوجه الحرمة انتهى ودر رد المحتار حاشيه در مختار بعد نقل اين عبارت مى نويسد حاصله انا اذا قلنا باثبات قلب الحقائق وهو الحق جاز العمل به وتعلمه لانه ليس بغش لان النحاس ينقلب ذهبا وفضة حقيقة وان قلنا انه غير ثابت لا يجوز لانه غش كما لا يجوز لمن لا يعلمه حقيقة لما فيه من اتلاف مال المسلمين او غش المسلمين والظاهر ان مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ما ذكروه في انقلاب العين في النجاسة كانقلاب الخمر خلا والدم مسكا ونحو ذلك انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحى تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي

ابو الحسنات محمد عبد الحى

١٤٢ سوال: کیا فرماتے ہین علماے دین باصفا وفضلاے باحیا اس مسئلہ مین کہ بیاہی بن بیاہی عورتون کو تعلیم دلانا علم موسیقی وراگ قوالی وتعلیم باجہ بجانے از قسم سہر دو ہیا ب و دف وغیرہ وغیرہ خوشنودی ورضامندی پر رکھنا اور داخل کرنے حسنات مین لیے اپنے شوہران موجودہ وآیندہ کے اور نیز بغرض تنفر پیدا کرانے شوہرون کے رنڈیون اور زنان بازاری سے جائز ہے یا نہین هو المصوب تعلیم بقدر ناجائز ناجائز ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ

١٤٣ سوال در باب تعلیم زبان انگریزی کے آیا تعلیم جائز ہے یا ناجائز اور آیا اسکے عدم جواز مین تشبہ بقوم فہو منہم سے استدلال ہوسکتا ہے یا نہین اور بعض احادیث مین جو وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام کو توریت یا انجیل پڑھتے دیکھکر انکو اسکو پڑھنے سے منع فرمایا اس روایت تعلیم زبان انگریزی کا شرعا ممنوع ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین بینوا توجروا الجواب نفس تعلیم زبان انگریزی کا شرعا جائز ہے کیونکہ موافق علم اصول کے اصل مباحات ہے تاوقتیکہ منع شرعی ثابت نہو ہر شے شرعا جائز سمجھی جاویگی من تشبہ بقوم الخ اور دوسری روایت سے انگریزی سیکھنا ممنوع نہین ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس مین

تشبہ بالنصاریٰ نہیں ہے اور نہ انگریزی زبان توریت یا انجیل ہے۔ اشرف علی عفی عنہ ھو المصوب
فی الواقع نفس تعلیم زبان انگریزی شرعاً ممنوع نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن ثابت
رضی اللہ عنہ کو زبان یہودی سیکھنے کا حکم کیا جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ میں مروی ہے اور ملا علی قاری رحمہ کی
شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ لا یعرف فی الشرع تحریم تعلم لغۃ من اللغات سریانیۃ [illegible]
او ترکیۃ او فارسیۃ انتہیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا اہل کتاب سے تورات پڑھنے سے اس سبب سے نہ تھا کہ
وہ زبان کفار میں ہے بلکہ اس غرض سے تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس امت کے لوگ قرآن کو واگذاشت کر کے
اور کتب سابقہ کی طرف متوجہ ہو جاویں اور اپنے دین کو خراب کر دیں اس کی تفصیل اس کی شروح کتب حدیث
میں موجود ہے اور حدیث من تشبہ سے تعلم زبان سے کچھ علاقہ نہیں اور وضع قطع اور عادات کفار کو
طعام و شراب و لباس و مشی وغیرہ میں اختیار کرنا داخل تشبہ ہے نہ کہ ان کی زبان کو سیکھنا واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

ابو الحسنات محمد عبد الحی

سوال ما قولہم رحمہم اللہ تعالیٰ اندریں مسئلہ کہ تعلیم و تدریس زنان را علم تفسیر قرآن و علم حدیث و علم فقہ
و علم تہذیب اخلاق جائز است یا نہ بینوا توجروا فقط ھو الموفق عورات را تعلیم ضروریات دین شاید و سوائے آن
نشاید واللہ اعلم حررہ محمد حفیظ عبد الباسط الانصاری غفر لہ الباری سوال ما قولکم فی ہذہ المسائل در
خصوص تعلیم زنان کہ آیا زنان را علم حاصل کردن چہ اصول دین باشد و چہ فروع یا مقدمات آن سزاوار
است و جائز است یا نہ و در ہر دو صورت اگر اخبار روا و باشد سندش بقید کتاب و محل ذکر آن می خواہم
کہ در کدام فصل این احادیث را محدثین مذکور فرمودہ اند باعث اجر جزیل و ثواب جمیل خواہد شد ھو المصوب
در صورت تیقن عدم وقوع مفسدہ و خوف فتنہ زنان را علم دینیہ اصولاً و فروعاً جائز است ورنہ نہ کما اخرج
البخاری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صحیحہ فی کتاب العلم فی باب تعلیم
الرجل امتہ و اہلہ و علمہا فاحسن تعلیمہا و قال العینی فی شرحہ ناقلا عن النووی فیہ استحباب
وعظ النساء و تذکیرہن الآخرۃ و احکام الاسلام علی الصدقۃ وہذا اذا لم یترتب علی
ذلک مفسدۃ او خوف فتنۃ واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ۔ صحیح
الجواب واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد الاواہ الراجی رحمۃ اللہ و رضاہ محمد برکت اللہ اللکنوی
الانصاری ستر اللہ ذنوبہ الجلی والخفی سوال تعلیم کتابت مر زنان را از شارع علیہ السلام ماموریت

یا منهی عنه بنا بر وجه واحتیاط جواب از حدیث شریف ثابت که جناب سید المرسلین صلی الله علیه وسلم از
تعلیم کتابت زنان نهی فرموده اند چنانچه امام بیهقی روایت نموده قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تعلموهن
الکتابة الحدیث در باره مامور بودن تعلیم کتابت زنان را حدیثی ثابت نگردیده مگر از یک حدیث بظاهر
تقریر فرمودن حضور سید المرسلین صلی الله علیه وسلم این فعل را که مفهوم می شود چنانچه امام ابوداؤد روایت کرده
الا تعلمین هذه رقیة النملة کما علمتیها الکتابة الحدیث شراح محققین بمقتضاے
احتیاط و تحقیق در هر دو حدیث تطبیق فرموده اند حدیث نهی را معمول به قرار داده اند
حدیث ثانی را بنا بر فقد وجه احتمال قابل استدلال ندانسته اند شیخ محدث دهلوی در اشعة اللمعات بذیل ترجمه
حدیث کما علمتیها الکتابة فرموده واما تعلیم کتابت مر زنان را در حدیث نهی از آن آمده چنانچه گفته شود
لا تعلموهن الکتابة و از این حدیث که جواز آن مفهوم کرده اند مگر پیش از نهی باشد و بعض گفته اند
که نساء آنحضرت صلی الله علیه وسلم مخصوص اند بآن و بعض علما که برای جواز بلا کراهت حکم کتابت نموده تصحیح حدیث
ثانی و تضعیف بعض راویان حدیث اول از تتبع کتب اسماء الرجال قائم می نمایند حجت تامه نیست که در بعض
راویان روایت ثانیه هم بعض محدثین را کلام ست مثلاً نسبت عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز یک راوی
آن حکم مخطی بودن فرموده اند چنانچه در تقریب ... مصرح است بهر حال بقاعده اصول ترجیح محرم
بر مبیح باید نمود تا وقتیکه ... معارض او را حجت ثابت نشود یا محمول بر ... فی الثانی
یا بکراهت تحریمی کما هو مصرح فی الفقه والاصول و حال ائمه متأخرین را بر ائمه سابقین قیاس نمودن
بیجا است نیز اگر کسی را از متقدمان حدیثی رسیده و ثانیا بر عمل ... احتمال دارد که فعل از ایشان ...
آمده بود از آن فعل حجت تامه نمودن بر جواز کتابت و استحباب واباحت آن در حق زنان ... زنان
غلط است ... والمقتضی احتیاط ... والله تعالی اعلم بالصواب ...
محمد عبد الحی عفا الله عنه ... ابو محمد عبد الحق ...
المجیب مصیب ... اصاب المجیب ...
مسئله مین که شریف العلم افضل ہے یا شریف النسب هو الموفق شرافت علم ... قال الله تعالی هل
یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ...
اگرچه ظاهر مین علم ... لیکن حقیقت ... خارج ...

وویل للذی لا یعلم مرۃ وویل للذی یعلم ولا یعمل سبع مرات وفی الظہیریۃ وقیل الذی یعلم ولا یعمل
بمنزلۃ الشمع یضیٔ السراج فلا یستضیٔ بہ۔ اور علماے باعمل اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور آیۃ انما یخشی
اللہ من عبادہ العلماء سے علماے باعمل مراد ہیں واللہ اعلم حررہ محمد عبد الہادی الانصاری غفر لہ اللہ الباری۔
و الحق متقی اعلیٰ و افضل ہوگا کما قال اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم الآیۃ واللہ اعلم حررہ العاصی محمد عبد العزیز
غفر لہ و لوالدیہ و ستر عیوبہ محمد عبد العزیز سوال: ما قولہم رحمہم اللہ درین صورت کہ مثلاً زید مسلم عالم علم اصول فقہ وغیرہ است و بنیاد
درس و وعظ دیگر بعض بعض گناہ کبیرہ یا صغیرہ نمودہ باشد و محترز از انہا نیست الا مقر گناہ خود ست و عمرو
اصرار میکند کہ استخفاف و اہانت و استہزا ازین چنین عالم مذکور خواہم کرد و مستحق معصیت نخواہم شد پس عمرو
مذکور از استخفاف و اہانت و استہزاء زید مذکور کافر یا مستحق معصیت خواہد بود یا نہ بینوا توجروا جواب
حامداً و مصلیاً مخفی مباد کہ از آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مدح علمای باعمل متحقق و ثابت ست و توہین
فساق نیز منقول لیکن بنظر فسق زید کہ از ارتکاب کبیرہ دست داد البتہ توہین او بشرطیکہ مودی الی الشر نباشد
و طریق استفادہ علوم کہ از زید جاری باشد مسدود نگردد و از توہین او امید احتراز از کبیرہ متصور بود و یا ضرر
فسق زید بدیگران منجر باشد زائل شود و ظاہر باشد غرض از توہین صرف نیت صالح مثل حصول توفیق توبہ
و جز آن بہ زید مطلوب بود و ایضا این توہین را نہ بقصد آن شعار علم دنکردہ باشد جائز ست واللہ اعلم
بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ العبد المذنب [illegible] ہو المصوب۔ اہانت علما بدون
غرض شرعی یا دنیوی کفر ست لتفضیلہ تعالیٰ ایاہم بقولہ ہل یستوی الذین یعلمون والذین
لا یعلمون و قولہ تعالیٰ یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات و لقولہ علیہ
الصلوۃ والسلام ان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما
ورثوا العلم فاہانتہم یتوسل الی اہانۃ الانبیاء واہانۃ الانبیاء کفر و کذا یوصل الی
الانکار علیہ تعالیٰ لانہ تعریض لہم والانکار علی اللہ تعالیٰ کفر وما روی من ان العالم
من لم یعمل بعلمہ فہو خبر آحاد لا یزید علی الکتاب ولا یکون مخصصا للآیۃ بل یحمل علی التہدید
کی لا یعارض کتاب اللہ تعالیٰ حیث قال تعالیٰ لا یضیع اجر المحسنین کذا یفہم من شرح الفقہ الاکبر
لملا علی القاری حیث قال نقلا عن الاستاذ نجم الدین الکتکی ان تشبیہ بالمعلم علی وجہ السخریۃ واخذ
الخشبۃ ویضرب الصبیان کفر یعنی لان معلم القرآن من جملۃ علماء الشریعۃ فالاستہزاء بہ یکون کفرا

و اما غرض دنیاوی پس خالی از فسق نیست زیرا کہ از دواعی امامت بدون غرض ست فلا اقل ان یکون
فسقا و اما غرض شرعی مثل آنکہ ترک ایں چنیں عمل کہ در ترک اولی چیز بدون امامت لیکن ایں نیز نیست تا ہم حاصل
نمی شود واللہ اعلم کتبہ الفقیر محمد عبد الرزاق غفر اللہ ذنوبہ وکفر عنہ سیاتہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ ھو المعین
در جملہ کتب عقائد و فقہ مندرج است کہ اصرار بر صغیرہ کبیرہ است و مرتکب کبیرہ از حلقہ ایمان
بیرون نمی آید فاما اصرار بر کبیرہ اگر متضمن استخفاف و استحلال است البتہ کفر است و اگر بدون آں است حکم بتکفیر
او نخواہد شد کما فی السراجیة المومن لا یخرج عن الایمان بارتکاب الکبیرة واذا مات بغیر توبة
فھو فی مشیة اللہ تعالی ان شاء غفر لہ وان شاء عذبہ بقدر جنایتہ واقل ثوبہ دخل الجنة انتہی
و فی الحمادیة من العقیدة لمولانا عبد العزیز صاحب الاشعة والتحقیق فان اہل السنة والجماعة من
ارتکب الکبیرة من اہل الایمان فان ارتکبہا مستحلا لہا او مستخفا لمن نہی عنہا او علی قصد العصیان فانہ
یکفر انتہی پس ہرگاہ کہ در صورت مسئولہ اصرار مندرج است از حلقہ ایمان خارج نشود زبان درازی در حق
ایں چنیں شخص نمی باید کما روی المسلم عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ من ستر مسلما ستر اللہ فی
الدنیا والاخرة واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ انتہی و در نجا علم و فضائل علم کلام باری و
حدیث نبوی بسیار است کما روی احمد والترمذی وابن ماجة والدارمی عن کثیر بن قیس فضل العالم علی العابد کفضل القمر
لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درہما وانما
ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر انتہی وقال اللہ عز وجل ہل یستوی الذین
یعلمون والذین لا یعلمون وایضا قال یرفع اللہ الذین امنوا منکم والذین
اوتوا العلم درجات و در بعض حواشی مشکوة نوشتہ کہ ان نعمة الانبیاء للعلماء اکثر من نعمة
الاباء للاولاد لان النفع من العلماء الی الانبیاء اکثر وصولا من وصول النفع من الاولاد الی
الاباء انتہی و روی الترمذی عن ابی امامة الباہلی قال ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رجلان احدہما عابد والاخر عالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد
کفضلی علی ادناکم وان اللہ وملائکتہ واہل السموات والارض حتی النملة فی جحرہا وحتی الحوت
لیصلون علی معلم الناس الخیر انتہی و روی الدارمی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قرء بعد ہذہ الایة انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء انتہی وقال علیہ الصلوة والسلام

علماء امتی كانبياء بنی اسرائيل انتهى وقد ذكر فی جواهر الفتاوى الكرمانی انهم كانوا فی زمنه
كالعلماء فی زمن محمد عليه السلام وعلمائيكه مرتكب گناه اند عاصی ومعامله شان با رب ذو الجلال انچه خواهد بود
خواهد بود گناه آن آنکه وه اندیش مارا استخفاف واستهزاء واهانت شان من حيث العلم بكفر مى سازد لما فی البزازية
الاستخفاف بالعلماء كفر لكونه استخفافا بالعلم وهو صفة الله تعالى انتهى وفی الاشباه
الاستهزاء بالعلماء والعلم كفر انتهى وفی خزانة المفتين اذا قال لعالم دانشمندك او لعلوى
علويك وقصد به الاستخفاف بالدين كفر انتهى وفی روضة الفتاوى ولو جلس احد من الناس
اعلى من العالم والمتعلم فی المجلس لو كان على وجه الاستخفاف طلقت امرأته ولو كان على
وجه الحقارة والاهانة يكفر انتهى وفی سراج المنير الاستهزاء بالعلم والعلماء كفر كما فی الاشباه والنظائر
واهانة العلماء كفر كما فی جامع الرموز انتهى وبالجملة اهانت علماء خالى از كفر و يا فسق اگر غرضش دنيوى
باشد نيست وآنكه كفر و يا فسق را نيكو پندارد و بر آن خود نازان شود آن هم كافر ست لما فی العمادية من التمهيد
وكذلك لو استحسن الكفر او الظلم او المعصية فانه يصير كافرا انتهى وفی سراج المنير والسراجية
ومن كفر بلسانه طائعا وقلبه مطمئن بالايمان فهو كافر ولا ينفعه ما فی قلبه انتهى وفی العمادية
ومن اتى بلفظة الكفر قصدا او لم يعلم بها ولم يعتقدها كفر عند العامة انتهى وفی القنية ناقلا عن
علاء الترجمانی قال لا اقول بفتوى الائمة ولا اعمل بفتواهم فهو راد على الرسول عليه السلام
اجماع الامة ومنتهكات النصوص فيلزمه التوبة والاستغفار وقيل ان لم يكن مجتهدا يخشى عليه الكفر انتهى
واما احاديثی كه مضمونش حصر عالم بر عالميكه باعمل باشد مفهوم ميشود آنها بروايت آحاد اند و بروايت آحاد زيادت بر
كتاب كه مطلق ست وتخصيصش جائز نيست بلكه آنها محمول بر تهديد اند واگر غرض صاحب اهانت اين باشد كه عالم
با تنبيه شده از عصيان خود باز ماند پس اين بدون اهانت هم متصور كه تفهيم عالم كرده آيد والله اعلم رقمه محمد
عبد الحليم تجاوز الله عن سيئاته وعفى عنه هو الموفق درصورت مسئوله اگر عمرو اهانت زيد قطع نظر از فسقش من حيث
العلم ميكند البته اين فعل بحد كفر مى ساند كه اهانت علم وعلما من حيث العلم راجع باهانت شريعت ست وهو كفر وهمين
ست معنى قول فقهاء و متكلمين اهانة العلم والعلماء كفر كما حققه المحدث الدهلوى واگر قطع نظر از علمش
من حيث الفسق مى نمايد پس اگر زيد مذكور فسق وكبائر علانيه مى سازد وباكى ندارد بدگوئيش دران فعل خاص بزم
كار نيست زيرا كه غيبت و بدگوئى فاسق معين جائز ست قال ابن الهمام مايبيح الغيبة ان يكون متجاهرا بالفسق

وایضا قال لاتشد بذکر ما یتظاهر به واین حدیث را در زواجر لبشد آورده من القی جلباب الحیاء
فلا غیبة وهکذا قال علی القاری فی شرح الشمائل ناقلا عن القرطبی واگر زید کبائر را بالخفا می سازد پس گفتنش و بر
یابی غیبتش داخل غیبت ست واستهزاء وتجسس آن حرام ومرتکبش عاصی بمعصیت کبیره قال الله
تعالی یا ایها الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منهم ولا نساء من نساء
عسی ان یکن خیرا منهن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان
ومن لم یتب فاولئك هم الظالمون یا ایها الذین آمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم
ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه واتقوا
الله ان الله تواب رحیم وقال ویل لکل همزة لمزة وقال علیه السلام ایاکم والغیبة
فان الغیبة اشد من الزنا کذا فی الاحیاء وروی ابن ابی الدنیا والطبرانی والبیهقی ان الربا نیف
وسبعون بابا اهونهن بابا من الربا مثل من اتی امه فی الاسلام ودرهم ربا اشد من
خمسة وثلثین زنیة واشد الربا واخبث الربا انتهاك عرض المسلم وانتهاك حرمته کذا
فی الزواجر وقال علیه السلام اتدرون ما الغیبة قالوا الله ورسوله اعلم قال ذکرك
اخاك بما یکره قیل افرأیت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیه ما تقول فقد اغتبته
وان لم یکن فیه فقد بهته رواه مسلم ولا فرق فی الغیبة بین ان یکون فی غیبة المغتاب او
بحضرته هو المعتمد واما السخریة والاستهزاء فی غیبته فکما هما فی حضرته تحقیرا له قاله ابن حجر
اما عالم بدکار را باین معنی دل خویش نباید کردن ونازان نشاید بودن قال الله تعالی اتامرون الناس بالبر
وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون وایضا مثل الذین حملوا التوراة ثم لم یحملوها
کمثل الحمار یحمل اسفارا وآیات قرآنی اگرچه نزولا خاص باشند احکاما عام بوند کما هو قاعدة المفسرین در تفاسیر معتبر
آورده اند که آنحضرت شب معراج دیدند که لبهای مردمان بمقراضهای آتشین می تراشند پرسیدند ایشان
کیانند جبرئیل فرمود عالمان بے عمل از امت تو باشند ولذا قال علیه السلام ویل لمن لا یعلم مرة ولو
شاء الله یعلمه وویل لمن یعلم ولا یعمل سبع مرات رواه ابو نعیم کذا فی مصنف ابن ابی شیبة والله اعلم کتبه
محمد سعد الله عفی عنه هو المصوب اهانت واستهزاء وبغض علما اگر بدون غرض دینی یا دنیوی ست منجر بکفر
میشود لما فی شرح الفقه الاکبر لملا علی القاری نقلا عن الخلاصة من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر

خيف عليه الكفر قلت الظاهر انه يكفر لانه اذا ابغض العالم من غير سبب دنيوي او اخروي
يكون بغضه لعلم الشريعة ولا شك في كفر من انكره فضلا عمن ابغضه نقل عن الاستاذ
نجم الدين الكندي لبسه قند ان تشبه بالمعلم على وجه السخرية واخذ الخشبة ويضرب الصبيان كفر
يعني لان معلم القران من جملة علماء الشريعة فالاستهزاء به وبعلمه يكون كفرا ومن قال لعالم
عويلم وبعلوي عليوي اي بصيغة التصغير فيهما للتحقير كما قيد به بقوله قاصدا به الاستخفاف كفر
واز بد گفتن عالم بجهت صدور امر خلاف شرع از وکافر نخواهد شد زیرا که در بزازیه آورده وشتم العالم الذي
لا هو غير صالح في ذاته وعداوته لخلاف الشرع لا يكون كفرا مگر توهين كننده مستحق معصيت خواهد شد
بنابر آنکه فضیلت علما بر جاهلان بجهت علم شان از احادیث وآیات قرآنی مفهوم می شود قطع نظر از زهد وتقوی
لما في البزازية والنظر في كتب اصحابنا افضل من قيام الليل لكن اخذ درس الفقه للمتفقه افضل من قراءة
القران وكذا افضل العالم على العابد اذ نفع العالم اكثر ولنفسه ونفع العابد لنفسه والشاب
العالم يتقدم على الشيخ غير العالم قال الله تعالى يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
اوتوا العلم درجات قال الفقيه وليس حق العالم على الجاهل وحق الاستاذ على التلميذ
واحد على السوي وهو ان لا يفتتح بالكلام قبله ولا يجلس مكانه وان غاب ولا يرد عليه كلام
ولا يتقدم عليه في مشيه ووعظ ونصيحت وامر بالمعروف ونهي عن المنكر عالم را ضرور است اگر چه بر آن عمل نه باشد
زیرا که در شرح مقاصد آورده ثم لا يختص وجوب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر بمن يكون ورعا
لا يرتكب مثله بل من رأى منكرا وهو مرتكب مثله فعليه ان ينهى عنه لان تركه للمنكر ونهيه عنه
فرضان متعينان ليس بترك احدهما ان يترك الآخر لكن البته در حق عالميكه مرتكب كبيره باشد
العياذ بالله وعيد شديد وارد گرديده حيث قال صاحب نصاب الاحتساب اذا ترك المحتسب معروفا وارتكب منهيا
هل يجب عليه ان يؤمر به غيره وينهاه عنه اتفقوا انه يجب لقوله عليه السلام مروا بالمعروف وان لم تفعلوا
وانهوا عن المنكر وان لم تنتهوا قال العبد اصلحه الله تعالى ويكون له ثواب الامر بالمعروف والنهي
عن المنكر ان كان مخلصا فيه وعليه وزر مخالفتهما ان لم يتب نعوذ بالله الوعيد في حقه شديد قال عليه السلام
يؤتى الرجل يوم القيامة فيلقى في النار فيندلق اقتاب بطنه فيدور بها كما يدور الحمار بالرحى قال فيجتمع عليه
اهل النار فيقولون له يا فلان ما لك الم تكن تامر بالمعروف وتنهى عن المنكر فيقول بلى قد كنت امر

بالمعروف ولا ناهیة عن المنکر والنهی انتهی والله اعلم بحقیقة الحال حرره خادم علمای دین سید البشر محمد عفی عنه
تجاوز الله عن سیاته یوم المحشر [محمد وحید]

سوال ما قول العلماء درآنکس که عمدا او سهوا و بغضا همه علماء وارثان انبیاء را دشنام ثقیل بهر چه ود ... اعاذنا الله از روی تفاخر وکبر وبغض دهد یا آن صاحبان مسند نشین تفاخر ورزد در حق آنکس چه حکم است بینوا توجروا

الهو المصوب اگر مقصود آن دشنام دهنده استخفاف علم و تحقیر علما من حیث العلم است فقها حکم بکفرش میدهند ورنه در فاسق وفاجر بودن آنکس و مستحق غضب الهی و مستوجب عذاب دنیوی واخروی شدن آن شبهه نیست سب وشتم ولعن بر مسلم کائنا من کان موجب فسق است چه جای که سب وشتم علما صاحب فتاوی بزازیه می نویسد الاستخفاف بالعلماء لکونهم علماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله تعالی منحه فضلا علی خیار عباده لیدلوا خلقه علی شریعته نیابة عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه الی من یعود انتهی ونیز می نویسند قال بفقیه تصغیرا او لعلوی علویا یکفر ان قصد به الاستخفاف بالدین انتهی ونور الدین علی سمهودی در رساله خود جواهر العقدین فی فضل الشرفین می آرند قد ترجم الامام النووی فی مقدمة شرح المهذب للنهی الاکید والوعید الشدید لمن یوذی او ینقص الفقهاء والحث علی اکرامهم وتعظیم حرماتهم ثم اورد قوله تعالی ومن یعظم شعائر الله فانها من تقوی القلوب وقوله تعالی ومن یعظم حرمات الله فهو خیر له عند ربه وقوله تعالی والذین یوذون المؤمنین والمومنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبینا فقلت وجه الدلالة فی الایتین الاولین ظاهر لان علماء الدین من اعظم شعائر الله اذ المراد من شعائر الله اعلام دینه وهم من اعظم حرماته واما وجه الدلالة من الایة الثالثة فهو ان هذا الوعید اذا ثبت لفاعل ذلک بالنسبة الی عامة المومنین فما ظنک بخاصتهم وعن ابی امامة مرفوعا ثلاثة لا یستخف بهم الا المنافق ذو الشیبة فی الاسلام وذو العلم وامام مقسط رواه الطبرانی فی الکبیر وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لیس منا من لم یوقر کبیرنا ولم یرحم صغیرنا ومن لم یعرف لعالمنا حقه رواه الترمذی وعن ابی بکرة رض سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اغد عالما او متعلما او مستمعا او محبا ولا تکن خامسا فتهلک قال عطاء قال لی مسعر زدتنا خامسة لم یکن عندنا والخامسة ان تبغض العلم واهله رواه الطبرانی فی الثلاثة والبزار ورجاله موثقون وقال النووی فی التبیان وشرح المهذب قال الحافظ ابو القاسم بن عساکر اعلم یا اخی

ان نوم العلماء مسمومة وعادة الله فی هتك استار منتقصیهم معلومة وان من
اطلق لسانه فی العلماء ابتلاه الله قبل موته موت القلب انتهی ملخصاً

واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۴۲ سوال ۲۰۳ علمای کرام
کی شان میں کلمہ غیر مہذب یعنی سب وشتم کرنا کیسا ہے ہو المصوب اگر علما کو سب وشتم کرنے سے مقصود
استخفاف علم وتحقیر علما من سبب العلم ہے تو فقہا کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے ورنہ البتہ اسکے فاسق وفاجر ومستحق
غضب الٰہی ومستوجب عذاب دنیوی واخروی ہونے میں کچھ شک نہیں اسلیے کہ سب وشتم مسلم کا جو کوئی من کان
موجب فسق ہے چہ جائیکہ سب وشتم علما فتاوی بزازیہ میں ہے الاستخفاف بالعلماء استخفاف بالعلم والعلم صفة الله
منحة وفضلا علی خیار عباده لو اخلقه علی شریه لهانته عن رسله فاستخفافه بهذا یعلم انه
الی من یعود انتہی واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری صح الجواب
واللہ اعلم بالصواب حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

کتاب الکراہۃ والاستحسان

۱۴۳ سوال ۱۹۵ التماس است کہ سائل چند سوالات بالتوضیح والتشریح مرسل داشتہ عنایت فرمایند یکی آنکہ
ہرگاہ کسی سب وشتم واہانت عالم وسید ویا استاد خود ویا امام مسجد ویا پدر ومادر خود بر سبیل شدت وفحش
می سازد حکم او در شریعت شریفہ چگونہ می باشد قرار دادی بتوضیح آن ممنون دارند کہ درین طرف اکثار
این چنین امور باطلہ از حد وحکم اسلام نجس شان مفقود است وازکیفیت صحابیت وعدم صحابیت شیخ معمر
حبشی کہ در شہر ما بخشش این از مدت است مسرور فرمایند ہر کسے تبادیلے عمل نماید نزد فقیر روایات احادیث
در رسائل وافرہ موجود ندارا قابل الاعتماد وتاویلی نیست نظرا علیہ الاختصار از کیفیت آن واز مسلک الحجرے
بگویند یعنی بیارد لالا و با لسکوت عن الشیئین حکم قطعی مرسل دارند واز کیفیت جواز خواندن نماز جنازہ کہ میت
بر چار پائی می باشد بالتوضیح لبسائل جزئیہ روایت شریفہ عنایت فرمایند کہ درین طرف بعض جہلا کہ خود را
طالب العلم انگارند بعدم جواز بجد کوشش میروند واز کیفیت آن مرقوم دارند وحکم ذبح بکاہیا کہ جا غوک نیز گویند
چگونہ است حلال یا حرام یا مکروہ تحریما او تنزیہا وحکم نجم بہائم چگونہ است حلال یا مکروہ یا مباح
ہو المصوب سب وشتم واہانت عالم دین وسید واستخفاف والدین کفر است اما علمی کہ تعلیمش

جائز نیست اہانت این چنین علم جائز ست واہانت استاد ناشکری ست وگناہ واگر عالم سنت کفو اہانت امام
کہ قابل امامت شرعا نیست گناہ است واہانت وسب وشتم مادر و پدر خود گناہ کبیرہ است واگر اہانت و
سب وشتم شان حلال دارد البتہ کافر شود واما صحابیت شیخ سعد حبشی کہ ظاہرش تکذیب صحابیت او کنند
بلا توقف صحابی نیست چون رتن ہندی وتحقیق این معنی در ظفر اللاضی در رسالہ ذہبی وغیرہ می باید دید وخواندن
نماز میت کہ بر جنازہ و سریر باشد از رسول خدا ثابت وصحیح در حدیث انس کہ ابوداؤد و ترمذی وابن ماجہ
روایت کردہ اند وہم نماز جنازہ رسول خدا شد چنانکہ میت ایشان صلی اللہ علیہ وسلم بر سریر بود وطحطاوی
آوردہ لما غسل وکفن ووضع علی السریر تا آنکہ نقل کردہ انہم صلوا علیہ وکفا بنا قدوۃ ونیز در شروط جواز
صلوۃ جنازہ ابوالسعود آوردہ اما طہارۃ مکانہ فان کان علی الجنازۃ فیجوز بعد اللتیا واللتی می نگارد
الحاصل اما طہارۃ الارض انما یشترط علی ما فی القنیۃ اذا وضع المیت بدون جنازۃ اما بہا فعدم اشتراط
طہارۃ الارض متفق علیہ ومولانا شاہ اسحق قدس سرہ می نویسند خواندن نماز جنازہ بر چار پائی جائز ست
زیرا کہ نعش مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بر سریر نہادہ نماز جنازہ خواندہ اند واہل عرب تخت وچار پائی
را سریر میگویند ودر قاموس مرقوم ست کہ الشریط خوص مفتول یشرط بہ السریر ونحوہ والخوص
بالضم ورق النخل انتہی یعنی شریط برگ درخت خرما ست کہ آنرا تابیدہ بصورت رسن باریک میکنند واز ان
سریر را می بندند پس این سریر را در عرف پارسیان چار پائی ودر عرف اہل ہند کھاٹ می نامند چنانچہ شیخ
عبدالحق در ترجمہ مشکوۃ شریف در بیان ترجمہ سریر فرمودہ کہ در ہندی آنرا کھٹ گویند پس لفظ سریر در
لغت عرب عام ست کہ اطلاق آن بر تخت وچار پائی وامثال ذلک آمدہ فمن منع صلوۃ الجنازۃ علی
ہذا السریر فذلک من جہلہ بمحاورات العرب انتہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ
۱۴۹ **سوال** نمبر ۲۸۱ زید نے کہا کہ فتوی عالم کوئی چیز نہین تم میری بات سنو **ہو المصوب** اس صورت مین
زید کو توبہ کرنا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبدالباری عفا اللہ عنہ ۱۵۰ **سوال** نمبر ۲۸۲ زید نے
نہ کسی مفتی کا فتوے دیکھا آنکھ سے نہ عبارت اُسکی دیکھی نہ سنی اور الزام لگا دیا کہ پانی کسی عورت مسلمان
کا جھوٹا پینے کو ناجائز اور مکروہ لکھا ہی اور اُسپر لعن وطعن اور وہابی اور بے ایمان کہنا کیسا ہی **جواب**
زید اس حالت مین گنہگار رہو تو یہ بضرورت اُسکو لازم ہی بغیر اطلاع حقیقت الامر الزام لگا دینا اور افترا کرنا کبائر
سے ہی اور لعن وطعن کرنا اور وہابی اور بے ایمان کہنا ہر مسلمان کے حق مین کبیرہ ہی چہ جائیکہ کسی عالم سے

حق میں تمام نصوص قرآنیہ واحادیث ایسے امور کی ممانعت سے مالامال ہیں واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ
القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۵۱ **سوال** ۱۹ کسیکہ کنز الدقائق را
ضلالت گوید یا سفر السعادت را سبب گمراہی داند حکم آن چیست بینوا توجروا **ہو المصوب** اگر کسے این ہر دو
کتاب را موجب ضلالت بدین وجہ داند کہ در آن ہر دو کتاب مسائل شرعیہ موافق کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ واجماع وقیاس اند آنکس از احاطہ اسلام بیرون خواہد شد لانہ اہان الدین ومن اہان
الدین فقد کفر چنانچہ فقہا تصریح این امر می سازند علامہ حافظ الدین بزازی در فتاوی خود می آرد اذا
القی الفتوی علی الارض او قال عند رؤیۃ الفتوی ... او قال این چہ شرع ست یکفر لانہ رد حکم
الشرع انتہی و ہمچنین اگر موجب ضلالت بدین وجہ دانستہ کہ این ہر دو کتاب تصنیف دو عالم جلیل اند پس
استہزا و استخفاف بہ علماء ہم کفر ست علامہ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی تحقیق این امر کما حقہ در کتاب خود مسمی
بہ الاعلام بقواطع الاسلام ساختہ اند و اگر سبب ضلالت آن ہر دو کتاب نقصان علم مصنف آنہا و عدم
اعتبار شان پندارد پس حال آن باید شنید کہ صاحب کنز رئیس الفقہا ابوالبرکات عبداللہ بن احمد الملقب
بحافظ الدین نسفی صاحب منار و وافی وغیرہ ہست وفات او در سنہ ۷۱۰ھ واقع شد فقہا کہ بعد او آمدند ثنا
خوان او ماندند و کنز الدقائق را مستند شمردہ اسم بسمی پنداشتند علامہ فخر الدین زیلعی در شرح خود می نویسد
اما بعد فانی لما رأیت المختصر المسمی بکنز الدقائق احسن مختصر فی الفقہ حاویا لما یحتاج الیہ من الواقعات
مع لطافۃ حجمہ واختصار نظمہ احببت ان یکون لہ شرح متوسط الخ واما سفر السعادت پس مصنف
آن شیخ مجد الدین ابوطاہر محمد بن یعقوب شیرازی ست وفات او در سنہ ۸۱۷ھ واقع شد فقیہ جلیل شافعی
المذہب برطریقہ اہل حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ او را از مجددین ائمہ شمردہ اند تصانیف
او بسیار نافع و وافی ہستند مگر در بعض تصانیف بمسلک تعصب رفتہ و در سفر السعادت اکثر اقوال خلاف
مذاہب مجتہدین تحریر ساختہ و در خاتمہ آن اقتدا با بن جوزی اختیار ساختہ احادیث صحاح را ثابت نشدہ
گفتہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی در شرح سفر السعادت جا بجا تعرض ساختہ و بمواضع زلل و مسامحات مطلع
کردہ پس عالم متدین را باید کہ حسن آن از قبیح تمیز ساختہ عامل شود و جاہل محض متعصب را از مطالعہ آن منع
سازد مگر اہل را باید کرد کہ وقوع مسامحات وغیرہ موجب این امر نیستند کہ آن کتاب محکوم بہ ضلال شود چہ
خطا از لوازم بشریت ست باید دید کہ ابن جوزی در باب احادیث بمسلک تعصب گرفتہ احادیث صحیحہ

وحسنه وضعیفه را که در صحاح سته موجود اند موضوع گفته چنانچه حافظ ابن حجر وغیره تصریح آن ساخته وموضوع را از غیر موضوع ممیز ساختند وهمچنین بعض حنفیه بشافعیه وشافعیه بحنفیه تعصب کردند با اینهمه کسے از طلبا ایشان را ضال نه گفتند عالم زمانه را باید که عوام کالانعام بلکه خواص کالعوام را ازین چنین کلمات باز دارد واگر کسے کنز الدقائق را بدین وجه موجب ضلالت داند که آن کتاب فقه حنفی ست وامام ابوحنیفه قیاس را بر حدیث مقدم می ساختند پس آن شخص مخطی ست ونسبت تقدیم قیاس بر حدیث بطرف امام اعظم محض افترا ست عارف ربانی عبدالوهاب شعرانی در میزان کبری می نویسند اعلم ان هذا الکلام صدر من الجاهل المتعصب وقد روی الامام ابوجعفر بسنده المتصل الی ابی حنیفة انه کان یقول کذب علی الله وافترى علینا من یقول اننا نقدم القیاس علی النص اعتقادنا واعتقاد کل منصف فی الامام ابی حنیفة انه لو عاش حتی دونت الاحادیث وبعد رحیل الحفاظ فی جمعها من البلاد وظفر بها لترک کل قیاس لکن لما کانت ادلة الشرع متفرقة فی عصره کثر القیاس فی مذهبه بالنسبة الی الائمة الاخری وقد صح عنه وعن الائمة کلهم اذا صح الحدیث فهو مذهبنا انتهى والله اعلم بالصواب وعنده علم الحق حرره محمد عبد الحی عفا الله عنه حضرت مولانا مجدد جناب مولانا عبدالحی صاحب لازال شموس علمکم طالعة بعد هدیه سلام مسنون گذارش اینکه درین روزها بعض تحریرات طعن آمیز بنسبت سلف صالحین از تابعین وتبع تابعین رحمهم الله سیما بنسبت امام همام نعمان بن ثابت ابی حنیفه رحمه الله تعالى خاطر جماعتی حق پسند را از مقلد وغیر مقلد بآزار رسانیده وهمچون عبارت بعض برادران اردو دان وفارسی سوادان را جسارت بر طعن وزبان درازی داده که بے باکانه به تمسک همان عبارات زبان تشنیعات بنسبت امام اعظم رحمه الله میکشایند که امام بهره از علم حدیث نمیداشتند بالتعیین ازین چنین کلمات اکثر مردمان میگویند که اگر مولانا عبدالحی صاحب این کلمات را که بذیل نوشته می آید موجب قباحت وسوء ادب بنسبت امام اعظم فرمایند تلقی بالقبول کرده البته کف لسان کنیم وآن جماعت بزعم خود آنجناب را هم مثل خود از طاعنین ابی حنیفه می انگارند لهذا کلمات اساءت منقوله از دفتر صحائف طاعنین برچیده بخدمت میفرستیم که آیا از کلمات ذیل مطاعن بر می آید یا نه وآنچه ارادت بنسبت فضل وکمال علمی جناب را باشد قلم ودستخط خود برین قرطاس تحریر فرمایند که بیچاره برادران از هاموی تحقیقی وبدزبانی برسند بعین تحریرات تحریر زبان بکت لسانی متوجه شوند بلیوا تو جرو اسنان خضرت کو یعنی حضرت امام کو سفر کا اتفاق کم ہوا اور انکے وقت میں جمع ہوئے کتب حدیث کا اتفاق نہوا لیس جو کچھ کوفے میں بیٹھے بیٹھے

معلوم ہوا سو ہوا اور جو کچھ رہ گیا سو یہ کہنا کہ فقہ اور اجتہاد انکا شہرۂ آفاق ہوا اور حدیث کے دفتر میں انکا نام
نہیں ہے صحاح ستہ کو اول سے آخر تک دیکھو گے تو انکی روایت کا نام نہ پاؤ گے بجز ایک جگہ کے کتاب علل
ترمذی میں سو بھی بایک شخص جابر جعفی کے کاذب ہونیکی انسے نقل ہے باقی بالخیر صاحب صحائف اپنے مجدد العلم
کی عبارت اتحاف النبلا سے اسی بارہ میں ناقل ہے لہٰذا جمیع اہل حدیث گفتہ اند کہ بضاعت وی یعنی ابوحنیفہ
در حدیث مزجاۃ است یعنی قلیل باقی صفحہ ۳۲۲ صحیفہ میں ملاحظہ فرمائیے وسوا اسکے ہزارہا کلمات
بیہودگی اور اہانت کی اپنے تصانیف میں درج کیے ہیں کہ جنکے ذکر سے قلم اشک سیاہ برساتا ہے فقط
ہو المصوب مضمون اول کے دونوں فقرے اگرچہ مطابق واقع کے ہیں مگر عنوان بیان خالی سوء ادبی
سے نہیں اور مضامین باقیہ کا عنوان بھی مشتمل بے ادبی پر ہے اور حدیث کے دفتر میں نام امام اعظم کا نہونا
غلط ہے بہت سی کتب حدیث میں سوائے صحاح ستہ کے انکی روایتیں موجود ہیں اور بہت سے مؤرخین
و محدثین انکو محدثین سے شمار کر گئے ہیں ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں انکو حفاظ حدیث میں شمار کیا
ہے اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں اور عبد البر اور ابن حجر عسقلانی نے اور سیوطی وغیرہم نے
انکے مدائح و اوصاف جمیلہ میں کمال بسط کیا ہے اور صحاح ستہ میں امام اعظم سے روایت نہونا کسی طرح
کے باعث نقص نہیں ہے صدہا صحابہ ایسے ہیں کہ انسے کتب ستہ میں روایت نہیں ہے اور اتحاف النبلا
میں اور ایسے اور تالیفات مولف اتحاف میں جو معائب و مطاعن امام اعظم کے منقول ہیں وہ سب لائق
اور بے اصل ہیں والحق انہ من اجلۃ المحدثین و ثقات التابعین حشرنا اللہ فی زمرتہم یوم الدین واللہ اعلم حررہ
الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی **سوال** ۲۰ شافعی گفتہ کہ شطرنج
مباح است مدام و نیز مباح زیر کہ جو اسپ نقل بود امام شافعی گفت کہ گر ز تا کہ لقمہ در پای بستہ بنگ تناول
کن و سر خوش [illegible] حرام بود ابو حنیفہ باز آن گوید در باب شراب بود کہ زر جوشیدہ نجوز تا نبود و بر تو حرام بود گر چہ
بپیری مذہبی چارم مالک [illegible] ہیچ نمیخورد کون میکن مباد قمار بود کہ مسلما
بریں چار امام ست تمام بود درین اشعار علماء چہ میفرمایند بینوا توجروا ہو المصوب این اشعار مشتمل اند بر افترا بر ائمہ و متضمن اند بر اقوال
مردودہ بیانش آنکہ نزد شافعیہ شطرنج فی نفسہ حرام نیست لیکن خالی از کراہت نیست و مداومت بران
گناہ صغیرہ است و اگر مشتمل بر اخذ مال و قمار باشد حرام [illegible] نسبت حلت شطرنج خصوصا بوقتیکہ
مشتمل قمار باشد بطرف شافعی بہتان است علامہ کمال الدین ... شافعی در حیوۃ الحیوان در تحقیق

عنقریب می نویسند لعب الشطرنج مکروہ کراہۃ تنزیہیۃ وقیل حرام وقیل مباح والاول اصح واما اذا انضم
الیہ اشتغال عن صلوۃ او غیرہا فالتحریم اواذا لیس الشطرنج نفسہ وہو مکروہ اما لم یواظب
علیہ فان واظب حرم فانہ یصیر صغیرۃ کما ذکرہ الغزالی فی کتاب التوبۃ من الاحیاء انتہی ملخصا
وابن حجر ہیتمی شافعی در زواجر عن اقتراف الکبائر میگویند فی فتاوی النووی الشطرنج حرام عند اکثر العلماء
وکذا عندنا ان فوت بہ صلوۃ او لعب بہ علی عوض فان انتفی ذلک کرہ عند الشافعی وحرم عند
غیرہ انتہی ونسبت حلت بنگ بطرف امام احمد نیز درست نیست بنگ کہ بعربی آنرا حشیشہ و ورق القنب
میگویند در زمانہ ائمہ اربعہ نبودہ بعد مرور زمانہ کثیر شائع شدہ و فقہاء مذاہب اربعہ بالاتفاق فتوی بحرمتش دادہ اند
در زواجر می نویسند وحکی الغزالی وابن تیمیۃ الاجماع علی تحریم الحشیشۃ قال ومن استحلہا
فقد کفر وانما لم یتکلم فیہا الائمۃ الاربعۃ لانہا لم تکن فی زمنہم وانما ظہرت فی
اخر المائۃ السادسۃ واول المائۃ السابعۃ حین ظہرت دولۃ التتار انتہی وحلت شراب
جوشیدہ اگرچہ در بعض کتب حنفیہ واقع شدہ مگر آن قول مردود است و انتساب آن بسوی امام اعظم افترا است
در منح الغفار شرح تنویر الابصار می نویسد الظاہر انہ لا یوثر فیہا الا انہ للمنع من ثبوت
الحرمۃ لا لرفعہا بعد ثبوتہا الا انہ لا یحد فیہ ما لم یسکر منہ علی ما قالوا لان الحد فی
النی خاصۃ ذکرہ فی تبیین الکنز من غیر ذکر خلاف وہذا ہو الذی اعتمدہ المصنف یعول
علیہ وبہ یظہر لک ضعف ما فی القنیۃ من قولہ خمر طبخت و زالت مرارتہا حلت انتہی
ہمچنین ست در درمختار و در رد المحتار است لعل ہذا الفرع متفرع علی ما قدمناہ عن بعض المعتزلۃ من
ان الحرام من الخمر ہو المسکر یدل علیہ انہ فی القنیۃ نقلہ عن القاضی عبد الجبار احد مشایخ المعتزلۃ انتہی
ونسبت حلت لواطت بطرف امام مالک بہتان است در رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ می نویسد اتفق الائمۃ
الاربعۃ علی تحریم اللواطۃ وانہ من الفواحش العظام وہل یوجب الحد قال الثلاثۃ یوجب
الحد وقال ابو حنیفۃ یعزر فی اول مرۃ فان تکرر منہ قتل انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی
عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی سوال کچھ لوگ مذہب سے انکار
کرتے ہیں اور تقلید سے منکر ہوتے ہیں اور اپنے مکانوں میں اور بیجا بیجا اظہار اس کا کرتے ہیں مگر [illegible]
مسجدوں میں بخوف اہل مذہب کے رفع یدین نہیں کرتے اور آمین بالجہر نہیں کہتے مگر سینہ پر ہاتھ باندھتے

ہین ایسے لوگونکو ہم لوگ اپنی مسجدونمین آنے دین یا نہین اور اُنکے پیچھے اقتدا درست ہی یا نہین کیونکہ وہ لوگ اکثر امام بھی ہو جاتے ہین مکلف خدمت ہی کہ جواب مین عبارت عربی اور اُردو دونون ارقام فرمائی جاوے بینوا توجروا الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب وہ لوگ جو مقلد کسی امام مجتہد کے مذہب کے نہین اور خود رتبہ اجتہاد نہین رکھتے ہین اور متبعین اپنے اہوا غیر شرعیہ کے بنام نہاد عمل بالحدیث کے ہین لیکن بخوف مقلدین یا بوجہ آخر مساجد اہل سنت مین رفع یدین وغیرہ نہین کرتے ہین انکو ممانعت دخول مساجد اور حضور صلوٰۃ نکرنا چاہیے اسواسطے کہ اس فعل اور اعتقاد سے وہ لوگ کافر نہین ہین البتہ تارک واجب ہین اور جب وہ اپنے اس فعل کو مخفی کرتے ہین تو مسجد مین آنے سے اشتہار بھی اس امر قبیح کی نہین ہی پس ممانعت کی کوئی وجہ ظاہر نہین ہی اور ہاتھ باندھنا سینہ پر ایسا امر قبیح نہین ہی کہ جسکی وجہ سے ممانعت تجویز کیجاوے مگر نماز ایسے صاحبون کے پیچھے موافق مذہب امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مکروہ ہی لہذا انکو امام نکرنا چاہیے قال فی الدر المختار ویکرہ [illegible] و [illegible] ونخالف کشافعی لکن فی وتر البحران تیقن المراعات لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ انتہی مختصرا واللہ سبحانہ اعلم محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صواب عنایت اللہ ولد حبیب اللہ خان۔ جواب صحیح ہی بیشک جبتک یہ لوگ کوئی مفسدہ مذہبی کا اور اضلال مقلدین و تفریق باعث وغیرہ مساجد مین نکرین تو ممانعت مساجد سے نکیجاوے محمد عبد القادر خان بن عبد رعلیخان ہو المصوب فی الواقع ایسے لوگون کو مسجد سے ممانعت کرنا نہین درست ہی اور انکے پیچھے اقتدا درست ہی بعض حنفیہ کے نزدیک مطلقا اور بعض کے نزدیک اس شرط کہ امام مراعات مذہب مقتدی کی کرے اور کسی مفسد و مبطل صلوٰۃ کا استعمال نکرے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

باب التقلید

سوال [illegible] چہ میفرمایند علمای دین اندرین مسئلہ کہ تقلید یا اجتہاد در ایمان و اعمال ہر دو درست ہست یا درست یکے از ینہا و ہر صورت از عبارت کتاب بدلائل مفصلا ارشاد شود و معنی تقلید و اجتہاد در ایمان و اعمال نیز بیان شود بینوا توجروا ہو المصوب اجتہاد و تقلید در فروع فقہ جائز است نہ در اصول عقائد بر چہار مذہب در اصول عقائد متفق اند اتفاقی کہ سنت در علما اہل سنت و تقلید در ایمان [illegible] لیکن درست نیست

مقلد کلامی ست مختار است کہ صحیح ست و موجب عصیان بجہت ترک نظر و استدلال زیرا کہ تقلید عبارتست از قبول قول قائل بلا دلیل ، اینجا دو عبارتست از بذل فقیہ طاقت خود را در استخراج حکم شرعی نظری کما ہو مصرح فی اصول الفقہ و ایمان در شرع اقرار و تصدیق ست کما قال فی الفقہ الاکبر الایمان ھو الاقرار و التصدیق پس نفس تصدیق شرط ایمان یا مطلق داشتہ اند خواہ بنظر و استدلال باشد خواہ بغیر آن لیکن نظر و استدلال را کمال ایمان شمردہ اند و نزد ہیچ کس از ایشان تصدیق بنظر و استدلال شرط ایمان نیست پس نزد ایشان ایمان مقلد صحیح ست و موجب عصیان و نزد اشعری ایمان صحیح نیست کما قال ملا علی القاری فی شرح فقہ الاکبر ومنھا ان ایمان المقلد صحیح عند الاکثر قال ابو حنیفۃ و سفیان الثوری و مالک والاوزاعی والشافعی واحمد وعامۃ الفقہاء واھل الحدیث صح ایمانہ ولکنہ عاص بترکہ الاستدلال بل نقل بعضھم الاجماع علی ذلک ... ان التقلید ... الا عند الاشعری و ... المعتزلۃ والم ... کل مسئلۃ بدلائل العقل علی وجہ یمکنہ دفع الشبہۃ ... ما قال القونوی ... انما یحکم بایمانہ اذا عرف ما یجب اعتقادہ باللہ ... بحیث یمکنہ مجادلۃ الخصم وحل ما یوردونہ علیہ من الشبہۃ حتی اذا عجز عن شیء من ذلک لم یحکم باسلامہ وقال الاشعری شرط صحۃ الایمان ان یعرف کل مسئلۃ من مسائل الاصول بدلیل عقلی غیر ان الشرط ان یعرف ذلک بقلبہ ولا یشترط ان یعبر عن ذلک بلسانہ و ھذا وان لم یکن مومنا عندہ علی الاطلاق ولکنہ لیس بکافر بوجود ما یضادہ بکفرہ وھو التصدیق فھو عاص بترکہ النظر والاستدلال وھو فی مشیۃ اللہ کسائر العصاۃ ان شاء عفا عنہ وادخلہ الجنۃ وان شاء عذبہ بقدر ذنبہ ثم یکون عاقبۃ امرہ الجنۃ انتھی ولا یخفی ان ھذا مناف لما سبق من کلامہ حیث جعلہ شرط صحۃ الایمان وان اراد بہ شرط صحۃ کمال الایمان فھو موافق مع الجمہور فی ھذہ المسئلۃ ثم الاظھر ما قالہ ابو الحسن الرستغفنی وابو عبد اللہ الحلیمی من انہ لیس الشرط ان یعرف کل مسائل بالدلائل العقلیۃ ولکن اذا بنی اعتقادہ علی قول الرسول بمعرفتہ بدلالۃ المعجزۃ انہ رسول اللہ فالنقل کاف لصحۃ ایمانہ وھذا لا ینافی ما سبق من الجمہور علی الحکم بعصیان تارک الادلۃ الا فیما یتعلق بالایمان علی حسب الاقبال والایقان اذ الایمان وھو التصدیق الجازم بہ ... فی ... الثواب ... سواء وجد منہ التصدیق عن دلیل او عن غیر دلیل واما الخلاف ... وجعل المقلد ... الداخل ... انہ ان کان حقا فحق وان کان باطلا فباطل ...

فهذا المقلد ليس بمومن بلا خلاف لانه شاك في ايمانه وقيل معرفة مسائل الاعتقاد كحدوث العالم
ووجود الباري وما يجب له وما يمتنع عليه من ادلتها فرض عين على كل مكلف فيجب النظر ولا
يجوز التقليد وهذا هو الذي رجحه الامام الرازي والآمدي والمراد النظر بدليل اجمالي
واما النظر بدليل تفصيلي يتمكن معه من ازالة الشبهة والزام المنكرين وارشاد المسترشدين ففرض كفاية انتهى

والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه احقر العلماء خادم احمد غفر له الله الصمد۔ سوال: شخصی را مذهب شافعی
شخصی را مذهب امام اعظم الیس اگر مذهب یکی امام گذاشته مذهب دیگر قبول نماید درست است یا نه۔ جواب: مقلد را
نمیرسد که تقلید امام دیگر نماید چنانچه تفصیلش حضرت ابی واستاذی قدوة المحققین خاتم الفقهاء والمحدثین مولانا محمد
معین علیه الرحمة در رسالهٔ استفتای تقلید وتخطی خود افاده فرموده اند بلکه فرموده اند که مجتهد را نمیرسد که تقلید
آن گذاشته اختیار تقلید دیگری نماید چه قبلهٔ توجه یکی باید چه امام شریعت وچه شیخ طریقت تا بنای توحید محکم و
قدم تحقیق راسخ گردد وعلیه اتفاق العلماء قال العلامة عبد الرحيم في نهاية السؤال اذا قلد مجتهدا
فليس له تقليد غيره اتفاقا وفي التحرير لابن الهمام وغيره لو التزم مذهبا معينا كمذهب ابي حنيفة
والشافعي فيجب الاستمرار عليه بحرم الانتقال لان الالتزام لا يخلو عن اعتقاد غلبة الحقية فيه فلا يترك مختصرا انتهت

والله اعلم نمقه خادم العلماء الصمد علي محمد غفر له الله الاحد۔ سوال: کسیکه انکار مذاهب نماید مذهب گرفتن را بدعت داند
اتباع کتب حدیث را دعوی نماید مبتدع است یا کافر اقتدا باو در نماز جائز است یا مکروه یا باطل فقط۔ کسیکه
تتبع رخص شرعیه از هر مذهبیکه باشد مذهب خود گرداند مبتدع است یا غیر آن حکم اقتدای نماز باو چیست فقط۔
مردی جاهل تقلید هیچ کسی از ائمه بر خود لازم نگیرد بلکه هر یکی از ائمه در اعتقاد خود مقتدا و پیشوا داند وبنزد
خود هر عالم را که متقی و پرهیزگار یابد بگفته او عمل بکند بدون تقلید مذهب حکم او چیست مبتدع یا غیر آن فقط۔
مردی عالم غیر مجتهد اگر عمل خود را بدین طور گرداند که انچه در کتاب الله خواهم یافت عمل خواهم کرد و اگر در کتاب الله نخواهم
یافت در احادیث رسول الله خواهم یافت عمل خواهم کرد و اگر در آن نیافتم انچه مجتهدان عصر اجماع کرده باشند
آن عمل خواهم کرد و اگر این هم نباشد انچه در فقه ابی حنیفه یا شافعی خواهد بود عمل خواهم کرد بهمین جهت خود را
حنفی یا شافعی نگوید و از رای خود هیچ مسئله نگوید و در فهم معنی قرآن وحدیث هم اعتماد بر رای خود می نماید اگر شاهد
مجتهدین به آن معنی یابد عمل کند حکم آن چیست بر صواب است یا بر غلط فقط۔ کسیکه کنز الدقائق را ضلالت
گوید یا منقذ السعادت را سبب گمراهی داند حکم آن چیست۔ جواب: این همه مسائل از کتب فقه معتبره

ارقام فرمودہ شود واللہ اعلم بالصواب جواب سوال اول بلکہ قواعد مقرر شدند و جزئیات او
مستخرج گردیدند و بر تقریباً ... ہر کہ منقح شد آن علم حدیث و فقہ ست محدثین و فقہا جزاہم اللہ خیرا ضبط
کتب کردند تصحیح را از سقیم و تشریح آنرا بسیط آن بیان ساختند و مراد را حسب طاقت بیان فرمودند فی الهاد
الشہادۃ علیہ و تعبیر و اعترف وھو علم الحدیث والفقہ انتہی مجتہدان شریعت کہ سعی بلیغ با احکام نمودند روز
و شب در بذل طاقت با استخراج مسائل شرعیہ صرف نمودند اگر بصواب رسیدہ باشند دو اجر دارند و اگر خطا
خواہند بود یک اجر دارند کما فی المسلم الثبوت ان للہ تعالیٰ حکما معینا فی المسائل الاجتہادیۃ اصاب علیہ و
نصب علیہ دلیلا فمن اصابہ فلہ اجران ومن اخطأ فلہ اجر واحد لا اثم الا ...
الا بتقصیر فی الاجتہاد انتہی در این صورت اگر کسے مذہبے را اختیار نماید و خود را شافعی یا حنفی گوید و دلائل
و مسائل شرعیہ را کہ ائمہ اربعہ استنباط کردہ معمول بہا گرداند قابل مذمت نیست این امیکہ دین خود
جز ناقل شریعت مفصل بیان آن شریعت و تقلید ایشان عین شریعت و تقلید پیغمبر علیہ السلام ہست قال
اللہ تعالیٰ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وھذا عام فیمن لا یعلمون وفیما لا یعلمون من
المسئول عنہ کذا فی کتب الاصول وقال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
و بگویند کہ این قسم تقلید ضلال ہست و قد ضلوا کثیرا و ضلوا عن سواء السبیل قال الحافظ
جلال الدین السیوطی فی بعض رسائلہ ان جماعۃ من الناس قالوا ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جاء بشرع واحد ومن این المذاہب الاربعۃ فھم معترضون عن ال ...
وفی ماعدا المسائل اتباع مسائل مذاہب اربعہ بدعت نیست نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ اتباع آنہا اتباع سنت ہست زیرا کہ
اختلاف در مذاہب اربعہ یا اختلاف صحابہ است و در اقتدای اختلاف صحابہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم
اهتدیتم وارد ہست یا اختلاف مذاہب اربعہ اختلاف قیاس ہست و حجیت قیاس بنصوص ثابت ہست پس
اتباع ایشان اتباع سنت و نیز اختلاف مذاہب اربعہ اختلاف ظاہر حدیث ہست و استنباط حدیث یعنی بظاہر حدیث
تمسک میکنند و بعضی عمل بمستنبط حدیث چنانچہ در صحیح بخاری و مسلم و غیرہ مذکور ہست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قومیکہ مردمان
را سوی بنی قریظہ فرستادند فرمودند کہ لا یصلین احد صلوۃ العصر الا فی بنی قریظۃ بعض مردمان در طریق نماز
عصر خواندند بنا برآنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را منظور بود کہ در رفتن تاخیر نکنند نہ آنکہ نماز را فوت در وقت کنند
بعض بموجب ظاہر لفظ حدیث در طریق نخواندند تا اینکہ در بنی قریظہ رسیدند وقتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدند

بر احدی انکار نفرمودند پس عمل بہر دو طور جائز شد ہمین طور است انتہی ... چگونه بدعت خواهد شد
انتهى قال الحافظ ابن حجر في فتح المبين اما ما لا ينافي ذلك بان يشهد له شيء من ادلة الشرع
او قواعده فليس برد على فاعله بل مقبول منه كاستخراج علوم اللغة والنحو والمعاني والبيان
فذلك كله معلوم حسنه ظاهر فائدته معين على معرفة كتاب الله وفهم معاني كتابه وسنة
رسول الله صلعم فيكون مامورا به وكوضع المذاهب وتدوينها فانه مقبول من فاعله مثاب محمود عليه انتهى
وكسيكه تتبع احاديث نماید و اتباع صحیح و تقدیم سائر و ناسخ و منسوخ را بشناسد بطریق تحقیق و تفصیل محدثین و شراح احادیث
معانی آنرا دریافته عامل آن شود او هم قابل قدم ... است ... زیرا که او از اسلام خارج نشده که این عین اسلام
است و مقتضای ... الاثبات الشيء تثبت بلوازمه ... و تحقق شد ... پس او جائز ... روى ابو داؤد
عن ابي هريرة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الصلوة واجبة عليكم خلف
كل مسلم برا كان او فاجرا وان عمل الكبائر انتهى واما عامی لیس او را جائز نیست که بمجرد سماع
حدیث عامل آن شود چه معنی و اثر که حالش چگونه است في كفاية العامي اذا سمع حديثا ليس له ان ياخذه
بظاهره لجواز ان يكون مصروفا عن ظاهره او منسوخا بخلاف الفتوى انتهى وهكذا في التنوير شرح
التحرير انتهى **جواب سوال دوم** تتبع رخص شرعیه یعنی رخص مذاهب اگر بقصد تلهی است حرام است بالاجماع
همچو آنکه حنفی شطرنج على رأي الشافعي بقصد لهو عمل نماید و شافعی بشرب مثلث بقصد لهو عامل شود و اگر بقصد تلهی نیست
بر مذهب صحیح جائز است درین صورت متتبع رخص شرعیه خواهد شد و ملامت نیست و جائز خواهد بود وفی المسلم شرحه
بحر العلوم (ويتخرج منه) اى مما ذكر من انه لا يجب الاستمرار على مذهب (جواز اتباعه رخص
المذاهب ولا يمنع منه مانع شرعي اذ للانسان ان يسلك الاخف عليه اذا كان له اليه سبيل) بان
لم يظهر من الشرع المنع والتحريم (وبان لم يكن عمل فيه) هذا مبني على منع الانتقال عما عمل به
ولو مرة (وكان عليه السلام يحب ما خفف عليهم) لكن لا بد ان لا يكون اتباع الرخص للتلهي
كمن حنفي للتشطرنج على رأي الشافعي قصدا الى اللهو وكشافعي شرب المثلث لتلهي ولعل هذا
حرام بالاجماع لان التلهي حرام بالنصوص القاطعة (وما عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامي تتبع الرخص اجماعا)
فقد بعد مانع شرعي من اتباع رخص المذاهب لا حاجة به المنع) اى منع هذا الاجماع (اذ في تفسيق متتبع الرخص
عن الامام احمد روايتان) فلا اجماع ولعل رواية التفسيق انما هو فيما اذا قصد التلهي فقط لا غير انتهى

اما درین تتبع رخص ملاحظه چند امور ضروری ست از انجمله نه واقع شدن تلفیق یعنی بسبب ترکیب مذاهب صورتی
متحقق نشود که بهر دو مذهب مثلا روا نباشد مثلا فصد را ناقض وضو نپندارند و باز بهمان وضو نماز عقب امام
بے قراءت فاتحه بگذارد یا آنکه وضو سازد و مسح یکموی سر نماید و باقتدا نماز گذارد و سوره فاتحه را نخواند که
در هیچ مذهب روا نباشد و وضو بمذهب حنفی باطل گشت و نماز بر مذهب شافعی فی الدر المختار ان
الحکم الملفق باطل بالاجماع انتهی و از انجمله عدم اضرار مثلا نکاح بلا شهود بر مذهب امام مالک منعقد کرد باز مطابق
رای حنفیه حکم ساخت که مهر لازم نشد پس درین ترکیب یکسر ضرر زنان ست هرگز در پیچ چنین امور نباید بود
فی الطحاوی وکان قلد الحنفی فی الکافی نکاح بغیر شهود ثم اراد الرجوع عن التقلید الی بحکم بمذهبه
بان المهر لا یلزمه فلیس له ذلک ولیس المراد نفی جواز التقلید للقابلی فی شیء ما ذکرها لان الرجوع
عنه ههنا یلزم منه ضرر الغیر انتهی و از انجمله که سبب دین بازیچه نباشد فان اللعب فی الدین حرام
بالاجماع کذا فی شرح المسلم لبحر العلوم انار الله برهانه والله اعلم جواب سوال سوم اگر آن شخص
نسبت اکابر شریعت سوء ظن ندارد و قصدش تخطیه نباشد و افساد مردم ملحوظ نظر او نبود اتباع اقوال عالمی
معتبر صادق متقی معتقد فیه و گفته او عمل در منصوصات درا جائز ست و اما در مسائل اجتهادیه واجب ست
پیرو تقلید مجتهدی مولانا شاه عبد العزیز علیه الرحمة در فتح العزیز تحریر میفرمایند کسانیکه اطاعت آنها بحکم خدا فرض
است شش گروه اند از انجمله مجتهدین شریعت اند و شیوخ طریقت اند که حکم ایشان بطریق واجب مخیر لازم الاتباع
است بر عوام زیرا که فهم اسرار شریعت و دقائق طریقت ایشان را میسر ست انتهی ملخصا فی المسلم
وشرحه بحر العلوم قال الامام اجمع المحققون علی منع العوام عن تقلید اعیان
الصحابة رضی الله عنهم فان اقوالهم قد یحتاج فی استخراج الحکم منها الی تفسیر
کما فی السنة ولا یقدر العوام علیه (بل یجب علیهم اتباع الذین سیروا) ای تعمقوا
(وبوبوا) ای اوردوا ابوابها لکل مسألة علیحدة (فهذبوا) مسألة کل باب (ونقحوا)
کل مسألة عن غیرها (وجمعوا) بینها بجامع (وفرقوا) بفارق (وعللوا) ای اوردوا
لکل مسألة مسألة علة (وفصلوا) تفصیلا یعنی یجب علی العوام تقلید من تصدی بعلم
الفقه لا لاعیان الصحابة المجملین القول وعلیه بنی ابن الصلاح منع تقلید غیر الائمة
الاربعة (لان ذلک المذکور لم یدر فی غیرهم وفیه ما فیه) فی الحاشیة قال العراقی انعقد

الاجماع علی ان من اسلم فله ان یقلد من شاء من العلماء من غیر حجر واجمع الصحابة علی ان من استفتی ابابکر وعمر امیری المؤمنین فله ان یستفتی اباهریرة ومعاذ ابن جبل وغیرهما ویعمل بقولهم من غیر نکیر فمن ادعی برفع هذین الاجماعین فعلیه البیان انتهی فقد بطل بهذین الاجماعین قول الامام وقوله اجمع المحققون علی کذا ثم فی کلامه خلل اخر وهو ان التبویب لا دخل له فی التقلید وکذا التفصیل فان المقلد ان فهم مراد الصحابی عمل والا یسأل عن مجتهد اخر فافهم وبطل بهذا قول ابن الصلاح ایضا ثم فی قوله خلل اخر اذ المجتهدون الاخرون ایضا بذلوا جهدهم مثل بذل الائمة الاربعة وانکار هذا مکابرة وسوء ادب بل الحق انه انما منع من منع تقلید غیرهم لانه لم یبق روایة مذاهبهم محفوظة حتی لو وجد روایة صحیحة من مجتهد اخر یجوز العمل بها الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشهود اقامة له موقع التزکیة علی مذهب ابن ابی لیلی انتهی ملخصا ودر شرح مسلم الثبوت است وغیر المجتهد المطلق ولو کان عالما یلزمه التقلید لمجتهد ما فیما لا یقدر علیه من الاجتهادیات ای تحصیله ومعرفته فقط لا فیما علی تحصیله باجتهاده بناء علی ان التجزی فی الاجتهاد انتهی ودر شرح تحریر است واعلم انک قد علمت ان التکلیف من الشارع لیس الا العمل بفتوی مجتهد علی التخییر وتخصیص العمل بفتوی مجتهد دون مجتهد تحکم محض لا یلتفت الیه بل هو تغییر لحکم الشارع من غیر برهان وهی رحمه الله الواسعة انتهی

جواب سوال چہارم حکم آں عالم غیر مجتہد از جوابات سوالات سابقہ صاف ظاہر ست حاجت اعادہ نیست والله اعلم **جواب سوال پنجم** اگر کسے کنز الدقائق یا سفر السعادت را سبب گمراہی بدیں وجہ داند کہ مسائل او موافق منصوصات قرآن وحدیث واجماع نیست و تخریجات قیاس مجتہدین ندانکس از دائرہ اسلام بیرون خواہد شد لانکار لاکار لادلة الشرعیة واگر سبب گمراہی آں دو کتاب نقصان علم مصنف آنہا پندارد حاشا وکلا صاحب کنز الدقائق امام حافظ الدین ست جمہور اتفاق دارند بر جلالت قدر وفور علم او وصاحب سفر السعادت شیخ محمد مجد الدین الشیرازی الفیروزآبادی اللغوی القرشی الشافعی نزیل الحرم الشریف المکی ست رحمة الله علیه شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمه الله بسیار مدح او ست واگر کنز الدقائق را بدیں وجہ سبب گمراہی داند کہ فقہ حنفی ست وامام اعظم امامنا ابوحنیفة الکوفی علیه الرحمة قیاس را بر احادیث نبوی مقدم میداشتند ومسائل او اکثر مخالف حدیث اند حاشا وکلا مجتہدین اربعہ محدثین بودہ اند ولوازم حدیث دانی خوب احاطہ وحصر فرمودہ بودند وہیچ خلاف حدیث عمل

ثم کرد روی البیهقی فی المدخل باسناد صحیح الی عبد الله بن المبارک قال سمعت ابا حنیفة یقول اذا جاء عن النبی صلی الله علیه و آله وسلم فعلی الراس والعین واذا جاء عن الصحابة نختار من قولهم واذا جاء من التابعین زاحمناهم ونقل انه قال اذا صح الحدیث فهو مذهبی انتهی آری جائیکه در احادیث و قرآن و اجماع صحابه مصرح مسئله نمی یابند باشرائط اجتهاد بدان مصروف سعی میشدند وهذا امر رضی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم روی انه بعث معاذا الی الیمن فقال بما تقضی یا معاذ قال بکتاب الله قال فان لم تجد قال بسنة رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم قال فان لم تجد قال اجتهد برأیی قال الحمد لله الذی وفق رسول رسوله بما یرضی به رسوله و بعضی صحابه و تابعین بجهة صحابه اجتهادی فرموده اند وانکاری و زجری برایشان نشده و اتباع قول ایشان گردیده تفصیل آن در کتب اصول مذکور است اسفر السعادت پس صاحبش غالبا در آن کتاب بر مذهب محدثین از صحابه رفته و در بسیاری از مواضع سخن بر خلاف مذاهب مجتهدین گفته و ادعای فساد و بطلان مخالف مدعای خود نموده و دعوی عدم صحت احادیث وارده در آن کرده از این قبیل مسامحات رو داده و شیخ عبد الحق محدث دهلوی جزاه الله خیر الکشف شبهات فرموده و شرحش کما ینبغی نموده که ملتقی راهی باید که آن را با شرح تطبیق داده ذات را از قلیح ممتاز ساخته بکار خود مصروف باشد والله یهدی الی سواء السبیل والله اعلم نمقه محمد عبد الحلیم تجاوز الله الکریم عن سیاته بفضله العمیم [محمد عبد الحلیم] اصاب من اجاب والله اعلم و حکمه اتم حرره ابو البرکات المدعو بتراب علی عفی عنه [تراب علی] هو الموفق تائید الجواب الاول فی الواقع هر که حقیقت مذاهب اربعه را انکار نماید مبتدع و ضال است چه آن منکر اجماع است قال ابو زکریا النووی الشافعی فی روضة الطالبین اما الاجتهاد المطلق فقالوا اختتم بالائمة الاربع حتی او جبوا تقلید واحد منهم هؤلاء علی امة ونقل امام الحرمین فی البرهان الاجماع علیه فی التفسیر الاحمدیة قد وقع علی ان الاتباع انما یجوز الاتباع فلا یجوز الاتباع لابی یوسف و محمد و زفر و شمس الائمة اذا کان قولهم مخالفا للاربع وکذا لا یجوز الاتباع لمن حدث مخالفا لهم و لعل منشأ ما قالوا ان الامة اذا اختلفوا علی اقوال کان اجماعا وما عداها باطل و تارک تقلید مبتدع گروه است کما صرح فی الکتب الفقهیة المعتبرة والجواب الثانی جماعت علما بر آنند که بشهوت نفس و اتباع هوا تتبع رخص درست نبود مگر احتیاط و ورع در مذهب دیگر بیشتر یا بد یا در حرج عظیم و ضیق اقتصر صعب مبتلا گردد و بجز رجوع بمذهب دیگر خلاصی نیابد بحکم الضروریات تبیح المحظورات جائز بود و قرار یداده علما کوت

ودر آخر زمان تعيين وتخصيص مذهب ست وضبط وربط كار دين ودنيا هم درين صورت بود از اول تخير
است هر كدام را كه خواهد اختيار نمايد صورت دارد ليكن بعد از اختيار يكے بجانب ديگرى رفتن بے توهم سوء
ظن وتفرق وتشعب در اعمال واحوال نخواهد بود وقرار داد علماى متاخرين برين ست وهو المختار وفيه الخير
كذا قال الشيخ عبد الحق الدهلوى عليه الرحمة وقال عبد الرحيم في نهاية السوال اذا قلد مجتهدا فليس له
تقليد غيره اتفاقا وفي مطالب المؤمنين قال فخر الدين محمد اگر اين مرد عامى ست ساقط القول والشهادة
شود واز همه فاسقان بدتر باشد واگر عالم ست بتبديع وضلال گردد وواجب بود منع وى وزجر وى حكى
ان رجلا من اصحاب ابى حنيفة خطب الى رجل من اصحاب الحديث ابنته في عهد الشيخ ابى بكر الجوزجانى
فابى الرجل ان يزوجه الا ان يترك مذهبه لمذهب اصحاب الحديث فيقرأ خلف الامام
ويرفع يديه عند الانحطاط ونحو ذلك فاجابه الى ذلك فقال الشيخ ايده ما سئل عن هذه
الحادثة النكاح جائز ولكن اخاف على هذا الرجل ان يذهب ايمانه وقت النزع فقيل ولم ذلك قال
لانه استخف بمذهبه الذى هو حق عنده واخذ مذهبا هو عنده ليس بحق اولا اخاف على ايمانه
لاستخفافه بدينه قال ولو ان رجلا من اهل الاجتهاد يرجع من مذهبه في مسألة او اكثر منها باجتهاد
لما وضح له من الكتاب والسنة او غيرهما من الحجج لم يكن ملوما بل كان ماجورا فاما الذى لم يكن من اهل
الاجتهاد فانتقل من قول الى قول من غير دليل لما يرغب من غرض الدنيا فهو مذموم آثم مستوجب للتعزير لارتكابه المنكر في الدين
واستخفافه بدينه ومذهبه وحنفيان را نماز گزاردن عقب چنين شخص اگر در طهارت وارکان نماز موافق مذهب حنفى
عمل مى نمايد مكروه است والا غير جائز انتهى والمذهب الثالث مرد جاهل را تقليد واتباع يكے از ائمه اربعه واجب ولازم
است قال خاتم المحدثين عبد الحق الدهلوى اين چهار تن از امامان دين ومقتدايان ملت اند كه ضبط وربط احاديث
واقوال صحابه وسلف وتطبيق وتوفيق ميان آن نموده وتفسير وتاويل وبيان ناسخ ومنسوخ كرده وغايت مثل
مجهود درين باب فرموده استنباط احكام بقياس واجتهاد از نصوص كتاب وسنت نموده اند غير مجتهدان را ولو
كانوا علماء متقين جز تابع بودن چاره وسبيلى نيست وبالجمله مذاهب حق وطريق وصول بمنزل مقصود والجواب
در آخر خانه دين اين چهار مذهب وهر كه راهى ازين راهها ودرى ازين درها اختيار كرده برآمد ديگر رفتن نخواهد عبث وبيهوده باشد
وكارخانه عمل را از ضبط وربط بيرون افگندن واز راه مصلحت بيرون افتادن ست واين طريقه متاخران
است كه اتباع مجتهد واحد را لازم وواجب ساخته اند مى شمارند وشك نيست كه اين طريقه محكم ومضبوط است انتهى واتباع علما

زمان پرده گوشه است یعنی آنکه اتباع علمای حنفیه یا شافعیه یا مالکیه یا حنبلیه تخصیص بها می نماید فیها و دیگر آنکه عالم
هر مذهبی که از مذاهب اربعه می باید تقلید وی شی می نماید فهو ممنوع و محظور قال المحقق الدهلوی و چون وحدت
وجه در مذاهب اربعه قرار یافت اکنون تابع مجتهدی را نمیرسد که تقلید آن گذاشته تقلید دیگری نماید قبله توجه
یکے باید چه امام شریعت و چه شیخ طریقت تا بنای توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیه اتفاق العلما انتهی
و نظیر چنین تخصص در جواب سوال دوم مذکور گشته **الجواب الرابع** رای عالم مسئول عنه خطاست زیرا که
تخیر تقلید یکی از ائمه اربعه برای هیچ کس لازم نیست لانه اذا تمسك بالكتاب والسنة فلا يخلو اما ان يكون له قدرة
معرفة وجوهه ومعانيه وطرقه واحكامه اولا والثاني لابد ان يكون له مع ذلك ملكة
الاستنباط والقدرة التامة على استخراج المسائل اولا والاول هو المجتهد ولا كلام فيه بل نحن
ايضا مقرون بعدم اتباع المجتهد الآخر والثاني اما ان يكون تابعا لاحد من الائمة الاربعة فهو
المراد اولا يكون تابعا لاحد بل يقول انه عامل على الاصول التي هي ثلثة ولست بتابع لاحد فيقول له
ان يكون اصول الشرع ثلثة انما هو اول مسألة بناه ابو حنيفة وايضا لا اقل من ان يحتاج في
المسئلة القياسية وفي معرفة الناسخ والمنسوخ وفي معرفة كون الاجماع قطعيا مقدما على خبر
الواحد وكون العام المخصوص البعض ظنيا وامثاله من جميع تقسيمات الكتاب والسنة والاجماع
واحكامها اذ ما كل ذلك الا اصطلاحات ابي حنيفة فالى اي شئ يهرب يلزم التبعية ضرورة و
اما الثاني وهو انه اذا التزم التبعية يجب عليه ان يدوم على مذهب التزمه ولا ينتقل الى مذهب
آخر فلان الانتقال يوجب ان يظهر عنده بطلان المذهب السابق والحال ان اهل كل مذهب
يقول بحقية المذاهب الاربع فقد وقع فيما الجئ على ان العامي لا وجه له الى الانتقال والعالم غاية
وجه انتقاله ترجيح الادلة من جانب المرجوع اليه وهو موقوف على ازدياد الفضيلة ونقصانها فان
كل واحد نصب دلائل على طبق مذهبه والعالم الغير المجتهد ليس له في قدرته ترجيح المذاهب بحسب الدلائل
فان ذلك موقوف على معرفة اصطلاحات كل واحد ومعرفة الكتاب بتقسيماته الاربعة وكذا السنة
مع تقسيماتها المختصة بها والاجماع باقسامها الثلثة والاقيسة بشروطها واحكامها واركانها ووقوعها او
كل ذلك متعذر في حق المقلد ومع ذلك لا يعلم ما هو الحق عند الله تعالى فالانتقال من مذهب الى
مذهب آخر كذلك لا يجوز ان يعمل في مسألة على مذهب وفي الاخرى على آخر لان العامي لا وجه له في هذا الباب

واما العالم فالظاهر ان لا وجه له اليه الا العلم بان الامام الفلانی قد اخطأ فی المسألة الفلانية واصاب فی الفلانية والامام الفلانی على عكس هذا كما ان يقرء الحنفی الفاتحة عقيب الامام فانه لا يجوز ان اعتقد انه قد اصاب الشافعی رح فی ذلك بخلاف ابی حنيفة رح فانه باطل بالضرورة وان ظن ان دليل الشافعی رح وهو قوله عليه السلام لا صلوة الا بفاتحة الكتاب صريح فی هذا المعنى فذلك موقوف على معرفة هذا الحديث ومعرفة الحجة لابی حنيفة رح ومعرفة انه لا حجة وسبق من هذا وامثال ذلك مما هو ليس من شان المقلد لان كل احد يتعصب على مذهبه دلائل وشواهد ولكل وجهة هو موليها وفوق كل ذی علم عليم هذا خلاصة ما فی التفسير الاحمدی

الجواب الخامس کسیکہ کنز الدقائق وسفر السعادت وغیرہ کتب احادیث وفقہ را موجب گمراہی وضلالت تصور نماید کافر ست لان اهانة علم الدين كفر قال فی العالمگيرية نقلا عن التاتارخانية رجل قال قياس ابو حنيفه حق نيست يكفر والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه احقر العلما خادم احمد غفر الله الصمد

خادم احمد

الجواب صحيح موافق لاهل السنة والجماعة كتبه الفقير محمد عبد الرزاق عفی عنه. الروايات التی استخرجها المجيب من الكتب المعتبرة معتبرة ومأخوذة عند علماء اهل السنة والجماعة حرره العبد المسكين ابو الخير معين الدين تجاوز الله عن سيأته يوم الدين

محمد معين الدين

هو الموفق للجواب والملهم للصواب جواب از سوال اول اینکہ حقیقت مذاہب ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالی رحمۃ واسعۃ در کتب معتبرہ ببراہین لامعہ مبین ودرز بستہ شدہ بحجج ساطعہ مبرہن منکرش بالیقین مفسد دین قال فی التفسيرات الاحمدية فی بيان الآيات الشرعية فان قلت اذا كان الحق فی موضع الخلاف واحدا فما معنى حقية المذاهب الاربعة قلت معناها ان الواحد يحتمل ان يكون فيما قاله الشافعی رح ويحتمل ان يكون فيما قاله ابو حنيفة رح فيكون كل من المذاهب الاربعة حقا بهذا المعنى انتهى ودر تہذیب المذاہب گوید روایت کردہ شدہ است باسناد صحیح از ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہ فرشتہ نزد رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیامد وگفت خوابی دیدہ ام کہ میان زمین وآسمان خیمہ نصب کردہ شدہ آنرا چہار طناب است ہر چہار را چہار مرد نگاہ میدارند فرمود آن خیمہ دین اسلام وچہار مردان کہ میدہی ایشان چہار مردانی اند کہ بعد من ظاہر شوند وصاحب مذہب باشند انتہی وتقلید احدی از مجتہدین ارکان اربعہ لازمست درین زمان بر سائر اہل ایمان واجب ولازم وبد دانستہ این مبتدع وآثم کما ستصرح ان شاء اللہ تعالی عن قریب وادعائش باتباع کتب حدیث وعمل بقول صلی اللہ علیہ وسلم افترا وباطل وغیر مقبول است

چه بعامی بلکه بعلمای این زمان عمل بحدیث بدون اقتدای مجتهدان غیر جائز و نارواست زیراکه مستعمل بحدیث
معرفت اقسام عامه و خاصه سنت و اوصاف آنها و حال اهل روایت از بدایت تا نهایت و مواضع ورود آن و
محاورت و عادت اهل لسان در آن بلده و ادن واجب و لابدی و جمیع این امور در اهل علم این روزگار مفقود
قال شیخ الهند مولانا عبدالحق الدهلوی علیه رحمة الحق القوی اما درین روزگار رسیدن این کار صورت نه بندد چه
مجتهدان دین احادیث و آثار را تتبع نموده ناسخ را از منسوخ و صحیح را از سقیم جدا ساخته و تحقیق و تاویل
آن فرموده و تطبیق و توفیق میان آنها داده مذهبی قرار داده اند عوام مسلمانان را بلکه علمای ایشان را
درین روزگار این قوت و طاقت کجاست که این کار از دست ایشان برآید ایشان را جز متابعت مجتهدان
کردن و در پی ایشان رفتن حیلتی نبود و چاره نه والعهدة علیهم این کار متقدمین محدثین را میسر بود انتهی
بالجمله کسیکه انکار مذاهب نماید و تمذهب را مذموم پندارد و اتباع کتب حدیث را دعوی سازد درین زمانه مبتدع است
واقتدا بایش مکروه فی تنویر الابصار و یکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی الا ان یکون اعلم
القوم ومبتدع لا یکفر بها وان کفر بها فلا یصح الاقتداء به اصلا انتهی **جواب از سوال ثانی**
اینکه در التزام مذهب معین میان علمای علام و شیوخ اسلام اختلاف است و بنا برآن در تتبع رخص شرعیه نیز
بعضی بعدم وجوب التزام و جواز تتبع قائل اند والیه ذهب امام اهل الکشف والشهود والواقف
باسرار الوجود خلیفة الله فی الارضین معجزة من معجزات سید النبیین خاتم الولایة المحمدیة
فی فتوحاته المکیة رضی الله عنه وارضاه واوصلنا ببرکته الی غایة ما یتمناه و متبعه من هو بین
المحققین کالشمس بین النجوم ملک العلماء مولانا بحر العلوم قدس الله سره الخطیر فی شرح التحریر
و بیش دیگران از متاخرین التزام مسلک معینه لازم و تتبع رخص شرعیه فاسق آثم قال فی التفسیر المسطور آنفا
ولکن ینبغی ان یقلد واحدا التزمه ولا یؤول الی آخر انتهی وقال فی الاصول الرضا الانتقال من
مذهب بعد التقلید به الی مذهب فاکثر العلماء علی انه لا یجوز لشهوة النفس واتباع الهوی وتتبع
الرخص الا اذا رجح حقیة المجتهد الاخر فی اعتقاده اورأی الفضل والاحتیاط والورع اکثر
فی مذهبه او ابتلی بواقعة صعبة وحرج عظیم لا یجد المخلص منها الا بالعمل بمذهب آخر وعلیه
حجة الاسلام واما طریق المتاخرین فالتخصیص والتعیین بمذهب وهو الاقرب الی دفع الانتشار فی امور الدین
ولا یختار من المذاهب ما یشاء بل منع بعضهم عن التقلید بغیر الائمة الاربعة لانضباط مذاهبهم انتهی

وہمین مصلحت ست درین زمان برای علما وعوام مسلمانان وعدم التزام تقلید وتتبع رخص بدون تقید
موجب تشتت حال وتفرق اعمال پس بسلک جمعیت ومسالہ رفتن وسبیل حیلہ برای جستن ناروا و
مرتکبش مبتدع مکروہ الاقتدا قال الامام جلال الدین المحلی فی شرح الجوامع ثم فی خروجہ عنہ اقوال
احدها انه لا يجوز لانه التزمه وان لم يجب التزامه وثانيها يجوز والتزام ما لا يلزم غير ملزم
ثالثها انه لا يجوز فی بعض المسائل والاصح انه يمتنع تتبع الرخص فی المذاهب بان ياخذ
من كل منها ما هو الاهون فيما يقع من المسائل وعن ابی اسحق انه يفسق به انتهی

جواب از سوال ثالث اینکه در اتباع یکی از مجتہدان علیہم الرحمۃ والرضوان میان مشایخ کرام وفقہای عظام
از متقدمین ومتاخرین اختلاف ست بعضی گفتہ اند کہ غیر مجتہد مطلق را جز تابع الشان بودن و پیروی یکی
نمودن چارہ نبود ودلیلش فی شرح الجوامع المذکور سابقا یجب علی العامی وغیرہ ممن لم یبلغ مرتبة
الاجتهاد التزام مذهب معين من مذاهب المجتهدين يعتقده ارجح من غيره او مساويا له
وان كان فی نفس الامر مرجوحا على المختار المتقدم ثم فی المساوی ينبغی السعی فی اعتقاده ارجح
ليتجه اختياره على غيره انتهی وقال الامام ابن الهمام رئيس الفحول فی تحرير الاصول نقل
اجماع المحققين على منع العوام من تقليد اعيان الصحابة بل من بعدهم الذين سبروا
ووضعوا ودونوا وعلى هذا ما ذكر بعض المتاخرين من منع تقليد غير الاربعة لانضباط مذاهبهم
وتقييد مسائلهم وتخصيص عمومها ولم يدر مثله فی غيرهم الآن لانقراض اتباعهم وهو صحيح انتهی وايضا فيه
غير المجتهد المطلق يلزمه التقليد وان كان مجتهدا فی بعض مسائل الفقه وبعض العلوم كالفرائض على القول
بالتجزی وهو الحق فيما لا يقدر عليه او مطلقا على نفيه وقيل فی العالم بشرط تبين صحة مستنده والا لم يجز لنا
عموم فاسئلوا فيمن لا يعلم فيما لا يعلم لتعليقه بعلة عدم العلم وايضا لم يزل المستفتون يتبعون بلا ابداء مستند ولا نكير انتهی
وبعضی از متقدمین بعدم آن والیہ ذہب القاضی البہاری فی مسلم الثبوت وشارحہ فی شرح تحریر الاصول وفواتح
الرحموت ولعل الاقتدا بالقدما الاعلام بوابة الى دار السلام ومختار درین روزگار اتباع احدی از مجتہدین واقتدای یکی
از ائمہ اربعہ دین ست کما یشہد بہ قول نقاد الحدیث النبوی الشہیر بشاہ ولی اللہ الدہلوی فی عقد الجید
فی احكام الاجتهاد والتقليد اعلم ان فی الاخذ بهذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة وفی
الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة ونحن نبين ذلك بوجوه احدها ان الامة اجتمعت

على ان يعتمدوا على السلف في معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا في ذلك على الصحابة رض و تبع التابعين اعتمدوا على التابعين وهكذا في كل طبقة اعتمد العلماء على من قبلهم والعقل يدل على حسن ذلك لان الشريعة لا تعرف الا بالنقل والاستنباط والنقل لا يستقيم الا بان ياخذ كل طبقة عمن قبلها بالاتصال ولا بد في الاستنباط من ان يعرف مذاهب المتقدمين لئلا يخرج من اقوالهم فيخرق الاجماع ويستعين في ذلك بمن سبقه لان جميع الصناعات كالصرف والنحو والطب والشعر والحدادة والتجارة والصياغة لم يتيسر لاحد الا بملازمة اهلها واذا تعين الاعتماد على اقاويل السلف فلا بد من ان يكون اقوالهم التي يعتمد عليها مروية بالاسناد الصحيح او مدونة في كتب مشهورة وان تكون مخدومة بان يبين الراجح من محتملاتها وتخصيص عمومها في بعض المواضع وجمع المختلف فيها وتبيين علل احكامها والا لم يصح الاعتماد وليس مذهب في هذه الازمنة المتاخرة بهذه الصفة الا هذه المذاهب الاربعة اللهم الا الامامية والزيدية وهم اهل البدعة لا يجوز الاعتماد على اقاويلهم وثانيها قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها خروجا عن السواد الاعظم فما ذهب اليه ابن حزم حيث قال التقليد حرام ولا يحل لاحد ان ياخذ قول احد غير رسول الله صلى الله عليه وسلم بلا برهان الى اخره في من له ضرب من الاجتهاد ولو في مسئلة واحدة وفيمن ظهر عليه ظهورا بينا ان النبي صلى الله عليه وسلم ... وانه ليس منسوخ انتهى ملخصا وفي الانصاف في سبب الاختلاف اعلم ان الناس كانوا في الاولى والثانية غير مجتمعين على التقليد بمذهب واحد وبعد المائتين ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك الزمان فان قلت كيف يكون شيء واحد غير واجب في زمان وواجبا في زمان اخر مع ان الشرع واحد فليس الاقتداء بالمجتهد المستقل واجبا ثم صار واجبا الا قولا متناقضا متنافيا قلت الواجب الاصلي ان يكون في الامة من يعرف الاحكام الفرعية عن ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك اهل الحق ومقدمة الواجب واجب فاذا كان للواجب طرق متعددة وجب تحصيل طريق من تلك الطرق واذا كان له طريق واحد وجب ذلك الطريق بخصوصه كما اذا كان الرجل في مخمصة شديدة

وکان لدفع مخمصة طرق من شراء الطعام والتقاط الفواكه من الصحراء والاصطياد وما يتقوت به يجب
تحصيل طريق من تلك الطرق لا على التعيين ثم انسدت تلك الطرق الا طريق واحد فهو يجب بتلك الطريق
بخصوصه وكما كان السلف يكتبون الحديث ثم صار يومنا هذا كتابة الحديث واجبة لان رواية
الحديث لا سبيل لها اليوم الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون بالنحو واللغة لان لسانهم
كان عربيا لا يحتاجون لهذه الفنون ثم صار يومنا هذا معرفة اللغة العربية واجبة لبعد العهد عن
العرب الاول وشواهد ما نحن فيه كثيرة جدا وعلى هذا ينبغي ان يقاس وجوب التقليد لامام بعينه
لانه قد يكون واجبا وقد لا يكون واجبا فاذا كان انسان بل جاهل في بلاد الهند او بلاد ما وراء النهر
وليس هناك شافعي ولا مالكي ولا حنبلي ولا كتب هذه المذاهب وجب عليه ان يقلد بمذهب ابي حنيفة
ويحرم عليه ان يخرج من مذهبه لانه حينئذ يخلع من عنقه ربقة الشريعة ويبقى سدى مهملا بخلاف
ما اذا كان في الحرمين فانه يتيسر هناك معرفة جميع المذاهب ولا يكفيه ان ياخذ بالظن من غير
ثقة ولا ان ياخذ من كتب غير مشهورة كما ذكر كل ذلك في النهر الفائق شرح كنز الدقائق انتهى ملخصا
پس مرد جاہل اشیئے بتقلید مجتہدی نسازد از عہدۂ وجوب بیرون نشود و ہرگہ تقلید کرد از دائرۂ لزوم خارج
گردد وفي المذكور فالمقلد اذا قلد اى مجتهد يخرج عن عهدة الوجوب انتهى و وی را
لازم ست کہ در دینیہ کار بند قول عالمی متقی تحفۃ التقلید والمسالک کہ برطبق تصریح فقہاء فتوی بیان سازد
و دفق منقح شرح ترجمہ احادیث نماید جواب از سوال رابع اینکہ عالم غیر مجتہد اگر [illegible] کار بند
برصواب لا بر خطا بلکہ متبع مکروہ الاقتداء جواب از سوال خامس اینکہ کسیکہ کنز الدقائق
و سفر السعادة را از کتب دینیہ باعث ضلالت و موجب گمراہی داند در پے اہانت آن گردد کافر شود لان
اهانة العلم كفر كما صرح به في شرح الفقه الاكبر لملا على قاري عليه رحمة الرب البارى والله اعلم وحكمه
احكم وفقنا الى السبيل السوي والصيانة عن الطريق الضال والمسلك الغوي كتبه الفقير الاثيم ابو الاحياء محمد
نعيم الرب الحكيم من زمرة اهل جنة النعيم ۲۷ رجب [illegible]

اجعلني من ورثة جنة النعيم

جواب سوال
اول ہیچ مذہب گرفتن را بدانستن چند صورت دارد و حکم ہر صورت جدا ست یکی آنکہ مجتہدین را بدون
کتاب و سنت برآوردہ اند انکار نماید واتباع آن مسائل را بداند من حیث آنکہ از کتاب و سنت
مستخرج ست اتباع او ناجائز ست چرا کہ اہانت علما کفر ست وانکار کتاب و سنت کفر دیگر آنکہ

انکار مذهب و بد دانستن مذهب گرفتن یعنی اینکه اخذ مذهبی از مذاهب ائمه مجتهدین و تقلید شان بدعت است و منکر این چنین
شخص مبتدع و ضال و مضل است چه مذهب آنها چیست در دین که مجتهدین از کتاب و سنت فهمیده اند پس چگونه قابل انکار
باشد و مذهب گرفتن عبارت است از آن راه رفتن کسی که خود ندانند و این خود واجب است بموجب عموم فاسئلوا
اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون و آیه واتبع سبیل من اناب الی آخر و آیه لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر
درین آیات امر است باتباع و سوال از علما و شنیدن سخن علما در صورت ندانستن و نه فهمیدن پس این امری واجب چگونه
بد باشد نماز پس چنین شخص جائز و مکروه است دیگر آنکه انکار مذاهب و بد دانستن مذهب گرفتن بدین معنی که
بد دانند التزام مذهبی معین را بطور وجوب یعنی کسانیکه التزام مذهب معین را واجب عقیده ساخته اند و غیر ملتزمین
مذهب را بد دانند و با وجود ضرورت خواه یافتن حدیث صحیح اتباع مجتهد خویش نگذارند و نقل از مذهب مجتهد خویش
بمذهب مجتهد دیگر از محرمات پندارند بد ندانیان مومن صحیح اند نماز عقب شان صحیح چه این عقیده وجوب التزام
موصوف عقیده محدثه است در قرون ثلاثه نبود و تشریع است من عند نفسه پس اینها را بد دانستن بدعت
است ما نفس التزام مذهب معین بدون اعتقاد وجوب آن پس بنا بر مصالح و نظم اعمال و عدم تفقه خوف بعض
اسباب داخل است در عموم آیات سابقه چه هرگاه اتباع اهل ذکر را شارع واجب گردانید اتباع شخص
خاص هم دران داخل است آخر هر عام در ضمن خاص موجود خواهد شد باقی دعوی اتباع حدیث اگر واقع است مدعی
عارف است باقسام حدیث و ناسخ و منسوخ و ممیز صحیح از سقیم است پس عین ایمان است **جواب سوال
دوم** تتبع رخص بقصد تلهی حرام است قال الله تعالی لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم هزوا و لعبا من
الذین اوتوا الکتاب والکفار اولیاء و بلا قصد تلهی محض بنظر آیه کریمه یرید الله بکم الیسر و حدیث صحیح
الدین یسر جائز است و نزد کسانیکه استمرار بر مذهب واجب است جائز نخواهد پس ابتداء جائز است ما وجوب
استمرار بر مذهب از کتاب و سنت پس برین دلیلی نیست و تشریع است من عند نفسه چه کسانیکه استفتا از
ابوبکر صدیق رضی الله عنه میکردند از ابوهریره نیز میکردند و عمل می نمودند **جواب سوال سوم** جاهلی که تقلید
احدی از ائمه را لازم نگرفته محض بگفته عالم متقی دیندار بدون تقلید مذهب راه میرود مومن صحیح است مبتدع
نیست چه تقلید احدی از ائمه بطور تعیین لازم نیست بعموم آیه کریمه فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون
هر مجتهد را در هر مسئله که خواهد اتباع نماید این اتباع و تقلید بر سبیل عموم واجب است و همین است معنی واجب
مخیر که حجة الله علی العالمین شاه عبد العزیز قدس سره در فتح العزیز فرموده اند و جاهل را خود مذهب نیست

العامی لا مذهب له قول علمای حنفیه ست رحمة الله علیهم اجمعین و عالم رامی باید که روایت فقهیه را بر کتاب و سنت عرض نموده فتوی داده باشد و عامی را اتباع این چنین عالم جائز ست و تخصیص عمل بفتوے مجتهدی خاص تغیر حکم شارع ست از عموم بخصوص بدون برهان و تشریع ست من عند نفسه در مسائلے که از استنباط حاصل شوند از ظاهر کریمه و حدیث نه بر آید اتباع مجتهد ضرور ست چه درین مسئله اهل ذکر مجتهد ست لا غیر و آن عالم متقی خود درین چنین مسائل تابع مجتهدی خواهد بود ورنه فتوی برای خواهد داد متقی و دیندار نخواهد بود جواب سوال چهارم این چنین عالم مصیب ست حق اصابت چه تمسک بکتاب الله بر تمام عالم فرض ست و بحدیث رسول مقبول صلے الله علیه وسلم واجب الاتباع ست ما آتاکم الرسول فخذوه نص صریح ست لیکن شناختن این معنی که حدیث صحیح ست یا غیر منسوخ باعانت کتب قوم ضروری ست و اجماع خود حجت ست بحکم لا تجتمع امتی علی الضلالة و قیاس بآیه فاعتبروا یا اولی الابصار قابل اعتبار ست لیکن در قیاس شرائط اجتهاد در کار و این چنین عالم مجتهد نیست پس اتباع مجتهدے بحکم عموم فاسئلوا اهل الذکر واجب ست و مسلک این عالم بس محکم و مطابق مرضی خدا و رسول ست چنانچه از آیات کریمه واضح شد جواب سوال پنجم کتب دینیه را سبب گمراهی دانستن کنز الدقائق باشد خواه سفر السعادت من حیث کتب دینیه کفر ست و اگر بسبب بی اعتمادی بر مصنفین باشد کفر نیست فقط سخاوت علی الفاروقی المهدی ۴ شهر رمضان چهارشنبه ١٢٩٤ در شهر جونپور تحریر یافت ١٥٨

سوال ١٢٧ ایک شخص حنفی مذہب تقلید شخصی کو واجب نہین جانتا بلکہ جائز کہتا ہی اور نماز مین شرائط ادارکان و سنن موافق حنفیہ کے بجالاتا ہی اور آمین بالجہر کہنے والے کو بھی مسنون کا عامل کہتا ہی نماز پیچھے ایسے شخص کے بلاکراہت جائز ہی یا نہین اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو ناجائز کہے اسکا کیا حکم ہی شرعًا اور نماز مین آمین پکار کر کہنے والے کو مسجد سے نکلوا دینا کیسا ہی بینوا توجروا الجواب والله الموفق للصواب نحمده و نستعینه و نصلی علیہ عقیدہ جواز تقلید شخصی موافق ہی محققین حنفیون کے جیسا کہ فرمایا علامہ عبد العلی بحر العلوم حنفی نے شرح مسلم الثبوت مین لا یجب الاستمرار و یصح الانتقال و هذا هو الحق الذی ینبغی ان یؤمن و یعتقد به اور کہا علامہ ابن الہمام حنفی نے تحریر مین لو التزم مذهبا معینا کابی حنیفة رح والشافعی رح فقیل یلزمه و قیل لا و هو الاصح اور علامہ شرنبلالی حنفی نے عقد الفرید مین لکھا ہی لیس علی الانسان التزام مذهب معین اور یہی مختار ہی علامہ محمد عبد العظیم حنفی مفتی مکہ و شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب و امیر حاج و سید بادشاہ و قاضی ابراہیم اور بہت سے مشائخ کبار کا حنفیون سے جبکہ عقیدہ اسکا موافق ہوا محققین احناف سلف و خلف کے اور مذہب حنفی

رکھتا ہی اور نماز میں رعایت کرتا ہی شرائط و ارکان و سنن حنفیون کی لیکن نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا خلاف احد کے
جائز ہی رسالۃ الاہتداء فی الاقتداء ملا علی قاری میں ہی ذهب عامة مشايخنا الى الجواز اذا كان يحتاط في
موضع الخلاف والا فلا والمعنى انه يجوز في المراعي بلا كراهة وفي غيره معها ثم المواضع المهمة للمراعاة
ان يتوضأ من الفصد والحجامة والقيء والرعاف ونحو ذلك لا فيما هو سنة عنده مكروه عندنا
كرفع اليدين في الانتقالات وجهر البسملة واخفائها فهذا وامثاله لا يمكن الخروج عن عهدة الخلاف
فكلهم يتبع مذهبه ولا يمنع مشربه انتهى وفي حاشية الاشباه للخير الرملي الذي يميل اليه
خاطري القول بعدم الكراهة اذا لم يتحقق منه مفسد كذا في الشامي ص ۵۸۸ مطبوعہ مصر
اور قول سدیدیہ میں ہی يجوز صلوة المسلمين بعضهم خلف بعض كما كان الصحابة رض والتابعين ومن بعدهم
من الائمة الاربعة يصلي بعضهم خلف بعض مع تنازعهم في هذه المسائل المذكورة وغيرها ولم يقل
احد من السلف انه لا يصلي بعضهم خلف بعض ومن انكر ذلك فهو مبتدع ضال مخالف للكتاب
والسنة واجماع سلف الامة وائمتها وقد كان في الصحابة والتابعين ومن بعدهم من يقرء
البسملة ومنهم من لا يقرءها ومنهم من يجهر بها ومنهم من لا يجهر بها پھر کئی سطرون کے بعد لکھا ہی ومع
هذا فكان بعضهم يصلي خلف بعض مثل ما كان ابو حنيفة واصحابه والشافعي وغيرهم يصلون
خلف ائمة المدينة من المالكية وغيرهم ان كانوا لا يقرؤن البسملة لا سرا ولا جهرا وهكذا في حجة الله البالغة
اور قول عدم جواز اقتداء محض ضلالت وگمراہی ہی فقہ اکبر لابی حنیفہ رح میں ہی الصلوة خلف كل بر وفاجر من
المؤمنين جائزة اسکے تحت میں ملا علی قاری فرماتے ہین فمن ترك الجمعة والجماعة خلف الامام الفاجر
فهو مبتدع عند اكثر العلماء والصحيح انه يصليها ولا يعيدها اور پھر منتقی سے نقل کیا سئل ابو حنيفة عن مذهب
اهل السنة والجماعة فقال كذا وكذا وان يصلي خلف كل بر وفاجر وشرح عقائد میں ہی يجوز الصلوة خلف كل بر
وفاجر لقوله صلى الله عليه وسلم صلوا الخ ولان علماء الامة كانوا يصلون خلف الفسقة واهل الاهواء
والبدع من غير نكير اور کہا حاشیہ میں اسکے خلافا للشيعة فانهم قد اشترطوا العصمة في الامامة
الصغرى كالكبرى والخوارج ايضا فان الكافر عندهم فاجر پس ثابت ہوا کہ امام اعظم رح اور تمامی
اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہی کہ نماز پیچھے ہر مومن کے جائز اور جو شخص جمعہ اور جماعت ترک کرے بسبب فاجر
ہونے امام کے وہ مبتدع اور ضال ہی اور عقیدہ شیعہ اور خارجی کا رکھتا ہی اور یہ خلاف شیعہ اور خارجی کا امام کبیرہ ہونے

کی تقدیر پر ہو اور جبکہ نیک ہو جیسا کہ سوال سے ظاہر ہوتا ہے تو آمین کسی اہل قبلہ کا اختلاف نہیں ہے پس قائل عدم جواز صلوٰۃ کا پیچھے شخص مسئول عنہ کے مُحش ضال و مضل ہے نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ الفاسدۃ

جواب سوال دوم مومن کو مسجد سے روکنا خصوصًا فعل مشروع کے سبب سے بڑا گناہ ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیہا اسمہ وسعیٰ فی خرابہا اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاخرۃ عذاب عظیم

ہو اقعی نماز پیچھے ایسے شخص کے بلا کراہت جائز ہے اور جو شخص مذکور کی اقتدا کو ناجائز رکھے وہ مخطی ہے اور آمین پکار کر کہنے والے کو صرف باعث اس عمل کے مسجد سے نکلوا دینا درست نہیں ہے واللہ اعلم حررہ ابو الاحیار محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم

الجواب صحیح حررہ الراجی الی رحمۃ ربہ الکریم ابو محی الدین محمد ابراہیم غفر لہ ولوالدیہ۔ یہ جواب صحیح ہے فی الواقع جو حنفی تقلید شخصی کو واجب نہ جانتا ہو اور ارکان وغیرہ موافق حنفیہ کے کرتا ہو اور آمین بالجہر کو بھی مسنون سمجھتا ہو اُسکے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے اور حکم کرنا عدم جواز امامت اُس شخص کا ضلالت ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ⁽²¹⁾ کسیکہ انکار مذہب ائمہ و مذہب گرفتن رابد دانند و اتباع کتب حدیث ادعوی کند حکمش چیست متبع ست یا چہ ہو المصوب اصحاب مذاہب چہار ابو حنیفہ و چہ شافعی و چہ مالک و چہ احمد و چہ غیر ایشان این تدوین مذاہب و استخراج مسائل خلاف شرع نساختند بلا دلیہ مستند ہر یک ہستند و سبب اختلاف فیما بین شان وقوع اختلاف در فہم معنی آیات واحادیث نہ آنکہ احدی را تعصبے راہ دادہ باشد یا آنکہ قیاس را بر شرع مقدم کردہ باشد حاشا و کلا جملہ ائمہ بری ازتقدیم قیاس مبرا ہستند و نسبت کنندہ این امر بطرف یکی از ایشان کاذب و مفتری ست و آنچہ کہ بعضی متعصبین حنفیہ را اصحاب الرای می نویسند قول ایشان از پایۂ اعتبار ساقط ست و در اینجا لطیفہ بخیال میگذرد و آن اینکہ الف لام کہ داخل بر رای ست عہدی ست و مراد از ان رای دقیق ست پس فی الحقیقۃ حنفیہ اصحاب الرای ہستند یعنی اصحاب الرای الدقیق حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی در مجمع مؤسس سنے المعجم المفہرس اقرار این امر می سازند کہ آن چنان کہ در مذہب حنفی قواعد منضبط ہستند در مذاہب باقیہ نیستند پس حق جل شانہ از زبان متعصبین وصف حسن حنفیہ خارج کنانید لیکن او شان مطلبش نہ فہمیدند الحاصل مذاہب مدونہ مخالف آیات و احادیث و اجماع و قیاس نیستند اصل ہر مسئلہ یکی از این چار ست شاہ ولی اللہ دہلوی در انصاف فی بیان سبب الاختلاف می نویسند اما بعد فالقصد ام تکن مسئلۃ من المسائل التی تکلم

فيها من قبلهم والتي وقعت في زمانهم الا وجد وفيها احاديثا مرفوعا متصلا او مرسلا او موقوفا
صحيحا او ضعيفا او حسنا او اثرا من آثار الشيخين او سائر الخلفاء فيسر الله لهم العمل
بالسنة على هذا الوجه انتهى هرگاه این امر مهد شد پس میگوییم که منکر مذاهب اربعه و بد دانندهٔ آنها اگر بدین سبب بد
میداند که مذاهب اربعه موافق شرع نیستند آن شخص کافر خواهد شد لانه اهان الدین واگر در اعتقاد خود می پندارد
که مذاهب اربعه خلاف شرع ونصوص هستند پس آن کس مخطی ست لما مهدناه آنفا بتفکر تامل باید فهمید که اگر
ایمه مجتهدین تحقیق مسائل وتدوین آنها چنانکه هست نمیکردند تمام عالم مظلم وگمراه بودی وکسی را اطلاع
بر حکم شرع حاصل نشدی چه بسیاری از احکام این چنین هستند که از ظاهر نصوص مستنبط نمیشوند پس بد دانستن
این مذاهب احسان فراموشی ست اما دعوی اتباع کتب حدیث پس اگر مدعی اتباع صحیح از سقیم حسن از ضعیف
وناسخ از منسوخ می سازد وبه طبق محدثین سالفین بر شرح معانی آثار واحادیث وآیات قدرت وارد وسوا
آن بر جمله فنون ضروریه متعلقه کتب حدیث وغیره مهارتی دارد آن کس قابل مدح ست وظاهر ست
که وجود این چنین کس فی زماننا هذا مثل وجود عنقا البته در مائه ثامنه بسیار کسان موصوف بصفات مذکوره
یافته شدند وبعد ازان در مائه تاسعه علامه جلال الدین سیوطی خاتمة الحفاظ شدند وبعد ازان در مائه
عاشره هم بعضی علما مثل ملا علی قاری وشیخ عبد الحق محدث دهلوی وغیره قدم بقدم محدثین شدند مگر برتبه
ایشان نرسیدند وبعد ازان تا الی الآن کسی یافته نشد که تمیز حدیث صحیح از ضعیف کما حقه نماید فضلا عن المهارة
فیه الا ما شاء الله تعالی فی زماننا محدث آنکس را می شمارند که صحاح سته را درس دهد وتوضیح مطالب حدیث
عام فهم کرده دهد فانا لله وانا الیه راجعون صاحب کشف الظنون از علامه تاج الدین سبکی نقل می سازد
واعلم ان قصارى نظر ابناء زماننا في علم الحديث النظر الى مشارق الانوار فان ترفعت الى
مصابيح البغوي ظننت انها تصل الى درجة المحدثين وما ذلك الا لجهلهم بالحديث بل لو حفظها
احد عن ظهر قلب وضم اليه من المتون مثليها لم يكن محدثا حتى يلج الجمل في سم الخياط وانما الذي
يعده اهل الزمان بالغا الى النهاية ويناديه محدث المحدثين وبخاري العصر من اشتغل بجامع
الاصول لابن الاثير مع حفظ علوم الحديث لابن الصلاح او تقريب النووي مع انه ليس في شيء من رتبة
المحدثين انما المحدث من عرف المسانيد والعلل واسماء الرجال وحفظ مع ذلك جملة مستكثرة من المتون وسمع الكتب الستة
ومسند احمد وسنن البيهقي ومعجم الطبراني وضم الى هذا القدر الفا من اجزاء الحديث فهذا اقل درجته انتهى

مقام غور است که هرگاه این حال زمانه وجود سبکی که قبل مائة عاشره است شده حال این زمانه چه تحریر شود
محدثین زمانه ما که خود را مجدد المذهب میدانند و مذاهب حقه را باطل می شمارند گمراه کننده مستند زیرا که مثلا
اگر سند کدامی مسئله حنفیه یا شافعیه در صحاح ستة نیافتند میگویند که امام ابوحنیفه یا شافعی درین باب خلاف
حدیث کردند و نمیدانند که فن حدیث بر صحاح ستة منحصر نیست کتب احادیث لاتعد ولاتحصى تصنیف شده اند
فعدم السند في الصحاح الستة لا يستلزم عدمه في جميع الكتب والله اعلم بالصواب وعنده ام الكتاب حرره محمد عبد [illegible]
سوال مرد جاهل تقلید هیچ کسی از ائمه بر خود لازم نگیرد بلکه هر یکی از ائمه را در اعتقاد خود مقتدا و پیشوای خود
داند در زمان خود هر عالم را که دیندار و متقی یابد بگفته او عمل سازد بدون تقلید مذهب حکم او چیست
هو المصوب علما قدیما و حدیثا در باب لزوم تقلید مذهب معین اختلاف دارند بعضی قائل بوجوب تقلید
معین شده اند علامه محلی شافعی در شرح جمع الجوامع می نویسند يجب على العامي وغيره ممن لم يبلغ مرتبة
الاجتهاد التزام مذهب معين من مذاهب المجتهدين يعتقده ارجح من غيره او مساويا له وان كان في نفس
الامر مرجوحا على المختار انتهى وامام همام کمال الدین بن الهمام در تحریر الاصول می طرازند نقل الامام الاجماع
على منع تقليد العوام لاعيان الصحابة ومن بعدهم الذين وضعوا ودونوا وعلى هذا ما ذكره
بعض المتأخرين من منع تقليد غير الائمة الاربعة لانضباط مذاهبهم وتقييد مسائلهم لم يدر
مثلهم غيرهم الى الان انتهى و مختار بعض علما آنست که تقلید مذهب معین ضرور نیست هر کس را اختیار است
که بهر مذهبی که خواهد عمل نماید بشرطیکه خالی از استخفاف مذهبی و تعصب باشد و اگر مسلک احتیاط اختیار [illegible] یکی از
مذاهب اربعه اختیار کرده باشد واجب التحریر است و المناصب الشيخ ابن الحاجب در مختصر اصول می آرند لا
يرجع عن قول المجتهد بعد تقليده اتفاقا وفي حكم آخر المختار جوازه لنا القطع بوقوعه ولم ينكر فلو التزم
مذهبا معينا كمذهب مالك او الشافعي فثالثها كالاول انتهى و سید ائمه دین قاضی عضد الملة والدین در
شرح آن می نویسند اذا عمل العامي بقول مجتهد في حكم مسئلة فليس له الرجوع عنه الى غيره
اتفاقا فاما في حكم مسئلة اخرى فقيل يجوز انه يقلد غيره المختار جوازه للقطع بوقوعه في زمان الصحابة
وغيرهم فان الناس في كل عصر كانوا يستفتون المفتين كيفما اتفق ولا يلتزمون سوال مفت معين وقد شاع
هذا ولم ينكر فلو التزم مذهبا معينا وان كان لا يلزمه ففيه ثلاثة اقوال اولها يلزمه ثانيها لا يلزمه ثالثها انه كالاول
[illegible] فيما [illegible] فليس له الرجوع عنه واما في غيره فيتبع فيه ما شاء انتهى

وفی مسلم الثبوت وشرحه لمولانا ولی الله اللکنوی یجوز تقلید المفضول مع وجود الافضل فی العلم
عند الاکثر وقیل هم اکثر الحنابلة واختاره ابن الحاجب فی تبعهم المصنف وحکی عن احمد انه یجب النظر
فی الارجح وهو المختار عند الامامیة وهل یقلد المقلد غیر من یقلده اولا فی غیر ما عمل به اولا المختار نعم للعلم
بالاستفتاء عن استفتاءهم ای المستفتین فی کل عصر من زمن الصحابة مرة واحدة من المجتهدین ومرة
واحدة من غیرهم فلو التزم مذهبا معینا فهل یلزمه الاستمرار علیه فقیل نعم حتی شنع بعض المتکلمین
وقالوا الحنفی اذا ترک مذهب امامه یعزر والحق انه تعصب لا دلیل علیه اصلا وانما هو تشریع من عند نفسه
وقیل لا وقال فی التیسیر شرح التحریر وهو الاصح اذ لا واجب الا ما اوجبه الله وبالجملة لا یجب تقلید مذهب
معین بل جاز الانتقال لکن لا بد ان لا یکون ذلک للعب وقصد التلذذ وقوله من کبار المجتهدین انتهی ملخصا
وهمچنین بحر العلوم مولانا عبد العلی در شرح مسلم الثبوت ودر شرح تحریر میل بطرف ترجیح عدم وجوب تقلید مذهب معین شرعا
را محقق می سازند وتحقیق درین باب آنست که عوام ازین چنین مسائل باز داشته شوند خصوصا عوام زمانه هذا
ایشان را بجز تقلید مذهبے چاره دیگر نیست واگر ایشان را مجاز در اختیار مذاهب وغیره می شوند بهر آئینه فتنها در
دین واقع می سازند وزبان طعن وتشنیع بر ائمه کبار خصوصا اعظم الائمه امام ابوحنیفه وغیره کشاده میگویند که ما را
ازین مذاهب کاری نیست کتاب الله وسنت رسول الله کافی است ونمی فهمند که تقلید این مذاهب عین اتباع
نصوص است کلام حضرت جل وعلا فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون شاهد عادل است بر این ظاهر که عالمی
که آن جاهل آنرا مقتدا ومستند خود مقرر سازد اگرچه متقی باشد لیکن سابقین مدرجها انه وافضل خواهند بود ولیس
ترجیح تقلید آن عالم بر تقلید ایشان ترجیح مرجوح است وعلامه فخر الدین زیلعی در شرح کنز وشیخ الاسلام بدر الدین عینی
وغیره تصریح می سازند که الاحکام تتبدل بتبدل الازمنة وشاهد آن است روایت ابوداود از حضرت عائشة
لو ادرک رسول الله ما احدثه النساء لمنعهن من المساجد کما منعت نساء بنی اسرائیل وهمین سبب صاحب هدایه وشمس الائمه
سرخسی بلکه جمله فقهای حنفیه وشافعیه در مواضع متعدده بعد تنقیح مسئله می نویسند لکن هذا امر لا یفتی به للناس بناظر کتب فقه
این امر مخفی نخواهد ماند پس اگرچه مختار وصحیح نزد محققین عدم وجوب اختیار مذهب معین است لیکن مختار برای فتوای عوام
همین است که تقلید مذهب معین واجب یا مستحسن گفته شود کما ... ایشان را ازین امر مطلع نکرده شوند البته
عالم ماهر متقی متدین که خالی از تعصب باشد اگر اختیار مختاره کند اولی واحسن است عارف ربانی عبد الوهاب
شعرانی در میزان می نویسند کان سیدی علی الخواص اذا سأله انسان عن التقلید بمذهب معین الان هل

هو واجب ام لا فيقول له يجب عليك التقليد بمذهب ما دمت لم تصل الى معرفة الشريعة فهناك
لا يجب عليك التقليد بمذهب لانك ترى اتصال جميع المذاهب بها انتهى وشاه ولی الله محدث دہلوی
در حجة الله البالغة می نویسند هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة على جواز تقليدها
الى يومنا هذا وفي ذلك من المصالح ما لا يخفى لا سيما في هذه الايام التي قصرت فيها الهمم جدا واشربت
النفوس الهوى واعجب كل ذي رأي برأيه وما ذهب ابن حزم من ان التقليد حرام
فغلط انتهى ودر عقد الجید فی احکام التقلید می طرازند اعلم ان الاخذ بهذه المذاهب الاربعة
مصلحة عظيمة وفي الاعراض عنها مفسدة عظيمة ونحن نبين لك بوجوه احدها ان الامة
اجمعت على ان يعتمدوا على السلف في معرفة الشريعة فالتابعون اعتمدوا على الصحابة وتبع
التابعين اعتمدوا على التابعين وهكذا اعتمد العلماء في كل طبقة من قبلهم والعقول يدل على
حسن ذلك واذا تعين الاعتماد على اقاويل السلف فلا بد ان تكون اقاويلهم التي يعتمد عليها
مروية باسناد صحيح او مدونة في كتب مشهورة وليس مذهب من المذاهب بهذه
الصفة الا هذه المذاهب الاربعة اللهم الا مذهب الامامية والزيدية وهم اهل
البدعة لا يجوز الاعتماد على اقاويلهم وثانيها قال رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم اتبعوا السواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان
اتباعها اتباعا للسواد الاعظم انتهى ودر انصاف فی بیان سبب الاختلاف می آرند اعلم ان الناس
كانوا في المائة الاولى والثانية غير مجتمعين على التقليد بمذهب معين وبعد المائتين ظهر
فيهم التمذهب وقل من كان لا يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب في ذلك
الزمان فان قيل كيف يكون شيء واحد واجبا في زمان وغير واجب في زمان مع ان الشرع
واحد قلنا الواجب الاصلي هو تقليد من يعرف الاحكام الفرعية عن ادلتها التفصيلية اجمع على ذلك
اهل الحق فاذا كان للواجب طرق متعددة وجب تحصيل طريق من الطرق من غير تعيين واذا كان
منها واحد تعين ذلك الطريق بخصوصه كما كان السلف لا يكتبون الحديث ثم صار في يومنا هذا كتابة
الحديث واجبة لان رواية الحديث لا سبيل لها الا معرفة هذه الكتب وكان السلف لا يشتغلون بالنحو والصرف واللغة لان لسا
نهم عربية ثم صار في يومنا هذا معرفتها واجبة فاذا كان انسان جاهل في بلاد الهند وما وراء النهر وليس

مذہب شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتب هذه المذاهب حتی يجب عليه ان يقلد بمذهب ابی حنیفة
ویحرم علیه ان یخرج من مذهبه بخلاف ما اذا کان في الحرمین لانه يتيسر هناك معرفة جميع المذاهب انتهى ملخصًا
خلاصہ مرام اینکہ مردی جاہل کہ تقلید مذہبی لازم نگیرد و بقول عالم متدین عمل می سازد اگر آن کس خالی از تعصب و
استخفاف دین وطعن بر ائمہ مجتہدین وغیرہ باشد وعالمی کہ مستند او ست نیز مہارتی کامل در باب تحقیق مسائل
داشتہ باشد و اثر تعصب در آن نباشد و طعن کسی از مجتہدین از زبان او ہما در نشود پس درین صورت آن کس مجاز
است در باب عدم التزام معین لیکن فی زماننا چنین عالم متدین نظر نمی آید و نہ چنین جاہل متدین الا ما
شاء اللہ تعالی واللہ اعلم حررہ محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ ۔ سوال نمبر ۲۔ کسیکہ تتبع رخص شرعیہ را مذہب خود
گرداند حکم آن چیست جواب متتبع ست یا نہ ہو المصوب تتبع رخص شرعیہ اگر بتلہی باشد حرام است بالاجماع
مثل آنکہ حنفی برای تلہی اختیار مذہب امام شافعی در شطرنج سازد و اگر بقصد تلہی نباشد مضائقہ ندارد و تتبع مبتدع نخواہد
شد مگر این چنین امور عوام منع کردہ شوند عالم متقی را مضائقہ نیست کذا قال بحر العلوم فی شرح مسلم الثبوت و
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در ازالۃ الخفا عن خلافۃ الخلفاء می آرند فی المصابیح قال رسول اللہ ان الدین یسر و
لن یشاد الدین احد الا غلبه فسددوا وقاربوا وابشروا و ذکر البغوی عن عمیر قال ادرکت
من اصحاب رسول اللہ اکثر من سبعین فما رأیت قوما اهون سیرة ولا اقل تشددا منهم وعن ابراهیم
انه قال اذا بلغك في الاسلام امران فخذ ايسرهما وقال الشعبی اذا اختلف عليك في الدين فخذ
ايسرهما فان ايسرهما اقربهما الى الحق لان الله تعالى يقول يريد الله بكم
اليسر ولا يريد بكم العسر واز این آثار صاف مفہوم می‌شود کہ تلفیق رخص مذاہب را بعد از آنکہ مخالف نص
قرآن وحدیث مشہور و اجماع سلف و قیاس جلی نباشد حسن است خلافا للفقهاء المتاخرين بل نسبة بعضهم الى
الفسق انتهى كلامه وفي المسلم وشرحه لمولانا ولي الله اللكنوي [illegible] من جواز
اتباع غير المقلد الاول كما هو مختار ابن الهمام من ان تقليد مذهب معين ليس بواجب شرعا جواز
اتباع رخص المذاهب اي اخذ ما هو اهون عليه من المذاهب فلا يمنع منه مانع شرعي اذ للانسان
ان يسلك المسلك الاخف عليه اذا كان له اليه اي الى الاخف سبيل ثم بين السبيل
بقوله بان لم يكن عمل فيها اي في تلك المسئلة المختلف فيها باخر اي بقول اخر مخالف لهذا الاخف و
كان عليه الصلوة والسلام يحب ما خفف عليهم وما نقل عن ابن عبد البر انه لا يجوز للعامي تتبع

الرخص اجماعًا الا اجيب عنه في التيسير شرح التحرير بالمنع اي بمنع صحة النقل عنه ولو سلم
فلا نسلم صحة دعوى الاجماع اذ في تفسيق متتبع الرخص عن الامام احمد روايتان فكيف يتحقق الاجماع
وحمل بعضهم رواية التفسيق على ما اذا قصد التلهي انتهى كلامهما وتمه مرامهما وتبيين در شرح
تحرير الاصول مرقوم ست والله اعلم حرره محمد عبد الحي عفا عنه (۱۲) **سوال** — مردی عالم غیر مجتهد اگر عمل خود را
باین طور گرداند که آنچه در کتاب الله خواهم یافت عمل خواهم کرد واگر در کتاب الله نخواهم یافت در احادیث آنچه خواهم
یافت عمل خواهم کرد واگر در آن نیافتم آنچه صحابه بران عمل کرده باشند بران عمل خواهم کرد واگر این هم نباشد آنچه در فقه
حنفی یا شافعی خواهد بود عمل خواهم کرد وبهمین جهت خود را حنفی یا شافعی گوید واز رای خود هیچ مسئله نگوید در فهم
معنی قرآن وحدیث نیز اعتماد بر رای خود نکند آیا بر صواب ست یا بر خطا **هو المصوب** — این چنین عالم بر
صواب ست بشرطیکه مهارتی کامل داشته باشد وتمیز در ناسخ ومنسوخ وصحیح وموضوع وما یتعلق بها کردن میتواند
وهمین مسلک علمای سابقین وفضلای ماهرین بود عارف ربانی عبد الوهاب شعرانی در میزان می نویسند
سمعت سيدي عليا الخواص يقول اعتقادنا في جميع الاكابر من العلماء انهم ما
سلموا بعضهم لبعض الا لعلمهم بصحة اقوالهم ومستنداتهم لا بحسن الظن فيهم من
غير ان يطلعوا على صحتها وقد تقدم ان بعض اتباع المجتهدين وصل الى شهود عين
الشريعة وقال كل مجتهد مصيب كابن عبد البر المالكي والشيخ ابي محمد الجويني وقد صنف ابو محمد
كتابا سماه بالمحيط ولم يتقيد فيه بمذهب وكذلك الشيخ عبد العزيز الف كتابا سماه الدرر الملتقطة
في المسائل المختلفة افتى بها على المذاهب الاربعة انتهى حاصل مرام آنکه شریعت غرا واصول
آنها مثل شجره ثابته شده ومذاهب متفرقه مثل نهرهای متفرقه پس عالمی که مرتبه علیا نصیب او شده وبر اصول مسائل ائمه مطلع
شده او را حاجت این امر نمانده که اتباع یکی از ائمه نماید وکتب فقه ائمه ملاحظه کند فاما کسیکه باین مرتبه نرسیده او را جز
اتباع مجتهدین فی زماننا چاره دیگر نیست رفعا للفساد ودفعا للخصومة والعناد نعم بعضی طریقه اهل حدیث وتفسیر
را که او شایان بر اصول مسائل ائمه مطلع بودند وصحیح را از سقیم خوب می دیدند اختیار کنند حاجت این امر نمیداشتند که نظر بر کتب
خلافیات نمایند واگر کدامی مسئله در فقه حنفی یا شافعی یا غیر آن خلاف حدیث صحیح می یافتند بران عمل نمیکردند بخلاف
علمای ما بعد ایشان که او شان را این چنین مرتبه نصیب نشده پس اگر کسی را اطلاع بر عین شریعت غرا حاصل نشود
حتما حتی بطالعه کتب خلافیات باقی نخواهد ماند واگر نظر تعصب واعتقاد این امر که ائمه خلاف شرع مسائل را استخراج

کروند ترک تقلید ایمہ سے نماید درین صورت آثم خواہد شد فانما لکل امرء ما نوی واللہ یعلم ما فی قلوبکم واللہ
اعلم بالصواب وعندہ خیر الثواب حررہ عبدہ الراجی عفو ربہ القوی محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ ۱۶۳ **سوالات** ۳۲ جو
بمقدمہ آرہ بذریعہ وکیل عدالت آئے تھے اور اُسکے جوابات تحریر ہوئے **سوال اول** مسلمان ہونیکے لیے ایک
مذہب حنفی شافعی وغیرہ ہونا خدا اور رسول نے شرط کیا ہے یا نہین اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امامون کے وقت
مین لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہین اور امامون نے اپنی اپنی تقلید کرنے کو کہا ہے یا نہین
اور پیغمبر صاحب کے بعد کے سو برس تک مسلمان لوگ تقلید ایک امام خاص کی نہین کرتے تھے اور وہ
مسلمان غیر مقلد اصحاب اور تابعین اچھے سچے مسلمان تھے یا اُنکے بعد کے مقلدین حنفی شافعی کہلانی
والے حدیث اور قرآن کے عامل سے ناراض ہونے والے اچھے ہین اور پیغمبر صاحب نے صحابہ اور تابعین
غیر مقلد لوگ کے زمانے کو اچھا کہا ہے یا نہین اور اُسکے بعد کے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے
یا نہین قوی دلیل سے بیان کیجیے **جواب نمبر ۱** نام میرا مولوی عبد الحی بن مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن
فرنگی محل عمر تخمیناً ۳۳ سال بقول صالح بیان کرتا ہون حنفی وغیرہ ہونا مسلمانی مین شرط نہین کیا گیا ہے
اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت مین حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے اماموں نے
اپنے قول کے تقلید کی اجازت دی ہے اُس حالت مین جب خلاف قرآن وحدیث نہو مسلمان زمانہ اصحاب
اور تابعین کے اچھے تھے اُن لوگون سے جو عامل متدین قرآن وحدیث سے ناراض ہین اور پیغمبر صاحب
نے زمانہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو اچھا کہا ہے اور پچھلے زمانہ مین جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے
نقطہ العبد محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ **سوال نمبر ۲** اگر کسی ایک امام کا مقلد بادشاہ ہو یا اور کوئی مسجد بنا دے
تو وہ مسجد بنانے والے کی ملکیت مین باقی رہتی ہے یا نہین اور ہر مسجد مین ہر مسلمان اپنے طور مشروع پر مستحق نماز
پڑھنے کا بیک وقت وبیک جماعت ہے یا نہین **جواب نمبر ۲** مسجد بنانے والے کی ملکیت مین مسجد نہین رہتی
اور اُسمین سب مسلمان بطور شرع نماز ادا کر سکتے ہین اور ایک وقت اور ایک جماعت سے بھی پڑھ سکتے
ہین الا ایک ساعت مین ایک ہی مسجد مین دو جماعت نہین پڑھ سکتے **سوال نمبر ۳** جو شخص بموجب
قرآن وحدیث کے نماز ادا کرے اور ہر مسئلون مین مقلد ایک امام خاص کا نہو اور سب امامونکو برحق جانکر
جسکا جو مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت وجماعت ہے یا نہین **جواب نمبر ۳** ایسا شخص
مندرجہ سوال نمبر ۳ مسلمان سنت جماعت ہے بشرطیکہ قابلیت قرآن اور حدیث سمجھنے کی رکھتا ہو اور تحقیق …

اُسکو منظور ہو سوال نمبر ۴ آمین بالجہر کہنا نماز مین پیغمبر صاحب کا قول و فعل ہی یا نہین اور دین اسلام کی
بات ہی یا کفر کی اور حنفی کی کسی کتابون سے اور صحیح صحیح حدیث سے ثابت ہی یا نہین اور مسلمانون کا فعل قدیم
ہی یا نہین جواب نمبر ۴ آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے اور دین اسلام کی بات ہی اور صحیح حدیث
سے ثابت ہی اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہین مگر اختلاف ہی اور بہت سے مسلمان قدیم کا یہ فعل ہے
سوال نمبر ۵ حنفیون کی کسی کتاب مین آمین بالجہر کہنے والے کے یا اُسکے ساتھ کے نماز والون کی نماز کا
ٹوٹنا یا کسی اور قسم کا حرج اور نقصان ہونا اُسکے امام نے لکھا ہی یا نہین جواب نمبر ۵ آمین بالجہر کہنے
سے کہنے والے یا اُسکے ساتھیون کی نماز کا ٹوٹنا یا نقصان ہونا اور پہونچنا کسی کتاب معتبر حنفی مین نہین
لکھا ہی سوال نمبر ۶ آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمانون کا فعل ہی یا یہودیون کا حدیث سے کیا ثابت
ہی اور کسی امام یا عالم کے قول سے قرآن اور حدیث پر نہ عمل کرنے والا اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو
معیوب سمجھ کر خود عمل نکرے اور عمل کرنے والے کو برا جانے وہ از روی قرآن و حدیث کے کون ہی جواب
نمبر ۶ با وجود علم اس امر کے کہ آمین بالجہر کہنا فعل نبوی ہی اُس سے ناراض ہونا کام مسلمان کا نہین ہے
اور حدیث کا حال اوپر بیان ہو چکا ہی اور جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث کے ہو اُسپر
عمل کرنا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ دینا مسلمان کا فعل نہین ہی اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو با وجود جاننے
اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہی معیوب سمجھے تو وہ شخص مسلمان نہین ہی اور عاملون کو برا جاننا درست نہین ہی
سوال نمبر ۷ امور مذہبی مین شرعاً اور رسم و رواج کو دخل ہی یا نہین اور اگر ہی تو زور سے آمین کہنے والا
مسلمان آہستہ کہنے والے حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہی یا نہین جواب نمبر ۷ امور و احکام مذہبی مین
رسم و رواج کو دخل نہین اور زور سے آمین کہنے والا اگر منظور اُسکو اتباع شریعت ہو اور فساد منظور نہو تو
حنفیون کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہی سوال نمبر ۸ اگر کسی کو کوئی شخص مسجد مین نماز پڑھنے سے یا اور کسی طرح
یاد الٰہی سے روکے تو روکنے والے کو اللہ تعالی نے قرآن مین بڑا ظالم اور اسکے واسطے دنیا مین رسوائی
اور آخرت مین عذاب سخت کا حکم کیا ہی یا نہین جواب نمبر ۸ جو شخص کسیکو مسجد مین نماز پڑھنے سے یا یاد الٰہی
سے بغیر وجہ شرعی کے روکے اُسکو اللہ تعالی نے ظالم کہا ہی اور عذاب سخت کا موعود کیا ہی سوال نمبر ۹
کسی حاکم کا یہ حکم کہ مسلمان لوگ مسجد مین اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہین دست اندازی امور مذہبی مین ہی یا
نہین اور آمین بالجہر کہنے والون کو اس حکم کی اتباع سے نقصان دینی ہو یا نہین اور مسجد مین اذن عام و اسکی

ہر مسلمان کے اپنے طور پر ہی یا نہیں جواب نمبر ۹ آمین بالجہر کو منع کرنا امور مذہبی میں دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والے کا نقصان دینی ہی اور مسجد میں ہر مسلمان کے واسطے بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہی فقط العبد محمد عبد الحی عفا اللہ عنہ

سوالات صحیح وجوابات آن

سوال نمبر ۱ آپ مقلد ہیں یا غیر مقلد و تقیہ کرنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں جواب نمبر ۱ ہم مقلد ہیں اور تقیہ کرنا جائز نہیں سمجھتے ہیں سوال نمبر ۲ اگر کوئی شخص بظاہر اپنے کو مسلمان کہتا ہو اور اسکے فعل و حرکات کے سبب خلاف طریقہ مسلمانوں کے تفرقہ اندازی جماعت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم ہوتا ہی اور عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے والا پایا جاتا ہو اسکے فتنہ و فریب سے بچنے کے لیے اسکو اپنی جماعت سے باہر کر دینا چاہیے یا نہیں جواب نمبر ۲ جس شخص کا فعل تمام مسلمانوں کے خلاف ہو اسکو جماعت سے باہر کرنا درست ہی اور جسکا فعل بعض مسلمانوں کے موافق ہو اور بعض کے خلاف ہو اور وہ فعل موافق شریعت ہو اسکو جماعت سے باہر کرنا نہیں درست ہی اور جو شخص گمراہ کرنے والا معلوم ہوتا ہو اسکو بطور شرعی تفہیم کیا جاوے کہ وہ گمراہ کرنے سے باز رہے اور جماعت میں تفرقہ ڈالنا جائز نہیں ہی سوال نمبر ۳ عام مسلمانوں کو ضرور ہی یا نہیں کہ حفاظت اس بات کی کریں کہ مسجد میں فساد فتنہ نہ ہووے کوئی ایک مفسد کا جسکا مقصود یہ ہووے کہ عام نمازیوں کو تحیر و متنفض کر دیں کوئی فعل خلاف طریقہ عام نمازیوں کے کرنے نہ دیں جواب نمبر ۳ عام مسلمانوں کو ضرور ہی کہ فتنہ و فساد سے مسجد کو محفوظ رکھیں اور جس شخص کا فعل موافق شرع کے ہووے اگرچہ طریقہ عام نمازیوں کے مخالف ہووے اس سے متنفض یعنی آزردہ نہوں اور کسی شخص سے ابتدا فساد کی نہوویں اور جو مفسد کہ بدنیتی سے فساد پر آمادہ ہو اسکے فساد کو بذریعہ حاکم وقت دفع کریں سوال نمبر ۴ مجتہدین نے مسائل کو قرآن و حدیث سے نکالا ہی یا اپنے دل سے لکھا ہی جواب نمبر ۴ مجتہدین نے مسائل قرآن و احادیث سے نکالے ہیں صرف اپنی رائے سے حکم نہیں دیا سوال نمبر ۵ آمین بالجہر کہنا حنفیوں کے طریقہ کے خلاف ہے یا نہیں جواب نمبر ۵ حنفیہ چپکے سے آمین کہنے کو نماز میں سنت کہتے ہیں اور آمین بالجہر کو بھی جائز کہتے ہیں سوال نمبر ۶ اگر آمین بالجہر نہ کہے اور آہستہ کہے تو گنہگار رہوگا یا نہیں اور آمین بالجہر کہنے کا ثواب زیادہ ہی یا کہ فتنہ و فساد و خونریزی سے مسلمانوں کے بچنے کا ثواب زیادہ ہی جواب نمبر ۶ آمین آہستہ کہنے سے گنہگار نہوگا

اور فتنہ وفساد وخونریزی سے بچنے کا ثواب زیادہ ہے آمین بالجہر کہنے سے اسوجہ سے کہ آمین بالجہر کا سنت
ہونا یا آہستہ کہنے کا سنت ہونا صحابہ ومجتہدین مین مختلف فیہ ہے اور فتنہ وفساد کی حرمت اتفاقی ہے
سوال نمبر ۲۵۴ باعتبار دینداری مسلمانون کے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اسلام کا دیس ہے یا نہین اور مکہ معظمہ و مدینہ
منورہ مین تقلید کرنا جاری ہے یا نہین جواب نمبر ۲۵۴ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اسلام کے دیس ہین اور تقلید
وہان جاری ہے ۲۷ جنوری سنہ ۱۸۸۱ء ۱۶۴ سوال نمبر ۲۵۵ بعد خطبہ عیدین کے جو مصافحہ ومعانقہ لوگون مین
مروج ہے وہ مسنون ہے یا بدعت بینوا توجروا الجواب هو المصوب وقت مصافحہ ومعانقہ ابتدا سے ملاقات ہے پس بعد
نماز عید کے مصافحہ ومعانقہ مسنون نہین ورنہ علما اس باب مین مختلف ہین بعض بدعت مباح کہتے
ہین اور بعض بدعت مکروہ علی کل تقدیر ترک اسکا اولی ہے کتاب الاذکار للنووی مین ہے اعلم ان المصافحة
مستحبة عند كل لقاء واما ما اعتاده الناس من المصافحة بعد صلوة الصبح والعصر فلا اصل له في
الشرع ولكن لا باس به فان اصل المصافحة سنة وكونهم حافظوا عليها في بعض الاحوال وفرطوا فيها في
كثير من الاحوال او اكثرها لا يخرج ذلك البعض عن كونه من المصافحة التي ورد الشرع باصلها انتهى
اور درمختار مین ہے واطلاق المصنف تبعا للدرر والكنز والوقاية والنقاية والمجمع والملتقى يفيدها
بجوازها مطلقا ولو بعد العصر وقولهم بدعة اي مباحة انتهى اور رد المحتار مین ہے وقد يقال
ان المواظبة عليها عند الصلوة خاصة يؤدي الجهلة الى اعتقاد سنتها في خصوص
هذه المواضع مع ان ظاهر كلامهم لم يفعلها احد من السلف ونقل عن الشرنبلالي
عن ابن حجر انها بدعة مكروهة لا اصل لها في الشرع انتهى اور مدخل ابن الحاج مین ہے
اجاز المعانقة ابن عيينة عند اللقاء من غيبة كانت واما في العيد لمن هو حاضر معك
فلا و اما المصافحة فانها وضعت في الشرع عند لقاء المومن لاخيه واما في العيد
على ما اعتاده بعضهم عند الفراغ من الصلوة يتصافحون فلا اعرفه لكن قال الشيخ
ابو عبد الله بن النعمان ادركت بمدينة فاس والعلماء العاملون بعلمهم متوافرون انهم كانوا
اذا فرغوا من صلوة العيد صافح بعضهم بعضا فان كان يساعده النقل عن السلف فيا حبذا وان لم ينقل
فتركه اولى انتهى حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي
۱۶۵ سوال نمبر ۲۵۶ اگر کوئی مجتہد کسی مسئلہ مین خلاف کرے اور کہے کہ یہ اجماع نہین ہوا کیونکہ اجماع تو نام ہے

ایک زمانے کے جمیع مجتہدین کا کسی مسئلہ میں اتفاق کرنا اور میں بھی ایک مجتہد ہوں اس زمانے کا کہ یہ مسئلہ میری
رائے کے خلاف ہے تو پس یہ مسئلہ کہ جمہور اکثر مجتہدین موافق ہوئے ہیں اس مجتہد کے حق میں اجماعی ہے یا
نہیں بحوالہ کتاب مرقوم فرمائیے ہو المصوب اس مجتہد کے حق میں جو اپنے اجتہاد کی وجہ سے مخالفت
کرتا ہے وہ مسئلہ اجماعیہ نہوگا واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

۱۶۶ سوال نمبر ۱ زید اس امر کا قائل ہے کہ جتنے فرقے متمسک بالقرآن ہیں انہیں سے کوئی فرقہ بہ نسبت کسی
امر مختلف فیہ غیر قطعی کے اگر یہ دعوی کرے کہ ہمارے مذہب کا حق ہونا یقینی ہے اور علم باری تعالی میں ہمارا ہی
مذہب حق ہے تو دعوی اس امر کا غیر صحیح ہے بلکہ یقینی ہونا تو کجا اگر اپنے مذہب کے ظنی ہونے کا دعوی کرے
تو بھی نہیں صحیح ہے اور عند اللہ کسی فرقہ کا دربارہ امور مختلف فیہا کے حق ہونا اسکا علم ہمکو کیونکر ہو سکتا ہے
واللہ اعلم دربارہ امور غیر قطعیہ کون فرقہ حق ہے کیونکہ حق ایک امر دائر ہے پس اس قول میں زید صادق ہے
یا کاذب ہے اور امور قطعیہ کون کون ہیں اجرکم علی اللہ سبحانہ ہو المصوب زید صادق ہے لیکن ظنیت امور
مختلف فیہا غیر قطعیہ مبنی ظنیت دلائل پر ہے اگر دلائل ظنیہ ہیں تو مدلول بھی ظنی ہوگا ورنہ نہ اور امور قطعیہ وہ ہیں
جو دلائل قطعیہ سے ثابت ہوں جیسے آیات قرآنیہ غیر مأولہ بتاویل صحیح و احادیث متواترۃ اللفظ و المعنی و
اجماع امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتحیۃ واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ اصاب المجیب نمقہ محمد امان الحق عفی عنہ۔ فی الواقع زید صادق ہے
اور جو تفصیل مجیب نے کی وہ نہایت صحیح ہے حررہ الراجی الی رحمۃ رب الفلق محمد لمعان الحق عفا اللہ عنہ

۱۶۷ سوال نمبر ۲ ایک شخص کا عمل اور برتاؤ ہر امر میں بالکل موافق مذہب حنفیہ کے ہے اور تحقیق مسائل میں جو
اگر اس طرح کی عبارت لکھے کہ زمانہ سلف میں درمیان صحابہ کے اور تابعین و تبع تابعین کے آپس میں مسائل جزئیہ
کے درمیان میں اختلاف ہوتا گیا ہے اور باوجود اسکے ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے کسیکو انکار نہ تھا
اور کوئی شخص التزام کرے اس امر کا کہ ایک ہی شخص کے قول و فعل کو مانے اگرچہ حق خلاف اسکے کیوں نہو تو
یہ بات ابتک ثابت نہوئی اور کسی اہل علم کا قول نہیں پس ایسا شخص حنفیت سے بسبب ایسی عبارت لکھنے
کے خارج ہوگیا یا نہیں بینوا توجروا ہو المصوب ایسا شخص حنفیت سے بسبب اس عبارت کے خارج
نہوگا حنفیت عبارت کتمان حق سے نہیں ہے تا قائل اس امر صحیح کا حنفی نرہے بہت حنفیہ معتبرین اپنی کتب
میں اسی مضمون کو لکھ گئے مثلاً علیم مفتی الحنفیہ بمکہ المعظمہ المتوفی فی سنہ ۱۰۵۰ ہجری کہ حنفیہ معتبرین سے ہیں اپنے رسالہ

القول السدید فی مسائل التقلید میں لکھتے ہیں قد کان الصحابة یقتدی بعضهم ببعض وکذا التابعون و
تبعهم المجتهدون ولم ینقل عن احد من السلف انه کان لا یرے الاقتداء بمن یخالفه فی الرأی فی
بعض المسائل ولو فی خصوص الطهارة بل کان یقتدی بعضهم ببعض انتہی اور بھی لکھتے ہیں لا
علینا ان لا ناخذ بما ظهر لنا صوابه خلافه اذا انعم الله علینا بحصول ضرب من النظر یمکننا الوثوق به
علی الصواب هذا ونحن مع ذلک بحمد الله لا نخرج عن ربقة التقلید لامامنا الاعظم ابی حنیفة
المقدم انتہی حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۱۲ سوال (۲۲۱) ہم
لوگ حنفی مذہب ہیں اگر کوئی شخص دوسرے امام کے مذہب کا ہماری دعوت کرے مثلاً شافعی یا مالکی یا حنبلی
مذہب کا اور انکے طریق میں جو کھانا درست ہے اور ہمارے مذہب کے خلاف ہے اسکو کھلا دیں یا نہ کھلاویں
ہو الموفق جو چیز ہمارے امام کے نزدیک کھانا حرام ہے ہم مقلدین کو اسکا کھانا درست نہیں واللہ اعلم
حررہ محمد عبد الهادی الانصاری عفی عنہ ۱۲۹ سوال (۲۲۲) کیا فرماتے ہیں علماے دین وفضلاے شرع متین بیچ
اس کے اہل سنت وجماعت کے یہاں اثبات عقائد عمل کے باب میں کتنے دلائل ہیں اور فقہاے مصرین اور شامیین
علما کی تحریر کوئی سند کے عقائد عمل کے باب میں مستند ہو سکتی ہیں یا نہیں اور مکہ اور مدینہ کے علما اور ایران اور توران
کے علما اور ہندوستان کے علما اور اسیطرح اور بستیوں کے علما کے قول وفعل بعد قرون ثلاثہ کے دوسروں کے لیے
حجت شرعی ہو سکتے ہیں یا نہیں ہو المصوب عام لوگوں کو اہل سنت وجماعت کے علما کے اقوال اثبات
عمل کے لیے اور انکے دستخط کافی ہوتے ہیں خواہ وہ مکے کے ہوں یا مدینے کے یا کسی اور بستی کے بحر الرائق میں ہے
یجب ان یستفتی من عرفه علما وعدالة او باخبار ثقة عارف او باستفاضة انتہی اور بھی اسی
کتاب میں ہو ویکفی المستفتی بتیسر قصد رسول ثقة انتہی اور تنقیح فتاوی حامدیہ میں ہو وظیفة العوام
التمسک بقول الفقهاء واتباعهم فی اقوالهم وافعالهم دون التمسک بالکتاب والسنة کذا
فی الزاهدی فی آخر السیر وثم لا اختیار للعامی فی اقوال الماضیین وله الاختیار فی اقاویل علماء
عصره اذا استووا فی العلم والصدق والامانة کذا فی دیانات الملتقط البیتی وکذا اخذ
علماء عصره باقاویل الصحابة لا یسع للجاهل اخذ شیء منها حتی یختار له العالم بالدلیل انتہی والله اعلم حرره الفقیر
محمد کمال بن عبد الباری عفا الله عنہ ۱۲ سوال (۲۲۳) کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس
مسئلہ میں (۱) سائل نے کسی اپنے شخص سے مسئلہ دریافت کیا جسکو اپنے سے زیادہ لائق تصور کیا اور فضیلت

دینی کی سمجھ اور وہ شخص عالم نہیں ہے تو اسکا قول لائق اعتماد ہے یا نہیں (۲) چھوٹی چھوٹی کتابوں پر مثل رسالہ
تجہیز و تکفین مصنفہ محمد عمران صاحب متوطن مصطفےٰ آباد و ضروریات دین مولفہ مولوی شیخ محمد صاحب نائب
وراہ نجات و تحفۃ الابرار و ستارہ وغیرہ وغیرہ پر عمل کرنا چاہیے یا نہیں (۳) مولود سعیدی مولود شہیدی مجمع البرکات مولود
محمدی میلاد محمدی رسالت قبول مستند و معتبر ہیں یا نہیں اور فی الحال مسئلہ عالموں سے دریافت کرنا چاہیے
غیر عالم کا قول معتبر ہے یا نہیں مگر جبکہ کسی عالم سے سنا ہو اور کتاب چھپی ہوئی ہو یا لکھی اگر عالم کی تصنیف کی
ہوئی ہو تو معتبر ہو ورنہ نہیں واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ (سوال) ائمہ اربعہ
رحمہم اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی مجتہد یا عالم جنہوں نے کوئی مسئلہ خلاف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے کہا ہو
انکی تضلیل و تکفیر کو گمراہ کہنا درست ہے یا نہیں اور گمراہ کہنے والے پر شرعاً کیا حکم ہے اور داؤد ظاہری گمراہ تھے
اسلئے کہ وہ ظاہر پر چلتا تھا ایسا کہنا روا ہے یا نہیں اور داؤد ظاہری کو مطلق گمراہ کہنا یا اس مسئلہ میں خاص
کر کے جو داؤد ظاہری نے ربائبکم اللاتی فی حجورکم میں کہا ہے کہ اگر ربیبہ گود میں ہو تو حرام ہے ورنہ نہیں اس
کہنے کے سبب داؤد ظاہری کو گمراہ کہنا جائز ہے یا نہیں اور داؤد ظاہری کے کہنے کے موافق اگر کسی نے
عقیدہ رکھا تو کیا وہ بھی داؤد ظاہری کے شریک گمراہ ہوا یا نہیں اور اس عبارت سے تفسیر آیات الاحکام کا
کیا مطلب و مراد ہے پھر ربائب کے حرمت میں دو قیدیں ذکر کی ہیں ایک اللاتی فی حجورکم دوسری من
نسائکم اللاتی دخلتم بہن پہلی قید اتفاقی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور داؤد نے کہا ہے
کہ جو ربیبہ اسکی گود میں نہو تو وہ حرام نہیں اور دوسری ربائبکم سے متعلق ہے الخ بینوا توجروا (جواب)
قید اللاتی فی حجورکم کی بمذہب صحیح و مختار جمہور اتفاقی ہے اور داؤد کے نزدیک موافق روایت علی
مرتضیٰ رض کے اتفاقی نہیں ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے سواء کانت فی حجرہ او فی حجر غیرہ وھو مذہب
الجمہور وشرطہ علی وداؤد ورجع ابن مسعود الی قول الجمہور انتہی اور اگرچہ صحیح اس باب میں قول جمہور ہے مگر داؤد
ظاہری کو اسکے خلاف سے گمراہ کہنا نہیں جائز ہے کیونکہ اختلاف مسائل فرعیہ باعث تفسیق و تضلیل کا نہیں
ہے تذکرۃ الحفاظ میں ہے قال یحیی بن سعید الانصاری رحمہما اللہ تعالی اہل العلم اہل توسعۃ وما برح المفتون
یختلفون فیحلل ہذا ویحرم ہذا فلا یعیب ہذا علی ہذا ولا ہذا علی ہذا انتہی اور شرح مقاصد میں ہے
المحققون من الماتریدیۃ والاشاعرۃ لا ینسب احدہما الآخر الی البدعۃ والضلالۃ خلافا للمبطلین
المتعصبین حتی رماہ بعض الاختلافات فی الفروع ایضا بالبدعۃ والضلالۃ انتہی اور کسی مجتہد کو اور ایسے ہی

داؤد ظاہری کو کسی مسئلہ میں کہ انہوں نے خلاف ائمہ اربعہ یا جمہور کے کیا ہو اگر وہ مسئلہ انکا غیر معقول یا باطل ہو گمراہ
کہنا نہیں درست ہے واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

سوال ما قولہم رحمہم اللہ درصورتیکہ شخص حنفی مذہب خود را بر مذہب شافعی یا مالکی یا حنبلی ترجیح دہد آیا این درست است یا نہ و شخصی کہ حنفی المذہب باشد و دلائل مذہب شافعی را ضعیف و مرجوح داند اما این شخص عامل بعمل صالح بود و این اتباع پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میشود یا نہ وکسیکہ مذہب اربعہ را مرجوح دانستہ عمل بحدیثے کہ بزعم خود صحیح دانستہ میکند و طاقت علمی این قدر ندارد کہ میان احادیث صحیحہ و ضعیفہ و متعارضہ امتیاز کند و قوی را از ضعیف جدا نماید و آنکہ حقیقت مذاہب اربعہ را انکار کند و خلاف اجماع علما داند و تقلید ائمہ اربعہ را بدعت داند آیا این شخص از اہل بدعت است یا نہ

جواب در کتاب اشباہ می نویسد اذا سئلنا عن مذہبنا و مذہب مخالفنا فی الفروع یجب علینا ان نجیب بان مذہبنا صواب یحتمل الخطأ و مذہب مخالفنا خطأ یحتمل الصواب انتہی وقتیکہ مذہب خود مذہب حنفی اختیار کرد لازم است کہ ترجیح خواہد داد چون ترجیح مذہب خود داد و غیر مذہب خود را مرجوح خواہد دانست و مذاہب اربعہ را مرجوح نباید دانست اتباع ایشان اتباع کتاب و سنت باید دانست وکسیکہ امتیاز ندارد میان احادیث کہ صحیح است یا غیر صحیح پس بر و لازم است کہ اتباع علما نماید وکسیکہ حقیقت مذاہب اربعہ ندانند و انکار اتباع ایشان کند آنکس ضال است واللہ اعلم المجیب مولوی محمد اسحاق حنفی

ہو المصوب **جواب سوال اول** درصورتیکہ شخصے مذہب حضرت امام الائمہ سراج الامۃ قدوۃ الفقہاء والمحدثین اجمعین ابو حنیفہ کوفی علیہ الرحمۃ وعلی من تبعہ الی یوم الدین اختیار کرد بروی لازم وواجب است کہ مذہب خود را بر جمیع مذاہب ترجیح دہد و صواب داند کما فی الدر المختار وغیرہ اذا سئلنا عن مذہبنا و مذہب مخالفنا فی الفروع یجب علینا ان نجیب بان مذہبنا صواب یحتمل الخطأ و مذہب مخالفنا خطأ یحتمل الصواب و اذا سئلنا عن معتقدنا و معتقد خصومنا قلنا وجوبا الحق ما نحن علیہ والباطل ما علیہ خصومنا انتہی واللہ اعلم

جواب سوال دوم ہر شخصیکہ حنفی المذہب باشد واجب است بروی کہ دلائل مذہب خود را ترجیح دہد و دلائل غیر را مرجوح و ضعیف داند و فی الواقع دلائل حنفی بر دلائل شافعیہ رجحان و غلبہ دارند لان من مذاہب ابی حنیفۃ وجوب تقلید الصحابی فیما قال و یقولہ الشافعی نحن رجال وہم رجال و ابو حنیفۃ تقدم اقسام من الحدیث علی القیاس من غیر خلاف و نزاع فہو اکثر موافقۃ للاحادیث و ادخل و اثبت قدما فی الاتباع و ایضا یجوز نسخ الکتاب بالمشہور

من الحديث المأثور ويعمل بالمراسيل من غير توقف وتاويل ولا يعمل بالقياس الا ما كانت
علة موثرة لا بقياس تناسب وشبه وطرد فانها متروكة عنده وغير مقبول كما
حقق في كتب الاصول قال الامام الحجة عبد الله بن المبارك سمعت ابا حنيفة يقول ما جاء
من رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاحاديث فبالراس والعين وما جاء من الصحابة
من الآثار فكذلك نختار بلا شك وريب لكن اذا جاء من التابعين فنحن وهم سواء نزاحمهم
في البحث وكنا للحق طالبين وقال الحافظ محمد بن حزم الظاهري ان اصحاب ابي حنيفة كلهم
متفقون على ان الحديث وان كان ضعيف الاسناد اقدم واولى من القياس والاجتهاد
والكلام في تقديم الحديث على القياس وعكسه كثير طويل ونقل عن صاحب الكشف منا
ان هذا الفرق والتفصيل محدث وخبر الواحد مقدم على القياس بلا تفصيل وما ذكر
في كتبنا من الدلائل العقلية والقياسات الفقهية انما هي ترجيح بعض الاحاديث على بعض
بالخصوص وليس كما زعم المخالفون من قبيل القياس في مقابلة النص وهو ايضا ما تضعيفه
الشافعي من بعض الاحاديث التي تمسك به ابو حنيفة كما ذكر في الكتاب فهو تضعيف بعض
الرواة الذين قبله فهو عنده كان صحيحا بلا شك وارتياب وما قيل ان الحنفية يتركون
اكثر الاحاديث فهو مردود لانهم لا يتركون حديثا الا ما كان مخالفا للقوانين الكلية التي
قننها الشارع المقنن وسماها علم الشرايع وبيان ذلك انا تتبعنا فوجدنا في الشريعة صنفين
من الاحكام صنف هو القواعد الكلية المطردة المنعكسة كقولنا لا تزر وازرة وزر اخرى وقولنا
الغنم بالغرم وقولنا الخراج بالضمان وقولنا العتاق لا يحتمل الفسخ وقولنا البيع يتم بالايجاب
والقبول وقولنا البينة للمدعي واليمين على من انكر ونحو ذلك مما لا يحصى وصنف ورد
في حوادث جزئية واسباب مختصة كانها بمنزلة الاستثناء من تلك الكليات فالواجب
على المجتهد ان يحافظ على تلك الكليات ويترك ما وراءها لان الشريعة المصطفوية في الحقيقة
عبارة عن تلك الكليات والاحكام المخالفة لتلك الكليات لا ندري اسبابها ومخصصاتها على
التعيين فلا يلتفت اليها مثال ذلك ان البيع يبطل بالشروط الفاسدة قاعدة كلية
وما ورد في قصة جابر رضي الله عنه انه اشترط الحملان الى المدينة في بيع الجمل قضية

تخصيصه جزئية فلا تكون معارضة لتلك الكلية وكذا احاديث المصراة لا تعارض القاعدة الكلية التي تثبت بالشرع قطعا وهي قولنا الغنم بالغرم ونحو ذلك من المسائل ولزم من هذا ترك العمل باحاديث كثيرة وردت على هذا النسق الجزئي مخالفة للاحاديث الواردة على النسق الكلي لكنهم لا يبالون بها بل يعدون الاجتهاد المحافظة على الكليات ورد الجزئيات في تلك الكليات مهما امكن فالذي اختاره الامام الاعظم وتابعوه وهو امام متبع من بعده وهو امام الائمة من المحدثين الفقهاء والمجتهدين وكلهم عيال ابي حنيفة كما قال الامام الشافعي وعن ابن المبارك قال ما رأيت في الفقه مثل ابي حنيفة وعن وكيع قال ما لقيت افقه من ابي حنيفة وهو عظيم الامامة وكان يؤثر رضى الله على كل شئ ولو اخذته السيوف في الله لاحتملها والحاصل ان ابا حنيفة من اعظم معجزات المصطفى عليه السلام بعد القرآن وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه ما قال قولا الا اخذ به امام من الائمة الاعلام وقد جعل الله الحكم لاصحابه واتباعه من زمنه الى هذه الايام الى ان يحكم بمذهبه عيسى عليه السلام وهو الامام السابق في العلوم الدينية كالصديق الاكبر رضي الله عنه السابق في الاسلام له اجره واجر من دون الفقه واتقنه وفرع احكامه على اصوله العظام الى يوم الحشر والقيام وهذا يدل على امر عظيم اختص به من بين الانام وسائر العلماء العظام كيف لا وقد تبعه على مذهبه كثير من الاولياء الكرام كابراهيم ادهم ومعروف الكرخي وعاصم القاري وابن المبارك المحدث ووكيع بن الجراح وغيرهم ممن لا يحصى له عدد ان يستقصى وبالجملة فليس ابو حنيفة في زهده وورعه وعبادته وعلمه وفهمه بمشارك ومما قال ابن المبارك

لقد زان البلاد ومن عليها | امام المسلمين ابو حنيفة | باحكام وآثار وفقه
كآيات الزبور على صحيفة | فما في المشرقين له نظير | ولا في المغربين ولا بكوفة
يبيت مشمرا سهر الليالي | وصام نهاره لله خيفة | فمن كابي حنيفة في علاه
امام للخليقة والخليفة | رأيت العائبين له سفاها | خلاف الحق مع حجج ضعيفة
وكيف يحل ان يؤذى فقيه | له في الارض آثار شريفة | وقد قال ابن ادريس مقالا
صحيح النقل في حكم لطيفة | بان الناس في فقه عيال | على فقه الامام ابي حنيفة

فلعنة ربنا اعداد رمل | علی من رد قول ابی حنیفة | وصح ان اباحنیفة سمع

الحدیث من سبعة من الصحابة کما فی منیة المصلی وقال الامام النووی الشافعی فی تهذیب
الاسماء واللغات کان فی زمنه اربعة من الصحابة انس بن مالک وعبد الله بن ابی اوفی
وسهل بن سعد وابو الطفیل والبسط فی اعلام الاخیار والله اعلم بالصواب

بجواب سوال سوم حضرت شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرمودہ وتحقیکہ باجماع علما متحقق گشت کہ اجتہاد بر ائمہ اربعہ
ختم شدہ لازم ست غیر مجتہد را ان کان عالما تقلید یکے از ائمہ اربعہ وتقلید غیر ایشان نباشد تقلید اقوال صحابہ را
ودیگر مجتہدین کداؤد وابن ابی لیلی وغیرہ ممنوع انتہی واجماع جمیع علما بر این ست کہ واجب ست بر ہر یک کہ تقلید
امامی از ائمہ اربعہ وعمل بر اقوال اصحاب شان بنماید زیرا کہ این کس بدرجہ اجتہاد نرسیدہ لفقد الاجتہاد فی هذا
العصر لما فی نهایة السؤال قال امام الحرمین اجمع المحققون علی ان العوام لیس لهم ان یتعلقوا بمذاهب اعیان
الصحابة رض بل علیهم ان یتبعوا مذاهب الائمة الذین سبروا ونظروا وبوبوا الابواب وذکروا اوضاع المسائل
لانهم اوضحوا طرق النظر وهذبوا المسائل وبینوها وجمعوها وذکر العلامة ابن الصلاح الشافعی ایضا ما
حاصله انه یتعین تقلید الائمة الاربعة دون غیرهم لان مذاهب الاربعة قد انتشرت وعلم تقیید مطلقها وتخصیص
عامها وشرط فروعها بخلاف مذهب غیرهم وفی تحریر ابن الهمام الحنفی نقلا عن برهان الامام قال اجماع
المحققین علی منع العوام من تقلید اعیان الصحابة بل علیهم ان یتبعوا من بعدهم الذین سبروا ووضعوا
ودونوا قال ابن امیر الحاج فی التقریر شرحه للتحریر بل علیهم ان یتبعوا مذاهب الائمة الذین سبروا ووضعوا
ودونوا لانهم اوضحوا طرق النظر وهذبوا المسائل وبینوها وجمعوها بخلاف مجتهدی الصحابة رض فانهم
لم یعتنوا بتهذیب مسائل الاجتهاد ولم یقرروا لانفسهم اصولا تفی باحکام الحوادث کلها والا فهم
اعظم واجل قدرا قال الامام النووی الشافعی فی الروضة فلو عرف العامی مسألة او مسائل
بدلیلها لم یکن له ان یفتی بها ولا لغیره ان یقلده ویأخذ بقوله فیها وقیل ان کان نقلیا جاز وان کان
قیاسیا فلا والصحیح الاول والعالم الذی لم یبلغ رتبة الاجتهاد کالعامی فی انه لا یجوز تقلیده علی الصحیح
وفی شرح المختصر اذا تکلم المجتهدون فی مسألة واختلفوا فیها علی قولین او علی اقوال فلا یجوز
لمن یأتی بعدهم احداث قول آخر وعلیه الاکثرون وجزم به فی المعالم واختاره الامام والآمدی
وحضرت خاتم المحدثین عبد الحق دہلوی فرمودہ این چہار تن از امامان دین ومقتدایان ملت اند کہ ضبط و ربط

احادیث و اقوال صحابه و سلف تطبیق و توفیق میان آنها نموده و تفسیر و تاویل و بیان ناسخ و منسوخ کرده و
غایت بذل مجهود درین باب فرموده استنباط احکام بقیاس و اجتهاد از نصوص کتاب و سنت نموده اند و غیر مجتهدان
را اولی که اتباع العلماء المتقین جز تابع بودن چاره و سبیلی نیست و بالجمله مذاهب حق و طرق وصول بمنزل مقصود و ابواب
در آمد خانه دین این چهار اند و هر که راهی ازین راهها و دری ازین درها اختیار نموده براه دیگر رفتن و در دیگر
گرفتن عیب و زیاده باشد و کارخانه عمل را از ضبط و ربط بیرون افگندن و از راه مصلحت بیرون افتادن است
و این طریقه متاخران است که اتباع مجتهد واحد را از واجبات می شمارند و شک نیست که این طریقه محکم تر
و مضبوط تر است اگر کوئی گوید که تابع مجتهدی را رسد که چون حدیث صحیح مخالف مذهب در نظر آید مذهب را بگذارد
عمل بحدیث کند یا نه گوییم دریافت صحت و ضعف احادیث درین روزگار نیست مگر باقوال محدثان متقدمان
و ایشان بر شیوه ائمه اربعه نمی رسند پس مدار کار در حق و اعتماد بر تصحیح و تنقید ائمه مجتهدین باید و چون ایشان حدیثی
تلقی بقبول کرده عمل بدان نموده انکار و اعتراض بر ایشان بتقلید علمای محدثین که مشهور هستند ناگزیر نباشد و
الزام ایشان بحکم این جماعت تحکم و مکابره است چه ایشان مثل ائمه اربعه در تنقید و تصحیح حدیث قوت ندارند
کما لا یخفی پس مقلد را لازم است که در جرح و تعدیل و تصحیح و تنقید اعتماد بر قول امام خود نماید و حدیثی که
ایشان روایت کرده و از وی حکم استنباط نموده عمل بروی نماید و بحدیث دیگر که نزد امام وی مرجوح و ضعیف
است یا خلاف مذهب امام وی هرگز عمل نه نماید لانه متروک العمل به عند امامه و علیه ان یلزم قول
امامه و لا یرجع الی قول غیره بتصحیح الحدیث و غیره انتهی کلامه ملخصا قال سند المحدثین امام
المحققین ابن الهمام کمال الدین ما صححه البخاری و مسلم و نظیرهما مما لا یجب علینا قبوله کیف
و کم من راو یختلف فیه الناس باجتهادهم فمن جارح و معدل فعسی ان یکون الذی
عدلوه مجروح عندنا اما مثل ذلک ما ضعفوه او وضعوه لا یجب علینا ان نقول به کیف و
عسی ان یکون الذی جرحوه عدلا موثوقا فاذن لا اعتماد لنا الا ما ذکره اصحابنا السابقة
قال بعض اذا کان فی المسألة قول لابی حنیفة و صاحبیه خالفه حدیث یمکن صحته یجب اتباع قولهم
دون الحدیث لانا لا نظن لابی حنیفة و صاحبیه عارضوا الحدیث مع صحته و صحة الاستنباط منه الا نظن
بهم انهم لم یبلغهم الحدیث لقرب زمانهم علیهم و حضرت قدوة العلماء العظام تاج الفقهاء الکرام مولانا عبد العزیز
دهلوی فرموده کلام [illegible] ائمه اربعه هر که حدیث صحیح بخلاف قول ما رسد عمل بحدیث کند که فی الحقیقة مذهب ما همین است

معمول ست بر زبان ایشان زیراکه بعد ایشان وجود اجتهاد متعذر بلکه مفقود و تقلید لازم لهذا جمیع علمای بعد ایشان گذشتند باوجود ملکه استنباط و عبور کتاب و سنت و معرفت اختلافات فقها راه اجتهاد نسپردند زیراکه ذکاوت فهم و کثرت عبور و صلاح قلب و نور باطن و وسیع علمی و خلوص از هوا و مزید تقوی و سلیقه و فهم عربیت موافق لغت قدیمه چنانکه ازین مجتهدین مروی گشته در خود نیافتند و استنباط خود را قاصر یافتند و در جرح و تعدیل سوای نقل اقوال ایشان مسلکی ندیدند و حکم کردند بتحریم اجتهاد و وجوب تقلید ائمه اربعه و حق تعالی ایشان را رحمت کند که بر جاده قدیم و راه مستقیم سالک شدند و حکم محکم کردند که در آن مصالح بیشمار یافته میشود یکی این ست که مقتضای جبلت مردم این ست که هر کس بر فهم خودی نازد و مرتبه کمال دیگری را اگرچه اجمالا اعتقاد نماید اما بشهادت وجدان باوجود استقرار امری در خاطر خود قول فضل را نیز از امثال خود و اقران خود قبول نمی کند هیچ جای هم درجگان خود پس درین صورت اگر یک کس در عصری شروط اجتهاد بهم رسانیده استنباطات احکام خلاف سلف می نمود و هر یکی موافق استعداد خود چه ناقص و چه متوسط راه سبیلی می پیمود و اختلاف بحدی میرسید که اتحاد شریعت در عبادات و معاملات برهم می خورد و باب امر معروف و نهی منکر مسدود می شد چنانچه تا وقتیکه مردم بر چهار مذاهب استوار نشدند و تقلید ایشان اختیار نکردند هفتاد چند فرقه پیدا شدند و بعد از ایشان تا بحال همه فرقها باقی ماندند و مذاهب دیگر مخترعه نگشت انتهی کلام الشریف ملخصا و علمای حنفیه طرا و علمای شافعیه جمیعا و علمای مالکیه و حنبلیه باجمعهم اجماع کرده اند برآنکه مجتهد مستقل و مطلق بعد ائمه اربعه کسی نشده و اجتهاد بر ایشان ختم شد و بعد ایشان کسی برتبه اجتهاد نرسیده بسبب فقدان شرائط اجتهاد چه اجتهاد یعنی بذل طاقت فقیه در تحصیل حکم شرعی ظنی لابد ست و آن چند چیز اول معرفت کتاب الله و احادیث رسول الله یعنی شرط این ست دانستن آن هر دو کتاب و سنت بمعانی لغویه و شرعیه و بجمیع وجوه از عام و خاص و مطلق و مقید و مجمل و مبین و ناسخ و منسوخ و غیره و من السنة معرفة متونها صحیحها و حسنها و ضعیفها و متصلها و مرسلها و منقطعها و مفصلها و مقلوبها و مشهورها و غریبها و عزیزها و متواترها و احادها و افرادها و معروفها و شاذها و منکرها و معللها و موضوعها و مدرجها و غیر ذلک من انواعها المعرفات و دوم علم الاسانید اعنی معرفة حال رجالها و صفاتهم المعتبرة فی ضبط اسمائهم و انسابهم و موالیدهم و وفیاتهم و غیر ذلک من الصفات و معرفة التدلیس و المدلسین و طرق الاعتبار و المتابعات و معرفة احکام اختلاف الرواة فی الاسانید و المتون و الوصل و الارسال و الوقف و الرفع و القطع و الانقطاع

وزیادۃ الثقاہت و معرفۃ الصحابۃ والتابعین واتباعہم واتباع اتباعہم ومن بعدہم
ثالث اطلاع بر مذاہب اصحاب و فقہاء ومن بعدہم اجماعا و اختلافا تا نقض اجماع لازم نیاید و مذہب رکیکے ایشان نشود
رابع معرفت وجوہ قیاس بہیچ طرق مذکورہ فی الاصول فمعرفت جلیہ و خفیہ و تمیز الصحیح من الفاسد و
یعرف ان الاصل ان یکون معقول المعنی وان لا یکون مختصا بالمنصوص وان لا یکون معدولا بہ
بالقیاس و غیر ذلک خامس معرفت لسان عرب لغۃ و اعرابا قسمیا و حسبیا یدا لان الشرع ورد
بالعربیۃ وبہذہ الجہۃ یعرف عموم اللفظ و خصوصہ واطلاقہ وتقییدہ واجمالہ وبیانہ ویعرف
علم اللغۃ والصرف والنحو والمعانی والبیان والاصول سادس معرفت اصول عقائد یعنی علم کلام سابع جودت فہم و ملکہ
تدقیق در استنباط از کتب عربیہ قواعد منطق و ضوابط مہمہ مدونہ در کتب تحصیل ثامن تخلیہ نفس از ہوائے تعصب تاسع اتصال
روحانی پیدا کردن بجناب نبی مصطفی علیہ السلام ذکرہ المحدث عبد العزیز الدہلوی عاشر تصفیہ نفس تا شبہات ظلمانیہ
عمل را از نورانی فرق فہمد و شرائط دیگر کہ در علم اصول مذکور اند و فی السراجیۃ فی شروط الاجتہاد حفظ
المبسوط للامام الاعظم و قال سند المحدثین امام المحققین زکریا النووی الشافعی فی روضۃ
الطالبین اجتماع ہذہ الشروط متعذر فی عصرنا لخلو العصر عن المستقل صرح الامام حجۃ الاسلام
الغزالی والرافعی والقفال من الشافعیۃ انہ وقع فی زماننا ہذا الخلو عن المجتہد نقل امام
الحرمین فی البرہان الاجماع علیہ قال جلال الدین فی نہایۃ السوال اتفقوا علی انقراض المجتہد
عن زمان مدید ونقلہ الاجماع علی انہ لیس فی ہذا الزمان مجتہد والاجماع حجۃ و قال
ابن الملک فی سراج الاذکار لم یوجد المجتہد بعد المائۃ الرابعۃ و فی المیزان قال العلامۃ الجلال
السیوطی ان الاجتہاد المطلق علی قسمین مطلق غیر منتسب کما علیہ الائمۃ الاربعۃ و مطلق منتسب
کما علیہ اکابر اصحابہم الذین بلغوا مقام الاجتہاد المطلق المنتسب الذی لم یخرج صاحبہ عن
قواعد امامہ کابی یوسف و محمد وابن المنذر وابن القاسم واشہب المزنی وابن شریح
فہؤلاء کلہم وان افتوا الناس بما لم یصرح بہ امامہم فلم یخرجوا عن قواعدہ ولم یدع
الاجتہاد المطلق غیر المنتسب بعد الائمۃ الاربعۃ الا الامام محمد بن جریر الطبری و لم یسلم ذلک
لہ فان قلت ہل یجب التقلید بمذہب معین فالجواب نعم یجب علیہ ذلک لئلا یضل فی نفسہ
ویضل غیرہ وکان سیدی علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ اذا سألہ انسان عن التقلید بمذہب معین

الآن هل هو واجب ام لا يقول له يجب عليه التقليد بمذهب فان قلت هل يصح لاحد الآن
الوصول الى مقام احد من الائمة الاربعة فالجواب لا لان الناس الآن يصلون الى ذلك من
طريق الكشف فقط لا من طريق النظر والاستدلال فان ذلك مقام لم يدعه احد بعد الائمة
الاربعة الا محمد بن جرير ولم يسلم له ذلك كما مر وجميع من ادعى الاجتهاد المطلق انما
مراده المطلق المنتسب الذي لا يخرج عن قواعد امامه كابن القاسم مع مالك ومحمد
وابي يوسف مع ابي حنيفة والمزني والربيع مع الشافعي اذ ليس في قوة احد بعد الائمة
الاربعة ان يقرر الاحكام ويستخرجها من الكتاب والسنة فما نعلم ابدا ومن ادعى ذلك قلنا له
فاستخرج بها شيئا لم يسبق لاحد من الائمة استخراجه فانه يعجز وفي الدر المختار وغيره
قد ذكروا ان المجتهد المطلق قد فقد واما المقيد فعلى سبع مراتب مشهورة وقال العلامة
الكفوي في اعلام الاخيار الفقهاء على سبع طبقات الاولى طبقة المجتهدين في الشرع
كالائمة الاربعة ومن سلك مسلكهم في تاسيس قواعد الاصول واستنباط الاحكام والفروع
من الادلة الاربعة الكتاب والسنة والاجماع والقياس على حسب تلك القواعد من غير تقليد
لاحد لا في الفروع ولا في الاصول والثانية طبقة المجتهدين في المذهب كابي يوسف ومحمد
وسائر اصحاب ابي حنيفة القادرين على استخراج الاحكام عن الادلة المذكورة على القواعد
التي قررها استاذهم ابو حنيفة فانهم وان خالفوه في بعض احكام الفروع لكنهم يقلدونه
في قواعد الاصول وبه يمتازون عن المعارضين في المذهب يغايرونهم كالشافعي ونظائره
المخالفين لابي حنيفة في الاحكام غير مقلدين له في الاصول الثالثة طبقة المجتهدين في المسائل
التي لا رواية فيها عن صاحب المذهب كالخصاف وابي جعفر الطحاوي وابي الحسن الكرخي
وشمس الائمة السرخسي وشمس الائمة الحلواني وفخر الاسلام البزدوي وفخر الدين
قاضي خان وامثالهم فانهم لا يقدرون على المخالفة للشيخ لا في الاصول ولا في الفروع لكنهم يستنبطون
الاحكام في المسائل التي لا نص فيها عنه على حسب اصول قررها ومقتضى قواعد بسطها
الرابعة طبقة اصحاب التخريج من المقلدين كالرازي واضرابه فانهم لا يقدرون على الاجتهاد
اصلا لكنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم للماخذ يقدرون على تفصيل قول مجمل ذي وجهين

وحكم مبهم محتمل لامرين منقول عن صاحب المذهب او عن واحد من اصحابه المجتهدين برايهم ونظرهم في الاصول والمقايسة على امثاله ونظائره من الفروع وما وقع في بعض المواضع من الهداية من قوله كما في تخريج الرازي في هذا القبيل والخامسة طبقة اصحاب الترجيح من المقلدين كابي حسن القدوري وصاحب الهداية وامثالهما وشانهم تفضيل بعض الروايات على بعض آخر بقولهم هذا اولى وهذا اصح دراية وهذا اوضح رواية وهذا اوفق للقياس وهذا ارفق للناس السادسة طبقة المقلدين القادرين على التمييز بين الاقوى والقوي والضعيف وظاهر المذهب وظاهر الروايات والرواية النادرة كاصحاب المتون الاربعة المعتبرة من المتاخرين مثل صاحب الكنز وغيره وشانهم ان لا ينقل في كتابهم الا قوال المردودة والروايات الضعيفة السابعة طبقة المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر انتهى وفي جلد المفتي في مذهب الشافعي واعلم ان المجتهد اما مستقل او غير مستقل الاول انعدم وغير المستقل من المجتهدين المنسوبين الى مذهب الشافعي اربعة الى آخر ما قال وقال القرطبي المالكي المجتهد ضربان احدهما المجتهد المطلق وهو المستقل باستنباط الاحكام من ادلتها فهذا لا شك في انه اذا اجتهد يا ... لكنه يعز وجوده بل قد انعدم في هذه الازمان ثانيهما مجتهد في مذهب امام الى آخر ما قال وقال الخليل الحنبلي ان المجتهد المطلق قد انعدم بعد الائمة الاربعة المجتهدة والله هيأ وجوده انتهى وان شئت الاطلاع على هذا المرام فعليك بمطالعة كتاب المسمى تبيان المرام من عدم القراءة خلف الامام قال العلامة الكفوي في جواهر الفتاوى نقلا عن ابي محمد بن نصر الرازي قال المبتلى بالمسائل الحادثة اذا خرج عالم زمانه باقاويل الصحابة لم يسع للجاهل ان يختار قول احد منهم لان اقاويل الصحابة اخبار واقوال اهل ما ثابتة وليس الى الجهال قبول الاخبار واختيارها انما يلزمهم ما يختاره عالم زمانهم والله اعلم بالصواب

جواب سوال چهارم تقلید ائمه اربعه واتباع یکی از ایشان بدعت نیست بلکه عین اتباع سنت است زیرا که مذهب ایشان ماخوذ است بالتحقیق از اقوال وافعال رسول الله صلی الله علیه وسلم وآثار صحابه رضی الله عنهم پس اختلاف در مذاهب ایشان از اختلاف صحابه است ودر اقتدای اختلاف صحابه حدیث صحیح وارد است اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم ونیز اختلاف مذاهب بعلت اختلاف قیاس است وحجت قیاس بنصوص ثابت است فی علم الاصول پس اتباع ایشان در قیاس اتباع نص است والله اعلم بالصواب جواب سوال پنجم ونیز اختلاف مذاهب

اربعہ اختلاف ظاہر حدیث و استنباط حدیث ست بعضی بظاہر حدیث تمسک میکنند و بعضے عمل باستنباط حدیث بہر دو بزبان صادق المصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ممدوح اند چنانچہ در صحیح بخاری و صحیح مسلم مذکور ست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ مردمانرا سوی بنی قریظہ فرستادند فرمودند کہ لا یصلین احد صلوۃ العصر الا فی بنی قریظۃ بعض مردمان در راہ نماز عصر خواندند بنا بر آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را منظور بود کہ در رفتن تاخیر نکنند نہ آنکہ نماز را فوت در وقت کنند و بعض بموجب ظاہر لفظ حدیث در طریق نخواندند تا اینکہ در بنی قریظہ رسیدند وقتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شنیدند بر احدی انکار نفرمودند پس عمل بہر دو طور جائز شد ہمین طور این ست اختلاف در مذاہب اربعہ و نیز ضروری ست برای عمل ترجیح معمول بہ والا عمل بمرجوح طریقۂ علما نیست تا وقتیکہ نزد مجتہد حقیقت استنباط خود ثابت نمیشود حکم بآن نمی نماید و لہذا اعلام فرمودہ اند تابع را میرسد کہ تقلید آن گذاشتہ اختیار تقلید دیگرے نماید چہ قبلۂ توجہ یکے باید چہ امام شریعت و چہ شیخ طریقت تا بناے توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیہ اتفاق العلماء قال العلامۃ عبد الرحیم فی نہایۃ السول اذا قلد مجتہدا فلیس لہ تقلید غیرہ اتفاقا وفی التحریر لابن الہمام وغیرہ لو التزم مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ وغیرہ یجب الاستمرار علیہ ویحرم الانتقال لان الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ فلا یترکہ فان قیل الیس الاختلاف رحمۃ قلنا لا علی الاطلاق اذ لو کان علی الاطلاق لادی الی ان الشئ الواحد فی ساعۃ واحدۃ حلال وحرام وجائز وفاسد ومکروہ ومباح وفی ہذا تناقض وان التناقض منفی عن کتاب اللہ تعالی فثبت ان اجراء ہذا اللفظ لو ثبت فی اصلہ انما کان فی الفروع ممن ہو اہل الاجتہاد واما فی حق من لیس من اہل الاجتہاد فانما تابع من ہو اعلم منہ قال الامام النووی فی روضۃ العلماء الذی انتسب الی مذہب لا یجوز لہ مخالفتہ بل یلزمہ ان یقلد امامہ وبہ قطع ابو الحسن الکیا وہو جار فی کل من لم یبلغ رتبۃ الاجتہاد من الفقہاء واصحاب سائر العلوم لئلا یلتقط رخص المذاہب بخلاف العصر الاول فلم یکن مذاہب مدونۃ فیسقط رخصہا فعلی ہذا یلزمہ ان یختار مذہبا یقلد فی کل شئ ولیس لہ التمذہب بمجرد انتہی وایضا اذا عمل العامی بقول مجتہد فی مسألۃ فلیس لہ الرجوع الی غیرہ اتفاقا لانہ کان عامیا فلو کلفناہ بالترجیح والاجتہاد فی طلب العلم لکان تکلیفا بالمحال لقصورہ عن معرفۃ مراتب المجتہدین وترجیح الفاضل

بالمفضول منهم وان كان عالما فقيها غير مجتهد فهو كالعامي في الميزان قد بلغنا
عن الشيخ عز الدين من جماعة المقدسي وغيره الذين يفتون الناس بالمذاهب
الاربعة كان اذا افتى عاميا يحكم على مذهب امام يامره ويفعل جميع شروط ذلك الامام الذي
افتاه بقوله ان تركت شرطا من شروط لم تصح عبادتك على مذهبه لا غيره او العبادة
الملفقة من عدة مذاهب لا تصح الا اذا اجتمعت شروط ذلك المذاهب كلها انتهى
وذلك منه احتياطا للدين وخوفا ان سبب في نقص عبادة احد من المسلمين وتمام
الكلام في فتاوى الكرخي وسراج المهذب وشرح التحرير والله اعلم بالصواب

جواب سوال ششم ہر کہ حقیقت مذاہب ائمہ اربعہ را انکار کند مبتدع ست چہ آن منکر اجماع ست و منکر
اجماع کافرست عند الاکثر وهو الذي يتبع غير سبيل المؤمنين في الميزان كان ابن حزم يقول
جميع ما استنبطه المجتهدون معدود من الشريعة وان تخفى دليله على العوام ومن انكر
ذلك فقد نسب الائمة الى الخطاء وانهم يشرعون ما لم ياذن به الله وذلك ضلال من
قائله عن الطريق وانه يجب اعتقاد هو انهم لولا رأوا في ذلك دليلا ما شرعوه فان قيل
من اين جعلتم كلام المجتهدين من جملة الشريعة مع ان الشارع لم يصرح بما استنبطوه فالجواب انه
تجب حملهم على انهم علموا ذلك الوجوب او التحريم من قرائن الادلة او علموا انه مراد الشارع من طريق
مستقيم لابد لهم من احد هذين الطريقين وقد يجتمعان عند بعض المجتهدين فان قال قائل فما تقولون
فيما ورد في من الاحاديث والاقوال فالجواب مثل ذلك لا مقابل له بل هو شرع مجمع عليه
فلا ياتي في مرتبة الميزان وذلك كالحديث الذي نسخ مقابله وكالقول الذي رجع عنه المجتهد
اذا اجمع العلماء على خلافه انتهى البسط في الفتاوى والله اعلم بالصواب واليه المرجع والمآب نمقه خادم
العلماء الراسخين محمد المدعو بالمعين تجاوز الله عن سيئاته يوم الدين

محمد معین

باب در بیان مسائل متفرقہ

سوال ٣٣ در صورتیکہ ائمہ اربعہ در مسئلہ اختلافی کردہ باشند حق بجانب ہر واحد باشد یا بجانب احدی و این
مشہور ست کہ واحد ست و در میان اربعہ دائر ست راست ست یا باطل **جواب** نفی نماند کہ حق در احکام

دو نواهی از طرف شارع متبنی کرده در عمل وملا است مبنی بامور به واقع ونفس الامر واحد است دائما ابدا آگاه باشد که ائمه اربعه بدان حق متفق باشند چنانچه عدد رکعات نماز فرائض پنجگانه واکثر عقائد اسلامیه که ارکان ایمان واسلام باشند اندرین صورت حق واحد است که هر یک بدان رسیده پس هر یکی از مجتهدین درصورت اتفاق در عمل وواقع بحق می باشند بدین معنی که در اصل بحق است نه باین معنی که حق چهار یا پنج است وبه هر یک یکی رسیده وگاه باشد که مجتهدین در مسئله مختلف باهم باشند اندرین صورت یکی از ائمه مصیب بحق خواهد بود بمعنی اصابة الی الحق فی نفس الامر والاتیان بالمامور به فی الواقع وآن مصیب درین صورت بحق باشد بمعنی واقع وعمل هر دو ودیگران مخطی وغلط واز اصابة الی الحق دور ومهجور بمعنی محروم از نفس الامر الا در عمل بحق باین معنی که ماخوذ نیست پس حق فی الواقع واحد است که دائر است درمیان اربعه ودر صورت اتفاق وهر یک بدان رسیده گویا درین صورت همه مذاهب ومجتهدین بمنزله واحد هستند که بحق واحد رسیدند وهمان حق واحد است ودائر در اربعه در موضع خلاف که کسی بدان نرسیده ودیگری بغلط رفته اما در عمل کل بحق اند که ماخوذ نیستند نه باین معنی که حق در موضع خلاف متعدد است وهر یک بحق است زیرا که این تعدد باطل است نزد عقل بداهة چه اکثر مجتهدین قائل بحرمت شیٔ باشند مثل ابی حنیفه رح بحرمت گفتار وعدم جواز صلوة کسیکه وضو کرده فصد کرد ودیگرے حل همان شیٔ مانند حل گفتار که شافعی رح بحل آنش قائل است ونیز جواز نماز رگ زده واجتماع حل وحرمت در شیٔ واحد در زمان واحد وتعلق ضد در امر واحد از امر واحد محال وباطل است چنانچه در نور الانوار شرح منار آورده (وحکمه الاصابة بغالب الرای) ای حکم الاجتهاد لذکره قریبا او حکم القیاس لذکره فی الاجمال اصابة الاحق بغالب الرای دون الیقین (حتی قلنا ان المجتهد یخطی ویصیب والحق فی موضع الخلاف واحد) ولیکن لایعلم ذلک الواحد بالیقین فلهذا قلنا بحقیة المذاهب الاربعة (وما علم باثر ابن مسعود رض فی المفوضة) وهی التی مات عنها زوجها قبل الدخول بها ولم یسم لها مهر فسئل ابن مسعود عنها فقال اجتهد فیها برأیی ان اصبت فمن الله وان اخطأت فمنی ومن الشیطان اری لها مهر مثل نسائها لا وکس ولا شطط وکان فی ذلک بمحضر من الصحابة ولم ینکر احد منهم فکان اجماعا علی ان الاجتهاد یحتمل الخطأ (وقالت المعتزلة کل مجتهد مصیب الحق فی موضع الخلاف متعدد فی علم الله تعالی) وهذا باطل لان منهم من یعتقد حرمة شیٔ ومنهم من یعتقد حله وکیف یجتمعان فی الواقع وفی نفس الامر (وقد روی هذا) ای کون کل مجتهد مصیبا (عن ابی حنیفة رح ایضا) ولذا نسبه جماعة الی الاعتزال (وهو منزه عنه)

واما غیر هذه ان کلهم مصیب فی الصلاح دون الواقع علی ما عرفت فی مقدمة البزدوی و مسلم الثبوت انتهی واگر
بالفرض حق واحد نباشد بلکه متعدد باشد وهر مجتهد بر حق واقع ونفس الامر باشد و دران حق واحد در اربعه باطل
است پس لازم خواهد آمد که هر مجتهد در هر مسئله اتفاقی باشد خواه اختلافی گاهی مخطی نباشد بلکه همیشه مصیب باشد
پس بنا برین فرض بطلان اجماع صحابه رضوان الله علیهم اجمعین لازم خواهد آمد که اجماع بستانند بر یکه مجتهد گاه مخطی باشد
وگاه باصابت و بطلان اجماع صحابه باطل است کما لا یخفی پس احتمال خطای مجتهد گاه گاه هست و خطا نباشد مگر در خلاف چه در اتفاق
غلطی ممکن نیست بیمن برکت معجزه احمدی که فرموده لا یجتمع امتی علی الضلالة و جواز خطا در وهم خلاف نیست مگر دائر بودن حق در
مذهب اربعه و ذلک ما تلنا به جوابا و اثبتنا فتامل والله اعلم حرره محمد رحمت الله عفی عنه ۱۲ سوال ما قولکم رحمکم الله
اندرین مسئله که حنفی المذهب در کدام مسئله اتباع شافعی اگر کند جائز است یا نه و نکاح موقت در مذهب
شافعی جائز است یا نه و اگر جائز نیست حنفی درین مسئله خاص اگر اتباع شافعی کند عاصی خواهد شد یا نه بینوا
توجروا هو الموفق علما فرموده اند تابع مجتهد را نمی رسد که تقلید آن گذاشته اختیار تقلید دیگری نماید چه قبله توجه
یکے باید چه امام شریعت و چه شیخ طریقت تا بنای توحید محکم و قدم تحقیق راسخ گردد و علیه اتفاق العلماء قال
العلامة عبد الرحیم فی نهایة السول اذا قلد مجتهدا فلیس له تقلید غیره اتفاقا و فی التحریر لابن الهمام
وغیره لو التزم مذهبا معینا کمذهب ابی حنیفة وغیره یجب الاستمرار علیه و یحرم الانتقال لان
الالتزام لا یخلو عن اعتقاد غلبة الحقیة فیه فلا یترک فان قیل الیس الاختلاف رحمة قلنا لا علی
الاطلاق اذ لو کان علی الاطلاق لادی الی ان الشیء الواحد فی ساعة واحدة علی شخص واحد
حلال وحرام وجائز وفاسد ومکروه ومباح وفیه تناقض ان التناقض منفی عن کتاب الله فثبت
ان اصل هذا اللفظ لو ثبت فی اصله انما کان فی الفروع ممن هو اهل الاجتهاد واما فی حق
من لیس من اهل الاجتهاد فانما یتابع من هو اعلم منه انتهی وقال العلامة عبد الوهاب بن احمد
الشعرانی فی المیزان ثالثها ان یکون الحامل له ارادة تنویا کالاکل ولکنه من التمدد الزائد عادة
علی ما یلیق بحاله وهو فقیر فی مذهبه وارادة الانتقال لغرض الدنیا الذی هو من شهوات نفسه
المذمومة فهذا امر اشد وربما وصل الی حد التحریم لتلاعبه بالاحکام الشرعیة لمجرد غرض الدنیا
مع عدم اعتقاده فی صاحب المذهب الاول انتهی ازین عبارت صاف ظاهر است که برای شهوات نفس تقلید مذهب
دیگر نمودن مکروه تحریمی است بلکه اشد از ان والله اعلم تمت بنا دم اولیاء الله الصمد علی محمد غفر له الله الاحد ۲۲ ذی قعده

سنہ ۱۲۸۳ ہجری ۱۷۵ **سوال اول** ۱۲۱ قال فی الدر المختار وفیہا اذا سئلنا عن مذہبنا ومذہب
مخالفنا قلنا وجوبًا مذہبنا صواب یحتمل الخطأ ومذہب مخالفنا خطاء یحتمل الصواب واذا
سئلنا عن معتقدنا ومعتقد خصومنا قلنا وجوبا الحق ما نحن علیہ والباطل ما علیہ خصومنا
انتہی ہذہ العبارۃ یحتاج الی الشرح بینوا بیانا صافیا وشافیا اجرکم اللہ تعالی اجرا کافیا کیف
حکم الاعتقاد فی ہذہ المسئلۃ وہل یجب ان یعتقد المذاہب الثلثۃ دون الحنفیۃ
باطلۃ ام لا **سوال دوم** قال ایضا فی الدر المختار فی ابیات ابن المبارک ــــ
فقد قال ابن ادریس مقالا صحیح النقل فی حکم لطیفۃ بان الناس فی فقہ عیال
علی فقہ الامام ابی حنیفۃ + فلعنۃ ربنا اعداد رمل علی من رد قول ابی حنیفۃ
انتہی فیہ سوالات الاول ہل ثبت ہذا القول عن الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی بسند
صحیح ام لا الثانی فی منتخب اللغات رد بالفتح وتشدید دال بازگردانیدن و بازگشتن و باز آوردن و
چیزی زبون و فاسد انتہی کما لا یخفی علیکم فما معنی ہذا الرد الثالث ایضا فی منتخب اللغات لعن
بالفتح راندن و دور کردن از نیکی و رحمت و نفرین کردن انتہی کما ہو الظاہر علیکم فای معنی ہذہ
اللعنۃ الرابع ہل یلیق و یجوز لاحد من الناس ان یلعن بہذہ الترتیب ام لا الخامس
ہل ورد اللعن علی راد قول الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی بدلیل جید وان ثبت فبہا و
الا فہل یجوز اللعن علی غیر ما ثبت اللعنۃ علیہ بالکتاب والسنۃ السادس فان ثبت القول
المذکور عن الامام الشافعی رحمہ اللہ تعالی فی مواضع کثیرۃ ومسائل وفیرۃ کما ہو المذکور
فی الکتب بینوا توجروا اجرکم اللہ الجنۃ والرویۃ آمین **جواب السوال الاول**
ہذا القول ذکرہ النسفی فی آخر المصفی ومنہ اخذ من اخذ لکنہ بظاہرہ لیس بصحیح بل ہو مبنی علی قول
ضعیف غیر صحیح والذی یجب الاعتقاد بہ ہو ان الحق النفس الامری فی المسائل
الخلافیۃ دائر بین اقوال المجتہدین بمعنی ان الحق واحد منہا واما بحسب الظاہر
فکل منہا حق لا یواخذ الرجل ما یفعل بواحد منہا قال محمد امین الشہیر بابن عابدین
الشامی فی رد المحتار علی الدر المختار اعلم انہ ذکر فی التحریر وشرحہ ایضا انہ یجوز تقلید
المفضول مع وجود الافضل وبہ قال الحنفیۃ والمالکیۃ واکثر الحنابلۃ والشافعیۃ وفی

رواية عن احمد وطائفة كثيرة من الفقهاء لا يجوز ثم ذكر انه لو التزم مذهباً معيناً
كابي حنيفة والشافعي فقيل يلزمه وقيل لا وهو الاصح انتهى وقد شاع ان العامي لا مذهب له
اذا علمت ذلك ظهر لك ان ما ذكره النسفي من وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب يحتمل
الخطاء مبني على انه لا يجوز تقليد المفضول وانه يلزمه التزام مذهبه وان ذلك لا يتأتى
في العامي وقد رأيت في آخر فتاوى ابن حجر الفقيه التصريح ببعض ذلك فانه سئل عن عبارة
النسفي المذكورة ثم حرر ان قول ائمة الشافعية كذلك ثم قال ان ذلك مبني على الضعيف
من انه يجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اي شاء ولو مفضولا وان لم
يعتقده كذلك وحينئذ فلا يمكن ان يقطع او يظن انه على الصواب بل على المقلد ان يعتقد
ان ما ذهب اليه يحتمل انه الحق ثم قال ابن حجر ثم رأيت المحقق ابن الهمام صرح بما يؤيده
حيث قال في شرح الهداية ان اخذ العامي بما يقع في قلبه انه صواب اولى وعلى هذا
اذا استفتى مجتهدين فاختلفا عليه الاولى ان يأخذ بما يميل اليه قلبه منهما وعندي انه
لو اخذ بقول الذي لا يميل اليه جاز ايضاً لان ميله وعدمه سواء والواجب عليه تقليد
مجتهد وقد فعل انتهى وقال السيد احمد الطحطاوي في حواشي الدر المختار قوله خطاء
يحتمل الصواب هذا بناء على ان الحق واحد وهو المشهور واما من يجوز تخطاء المخالف في
الفروع كما تقدم من ان المجتهد يخطي ويصيب فالمراد ان ما ذهب اليه امامنا صواب
عنده لا مع احتمال الخطأ واما بالنظر الينا فكل واحد من الاربعة مصيب في اجتهاده فكل
مقلد يقول هذه العبارة على لسان امامه الذي قلده وليس المراد انه يكلف كل مقلد
اعتقاد خطاء المجتهد الآخر الذي لم يقلده لان تقليده واحداً منهم انما يسوغ بقدر
ضرورة التقليد من حيث كون المقلد ليس من اهل النظر في الادلة لاستنباط الاحكام الظنية
فيقلده في التقليد فقط انتهى **جواب السوال الثاني** وما بعده هذه الاشعار المنسوبة
الى ابن المبارك قول الشافعي فيها ثم قيل ذكر اللعنة وعكس اللعنة من ابن المبارك لان الشافعي فقد
نقل جمع من المحدثين كالخطيب والنووي وابن حجر وغيرهم ان الشافعي قال
من اراد ان يتبحر في الفقه فهو عيال على ابي حنيفة وهذا القول له مشهور في كتب الثقات

مسطور وهو الذي نظمه ابن المبارك فقال شعر وقد قال ابن ادريس مقالا صحيح
النقل في حكم لطيفة * بان الناس في فقه عيال * على فقه الامام ابي حنيفة * والذي
يستشكل من قوله فلعنة ربنا الخ هو ان اللعنة لا يجوز على مسلم بل على كافر معين ايضا
بعد موته وايضا رد الائمة بعضهم على بعض شايع وهو غير مستنكر لا سيما اذا كان لاحقاق الحق
فما وجه كون الرد على ابي حنيفة بخصوصه موجبا للعنة والجواب عن هذه الاشكالات على
ما بسطته في مقدمة عمدة الرعاية في حل شرح الوقاية وغيره من رسائلي ان اللعنة قد
يجيء بمعنى الحرمان مطلقا عن رحمة الله وهو غير جائز على المسلمين وقد يجيء بمعنى الابعاد عن
رحمة الله المختصة بالصلحاء والابرار وهو جائز على العصاة والفساق وقد ورد في الاخبار
الصحيحة اللعن على شارب الخمر وساقيه وعاصره ومعتصره وبايعه وحامله وعلى الراشي
والمرتشي وعلى اكل الربوا وموكله وشاهديه وكاتبه وعلى من ذبح لغير الله ومن اذى خلق
الله والواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة والمتشبهين بالنساء والمتشبهات بالرجال
الى غير ذلك كما لا يخفى على من له نظر في كتب الحديث من الصحاح الستة وغيرها وح فلا يستبعد
كون الرد على ابي حنيفة موجبا للفسق الموجب للابعاد والطرد ثم المراد بالرد ليس مطلقه حتى يستشكل
بصنيع الائمة بل الرد محتقرا له وحطا له عن منزلته وطعنا في رتبته بحيث يؤذي مقلديه كما هو
الشان اكثر العوام الذين كالانعام بل الخواص كالعوام ومثل هذا الرد المشتمل على السب والشتم
لا شبهة في كون الراد به فاسقا يجوز اللعنة به بالمعنى الثاني وليس الشعر المذكور
متضمنا على اللعن على معين بل انما فيه اللعن على غير معين فلا ريب في
جوازه وبهذا كله وضح لك صحة قول الحلبي في حواشي الدر المختار المراد من قوله
رد محتقرا له منكرا ان يكون فيه قوة الاجتهاد والا فلم تزل الائمة ترد اقوال بعضهم مع انهم متوافقون
على ذلك لنصرة الحق بحسب ظنهم وكان الاسلاف يقولون على من حط قدر ابي حنيفة انتهى اما
قول الطحطاوي في حواشيه ردا على الحلبي فيه غاية من رده بهذه الصفة المتقدمة ان يكون
قد ارتكب محرما وهو لا يلعن بل لا يجوز لعن كافر بخصوصه انتهى فباطل لما اسلفناه قال ابن عابدين
الشامي في رد المحتار اي على من رد قائله من الاحكام الشرعية محتقرا لها فان ذلك يوجب

للطرد والابعاد لا بمجرد الطعن علی الامام نفسہ لان غایۃ الحرمۃ فلا یوجب اللعن لکن لیس فیہ لعن شخص معین فھو کلعن الکاذبین ونحو ھم من العصاۃ انتھی ھذا ما خطر بالبال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی]

۱۳۱ **سوال** ؎ علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ مین کیا ارشاد فرماتے ہین کہ ایک گروہ وہابیون کا کہ اول مین سینہ پر ہاتھ باندھتے تھے اور جب حنفیون کے ساتھ نماز پڑھتے تھے نیچے ناف کے ہاتھ باندھتے ہین اور رفع یدین کرتے ہین اور پیچھے امام کے سورۂ فاتحہ پڑھتے ہین چھ نوافل جو یہ لوگ حنفی پڑھتے ہین اسکو وہ سخت منع کرتے ہین اور جنگلی گوہ کو حلال کر کے کھاتے ہین اور چند مسلمانون کے سامنے ذبح کیا ہے اور بہت سے مسلمانون کے سامنے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ سوائے کتے اور سور کے کل جانور بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کرنا درست ہے آیا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا از روے شرع کے درست ہے یا نہین اور انکو اپنے مکان پر آنے دینا اور انکی وعظ یا کلام سننا از روے شرع کے جائز ہے یا نہین فقط بینوا توجروا **ھو المصوب** فرقۂ وہابیہ فرقۂ مفسدین ہے جیسا کہ استاذ علام مولانا محمد عبد الحی نور اللہ مرقدہ نے اکثر مواقع مین تصریح کی ہے انکے پیچھے نماز پڑھنا درست نہین ہے اگر وہ جسمیت باری تعالی ثابت کرتے ہون اور ختم نبوت حقیقی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہون ورنہ انکے پیچھے نماز مکروہ ہے اور درصورتیکہ افساد دین شیوہ اس فرقہ کا ہے تو اقتدا اسکی حرام عند الشرع ہے واللہ اعلم حررہ محمد عبد الباقی سامحہ اللہ یوم التلاقی عفی عنہ صح الجواب واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۳۲ **سوال** ۱۳۲ کیا فرماتے ہین علمائے اہل سنت وجماعت اس امر مین کہ یہ گروہ غیر مقلدین جنکے عقائد مین ہے کہ اول یہ ہے کہ خداے تعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے چنانچہ کتاب ضیاء الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ ۵ مین مندرج ہے دوسرا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام مین معصوم ہین حالانکہ مولوی حسین علی خان اپنی کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۲ مین انبیا علیہم السلام کے بھول چوک کا احکام دینی مین مقر ہین اور اسکی صحت پر مولوی نذیر حسین صاحب وشریف وغیرہ اکابر غیر مقلدین کے مواہیر ہین تیسرا یہ ہے کہ آنحضرت کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہین چنانچہ نصر المومنین مصنفہ آخون صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۲ و ۱۲ مین الف ولام خاتم النبیین کو عہد خارجی لکھا ہے کہ جسکے معنی یہ ہین

کہ بعض کے خاتم ہیں نہ سب کے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سبکے ہیں چہارم حدیث آحاد یعنے
سوا حدیث متواتر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا ایک دو معجزہ کے صادر نہیں ہوئے کیونکہ سوائے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر
سے ثابت نہیں چنانچہ کتاب دلیل محکم مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی میں موجود ہے پنجم اجماع کل امت
جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہیں ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے
صفحہ ۱۳۱ اور کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۲۲ میں موجود ہے ششم مجتہد کا قیاس شرع میں معتبر نہیں ہے چنانچہ معیار الحق کے صفحہ ۹۰
میں اور کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۳۶ میں موجود ہے ہفتم مسئلہ رجعت کے قائل ہیں یعنی حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کے زمانے
میں سب مردے جو انکی محبت میں مرے ہیں قبور سے قبل قیامت زندہ ہوکر انسے مستفید ہونگے چنانچہ کتاب
دراسات اللبیب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۹ میں موجود ہے ہشتم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انکے
ہمراہی ارشاد نبیہ میں حضرت فاطمہ زہرا کو خطا پر ہیں چنانچہ اسی کتاب کے صفحہ ۲۳ میں موجود ہے نہم حضرت ابوبکر صدیق و حضرت
فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ کینہ رکھتے تھے
چنانچہ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبد اللہ مہدی معروف جھاؤ ساکن موضع متصل الہ آباد
کے صفحہ ۱۹ میں مذکور ہے دہم چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے متبع یعنی حنفی شافعی مالکی حنبلی اور
چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ یہ سب لوگ کافر ہیں اسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۵۰ میں مذکور ہے (۱)
یہ اہل سنت و جماعت میں داخل ہیں یا مثل اور فرقوں ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہیں (۲) انکے
ساتھ مخالطت اور مجالست اور انکو اپنی مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں (۳) اور انکے پیچھے نماز پڑھنا
درست ہے یا نہیں بینوا توجروا **ہوالموفق** یہ گروہ جسکے عقائد مخالف عقائد حقہ ہیں اہل سنت سے خارج ہیں
اور انکے ساتھ مخالطت و مجالست بغرض تحفظ اپنے عقائد کے اور انکو اپنی مسجد میں آنے دینا بخیال فساد
اور انکے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز درست نہیں واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ الوحید ابوالمحاسن محمد
عبد الحمید غفر اللہ الوحید۔ واقعی قائل عقائد مذکورہ اہل سنت سے خارج ہے بلکہ بعض عقائد اسمیں کفر ہیں نماز
انکے قائل کے پیچھے جبتک توبہ نکرے بلا کراہت جائز نہیں بلکہ جو عقائد اس میں کفر ہیں اس کے قائل
کے پیچھے جبتک توبہ نکرے ہرگز نماز درست نہیں مساجد میں بخیال دفع فساد ایسوں کو نہ آنے
دینا چاہیے واللہ اعلم نمقہ محمد عبد الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیاتہ یوم یقوم الناس لربہم الباری

۲۲۲ سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین رحمکم اللہ اس مسئلہ میں کہ از روے شرع شریف وہابی کسکو کہتے ہیں اور وہابیوں کے عقائد شرعاً کیا ہیں جو شخص حنفی مذہب والیکو وہابی کہے وہ خاطی ہے یا مصیب ہو المصوب بالصواب وہابی پیروان محمد بن عبد الوہاب نجدی کو کہتے ہیں اور انکے عقائد جامع الشواہد میں جو تالیف ہو چکی ہے مشرح موجود ہیں اور حنفی بمعنے اسکے کہ مقلد امام ابو حنیفہ کا وہابی غیر مقلد کو کہنا صریح خطا ہے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۱۷۹

۲۲۳ سوال (۱) کیا فرماتے ہیں علماے اہل سنت و جماعت اس امر میں کہ یہ گروہ غیر مقلدین کہ جنکے عقائد یہ ہیں اول یہ ہے کہ خداے پاک کا جھوٹ بولنا ممکن کہتے ہیں چنانچہ کتاب صیانۃ الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق شاگرد مولوی نذیر حسین کے صفحہ پانچ میں مندرج ہے دوسرا یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام تبلیغ احکام میں بالاتفاق معصوم ہیں حالانکہ مولوی حسین خان اپنی کتاب رد تقلید بکتاب المجید مطبوعہ مطبع فاروقی کے صفحہ ۱۱ میں انبیا علیہم السلام سے بھول چوک کا احکام دینی میں مقر ہے اور اسکی صحت پر مولوی نذیر حسین صاحب و شریف و غیرہما کا جو غیر مقلدین کے مواہیر ہیں تیسرا یہ ہے کہ حضرت خاتم النبیین ہونے سے انکار کرتے ہیں چنانچہ تنویر المؤمنین مصنفہ آخون صدیق پشاوری شاگرد رشید مولوی نذیر حسین صاحب کے صفحہ ۱۴۲ و ۱۴۳ میں الف و لام خاتم النبیین کو عہد خارجی لکھا ہے کہ جسکے معنی یہ ہیں کہ بعض کے خاتم ہیں نہ سب کے حالانکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام خاتم النبیین سب کے ہیں چہارم حدیث آحاد یعنی سواے متواتر کے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ ثابت نہیں ہوتا جسکا یہ مطلب ہوا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام سے سواے ایک دو معجزے کے صادر نہیں ہوے کیونکہ سواے قرآن کے اور معجزات حدیث متواتر سے ثابت نہیں چنانچہ کتاب دلیل محکم مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ دہلی میں موجود ہے پنجم اجماع کل امت جسکی سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہیں ہے چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین مطبوعہ لاہور کے صفحہ ایک سو اکتیس ۱۳۱ اور کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ چوبیس ۲۴ میں موجود ہے ششم مجتہد کا قیاس شرع میں معتبر نہیں چنانچہ معیار الحق کے صفحہ اناسی میں اور کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ چھتیس ۳۶ میں موجود ہے ہفتم مسئلہ رجعت کے قائل ہیں یعنی حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ کے زمانہ میں سب مردے جو انکی صحبت میں رہے ہیں قبر سے قبل قیامت زندہ ہوکر انسے مستفید ہونگے چنانچہ کتاب [illegible] مصنفہ مولوی [illegible] مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۲۱۵ میں موجود ہے ہشتم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انکے

ہمراہی ارشاد شدہ میں حضرت فاطمہؓ کو خطا پر کہیں نہایت اُسی کتاب کے صفحہ ۲۱۳ میں موجود ہے ثم حضرت
ابو بکر صدیق رضؓ حضرت فاطمہ زہرا رضؓ کے ساتھ اور حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ کینہ رکھتے تھے چنانچہ
کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی عبد اللہ غازی پوری معروف چھپا ساکن موضع متصل آرہ آباد کے
صفحہ ۷۹ میں مذکور ہے ہم چاروں اماموں کے پیرو اور چاروں طریقوں کے تابع یعنے حنفی شافعی مالکی
حنبلی اور چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ یہ سب لوگ کافر ہیں اسی کتاب اعتصام السنہ کے صفحہ ۱۰۹
میں مذکور ہے (۱) یہ اہلسنت و جماعت میں داخل ہے یا مثل اور فرقوں ضالہ کے اہل سنت سے خارج ہے (۲)
اُنکے ساتھ مخالطت اور مجالست اور اُنکو اپنی مسجد میں آنے دینا درست ہے یا نہیں (۳) اُنکے پیچھے نماز
پڑھنی درست ہے یا نہیں **ھوالموفق** یہ گروہ جنکے عقائد مخالف عقائد حقہ ہیں اہل سنت سے خارج ہے اور
اُنکے ساتھ مخالطت اور مجالست بغرض تحفظ اپنے عقائد کے اور اُنکو اپنی مسجد میں آنے دینا بخیال فساد
اور اُنکے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز درست نہیں واللہ اعلم وعلمہ احکم حررہ الراجی عفو ربہ ابو حمید ابو الحامد محمد عبد الحمید
عفی عنہ ۱۵ رجب ۱۳۱۲ محمد عبد الحمید واقعی قائل عقائد مذکورہ اہل سنت سے خارج ہے بلکہ بعض عقائد اس میں کفر
ہیں نماز اُنکے پیچھے جب تک توبہ نکرے بلا کراہت جائز نہیں بلکہ جو عقائد اس میں کفر ہیں اُنکے قائل کے
پیچھے جبتک توبہ نکرے ہرگز نماز درست نہیں مساجد میں بخیال دفع فساد ایسوں کو نہ آنے دینا چاہیے واللہ
اعلم حررہ تراب اقدام اولیاء اللہ الباری محمد المدعو بعبید الہادی الانصاری تجاوز اللہ عن سیأتہ وعمہم نعیمہ الجاری
ابن الفقیہ الزاہد النبیہ العابد مقبول من رفع السماء بغیر عمد مولانا المرحوم علی محمد غفر لہ اللہ الاحد محمد عبید الہادی
فی الحقیقت جو شخص عقائد مسطورہ استفتا رکھتا ہے اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اس سے مخالطت نہیں درست
ہے ایسے لوگوں کا مساجد میں آنے دینا موجب فساد ہے واللہ اعلم حررہ العاصی محمد عبد العزیز غفر اللہ ذنوبہ وستر
عیوبہ ۱۸۰ **سوال** ۱۶۱ جو اقوام اہل اسلام ہیں سب ایک ہی دستور شرع شریف پر قائم ہیں یا مختلف دستور
پر بینوا توجروا **جواب** جتنے اقوام اہل اسلام ہیں تمام ممالک میں سب ایک ہی دستور شرع شریف پر
معاملات میں قائم ہیں موافق فتوے حنفی کے مگر تھوڑے روزوں سے شہر لکھنؤ میں معاملات شیعہ میں
فتوی امامیہ کا لکھا جاتا ہے واللہ اعلم حررہ محمد نعمت اللہ عفی عنہ الجواب صحیح کتبہ محمد یوسف عفی عنہ صح الجواب حررہ
ابو البقا محمد عبد الحکیم غفر لہ اللہ الکریم ۱۸۱ **سوال** ۱۶۲ از علمای کرام سلمکم اللہ آن داشتہ باشند رقم فرمایند کہ جناب
حضرت غوث الثقلین حنفی مذہب بودند یا حنبلی و آنحضرت پیشتر کدام مذہب داشتہ بعدہ ترک آن شدہ بر مذہب

اختیار فرموده واز ترک یکے واختیار دیگری لازم می آید که اول را بد ثانی را بهتر دانسته باشند یا نه امید که بلا تعصب جواب سوالات صحیح صحیح رقم فرمایند هو المصوب شیخ عبد الحق محدث دهلوی کان نفیا علی مذهب الشافعی والحنبلی فرماید و انتقال غوث پاک بر مذهب حنبلی ست و ترک مذهبی واختیار مذهب دیگر همچنین کس را جائز ست واز اختیار مذهبی بد دانستن مذهب دیگر لازم نمی آید والله اعلم حرره ابو الحسنات محمد عبد الحی عفا الله عنه القوی ماصدر عنه من الاثم الجلی والخفی سوال شخصے نام خود که هدایت علی میداشت بایهام اسمای شرکیه تبدیل نموده هدایت العلی نهاد شخصی بران معترض شد که لفظ هدایت مشترک است بین معنیین ارائة الطریق والایصال الی المطلوب وهکذا لفظ علی بغیر الف ولام مشترک ست بین اسمای الٰهیه وحضرت علی کرم الله وجهه مجیب گفت که درین صورت تائید اثبات مدعای من ست چه هرگاه لفظ هدایت وعلی مشترک شد بین معنیین پس برین تقدیر چهار احتمال متحقق می شوند یکے ازان از هدایت معنی اول واز علی الله جل شانه دوم از هدایت معنی ثانی واز علی جل جلاله سوم از هدایت معنی اول واز علی حضرت علی کرم الله وجهه چهارم از هدایت معنی ثانی واز علی حضرت علی پس سه احتمال اول خالے از ممانعت شرعیه هستند البته احتمال رابع خالی از ممنوعیت نیست چه در جمله اسماے شرکیه مفهوم می شود پس هر اسم که دائر میشود بین اسمای شرکیه وغیرها احتراز ازان لابدی ست بلکه واجب کما هو ثابت و اگر کسی بر اسم متنازع فیه قیاس نموده بر عبد الله شرک ثابت کند ویا علی گفتن ممانعت نماید آیا اعتراض معترض وقیاس او صحیح ست یا نه وبر تقدیر صحت اعتراض تائید کلام مجیب قرار می باید چنانکه معترض صاحب تصور فرموده اند بینوا توجروا هو المصوب لفظ علی که از اسمای الٰهیه است الف لام بران زائد می شود یا برای تعظیم چنانکه در الفضل والنعمان وغیره رضی در شرح کافیه می نویسد وقد یزاد اللام فی العلم وقال الکوفیون قد یکون اللام للتعظیم کما فی اللّٰه فی الاعلام ولا یعرفها البصریون انتهی ملخصاً وابن مالک در الفیه وشراح الفیه در اعلام زیادت لام ذکر کرده به الفضل ونحو ذلک ممثل کرده اند علی کل تقدیر لام بر اسماے الٰهیه سوای لفظ الله جزو علم نیست و بر لفظ علی که از اسمای مرتضی رضی ست لام داخل نمی شود بحر العلوم در حواشی میرزاهد ملا جلال می نویسند دخول اللام علی الاعلام فصیح سوی انا نجد علی مسماه الصلوة والسلام سوی لفظ علی رضی الله عن مسماه انتهی بنا علیه هدایت العلی اولی است از هدایت علی بیدا اولی اشتباه اضافت هدایت بسوی علی مرتضی رض نیست در صورت ثانیه

بسبب اشتراک لفظ ہدایت بحسب استعمال واشتراک لفظ علی اشتباہ امر غیر مشروع موجود در اسامی از تجویز آنکہ ایہام امر
غیر مشروع سازد احتراز لازم ہمین سبب علما از تسمیہ بعبد النبی وغیرہ منع ساختہ اند واما در عبد اللہ وغیرہ ایں
ایہام امر غیر مشروع نیست بل ہو احب الاسماء الی اللہ تعالیٰ کما ورد بہ الحدیث وہمچنین در یا علی ہرگاہ مقصود ندا
پروردگار باشد نزاعے نیست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی
والخفی ۱۲۹۱ھ سوال ۲ کسی کا نام عبد الرسول یا عبد النبی یا عبد الحسین وغیرہ رکھنا درست ہے یا نہیں بینوا
توجروا الجواب ہو المصوب ایسا نام جس میں اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو شرعا درست نہیں ہے اور
اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہ ہو بسبب احتمال اسکے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے
مگر بوئے شرک سے ایسا نام رکھنا خالی نہیں ہے قرآن وحدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں
اور علمائے امت محمدیہ نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے تفسیر جلالین میں ہے ہو الذی خلقکم من نفس
واحدۃ آدم وجعل خلق منہا زوجہا حواء لیسکن الیہا فلما تغشاہا حملت حملا خفیفا
ہو النطفۃ فمرت بہ ذہبت وجاءت لخفتہ فلما اثقلت بکبر الولد فی بطنہا واشفقا
ان یکون بہیمۃ دعوا اللہ ربہما لئن آتیتنا صالحا سویا لنکونن من الشاکرین
فلما آتاہما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما آتاہما بتسمیۃ عبد الحارث ولا ینبغی ان یکون
عبد الا للہ ولیس باشراک فی العبودیۃ لعصمۃ آدم وروی عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لما ولدت حواء طاف بہا ابلیس وکان لا یعیش لہا ولد فقال
سمیہ عبد الحارث فانہ یعیش فسمتہ فعاش فکان ہذا من وحی الشیطان وامرہ
رواہ الحاکم وقال صحیح والترمذی وقال حسن غریب انتہی ملخصا اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے
ولیس الجعل المذکور باشراک للہ بل ہو شرک فی التسمیۃ وہذا لا یقتضی الکفر انتہی
اور شرعۃ الاسلام میں ہے ولا یسمیہ حکیما ولا حکما ولا ابا عیسی ولا عبد فلان انتہی اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر
میں ہے اما ما اشتہر من التسمیۃ بعبد النبی فظاہرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک انتہی
اور ملا علی قاری کی شرح مشکوۃ میں ہے ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبی ولا غیرہ مما شاع بین الناس
انتہی اور ابن حجر مکی کی شرح منہاج میں ہے ویحرم ملک الاملاک لان ذلک لیس لغیر اللہ وکذا عبد النبی و
عبد الکعبۃ او الدار او علی او الحسین لایہام التشریک انتہی واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات

محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی جامع الفتاوی کہتا ہے کہ سند المحدثین شیخ عابد سندی رحمۃ اللہ علیہ
نے دربارۂ جواز تسمیہ عبد النبی و عبد الرسول ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جو چاہے اسکو دیکھے کلام ہے
تو نفس جواز میں مگر اسماے مبارکہ عبد اللہ عبد الرحمن محمد احمد انشاء اللہ کے ہونے میں شک نہیں ہے
جیسا کہ استعمال لفظ عبد کا باضافت مخصوصہ خصوصاً جبکہ دفع ایہام شرک کے ساتھ ہو قبیح نہیں ہے
مسلمان کا عبد النبی نام رکھنا خود اس اضافت کے مقصد کو ظاہر کرتا ہے جسطرح انبت الربیع البقل
واللہ اعلم ۱۸۳ **سوال اول** کدام محقق از اہل اصول و فقہا بانب موکدیت بر مواظبت صحابہ گفتہ است
و در کدام کتاب آمدہ است **سوال دوم** از کدام حدیث مواظبت خلفای راشدین بر سنت رکعت تراویح
ثابت ست بینوا توجروا ہو المصوب **جواب سوال اول** آنچہ مشہور و در مختصرات اصول متداولہ
مذکور ست السنۃ ما واظب علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیکن ارباب نظر دقیق این تعریف را مخدوش
ساختہ لفظ او الخلفاء را زائد کردہ اند و تصریح این امر کردہ اند کہ ہمچنان کہ در ترک سنت نبوی عتاب خواہد شد
در ترک سنت خلفای راشدین نیز شیخ الاسلام بدر الدین العینی در بنایہ شرح ہدایہ می نویسند سنۃ العمرین
لاشک فی ان فی فعلہا ثواب وفی ترکہا عقاب لانا امرنا بالاقتداء بہما لقولہ
علیہ الصلوۃ والسلام اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمر فاذا کان الاقتداء بہما
مامورا بہ یکون واجبا وتارک الواجب یستحق العقاب والعتاب انتہی ملخصا ومحقق عصر
کمال الدین ابن الہمام در تحریر الاصول می آرد قسمت الحنفیۃ العزیمۃ الی فرض ما قطع بلزومہ و
واجب ما ظن وسنۃ الطریقۃ الدینیۃ فیہ علیہ الصلوۃ والسلام او الراشدین او بعضہم انتہی ملتقطا
وبحر العلوم مولانا عبد العلی در شرح تحریر می نویسد ینبغی ان یراد اعم من ان یکون طریقۃ دینیۃ مستمرۃ فی
الدین منہ صلی اللہ علیہ وسلم بان باشرہ او لا بان استمر الناس علیہا باذنہ او باذن الخلفاء
انتہی وعلامہ عبد العزیز بخاری در کشف اصول البزدوی می طراز اما التراویح فی رمضان فانہا سنۃ
الصحابۃ فانہ لم یواظب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بل واظب علیہا الصحابۃ وہذا
مما یندب الی تحصیلہ ویلام علی ترکہ لکنہ دون ما واظب علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم لان
سنۃ النبی اقوی من سنۃ الصحابۃ ہذا عندنا واصحاب الشافعی یقولون السنۃ ما واظب علیہ النبی علیہ
السلام فاما النفل الذی واظب علیہ الصحابۃ فلیس بسنۃ وہو علی اصلہم مستقیم فانہم لا یرون اقوال

الصحابة حجة وعندنا اقوالهم حجة فيكون افعالهم سنة لانها طريقة امرنا باحيائها لقوله تعالى لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة ولقوله عليه الصلوة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين انتهى
وامیر کاتب اتقانی صاحب غایۃ البیان در تبیین شرح منتخب حسامی می نویسد اعلم ان السنة في اللغة هي الطريقة حسنة كانت او سيئة يدل عليه قوله عليه السلام من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها الى يوم القيامة ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها الى يوم القيامة وفي عرف الشرع يراد بها طريقة الدين اما للرسول او للصحابة حتى يقال سنة الرسول او سنة خلفاء الراشدين ولا يختص مطلق السنة بسنة الرسول خلافا للشافعي وقال القاضي ابو زيد يحتمل انه لم يبلغه استعمال السلف اطلاق السنة على طريقة العمرين والصحابة لانه كان بعد ابي حنيفة بقرون او بقرنين وحكمها ان يطالب المراد باقامتها ويعاقب على تركها لانه لا يخلو اما ان تكون طريقة للرسول او طريقة للصحابة وكل واحدة من الطريقتين امرنا باحيائها ونهينا عن اماتتها انتهى
وعلامہ صحیح الدین رحمہ اللہ در شرح وقایہ می آرد السنة الطريقة المسلوكة في الدين بلا وجوب ولا افتراض وفسرها بعضهم بما واظب مع الترك احيانا وذكر في المحيط السنة سنتان سنة النبي صلى الله عليه وسلم وسنة اصحابه فسنة الرسول هي الطريقة التي واظب عليها كركعتي الفجر وسنة الصحابة الطريقة التي واظبوا عليها انتهى وطحطاوی در حاشیہ مراقی الفلاح می آرد السنة عند الحنفية ما فعله النبي صلى الله عليه وسلم او صحبه بعده قال في السراج ما فعله النبي او واحد من اصحابه فان سنة اصحابه امر عليه السلام باتباعها بقوله عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين وقوله اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم انتهى
علامہ عبد العزیز بخاری صاحب کشف در تحقیق منتخب حسامی می آرد ذکر ابو الیسر في حكم السنة فهو ان كل فعل واظب عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل التشهد في الصلوة والسنن الرواتب يندب الى تحصيله ويلام على تركه مع لحوق اثم يسير وكل فعل لم يواظب عليه بل تركه في بعض الاحوال كالطهارة لكل صلوة وتكرار الغسل في اعضاء الوضوء والترتيب في الوضوء فانه يندب الى تحصيله ولا يلام على تركه واما التراويح في رمضان فانها سنة الصحابة اذ لم يواظب عليها رسول الله بل واظب عليها الصحابة وهذا مما يندب الى تحصيله ويلام على تركه ولكنها

دون ما واظب عليه الرسول فان سنة النبي اقوى من سنة الصحابة قال ابو اليسر
وهذا عندنا واصحاب الشافعي يقولون السنة نفل واظب عليه الرسول فاما النفل الذي
واظب عليه الصحابة فليس بسنة وهي على اصلهم فانهم لا يرون اقوال الصحابة حجة فلا يرون
افعالهم ايضا سنة وعندنا اقوالهم حجة فيكون افعالهم سنة وذكر غيره انه لا خلاف في ان السنة
هي الطريقة المسلوكة في الدين سواء كان النبي صلى الله عليه وسلم او لغيره من اعلام الدين وانما
الخلاف في ان اطلاق لفظ السنة ايتم على سنة رسول الله او يعم سنته وسنة غيره على ما عرفت انتهى
وعلامه ابن كمال پاشا در ايضاح شرح اصلاح مي گويد السنة ما واظب عليه النبي عليه الصلاة والسلام على سبيل
العبادة مع الترك بلا عذر هذا هو المشهور في حد السنة في الكتب فيه قصور لان ما
واظب عليه الخلفاء الراشدون ايضا من السنة الا يرى الى ما قال صاحب الهداية
في التراويح والاصح انها سنة لانه واظب عليه الخلفاء الراشدون والدليل على
انها سنة قوله عليه السلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي انتهى
وهمچنين ست در نهر الفائق وغيره ازين عبارات صاف واضح شد كه نزد محققين از ترك سنت خلفا نيز استحقاق
عتاب ميشود وسنت مؤكده همچنان كه بمواظبت نبوي مي شود بمواظبت خلفا نيز جواب سوال دوم مواظبت
نبوي كه موجب سنت مؤكده است بر دو قسم است يكي آنكه آنحضرت صلى الله عليه وسلم بارتكاب فعلي
مداومت فرمايند مثل جماعت وسنن رواتب وغيره دوم آنكه آنحضرت بامري امر وترغيب على سبيل المداومت
فرمايند مثل اذان كه اذان را جمله علما از شرقا وغربا سنت مؤكده مي نويسند با وجود آنكه خود آنحضرت بنفس نفيس يكبار
هم اذان نگفته چه جاي آنكه مواظبت بران كرده باشند وهمچنين مواظبت خلفا هم بر دو قسم است يكي
مواظبت فعلي دوم مواظبت امري وتشريعي وهر يكي ازين چار قسم مستوجب ملامت بتارك ميشود
چنانچه از تحرير بحر العلوم در شرح تحرير واضح است وجمهور اصوليين اگرچه بتصريح اين امر نكرده اند مگر از كلام
ايشان اين بوضاحت عديده اين تفصيل مفهوم ميشود بعد تمهيد اين امر بايد دانست كه در باب مواظبت الخلفاي
خلفا بر بيست ركعت تراويح حديثي صريح يافته نشد ليكن طائفة كثيرة فقها واصوليين تصريح بدان كرده اند
حتي كه ابن الهمام نيز در شرح قول صاحب هدايه والاصح انها سنة لمواظبة الخلفاء الراشدين مي نويسند
فيه نظر اذ لم يره الا كان في زمن عمر وعثمان وعلي انتهى ودر جاي ديگر مي نويسند عن ابي يوسف انه

امکن اداؤها فی بیته مع مراعات سنة القراءة یصلیها فی بیته لقوله علیه السلام افضل الصلوة
فی بیوتکم وجوابه ان قیام رمضان مستثنی من ذلک لما تقدم من فعله علیه السلام والعذر
فی ترکه وفعل الخلفاء الراشدین انتهی اما مواظبت تشریعی خلفاء بر بست رکعت پس از روایات عدیده
ثابت است وہمین قدر برای بودن این مقدار سنت مؤکده واستحقاق ملامت از ترک آن کافی است
فروی البیهقی فی کتاب المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی زمان عمرؓ بعشرین رکعة
والوتر وروی مالک عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی رمضان فی زمان
عمرؓ بثلث وعشرین رکعة وروی البیهقی بسند صحیح انهم کانوا یقیمون علی عهد عمرؓ بعشرین
رکعة وعلی عهد عثمانؓ وعلیؓ مثله وروی اصحاب السنن عن عبد الرحمن قال خرجت مع عمرؓ فی
رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسه ویصلی الرجل فیصلی بصلاته
الرهط فقال عمرؓ والله انی لاارانی لو جمعت هؤلاء علی قاریء واحد لکان امثل فجمعهم علی ابی بن کعب
قال ثم خرجت معه لیلة اخری والناس یصلون بصلاة قاریهم فقال عمرؓ نعمت البدعة هذه
علامه زرقانی در شرح موطا می نویسند قال ابن عبد البر فیه ان عمرؓ کان لا یصلی معهم اما لشغله بامور
الناس واما لانفراده بنفسه فی الصلوة انتهی وعینی در شرح هدایه می آرد فی المغنی عن علیؓ انه امر رجلا
ان یصلی لهم فی رمضان بعشرین رکعة والوتر انتهی ازین روایات وامثال آنها صاف واضح که بر
بست رکعت در زمانه خلفاء ثلثه باذن خلفاء وترغیب ورضای شان مداومت شده وذلک ما اردناه
پس ازینجا دو مقدمه پیدا شد اول اینکه عشرون رکعة مما واظب علیه الخلفاء ولو تشریعا ورضاء وکل
ما واظب علیه الخلفاء فهو سنة مؤکدة واز ترتیب این هر دو نتیجه بر آمد عشرون رکعة فی التراویح
سنة مؤکدة ودوم تارک السنة المؤکدة معاتب وملام بر آمد تارک عشرین رکعة معاتب وهذا هو
الذی اردناه مما علقناه علی الهدایة والله اعلم بالصواب وعنده ام الکتاب حرره الراجی عفو ربه القوی
ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی وحفظه عن موجبات الغی ومن شاء زیادة التفصیل
فی هذا المبحث فلیطالع رسالتی احیاء السنة بتحقیق تعریف السنة سوال ۱۲ چه میفرمایند علمای دین
علیهم الرحمة که جمیع بدعت ضلالت است کما هو المفهوم من الاحادیث یا بعضی از انها مباح ومندوب
است کما قال العلماء پس الحکم نزد جناب والا در تعریف بدعت وتقسیم آن چه حق باشد رقم فرمایند بینوا توجروا

ھو المصوب اعلم انی اتلو علیک اولا اقوال علماء العظام فی تفسیر البدعة ثم اختصر وابین ما ھو الاحق بالاتباع فی کتاب العین للخلیل البدع بالفتح احداث الشیء والبدع بالکسر الشیء الذی یکون اولا والبدعة ما ابتدع من الدین وفی القاموس البدعة بالکسر الحدث فی الدین بعد الاکمال او ما استحدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاھواء والاعمال قال الامام النووی الشافعی فی شرح صحیح مسلم کل بدعة ضلالة البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث ما لم یکن فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعة ضلالة عام مخصوص والمراد غالب البدع قال العلماء البدعة خمسة اقسام واجبة ومندوبة ومحرمة ومکروھة ومباحة فمن الواجب نظم ادلة المتکلمین رد علی الملاحدة والمبتدعین وشبہ ذلک ومن المندوبة تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک ومن المباح التبسط فی الوان الاطعمة وغیر ذلک والحرام والمکروہ ظاھران وکذا اوضحنا المسألة بامثلتھا المبسوطة فی تھذیب الاسماء واللغات فاذا عرفت ما ذکرتہ علمت ان الحدیث العام مخصوص وکذا ما اشبہ من الاحادیث الواردة ویوید ما قلناہ قول عمر رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعة ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قول کل بدعة موکدا بکل بل مدخلہ التخصیص مع ذلک لقول اللہ تعالی یدمر کل شیء انتھی قال الشیخ علی القاری الحنفی فی المرقاة شرح المشکوة وشر الامور محدثاتھا یعنی البدع الاعتقادیة وکل بدعة ضلالة قال فی الازھار ھذا مخصص ای کل بدعة سیئة ضلالة لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنة حسنة فلہ اجرھا واجر من عمل بھا وجمع ابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما القرآن وکتبہ بین المصحف وجد فی عھد عثمان قال النووی البدعة کل شیء عمل علی غیر مثال سبق وفی الشرع احداث ما لم یکن فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بدعة ضلالة عام مخصوص قال الشیخ عز الدین بن عبد السلام فی آخر کتاب القواعد البدعة اما واجبة کتعلیم النحو لفھم کلام اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وکتدوین اصول الفقہ والکلام فی الجرح والتعدیل واما محرمة کمذھب الجبریة والقدریة والمرجئة والمجسمة والرد علی ھؤلاء من البدع الواجبة

لان حفظ الشريعة من هذه البدع فرض كفاية واما مندوبة كاحداث الربط والمدارس
وغيرها مما كان احداثه لم يعهد في الصدر الاول وكالتراويح اي بالجماعة العامة والكلام
في الدقائق الصوفية واما مكروهة كزخرفة المساجد وتزويق المصاحف يعني عند الشافعية
واما عند الحنفية فمباح واما مباحة كالمصافحة عقيب الصبح والعصر اي عند الشافعية واما
عند الحنفية فمكروه والتوسع في لذيذ المآكل والمشارب والمساكن وتوسيع الاكمام وقد
اختلفوا في كراهة بعض ذلك اي كما قدمنا قال الشافعي رح ما احدث مما يخالف الكتاب
او السنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة وما احدث من الخير مما لا يخالف شيئا من ذلك فليس
بمذموم وقال عمر في قيام رمضان نعمت البدعة هذه آخر كلام الشيخ النووي في تهذيب
الاسماء واللغات وروي عن ابن مسعود ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي
حديث مرفوع لا يجتمع امتي على الضلالة انتهى قال الشيخ عبد الحق الدهلوي الحنفي
في شرح المشكوة قال القاضي عياض المالكي كل ما احدث بعد النبي صلى الله عليه وسلم
فهو بدعة والبدعة فعل ما لا سبق اليه فما وافق اصلا من السنة يقاس عليها فهو محمود
وما خالف اصول السنن فهو ضلالة ومنه قوله عليه السلام كل بدعة ضلالة انتهى
يعني ان قوله كل بدعة ضلالة مخصوص ببعض انتهى قال ابن التيمية الحنبلي حافظ
الحديث في المنهاج البدعة هي الحادث في الامر فان كان بغير دليل شرعي فقبيحة وان
وافق اصول الشرع فبدعة حسنة والبدعة قد تذكر ويراد بها القبيحة وقد يراد بها الاحداث
المطلق انتهى وفي مصباح الزجاجة على سنن ابن ماجة قوله صلى الله عليه وسلم وشر الامور
محدثاتها قال في النهاية جمع محدثة بالفتح وهي ما لم يكن معروفا في كتاب ولا سنة ولا اجماع
وقوله صلى الله عليه وسلم كل بدعة ضلال قال في النهاية البدعة بدعتان بدعة هدى
وبدعة ضلال فما كان في خلاف ما امر الله به ورسوله فهو في حيز الذم والانكار وما كان
واقعا تحت عموم ما ندب الله اليه وحض عليه او رسوله فهو في حيز المدح وما لم يكن له مثال
موجود كنوع الجود والسخا وفعل المعروف فهو من الافعال المحمودة ولا يجوز ان يكون ذلك
في خلاف ما ورد الشرع به لان النبي صلى الله عليه وسلم قد جعل له في ذلك ثوابا فقال من سن

سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها وقال فی ضدها من سن سنة سيئة فعليه وزرها و
وزر من عمل بها وذلك اذا كان فی خلاف ما امر الله به ورسوله ومن هذا النوع قول عمر
رضی الله عنه فی التراويح نعمت البدعة هذه لما كانت من افعال الخير وداخلة فی حيز المدح
سماها بدعة ومدحها لان النبی صلی الله عليه وسلم لم يسنها وانما صلاها ليالی ثم تركها
ولم يحافظ عليها ولا جمع الناس لها ولا كانت فی زمن ابی بكر رضی الله عنه وانما عمر رضی الله عنه جمع الناس عليها
وندبهم اليها فلهذا سماها بدعة وهی علی الحقيقة سنة لقوله صلی الله عليه وسلم عليكم
بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين من بعدی ابی بكر وعمر وعلی التاويل يحمل قوله كل محدثة
بدعة انما يريد ما خالف اصول الشريعة ولم يوافق السنة واكثر ما يستعمل البدعة عرفا فی
الذم وروی الشعبی عن الشافعی رح فی كتاب مسافه قال المحدثات من الامور ضربان ما
احدث مما يخالف كتابا او سنة او اثرا او اجماعا فهذه البدعة ضلالة وما احدث من الخير
لا خلاف فيه لواحد من المذكورات فهذه محدثة غير مذمومة وقد قال عمر رضی الله عنه
فی قيام شهر رمضان نعمت البدعة هذه يعنی انها محدثة لم يكن واذا كانت ليس فيها رد
لما مضی هذا آخر كلام الشافعی رح وقد الف من المتقدمين الامام ابوبكر الطرطوسی كتاب
الحوادث البدع ومن المتاخرين الامام ابوعبد الله بن الحاج احد مشائخ الشيخ تقی الدين
السبكی كتاب المدخل فی ذلك جمع فيه ما ادعی وهو كتاب كبير جليل عظيم الشان فی زهر
الربی شرح منتخب النسائی المسمی بالصحيح المجتبی قوله صلی الله عليه وسلم وشر الامور محدثاتها
قال القرطبی يعنی المحدثات التی ليس فی الشريعة اصل يشهد لها بالصحة وهی المسماة
بالبدع وقوله صلی الله عليه وسلم كل بدعة ضلالة عام مخصوص والمراد غالب البدع انتهی
قال العبد الوهاب المتمکن فی بحر المذاهب قال الشيخ الامام الملقب بسلطان العلماء ابو محمد
عبد العزيز فی آخر كتاب القواعد البدعة منقسمة الی واجبة ومحرمة ومندوبة ومكروهة
ومباحة والطريق فی ذلك ان يعرض البدعة علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الايجاب
فهی واجبة او فی قواعد التحريم فمحرمة او فی الندب فمندوبة او الكراهة فمكروهة او الاباحة
فمباحة وفی شرح المقاصد والمحققون من الاشاعرة وانما يريدون به لا يثبت احد الا الذين

اسم الاخری الی البدعة والضلالة خلافا للمبطلين حتى انما جعلوا الاختلاف فی الفروع الفقہیۃ
بدعة وضلالة کالقول بحل متروک التسمية عمدا وعدم نقض الوضوء بالخارج من غير السبيلين
وجواز النکاح بدون الولی والصلوة بدون الفاتحة ولا يعرفون ان البدعة المذمومة هی
المحدث فی الدين من غير ان يكون فی عهد الصحابة والتابعين ولا دل عليه الدليل الشرعی ومن
الجهلة من يجعل كل امر لم يكن فی زمن الصحابة رضی الله عنهم بدعة مذمومة وان لم يقم
دليل على قبحه تمسكا لقوله صلى الله عليه وسلم اياكم ومحدثات الامور ولا يعلمون ان المراد
بذلك هو ان يجعل فی الدين ما ليس منه انتهى قال العلامة فی البحر الرائق اما المبتدع فهو
صاحب البدعة وهو كما فی المغرب اسم من ابتدع الامر اذا ابتداه واحدثه كالرفعة من الارتفاع
والخلفة من الاختلاف ثم غلب على ما هو زيادة فی الدين او نقصان وعرفها الشمنی بانها
ما احدث على خلاف الحق الملتقى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من علم او عمل او حال
بنوع شبهة واستحسان وجعل دينا قويما وصراطا مستقيما انتهى وفی الدر المختار البدعة هی
اعتقاد خلاف المعروف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لا بمعاندة بل بنوع من الشبهة انتهى
قال ابن الملك قوله صلى الله عليه وسلم من ابتدع بدعة ضلالة فيه اشارة الى ان البدعة
بدعة حسنة وبدعة سيئة فالسيئة ضلالة ياثم مبدعها كالبناء على القبور وتجصيصها
والبدعة الحسنة توجر مبدعها ولا ياثم مثل تدوين الكتب على الترتيب المخصوص وتدوين
الاحاديث والعلوم وغير ذلك مما فيه قربة بالله تعالى انتهى قال الامام السخاوی فی شرح
الفية الحديث البدعة هی ما احدث على غير مثال متقدم فيشمل المحمود والمذموم ولذا
قسمها العز بن عبد السلام الى الاحكام الخمسة ولكنها خصت شرعا بالمذموم مما هو خلاف
المعروف عن النبی صلى الله عليه وسلم فالمبتدع من اعتقد ذلك لا بمعاندة بل بنوع
الشبهة انتهى قال الشيخ الدهلوی فی شرح سفر السعادت اما بدعت مراد بدان اعتقاد
چیزیست که احداث کرده شده برخلاف آنچه معلوم و معروف ست از پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم بنوع شبهه و
تاویل باطل نه بطریق عناد وآنچه در عمل ست آنرا داخل فسق داشته اند و بدعت دو قسم ست یا اعتقادی
است که مستلزم کفرست یا عملی که موجب فسق ست انتهى فاذا عرفت ما تلونا عليك من الاقوال

العلماء فاستمع الآن ما هو الاحق بالاتباع وهو ما قاله امام العارفين سيد الاولياء
الكاملين حجة الاسلام والمسلمين سند الايمان والمؤمنين ابو حامد الغزالي عليه الرحمة
البدعة في الاعتقاد وبعضها كفر وبعضها ليس بكفر لكنها اكبر من كل كبيرة حتى القتل و
الزنا وليس فوقها الا الكفر والبدعة في العبادة وان كانت دونها لكن فعلها عصيان وضلال
لا سيما اذا صادمت سنة موكدة واما البدعة في العادة فليس في فعلها عصيان وضلال
بل تركها الاولى فتركها اولى اذا تقرر هذا فالمنارة عون لاعلام وقت الصلوة وتصنيف
الكتب عون للتعليم والتبليغ ونظم الدلائل لرد شبهة الملاحدة والفرق الضالة نهي عن
المنكر وذب عن الدين فكل منها مأذون فيه بل مأمور به لان البدعة الغير السيئة ما لم يحتج
اليه الاوائل ثم احتاج اليه الاواخر وراءه حسنا على سبيل الاجتماع بلا اختلاف ونزاع
وعند الاستقراء لا توجد تلك البدعة الغير السيئة في عبادة البدنية المحضة كالصوم
والصلوة وقراءة القرآن واضعاف كل منها بل لا يكون البدعة فيها الا سيئة لان عدم
وقوع الفعل في الصدر الاول ليس الا لعدم الحاجة اليه او لوجود مانع منه او لعدم
التنبه له او للتكاسل عنه او الكراهة وعدم مشروعيته والاولان منتفيان في العبادات
البدنية المحضة لان الحاجة الى التقرب الى الله تعالى بالعبادة لا ينقطع وبعد ظهور الاسلام
وغلبة اهله لم يكن منها مانع وكذا عدم التنبه لها او التكاسل عنها مستبعد ايضا
اذ لا يجوز ان يظن ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم وجميع اصحابه فلم يبق الا كونها
بدعة مكروهة غير مشروعة انتهى قال العلامة الرومي الحنفي بعد نقل كلام الغزالي
وهذا المعنى اراد عبد الله بن مسعود لما اخبر بالجماعة الذين كانوا يجلسون بعد المغرب
وفيهم رجل يقول كبروا الله كذا وكذا وسبحوه كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا
فيقولون فحضرهم فلما سمع ما يقولون قال فقال انا عبد الله بن مسعود فوالله الذي
لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلماء او لقد فقتم على اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم
يعني ان ما جئتم به اما ان يكون بدعة ظلماء اذا لم تدارك على الصحابة ما فاتهم بعلم
تستنبطونه او تكاسلهم عنه فلو شرع من جانبكم بطريق العبادة والثاني مستبعد

فتعين الاول وهو كونه بدعة ظلماء وهكذا يقال بكل من اتى في العبادات البدنية المحضة
بصفة لم تكن في زمن الصحابة اذ لو كان وصف العبادة في الفعل المبتدع يقتضي كونه بدعة
حسنة لما وجد في العبادات ما هو بدعة مكروهة وقد وجد فيها البدعة المكروهة
على ما صرح العلماء في تصانيفهم مثل صلوة الرغائب والجماعة فيها ومثل القيلة و
الترضية والتامين في اثناء الخطبة وانواع النغمات الواقعة فيها وفي الاذان وقرأة
القرآن ومثل الجهر بالذكر امام الجنازة وقدام العروس في الطرق فانه غير ذلك من البدع
المنكرة الواقعية في العبادات وليس لاحد ان يقول انها ليست من قبيل البدعة السيئة
المكروهة بل هي من قبيل البدعة الحسنة المشروعية بدليل كون بعض الاشياء المحدثة بعد الصحابة
حسنا كبناء المدارس والربط والخانات ونحوها من انواع الخيرات التي لم تعهد في عهد
الصحابة ان يقال ما ثبت حسنه بالادلة الشرعية الصحيحة فهو اما ان لا يكون بدعة
قبيحة فيقتضي صدم العام في الحديث على حاله او يكون مخصوصا من هذا العام والعام
الذي خص منه البعض دليل في ما عدا المخصوص فمن ادعى ثبوت حسن العبادة المحدثة
وكونها مخصوصا من هذا العام يحتاج الى دليل يصلح ان يكون مخصصا لان عادة اكثر البلاد
وقول كثير من الزهاد والعباد ليست فيما يصلح ان يكون معارضا لكلام الرسول صلى الله
عليه وسلم وكذلك الدليل المخصص هو الدليل الشرعي من الكتاب والسنة والاجماع الذي
هو مختص باهل الاجتهاد من ليس من اهل الاجتهاد من الزهاد والعباد فهو في حكم العوام
لا يفيد بكلامه الا ان يكون موافقا للاصول والكتب المعتبرة وهذه قاعدة دلت عليه السنة
والاجماع من ان كتاب الله تعالى ما يدل عليها ايضا وهو انه تعالى قال ام لهم شركاء
شرعوا لهم من الدين ما لم ياذن به الله تعالى فمن احدث شيئا يتقرب به الى الله تعالى
من قول او فعل من غير ان يشرعه الله تعالى فقد شرع من الدين ما لم ياذن به الله
تعالى فمن تبعه فقد اتخذه شريكا ومعبودا كما قال الله تعالى في حق اهل الكتاب اتخذوا
احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله فقال عدي بن حاتم للنبي صلى الله عليه وسلم
ما عبدوهم فقال عليه السلام اطاعوهم فمن اطاع احدا في دين لم ياذن به الله تعالى

فقد اتخذه دينا فعلم من هذا ان كل بدعة فى العبادات البدنية المحضة لا يكون الا سيئا ورب الائين
كثير من الناس بين السنة والسيئة فيظنون ان كل ما استحسنه نفوسهم ومال اليه طباعهم
يكون حسنا فيغيرون السيئة من الحسنة فقد خبطوا خبطا كخبط عشواء لا يفرق بين الورطة
المهلكة والجادة المحنية فى ثبتها وايضا فى هذا ان يقال الناس لا يحدثون شيئا الا انهم
يرونه مصلحة اذ لو اعتقدوا انه مفسدة لم يحدثوه فما رآه الناس مصلحة نظر فى السبب
فاذا كان السبب امرا قد حدث بعد النبى صلى الله عليه وسلم فحينئذ يجوز احداث ما تدعو اليه
حاجة كنظم الدلائل فان السبب الداعى اليه ظهور الفرق الضالة فانهم لما لم يظهروا
فى عهده صلى الله عليه وسلم لم يحتج اليه وان كان المقتضى لفعله موجودا فى عصره عليه
السلام لكن تركه لعارض بعده عليه السلام فلذلك يجوز احداثه كجمع القرآن فان المانع منه
فى حياته عليه السلام كون الوحى لا يزال ينزل فيغير الله تعالى ما يشاء فزال ذلك المانع
بموته صلى الله عليه وسلم واما ما كان المقتضى لفعله فى عهده عليه السلام موجودا من غير
وجود المانع منه ومع ذلك لم يفعله عليه السلام قاصدا فهو تبديل لدين الله تعالى
اذ لو كان فيه مصلحة لفعله عليه السلام او حث عليه عليه السلام بقوله عليه السلام ولم يحث عليه
علم انه ليس فيه مصلحة بل هو بدعة قبيحة سيئة مثاله الاذان فى العيدين فانه لما احدثه
بعض السلاطين انكره العلماء وحكموا بكراهته فلو لم يكن كونه بدعة دليلا على كراهته ذكر الله
تعالى ودعاء الخلق الى عبادة الله تعالى فيقاس على اذان الجمعة او يدخل فى العمومات
التى من جملتها قوله تعالى واذكر الله ذكرا كثيرا وقوله تعالى ومن احسن قولا ممن دعا
الى الله لكنهم لم يقولوا ذلك بل قالوا كما ان فعل ما فعل عليه السلام كان سنة كذلك ترك
ما تركه عليه السلام مع وجود المقتضى وعدم المانع منه كان سنة ايضا فانه عليه السلام
لما امر بالاذان فى الجمعة دون العيدين كان ترك الاذان فيهما سنة وليس لاحد ان يزيده
ويقول هذا زيادة عمل صالح لا يضر زيادة او يقال له هكذا تغيرت اديان الرسل وتبدلت
شرائعهم فان الزيادة فى الدين لو جازت لجاز ان يصلى الفجر اربع ركعات والظهر ست ركعات
... هذا زيادة عمل صالح لا يضر زيادة لكن ليس لاحد ان يقول ذلك لان ما يتدين به

المبتدع من الصلوة والفضيلة ان كان ثابتا فى عصره عليه السلام ومع هذا لم يفعله عليه السلام
فيكون ترك مثل هذا الفعل سنة متقدمة على كل عموم وقياس فمن عمل به مع اعتقاده انه
غير مشروع فى الدين يكون فاسقا غير مبتدع وان عمل به مع اعتقاده انه مشروع فى الدين يكون فاسقا ومبتدعا لان
الفسق لازم للبدعة فكل بدعة فسق من غير عكس لان الفسق اللازم للبدعة شر من الفسق فان من يفعل البدعة فهو ينقض الرسول
عليه السلام وان كان فى زعمه انه يعظمه بالبدعة حيث يزعم انها خير من السنة واولى
بالصواب فيكون مشاقا لله ولرسوله للاستهانة مع كراهة الشرع ونهيه فهو الاحداث فى
الدين وانه تعالى قد شرع لعباده من العبادات ما فيه كفاية لهم واكمل دينهم واتم
عليهم نعمته كما اخبر به فى كتابه الكريم وقال اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى
فالزيادة على الكمال نقصان واختلال بمنزلة الاصبع الزائدة وقد تقرر فى الاصول ان حسن
الافعال وقبحها عند اهل الحق انما يعرفان بالشرع لا بالعقل فكل فعل امر به فى الشرع فهو حسن
وكل فعل نهى عنه فى الشرع فهو قبيح قال الامام الغزالى فى كتاب الاربعين فى اصول الدين اياك ان
تتصرف بنفسك وتقول كل ما كان خيرا ونافعا فهو افضل وكل ما كان اكثر كان انفع فان
عقلك لا تهتدى الى اسرار الامور الالهية وانما يعقلها قوة النبى عليه السلام فعليك بالاتباع
فان خواص الامور لا تدرك بالقياس او ما ترى كيف تذهب الى الصلوة فى جميع اوقاتها
وامرت بتركها بعد الصبح والعصر وعند الطلوع والغروب والزوال وكذلك ينتهى الوقت الى ثلث
النهار وقال فى الاحياء كما ان العقل تقصر عن ادراك منافع الادوية مع ان
التجربة سبيل اليها كذلك تقصر عن ادراك ما ينفع فى الآخرة مع ان التجربة غير متطرقة
اليها وانما يكون ذلك لو رجع الينا بعض الاموات واخبرنا عن الاعمال المقربة الى الله
تعالى والمبعدة عنه فذلك مما لا مطمع فيه وقال صاحب مجمع البحرين فى شرحه ان رجلا
يوم العيد فى الجبانة اراد ان يصلى قبل صلوة العيد فنهاه على رضى الله عنه فقال الرجل
يا امير المؤمنين أتنهانا عن الصلوة وقال على رضى الله عنه انى اعلم ان الله تعالى لا يثيب
على فعل حتى يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم او يحث عليه فتكون صلوتك عبثا
والعبث حرام فلعله تعالى يعذبك به لمخالفتك لسنته وقال [illegible]

بعد الفجر اکثر من رکعتی الفجر لانہ علیہ السلام لم یزد علیہا مع حرصہ علی الصلوۃ فانظر
کیف جعل عدم فعلہ علیہ السلام فی باب العبادات دلیلا علی الکراہۃ و قال ابن الہمام فاتردد
من العبادات بین الواجب البدعۃ یاتی بہ احتیاطا وما تردد بین البدعۃ والسنۃ یترکہ
لان ترک البدعۃ لازم واداء السنۃ غیر لازم وفی الخلاصۃ مسئلۃ تدل علی ان البدعۃ اشد
حذرا من ترک الواجب حیث قال اذا شک فی صلاتہ ہل صلاہا ام لا ان کان فی الوقت
فعلیہ ان یعیدہا وان خرج الوقت ثم شک لاشئ فیہ و لو کان شک فی صلاۃ العصر
یقرأ فی الرکعۃ الاولی والثالثۃ ولا یقرأ فی الثانیۃ والرابعۃ فتعیین الاولین بالقراءۃ فی الفرض
واجب وقد امر بترکہ حذرا عن احتمال وقوع النفل بعد العصر وہو بدعۃ مکروہۃ روی
عن سفیان الثوری انہ کان یقول البدعۃ احب الی ابلیس من کل المعاصی لان المعاصی
یتاب عنہا والبدعۃ لایتاب عنہا و سیجئ لک ان صاحب المعاصی یعلم بکونہ مرتکب
المعاصی فیرجی لہ التوبۃ والاستغفار واما صاحب البدعۃ فیعتقد انہ فی طاعۃ وعبادۃ
ولا یتوب ولا یستغفر وہذا ما حکی عن ابلیس انہ قال قصمت ظہور بنی آدم بالمعاصی والاوزار
فقصموا ظہری بالتوبۃ والاستغفار فاحدثت بہم ذنوبا لا یستغفرون منہا ولا یتوبون عنہا
وہی البدع فی صورۃ العبادۃ فان قیل قد اعتاد کثیر من الناس ان یستدلوا علی عدم
کراہۃ ما اعتادہ من البدعۃ بحدیث شائع بینہم وہو ما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن وما راٰہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح وہل یصح ہذا الاستدلال منہم ام لا
یصح فالجواب علی ما ذکرہ بعض الفضلاء ان ہذا الاستدلال لایصح والحدیث حجۃ علیہم
لا لہم لانہ بعض حدیث موقوف علی ابن مسعود رواہ احمد والبزار والطبرانی والطیالسی وابو نعیم
ہکذا ان اللہ تعالی نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی قلوب العباد فاختار
لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ و وزراء نبیہ فما راٰہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما راٰہ
المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح لاشک ان اللام فی المسلمین لیس لمطلق الجنس لان
الحدیث حینئذ یکون مخالفا لقولہ علیہ السلام ستفترق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ کلہم فی
النار الا واحدۃ لان کلا من فرق الامۃ مسلم یری مذہبہ حسنا فیلزم ان لا یکون فرقۃ منہا

في النار ولكن البعض المسلمين يرى شيئا حسنا وبعضهم يراه قبيحا فيلزم ان لا يتميز الحسن من القبيح بل هو اما للعهد والمعهود ما ذكر في قوله فاختار له اصحابا فيكون المراد بالمسلمين الصحابة فقط او للاستغراق حسا اتصل الجنس فيراد بالمسلمين اهل الاجتهاد الذين هم الكاملون في صفة الاسلام صرفا للمطلق الى الكمال لان المطلق عند عدم القرينة ينصرف الى الفرد الكامل وهو المجتهد فيكون المعنى ما رآه الصحابة او اهل الاجتهاد حسنا فهو عند الله حسن وما رآه الصحابة او اهل الاجتهاد قبيحا فهو عند الله قبيح ويجوز ان يكون للاستغراق الحقيقي فيكون المعنى ما رآه جميع المسلمين حسنا فهو عند الله حسن وما رآه جميع المسلمين قبيحا فهو عند الله قبيح وما اختلف فيه فالعبرة فيه للقرون المشهود لهم بالخير لا للقرون المشهود لهم بالكذب وعدم الاعتماد في قوله عليه السلام خير القرون قرني الذين بعثت فيهم ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يفشو الكذب فلا يعتمد اقوالهم وافعالهم ولا ريب ان الصحابة والتابعين والائمة المجتهدين كانوا يرون ما جاوز قدر الضرورة من البدع قبيحا فهو عند الله قبيح ومثله قوله عليه السلام لا يجتمع امتي على الضلالة فان المراد بالامة في هذا الحديث اهل الاجماع الذين هم لكل مجتهد ليس فيه فسق ولا بدعة اصلا لان الفسق يورث التهمة ويسقط العدالة وصاحب البدعة يدعو الناس الى البدعة ولا يكون من الامة على الاطلاق لان المراد بالامة مطلقة اهل السنة والجماعة وهم الذين طريقهم طريق النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه دون اهل البدع والضلال كما قال النبي صلى الله عليه وسلم امتي من اتبع سنتي ويجوز ان يراد بامتي جميع الامة بناء على ارادة الاضافة كالاستغراق يكون للاستغراق فيكون المعنى لا يجتمع جميع امتي في زمان من الازمنة على الضلالة كما اجتمع اليهود والنصارى بعد نبيهم على الضلالة فيكون هذا الحديث موافقا لقوله عليه السلام لا يزال طائفة من امتي قائمين بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتي امر الله انتهى اقول وبالله التوفيق ان البدعة لها معنيان احدهما لغوي عام وهو المحدث مطلقا سواء كان من العبادات او العادات والثاني شرعي خاص وهو الزيادة في الدين او النقصان منه بعد الصحابة بغير اذن الشارع لا قولا ولا فعلا لا صريحا ولا اشارة فلا يتناول في الحديث المذكور وان كانت عامة لتشمل جميع المحدثات بكل

عمومها ليس بحسب معناه اللغوی العام بل عمومها بحسب معناه الشرعی الخاص فلا يتناول العادات اصلا بل تقتصر على بعض الاعتقادات وبعض الصور العبادات لانه عليه السلام لم يبعث لتعليم امر الدنيا وانما بعث لتعليم امر الدين يدل قوله عليه السلام انتم اعلم بامور دنياكم واذا امرتكم بشیء من امر دينكم فخذوا به فعلم ان المراد بالبدعة المذكورة فی الحديث انما هو البدعة السيئة التی ليس لها من الكتاب والسنة اصل وسند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط لا البدعة الغير السيئة التی يكون على اصل وسند ظاهر او خفی فانها لا تكون ضلالة بل هی قد يكون مباحة كاستعمال النخل والمواظبة على اكل لب الحنطة والتشبع وقد يكون مستحبة كبناء المنارة وتصنيف الكتب وقد يكون واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة والفرق الضال ويؤيد ما قلنا ان المراد من البدعة الحديث الاخرى الذی رواه الشيخان عن ام المؤمنين عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من احدث ای جدد وابتدع واظهر واخترع فی امرنا هذا ای فی دين الاسلام يعبر له بالشیء بحيث لا يخلو عنه شیء من اقوالنا وافعالنا هذا فی ايراد اسم الاشارة بدلا من تقدير افادة التعظيم اشارة الى تميز الدين الكامل عن ما ليس منه فهو ای الذی احدثه رد ای مردود عليه قال القاضی المعنی من احدث فی الاسلام رايا من الكتاب والسنة سند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردود عليه قيل فی وصف الامر بهذا الاشارة الى ان امر الاسلام كمل وانتهى وشاع وظهر ظهور المحسوس بحيث لا يخفى على ذی بصر وبصيرة فمن حاول الزيادة فقد حاول امرا غير مرضی لانه من قصور فهمه راه ناقصا فعلى هذا يناسب ان يقال ان هو راجع الى من ای فذلك الشخص ناقص مردود جنابها فان الدين تام لا يحتاج الا الى الاجتهاد واستنباط الاحكام منها والفرع الى الشخص الخ والى الامر المورد فی قوله ما ليس منه اشارة الى ان احداث ما لا ينازع الكتاب والسنة ليس بمذموم وفی رواية لمسلم من عمل عملا ای من اتی بشیء من الطاعات او بشیء من الاعمال الدنيوية والاخروية سواء كان محدثا او سابقا على الامر ليس عليه امرنا ای وكان من صفته انه ليس عليه امر الشارع التی ليستر على حسب الاذن فهو رد ای مردود غير مقبول من اطلاق المصدر على اسم المفعول مثل خلق ومخلوق ...

ان من عمل عملا علیه امر الشرع فهو صحیح کاستنباط المسائل وتدوین النحو والکلام وغیرہ
مما شهدت قواعد الشریعة الغراء الحسنة ومن عمل عملا مما لیس منه بان لم یشهد له نص
ولا قیاس ولا غیرهما من الادلة المقررة فی الاصول المتفق علیها وهی الکتاب والسنة والاجماع
والقیاس والاستدلال والاستصحاب عند بعض فهو ناقص مطرد وبالدلیل غیر معتد به والله اعلم
میگوید بندۂ مسکین نعمه الله تعالی المغفرة که این حدیث شریف من احدث فی امرنا هذا الخ مبین حدیث
کل بدعة ضلالة هست وبه تنقیح این حدیث آن حدیث منقح خواهد شد پس باید شنید که معنی احداث
نو پیدا کردن چیزی ست وآن صادق می آید بر هر چیزی که نه خود آن چیز در شرع ثابت باشد ونه نظیر
این چه ثبوت نظیر آن چیز در حکم ثبوت نفس آن چیز ست بدلیل قوله تعالی ما کنت بدعا من الرسل
چه پیدا ظاهر ست که خود آنجناب نبوده ونه شریعت آنجناب بخصوصها بلکه نظیر آنجناب که در وصف رسالت
ونظائر شریعت آنجناب از شرائع متقدمه در زمان سابق متحقق بود بنابر علیه از ذات آنجناب و
شریعت بدعیت نفی کرده شد پس معلوم شد که در باب نفی بدعیت شیئ وجود نظیر الشیئ هم در زمان سابق
کفایت میکند پس انچه خودش یا نظیر او در قرون ثلثه مشهود لها بالخیر مروج گردیده وآن تعامل بلا نکیر در آن
قرون جاری شده بود و بعد بسبب کسل وسستی مردمان موقوف شده اظهارش ایجاد واختراع واحداث نخواهد بود
بلکه احیای سنت ست وباعث استحقاق اجر ست کما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احیی
سنة من سنتی قد امیتت بعدی فان له من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص من
اجورهم الحدیث مانند نماز عیدین در عیدگاه وعلی هذا القیاس امریکه در زمان خلفای راشدین مروج
شده مانند جمع کردن کلام الله ونوشتن وی در مصحف در زمان حضرت صدیق اکبر رضی الله عنه وخواندن
نماز تراویح با جماعت در اول شب در زمان حضرت فاروق اعظم رضی الله عنه واذان اول بروز جمعه
در زمان حضرت ذو النورین رضی الله عنه ومانند آن از مخترعات ومحدثات نخواهد بود بلکه آن هم سنت
ست لقوله صلی الله علیه وسلم علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین بلکه هر امریکه در زمان دیگر
صحابه مروج شده آن هم بدعت وحادثه نیست بلکه معروف ومامور به فی الدین ست لقوله تعالی کنتم
خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف الآیة بلکه هرچه در قرن ثالثه که بشهادت قول نبی صادق
علیه السلام خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم الحدیث ناطق ست مروج

شده باشد آن هم از بدعات نیست پس بدعت آنست که بعد قرون ثلاثه محدث شده است و مراد بوجود
آن شئ یا نظیر در زمان آنجناب آنست که آنجناب آن عمل کرده باشند یا امر فرموده باشند یا کسی دیگر در
آن زمان عمل کرده باشد بآن و آنجناب با وجود اطلاع بر آن انکار نفرموده باشند ازین هر سه قسم
بالاجماع سنت است و مراد از وجود آن چیز یا نظیر او در قرون ثلثه آنست که در قرنی فی الدین اختراع
بدعات نیست از قرون مذکوره بلا نکیر تعامل آن جاری شده باشد و بی رد و قدح رواج یافته
باشد آنکه کسی او الطریق حدیث بعمل آورده باشد مانند طلب کردن اعرابی دعای استغفار امر از زبان
مبارک جناب رسالتمآب صلی الله علیه وسلم در زمان عمر بن الخطاب رواه ابن عبد البر فی الاستیعاب که آن
بلا شبهه بدعت است و نه آنکه کسی چیزی بعمل آورده باشد قوله فی امرنا یعنی کسیکه اختراع کند در کار ما و کار ما
است که کار پیغمبر صلی الله علیه وسلم بیان شرائع بود در عبادات و معاملات و تشریع در عبادات آنست
که طاعت و معاصی بیان فرمایند ای چیزی را که موجب رضامندی پروردگار یا باعث نزول سخط کردگار
باشد تعیین فرمایند پس امر اول از جنس طاعت میگردد و امر ثانی از جنس معاصی و فاعل فعل اول ممدوح
و مرتکب فعل ثانی مذموم و ملام و تشریع در معاملات پس آنهم فی الحقیقت راجع بعبادات است زیراکه
شارع هر معامله را بوجهی تعیین فرموده که اگر آنرا بآن وجه اقامت نماید مطابق رضای پروردگار میگردد
صاحب آن بران ملام نمیگردد و اگر بغیر آن وجه اقامت نماید شرعا ملعون میشود پس ازین واضح شد
که اختراع امور یکه از جنس طاعات و معاصی شرعیه نمی دانند و صاحب آنرا ممدوح شرعا نمی پندارند مثل
اقسام اطعمه لذیذه و انواع البسه فاخره و امثال آن از قبیل اختراع فی الدین و اختراع بدعات نیست لیکن
این اشیا از دینیات نیستند که بآن صادق آید که آن احداث چیزیست در دین اسلام هان اگر شخصی
این امورات را و دیگر عبادات را از جنس طاعات شرعیه شمارد و بجدی التزام نماید که فاعل آنها را مصاب
و تارک آنها را عاصی قرار دهد پس برین تقدیر این امور از جنس بدعات شمرده خواهند شد و آن شخص مبتدع
خواهد شد قوله ما لیس منه یعنی هر که اختراع کند در دین اسلام چیزی را که نباشد از آن دین یعنی مخالف کتاب
و سنت باشد پس استنباط مسائل قیاسیه بقیاس صحیح از جنس احداث فی الدین و اختراع بدعات نیست
قوله فهو رد پس آن مردود و باطل است زیراکه دین کامل شد و جمیع مشروعات و ممنوعات ظاهر شده
امری ازان مخفی نمانده پس هر که ناتمام خواهد کرد در امر دین یا کم خواهد کرد یا چیز دیگر دران مختلط خواهد کرد

پس نخواهد شد این زیادت و نقصان بلحاظ اینکه در امر دین قصوری دیده چیزی برای اکمالش زائد نمود
و یا در آن زیادت بی فائده تصور نموده آنرا کم کرد پس بالیقین آن زیادت و نقصان مردود
خواهد شد زیراکه دین عبارت ست از اتباع آثار آیات و اخبار و استنباط احکام از آن پس براهی
که سندش از کتاب و یا از سنت نخواهد بود لا ظاهراً و لا خفیاً و لا ملفوظاً و لا مستنبطاً مردود ست بر صاحب
رای مذکور پس مفهوم حدیث مسطور چنین منقح شد که هرکه اختراع کند چیزی را که نه خود آن در شرع ثابت
باشد و نه نظیر آن و آنرا از جنس طاعات شرعیه یا معاصی شرعیه یا رسوم لازمه بحدیکه تارک آن مطعون
و ملام گردد شمارد پس آن امر مردود و باطل ست ای حرام ست یا مکروه بالجمله حضرت امام حجة الاسلام
امام ابوحامد غزالی در احیاء العلوم و دیگر کتب خود به تقریر طویل ثابت کرده که هر بدعتیکه در عبادات
بدنیه محضه مثل صوم و صلوة و غیره بدعت سیئه ست و بدعت مباحه منحصر در عبادات مالیه است مثل
بنای مدارس و خانقاه اما در عبادات بدنیه محضه پس بدعت نمی باشد مگر بدعت سیئه و همین ست مراد
از حدیث رسول مقبول کل بدعة ضلالة یعنی هر امر محدث در امر دین یعنی در عبادات ضلالت و عصیان
است چه دین کامل شد و احکامات دینیه جمیعاً و امورات شرعیه طرا بوجه اکمل و اتم بزبان مبارک حضرت
محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم مبین و مصرح شدند الآن چیزی از آن ناقص کردن یا زائد کردن گمراهی
و بی دینی ست و عقیده بد داشتن ست با صاحب بلاغ مبین علیه و علی آله اکمل الصلوة و اتم السلام
الی یوم الدین پس ملخص کلام این ست که بدعت احداث کردن در دین ست چیزی را
که از دین نیست پس امریکه در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم و یا در قرون ثلثه که مشهود لها بالخیر ست
مروج بود اظهارش هرگز احداث و بدعت نیست و مراد از امورات دینیه آنست که بر کردن آنها ثواب
مترتب باشد یعنی از جنس عبادات باشد پس احداث امورات دنیویه که در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم
نبودند بدعت نیست هان اگر آنها را بحدی لازم گیرند که آنرا از عبادات شمارند و فاعل آنرا ممدوح و تارک
آنرا مذموم شمارند یقیناً از بدعات مذمومه خواهند بود مانند رسومات عادیه درین زمان که بحدی لازم
گرفته اند که تارک آنها را ملام پندارند لهذا از بدعات مذمومه و ممنوعات شرعیه شمرده میشوند و امریکه در
زمان رسول مقبول علیه السلام نبود از جنس عبادات ست بی شبهه ضلالت ست اگرچه بصورت عبادت
است چه اگر عبادت دینیه می بود رسول مقبول صلی الله علیه وسلم بیان میفرمود و صحابه کرام عمل می آورند

و وقتیکه ایشان ترک کردند معلوم شد که آن غیر مشروع ست وان کان علی صورة العبادة کالاذان فی العیدین والجماعة فی النوافل سوی التراویح وفی الکسوف وفی الاستسقاء بلکه قاعدهٔ اصولیهٔ قانون شرعی مقرر ست که عبادت بسبب تخصیص مشروع خواه تخصیص بزمان باشد یا بمکان یا بوجه دیگر بدعی می شود مثل صلوة الرغائب بالجماعة والصلوة فی لیلة النصف من شعبان فی تخصیص الجمعة للعبادة الی غیر ذلک من البدع المنکرة السیئة ابطلها اجلة العلماء و وقتیکه ظاهر شد که بدعت در عبادت مخصوص ست پس اموریکه وسائل عبادت اند یعنی بآنها تحصیل امری دیگر که عبادت ست مقصود ست ایجاد آنها بدعت نیست مانند تدوین علوم کلام و اصول و نحو وغیره که از آن مقصود دانستن عقائد و فرائض و واجبات و معرفت کلام الله و اعجازش و کلام رسول ست آری اگر کسی آنها را عبادت مقصوده بالذات شمارد بحدیکه شخص را که معرفت عقائد و کلام الله و کلام الرسول و معرفت فرائض و واجبات کما هی حقها بسلیقه و یا بذوق طبع یا بسماعت از علما حاصل کرده ملام پندارد و از درجهٔ علما کم شمارد البته بنسبت او از قبیل بدعات خواهد گردید و آن مبتدع خواهد شد و چه شارع امر بمعرفت فرائض و واجبات وغیره کرده و طریقهٔ خاص برای تحصیل آنها تعیین نفرموده بعضی را معرفت آنها بطریق تعلم علوم حاصل شد و بعضی را بطریق دیگر و از هر دو طریق یکی ست و هر دو مستحسن ست اگر بغیر التزام ست و اگر بالتزام ست پس آن طریقهٔ عبادت مقصوده از عادات خارج شد لهذا بدعت و امر محدث در دین خواهد شد و علی هذا القیاس و دیگر امور که برای تحصیل مقاصد شرعیه بطریق وسائل در شان جمهور ناس متداول میگردد از جنس بدعات نمیتوان گفت مثلا اقامت جهاد مامور به است و شارع طریق آن را تعیین نفرموده پس اگر درین زمان کسی در تحصیل وی بصنعت گوله اندازی و بندوق اندازی سعی نماید و در اختراع انواع توپها و بندوقها و تپنچه ها و امثال آن کوشش نماید آن را مبتدع نتوان گفت تا وقتیکه نفس این امور را قطع نظر از وسیله بودن آنها از جنس طاعات شرعیه و ترک آن را از جنس معاصی شرعیه نپندارد و مثلا شخصی قوی هیکل و صاحب شجاعت را اقامت جهاد با حسن وجوه بشمشیر و نیزه و تیر فقط بدان حاجت توپ وغیره نباشد پس اگر او را از جنس مجاهدین فی سبیل الله سعی شمرده دل دادن او را حقانیت او بر مجاهدین [illegible] فضیلت جهاد قصور باو عائد نشد فیها و اگر او را بسبب فقدان صنعت مذکوره قاصر انگارد [illegible] از مجاهدین دارند و از درجات عالیهٔ ایشان ساقط دانند پس برین تقدیر این امور مذکوره [illegible] از جنس بدعات سیئه و [illegible] گردند خواهد گشت و قس علیه امثله اخری پس لازم ست بر هر کس که مقام

را موافق اہلسنت وجماعت وعبادات را بطرز ایشان ادا نماید وزیادت ونقصان از طرف خود نکند والا
مبتدع ضال خواہد شد وبالیقین داند که ارحم الراحمین جل وعلی حضرت رحمة للعالمین علیه الصلوٰة والسلام
را برای تزکیه نفوس مردمان ارسال کرده بود وہر عبادت بلکه ہر عادت که داخل تزکیه بود باحسن وجوه بیان
فرمودند وصحابه کرام موافق فرموده خدا ورسول بجا آوردند وکمال دین در زمان ایشان حاصل شده چیزی
در کمالش باقی نماند الیوم اکملت لکم دینکم شاہد بر آن ست وعملیکه بے فرموده خدا ورسول بجا آورده شود
باطل ست واطیعوا الله واطیعوا الرسول دلیل قوی بروی ست وخطا این ست ہر کس موجد ہر چیز بر آنکه
ایجاد می کند آنرا مصلحت می پندارد وبیقین می داند پس سبب وباعث ایجاد مصلحت مذکوره باید دید که اگر آن
سبب در زمان پیغمبر ﷺ حاصل نبود بلکه بعد زمان مذکور حادث شده پس درین ہنگام احداث آن امر نو
جائز ست للاحتیاج الیه بعده صلی الله علیه وسلم مانند نظم دلائل برای رد ملاحده که بسبب داعی الی النظم ظہور
فرق ضاله ست وظہور آنہا در زمان پیغمبر نشده که احتیاج به نظم دلائل می شد پس نظم دلائل جائز ست و
علی ہذا القیاس تدوین نحو ومعانی واصول که بعد رسول علیه السلام دین در عجم رسیده واہل عجم را بدون تعلیم
علم نحو ودیگر علوم دریافتن دین واحکام شرع ممکن نبود برای ایشان علوم مذکوره مدون شدند وعلی
ہذا القیاس استخراج مسائل عن الدلائل بوقوع واقعه جدیده محتاج به شد وقس علیه غیره من آلات الحرب و
امثالها الشیء احتیج الیها بعد الرسول لدفع الکفار والمبتدعین واگر سبب آن امر نو در زمان پیغمبر بود لکن بسبب
عارض که مانع بود رواجش دران زمان نشد وبعد پیغمبر صلی الله علیه وسلم آن مانع زائل شد احداث وی
ہم جائز ست مانند جمع کردن قرآن شریف که در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم باحتمال زیادت ونقصان
بانزال وحی جمع کرده نشد بعد وفات آنحضرت ﷺ آن مانع زائل شد احتیاج بجمع افتاد واگر باعث آن
امر نو در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم بود وباوجود عدم مانع آن امر نو در زمان آنحضرت صلی الله علیه وسلم
بوقوع نیامد پس احداث وی بدعت سیئه است چه اگر آن امر نیک بودی ودران مصلحت میدید آنحضرت
صلی الله علیه وسلم بآن امر میکردی پس وقتیکه آن امر در زمان پیغمبر صلی الله علیه وسلم باوجود عدم مانع مامور
ومحدث نشد دانسته شد که دران مصلحت نیست بلکه آن امر سراسر قبیح وبد ست مثاله کالاذان فی
العیدین وغیره مما مر سابقا وکل کلام این ست که کل بدعة ضلالة بر معنی حقیقی خود ست وتمام لفظی
ہر امر محدث در دین ضلالت وگمراہی ست اگر از جنس عقائد ست کفر ست واگر از عبادات ست

حرام ست و مکروه ست و اگر از عادات ملتزمه یعنی عرفیه است آن را بدعة مکروه ست کما هو الحق عند التحقیق و هو مذهب
المحققین کالامام الغزالی والامام ابی بکر الطرطوسی والامام ابی عبد الله بن الحاج وابن الجوزی و محمد بن یعقوب
فیروزآبادی والشیخ رحمة الله علیهم اجمعین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله اجمعین اللهم اجعلنا
من اهل السنة والجماعة واجعلنا من المؤتمرین بقولک الکریم ان الله یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینهی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون واحفظنا من العقائد الفاسدة
والاعمال المبتدعة والاقوال المخترعة واحسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا
والآخرة یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین آمین یا رب العالمین یا خیر الناصرین حرره
محمد المدعو بالمعین عفی عنه **سوال** چه میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع متین اندرین صورت
که حدیث ما رآه المومنون حسنا فهو عند الله حسن و حدیث من سن فی الاسلام سنة حسنة فله
اجرها واجر من عمل تا آخر حدیث و فرموده حضرت عمر رضی الله عنه در حق تراویح نعمت البدعة هذه این
همه صحیح ست یا غلط و موضوع اگر صحیح ست در کدام کتب صحاح وغیره نشان آن بیان نموده باید میگویند
که هر دو حدیث اول غلط و موضوع ست و صحیح کل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار و فرمایند که درین حدیث
کل بدعة ضلالة در رجال وغیره کلامی کرده اند بینوا توجروا **جواب** همه حدیث مذکور صحیح ست و
در کتب صحاح موجود چنانچه نشان هر یک با اسم کتاب می نویسم حدیث اول در موطا مرقوم ست قال محمد
بهذا کله ناخذ لا باس بالصلوة فی شهر رمضان ان یصلی الناس تطوعا بامام لان المسلمین قد
اجمعوا علی ذلک ورأوه حسنا وقد روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ما رآه المؤمنون
حسنا فهو عند الله حسن وما رآه المسلمون قبیحا فهو عند الله قبیح انتهی و در مسند امام احمد این حدیث
هم مسطور ست و حدیث دوم صحیح مسلم مکتوب ست و حضرت امام نووی علیه الرحمة در شرح صحیح مسلم تحت این
حدیث افاده میفرمایند من سن سنة حسنة او سیئة و من دعا الی هدی او ضلالة قوله صلی الله علیه
وسلم من سن سنة حسنة ومن سن سنة سیئة الحدیث وفی الحدیث الآخر من دعا الی هدی
ومن دعا الی ضلالة هذان الحدیثان صریحان فی الحث علی استحباب سن الامور الحسنة وتحریم سن الامور السیئة
وان من سن سنة حسنة کان له مثل اجر کل من یعمل بها الی یوم القیمة ومن سن سنة سیئة کان
علیه مثل وزر کل من یعمل بها الی یوم القیمة وان من دعا الی هدی کان له مثل اجور

سنة سيئة او الى ضلالة كان عليه مثل آثام تابعيه سواء كان ذلك الهدى والضلالة هو الذي
ابتدأه ام كان مسبوقا اليه وسواء كان ذلك تعليم علم او عبادة او ادب او غير ذلك قوله صلى الله
عليه وسلم فعمل بها بعده معناه ان عمل بها سواء كان العمل في حيوته او بعد موته
والله اعلم انتهى وحديث سوم در صحيح بخاری مذکور است وصاحب مرقاة تحت این حدیث
گفته [illegible] اي هذه [illegible] احسن [illegible] ما احدث على غير مثال سابق وبيانه في
الشرع على ما يقابل السنة اي ما لم يكن في عهده صلى الله عليه وسلم ثم تنقسم الى الاحكام الخمسة
انتهى وهي البدعة الواجبة على الكفاية كالاشتغال بالعلوم العربية من النحو والصرف والمعاني
والبيان ومن المحرمة كمذاهب اهل البدع [illegible] ومن المندوبة كاحداث المدارس ومن المكروهة
كزخرفة المساجد ومن المباحة كالتوسع في لذائذ المآكل والمشارب والملابس وتوسيع الاكمام انتهى
وحدیث چهارم در سنن ابی داود وجامع ترمذی وابن ماجه مسطور است وصاحب جامع الاصول که جامع صحاح سته
است در تحت این حدیث افاده فرموده [illegible] في كتاب ولا سنة ولا اجماع
الابتداع اذا كان من الله وحده فهو اخراج الشيء من العدم الى الوجود وهو تكوين الاشياء بعد
ان لم تكن وليس ذلك الا الى الله تعالى فاما الابتداع من المخلوقين فان كان في خلاف ما امر
الله به ورسوله فهو في حيز الذم والانكار وان كان واقعا تحت عموم ما ندب الله اليه وحض عليه
او رسوله فهو في حيز المدح وان لم يكن مثاله موجودا كنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف
فهذا فعل من الافعال المحمودة لم يكن الفاعل قد سبق اليه ولا يجوز ان يكون ذلك في خلاف
ما ورد الشرع به لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد جعل له في ذلك ثوابا فقال من سن سنة
حسنة كان له اجرها واجر من عمل بها وقال في ضده من سن سنة سيئة كان عليه وزرها
ووزر من عمل بها وذلك اذا كان في خلاف ما امر الله به ورسوله ويعضد ذلك قول عمر بن الخطاب
رضي الله عنه في صلوة التراويح نعمت البدعة هذه لما كانت من افعال الخير وداخلة في حيز المدح
سماها بدعة ومدحها وهي وان كان النبي صلى الله عليه وسلم قد صلاها الا انه قد تركها
ولم يحافظ عليها ولا جمع الناس عليها فمحافظة عمر عليها وجمع الناس لها وندبهم اليها [illegible]
[illegible] نقله خادم اولياء الله الصمد علي محمد غفر له الله الاحد [illegible] شوال روز [illegible] سنه [illegible]

۱۸۷ سوال ۲۵ کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کسی مرد مسلمان کو کسی ایک امر کا جو محض لغو و باطل ہو بسند صحیح کتب فقہ و احادیث نبوی کے یقین کرنا و محض اپنی سینہ زوری و جہالت کو راہ دینا شرعا جائز ہی یا نہین دوم ایسی اشخاص قابل ملامت ہین یا نہین سوم آنکہ ہندہ نے بوقت اپنی وفات کے زید کو اس امر کی وصیت کی کہ میری وفات کے بعد جنازہ کی نماز تم پڑھانا اور زید سید بھی ہی اور قابلیت امامت کرنیکی رکھتا ہی وہان موجود بھی ہی اب اس صورت مین بدون اجازت موصی لہ یعنے زید مذکور کے اگر کسی دوسرے نے امامت کی اور نماز جنازہ پڑھائی تو نماز جنازہ جائز ہی یا نہین وصیت وصی یعنے ہندہ مذکور کو صواب کامل پہونچا یا نہین چہارم آنکہ زید نے باسم اللہ خواہ بسم اللہ پڑھکر مٹی کی گولی ایک جانور پرندہ خواہ جانور چارپایہ کے ماری کہ جانور فورًا چھت سے گر کر بعد دو منٹ کے مرگیا یا خواہ زمین مین بیٹھا تھا اب اس صورت مین اس مضروبہ جانور کا گوشت کھانا شرعا جائز ہی یا نہین پنجم آنکہ نفع لینا مردہ جانور کی ہڈی و چمڑہ و دم و شاخ سے خواہ وہ جانور مردہ حرام ہو یا حلال جائز ہے یا نہین بحوالہ کتب معتبر فقہ و حدیث حنفیہ کے جواب باصواب سے سرفراز فرما دین بینوا بالکتاب توجروا

الصواب بالعصمة (۱) جو امر کتاب اللہ و سنت رسول اللہ مین نہو اور نہ کسی اصل مین اصول شرعیہ سے داخل ہو وہ بدعت ضلالت اسکا اہتمام کرنا ناجائز اور اہتمام کرنیوالا فاسق ہی (۲) امورات شرعیہ مین تحقیق کی قوت رکھکر تحقیق نہ کرنا قابل ملامت ہی (۳) زید اگر ولی ہی اور تقدم فی الاستحقاق الامامت ہے تو امامت اسکو کرنا چاہیے یا اجازت دینا چاہیے ورنہ اولی بالامامت امام ہوگا کیونکہ وصیت فی الامامة باطل ہی لما فی الدر المختار الفتوی علی بطلان الوصیة بغسله والصلوة علیه انتهی (۴) جن جانورون یا پرندون کا ذبح کرنا ممکن ہو انمین ذبح ضروری ہی اور مجرد گولی لگنا کافی نہین فی الدر المختار ولا یحل ذبیح صید مستانس لان ذکاة الاضطرار انما یصار الیها عند العجز عن ذکاة الاختیار اور اگر غیر ممکن و مشکل ہی کافی ہی و یکفی جرح نعم توحش او تعذر ذبحه کما فی تنویر الابصار اور بے تسمیہ حرام ہی (۵) نفع لینا مردے جانور کی ہڈی سے اور چمڑہ مدبوغ و شاخ سے خواہ وہ حلال ہو یا حرام جائز ہی مگر خنزیر اور آدمی انکے کسی چیز سے انتفاع جائز نہین ہی لما فی کتب الفقہ واللہ اعلم

سیدہ محمد عبد الباقی [مہر: محمد عبد الباقی]

۱۸۸ سوال ۲۱ جو بات خلاف شرع ہی اسکو شریعت مین ہی ہونا بلا تحقیق کسی علما و فضلا کے داخل کرنیوالا گنہگار ہوگا یا نہین اور اہل اسلام پر دینی

خواہ دنیوی معاملات مین اتہام لگانے والا اور جھوٹا فتوی لگاکر پیش کرنیوالا اور جسکو لیاقت فتوی لکھنے کی نہو یعنے شریعت کے قواعد سے واقف ہو اور نہ عالم و فاضل ہو اپنی عقل و قیاس سے لکھدیوے ایسے لوگ گنہگار ہونگے یا نہین اور ایسے شخصون کی بابت شریعت کیا حکم دیتی ہے ہو المصوب جو شخص دین مین نئی بات جسکی اصل نہین ہو داخل کرے وہ سخت گنہگار ہی جو کوئی بات نہ معلوم ہو اُس کو علما سے دریافت کرلے اور بغیر علم کے فتوی دینے والا سخت برا ہی اُسکے لیے وعید و زجر کی ہی اور اپنے قیاس کو اور عقل کو دخل دینے والا بھی ایسا ہی ہی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ　محمد قیام الدین عبد الباری ۱۸۹

سوال ۱۳۴ در احکام شرعیہ لفظ اقوی وا حوط علامت فتوی ست یا علامت فعل مستحب ہر کدام کہ باشد در شال آن عبارت کتاب را نقل فرمایند و الفاظیکہ بر مفتے بہ دلالت کند از کتاب برآوردہ دہند جواب لفظ احوط از علامات افتاء ست کما فی الدر المختار حیث قال وفی اول المضمرات اما العلامات للافتاء فقوله وعليه الفتوى وبه يفتى وبه ناخذ وعليه الاعتماد وعليه عمل اليوم وعليه عمل الامة وهو الصحيح او الاصح او الاظهر او الاشبه او الاوجه او المختار ونحوها مما ذكر في حاشية البزدوي انتهى قال شيخنا الرملي في فتاواه وبعض الالفاظ آكد من بعض فلفظ الفتوى آكد من لفظ الصحيح والاصح والاشبه وغيرها ولفظ يفتى آكد من عليه الفتوى والاصح آكد من الصحيح والاحوط آكد من الاحتياط انتهى وہمچنین لفظ اقوی کما یفهم من الکتاب المذکور حیث قال ناقلا عن رسالة آداب المفتی واذا ذيلت بالصحيح او المأخوذ به او به يفتى او عليه الفتوى لم يفت بمخالفه الا اذا كان في الهداية مثلا هو الصحيح وهو الكافي بمخالفه هو الصحيح فيخير فيختار الاقوى عنده الاليق والاصلح انتهى والله اعلم حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ ۱۹۰

سوال ۱۳۵ جبکہ کسی شہر مین اکثر لوگ بدعات اور محرمات مین گرفتار ہون اور اُنکو اُس سے بچنا چندان دشوار ہو تو بسبب عموم بلوا کے اُسی حرمت اور بدعت کو مفتی بجواز بدل سکتا ہی یا نہین اور خدا کے نزدیک بھی اُس بدعت اور حرمت کا عذر اُٹھ جاتا ہی یا نہین اور مفتی ماخوذ ہوتا ہی یا نہین جواب مفتی بسبب عموم بلوا کے منہیات قطعیہ اور بدعات سیئہ کو بدون ضرورت شرعیہ کے ساتھ جواز کے بدل نہین دیسکتا اور نہ عذر بدعت اور حرمت کا عند اللہ اُٹھ جاتا ہی واسطے کہ بموجب الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کے جو دین حق قسمت اول یعنی قرون ثلثہ

مین قرار پایا سو وہی حد دین اسلام کی ٹہرچکی اور بعد قرون ثلثہ کے تحریم اور تحلیل کسی امر دینی اور منا ہی
اسلام کی گویا تنسیخ حدود مقررہ قرون ثلثہ کی ساتھ بدعات مخترعہ کے ہی اور جو سب بدعات کہ تحت
من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد آپ مردود ہین کیونکہ ناسخ دین مقبول کے ہونگے اور
یہ بھی ظاہر ہی کہ جو لوگ کہ ارتکاب منہیات اور بدعات سیئہ مین گرفتار رہین بیشک وہی لوگ جملہ ظالمین
مین سے ہین اور جو مفتی آمر بالمعروف اور ناہی منکر نہوا بلکہ بسبب طمع بلوا اُن ظالمون کے بدون
ضرورت شرعیہ کے منہیات ساتھ جواز کے بدل دیگا بیشک داخلین ان ظالمین مرتکبین منہیات کیطرف
جھکنے جائیگا کیونکہ اُنکی اعمال نا مرضیہ پر راضی ہوا ہوگا جیسا کہ تفسیر جلالین مین تحت مین اس آیہ کے
لکھا ہی ولا ترکنوا تمیلوا الی الذین ظلموا بمواد تہم او مداھنۃ اور رضی باعمالکم فتمسکم تصیبکم
الناد یعنی مت جھکو اُنکی طرف جو ظالم ہین پھر تمکو لگیگی آگ پس جسوقت محبت اُن ظالمون سے اور
راضی ہونا اُنکے اعمال پر حرام قطعی ہی اور منہیات سے ہو تو فتوی جواز اُنکے اعمال منہیہ اور بدعات سے
کیا پوچھنا کیونکہ ایسا مفتی ایسے فتوے دینے سے مرتکب دو گناہ کبیرہ کا ہوتا ہی ایک ترک امر معروف اور نہی
منکر کا کہ یہ دونون بحوالہ وامر بالمعروف وانھی عن المنکر فرض ہین اور دوسرا استحلال حرام کا بدون حکم
شرعی کے کہ منجر ارتداد کیطرف ہوتا ہی نعوذ باللہ منہا سوم مفتی کو چاہیئے کہ بموجب قول باری تعالے
کے بموجب لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا
آباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم
بروح منہ اول گرفتاران معصیات کو اعمال سیئہ سے باز رکھے ورنہ خود اُنسے بیزار رہے واللہ اعلم
حررہ محمد رحمت اللہ عفی عنہ ۱۹۱ سوال ۲۰ اگر شارع نے کسی علت سے کوئی حکم بیان کیا بعد مدت کے وہ
علت جاتی رہی تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ حکم باقی نرہے چنانچہ ابن عباس نے طواف مین رمل کے سنت
ہونیکا انکار کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو باوجودیکہ زوال علت کا یقین تھا پھر فرمایا کہ جو ہم حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے زمانے مین کرتے تھے اُسے نچھوڑین گے تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ زوال علت سے زوال حکم ہوتا
ہی اگر ہوتا ہی تو یہ قاعدہ کلیہ ہی یا اسکا کوئی خاص موقع ہی ہو المصوب احکام شرعیہ کے مناشی اور باعث
شرعیت سے ارتفاع سے احکام کا ارتفاع نہین ہوتا ہی اور اکثر مناشی غلطی کے ساتھ مشتبہ ہوجاتے ہین
[illegible] احکام منصوصہ کے تابع [illegible] اشتباہ ہوتا ہی نظائر اسکے سبب مین [illegible] اسکے حکم [illegible]

کہ منشا اُسکی شرعیت کا مشرکین کا دفع خیال تھا مگر بعد اس منشاء کے ارتفاع کے بھی یہ حکم باقی رہا اسیوجہ
سے حجۃ الوداع میں رمل کیا گیا باوجودیکہ وہ منشا باقی نرہا اور منجملہ اُسکے حکم غسل روز جمعہ ہی کہ بعد ارتفاع
اُسکے منشای شرعیت کے جو کہ سنن ابی داؤد وغیرہ میں مروی ہی باقی رہا اور حلل احکام کے ارتفاع سے
ارتفاع حکم بالضرورہ ہوگا مگر بدو شرط ایک یہ کہ شرعًا یہ امر ثابت ہو کہ اس حکم کی یہ علت ہی دوسرے یہ کہ یہ بھی
معلوم ہو کہ اس حکم کی اُسکے سوا اور کوئی علت نہیں ہی ورنہ ممکن ہی کہ ایک معلول لعلل شتے ہو لہذا ایک علت
کے عدم سے عدم حکم نہ لازم آویگا اور اگر علت کی علیت قطعی نہو بلکہ اجتہادی ظنی ہو تو اُسکے ارتفاع سے ارتفاع
حکم بھی ظنی ہوگا ہو الاصل واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ
الجلی والخفی ۱۹۲ **سوال** از عبارات نور الانوار معلوم میشود کہ توریت وانجیل منسوخ نیستند و مولانا
سعدی میفرمایند کہ نہ از لات وعزا برآورد گرد کہ توریت وانجیل منسوخ کرد فہل ہذا الا التنافی
بینہما بینوا توجروا **ہو المصوب** نسخ توراۃ وانجیل در جملہ احکام نیست چہ بعض احکام این ملت موافق ملت
بنی اسرائیل بودہ اند البتہ بسیاری از احکام ومیثاق بنی اسرائیل درین شریعت منسوخ شدہ قال اللہ
تعالی فی صفۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم یامرہم بالمعروف وینہاہم عن المنکر ویحل لہم
الطیبات ویحرم علیہم الخبائث ویضع عنہم اصرہم والاغلال التی کانت علیہم واللہ اعلم
حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۱۹۳ **سوال**
نقل خط مشتمل استفتا مولوی حیات الحسن صاحب مہانی از حیدر آباد دکن وعلیکم السلام یہ جو آپ نے
دریافت فرمایا ہی کہ کوئی حدیث تعداد آیت میں وارد ہوئی ہی اُسکا جواب یہ ہی کہ دیلمی نے مسند فردوس میں
فیض بن وثیق کے طریقہ سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہی درج الجنۃ علی قدر آی
القران بکل آیۃ درجۃ فتلک ستۃ الاف آیۃ ومائتا آیۃ وست عشرۃ آیۃ بین کل درجتین مقدار
ما بین السماء والارض مگر فیض کے بارہ میں یحیی بن معین کہتے ہیں کذاب خبیث تو یہ حدیث قابل احتجاج
نہیں رہی اور بھی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار دوسو سولہ آیتیں قرآن کی ہیں حضرت ابن عباس
سے عثمان بن عطا کے طریق سے جو مروی ہی ایسی سند سے جسکے رجال میں کلام نہیں ہی قال جمیع آی القران
ستۃ الاف آیۃ وستمائۃ وست عشر آیۃ معلوم ہوتا ہی کہ چھ ہزار چھسو سولہ آیتیں ہیں اتقان میں
دانی سے مروی ہی کہ تمام لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہی کہ قرآن کی آیتیں چھ ہزار ضرور ہیں پھر چھ ہزار سے

زیادہ ہین یا نہین تو بعض کہتے ہین کہ زیادہ نہین ہین اور بعض کہتے ہین زیادہ ہین پھر زیادہ ہونے مین
اختلاف ہی کہ کسقدر زیادہ ہین بعض کہتے ہین چھ ہزار دو سو چار ہین بعضے کہتے ہین چودہ ۱۴ بعضے انیس ۱۹
بعضے پچیس ۲۵ بعضے چھتیس ۳۶ کہتے ہین ابو عبد اللہ موصلی شرح قصیدۂ ذات الرشد مین لکھتے ہین تعداد
آیت مین قرآن کے اہل مدینہ اور اہل مکہ اور اہل شام اور اہل بصرہ اور اہل کوفہ نے اختلاف کیا ہے
اہل مدینہ کے نزدیک پھر تعداد مین دو قول ہین ایک تو وہ جو ابی جعفر یزید بن القعقاع اور شیبۃ النفاغ
نے کہا اور دوسرے وہ جو اسمعیل بن جعفر ابی کثیر انصاری نے کہا ہی اور اہل مکہ تعداد آیت کی عبد اللہ
ابن کثیر سے بروایت ابن مجاہد عن ابی بن کعب روایت کرتے ہین اور اہل شام کی روایت ہارون بن
موسی الاخفش وغیرہ سے ہی بروایت عبد اللہ بن ذکوان واحد بن یزید الحلوانی وغیرہ عن ہشام بن عمارۃ و ابن
ذکوان و ہشام عن ایوب بن تمیم القاری عمرو بن حارث کہتے ہین کہ تعداد قرآن کی جس طرح ہم کہتے ہین
عدد اہل شام کے ہین ہمارے استادون نے انکو بعض صحابہ سے سنا ہی اور روایت کیا ہی اسی کو عبد اللہ
ابن عامر النخعی وغیرہ نے ہم سے بروایت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ اور ہمارے زمانہ مین بھی جو ہندوستان
مین تعداد آیتون کی قرآن مین چھاپی جاتی ہین بروایت اخفش کے ہی اور مدار اہل بصرہ کا تعداد آیت
قرآن مین عاصم بن العجاج الجحدری پر ہی اور اہل کوفہ حمزہ بن حبیب الزیات و ابی الحسن الکسائی اور
خلف بن ہشام کی روایت کے موافق لکھتے ہین اور حمزہ کہتے ہین کہ اس تعداد کو ابن ابی لیلی نے
بروایت ابی عبد الرحمن السلمی عن علی بن ابی طالب ہم سے روایت کیا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی قول تعداد
آیت مین بسند صحیح آنحضرت سے ثابت نہین ہوا نہ کسی خاص تعداد پر آیتون کے اجماع ہوا بلکہ موافق
اپنی اپنی روایتون کے ہر ایک امام قرأت نے ایک تعداد آیتون کی اپنے شاگردون کو بتا دی اور
اُسی کے موافق انکے شاگردون نے پڑھنا شروع کیا کیونکہ بعض علما کہتے ہین کہ یہ صحیح قول ہی کہ آیتون کا
علم بھی توقیفی ہی یعنے محض روایت پر موقوف ہی عقل کو اسمین دخل نہین اسی قول کے موافق زمخشری
کہتے ہین کہ الآیات توقیفی لا مجال للقیاس فیہ آیات توقیفی ہین اسکے جاننے مین قیاس کو گنجایش
نہین ہی اور بعضے کہتے ہین ہر کلام تام پر آیت ہو سکتی ہی اور اختلاف کا سبب آیتون مین اس وجہ سے
ہوا کہ آنحضرت نے آیتون پر توقف فرمایا اس بات کے بتانے کو یہ آیتین [illegible] کے توقیفی ہین
پھر قصہ تمام ہونے کی وجہ سے آپ نے ملا دیا یعنی بات ہو جانے کے لیے کچھ [illegible]

توقف سے معلوم ہو چکا سننے والے نے خیال کیا کہ اس کے درمیان کوئی آیت نہیں ہے بے فصل کہی ہے اور
کوئی نفس مدعا کو پہونچ گیا اس نے وہاں سے ہر آیت کبھی کہیں اسکا عکس ہو گیا تو اب معلوم ہو گیا کہ قرآن
متداول میں تعداد اخفش کی روایت سے ہے اور مولانا روم نے کسی دوسری روایت کے موافق لکھا ہے
واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ [محمد قیام الدین عبد الباری] ۱۳۴۳ سوال ۱۶۲
شخصے گوید یا اعتقاد دارد کہ معنی واقعی این آیۂ کریمہ این ست کہ من میگویم اما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برای
زجر و الزام مخاطب بلکہ اعتراض میکرد چنین تفسیر فرمود یعنی خلاف واقع بیان نمودہ پس تفسیر رسول قابل قبول نباشد
نہایت ما مخصوص بمعترض گردد (تفسیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم را کہ حدیث روایت کردہ و تحسینش کردہ
و جمہور مفسرین تامش داشتہ قبول نمودہ) پس این چنین گفتن یا اعتقاد داشتن شرعا جائز باشد یا نہ و در این
صورت تغلیط و تخطیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تکذیب رسول و دروغ بستن بر رسول خدای عزوجل
لازم آید یا نہ و فی الحقیقت کسی را خواہ نبی باشد یا نہ برای دفع الزام معاند یا برای زجرش قرآن را بخلاف
واقع تفسیر نمودن جائز ست یا نہ و بر تقدیر عدم جواز ہر کہ اعتقاد جوازش دارد یا تفسیر رسول صلی اللہ علیہ
وسلم را خلاف واقع دانستہ بتغلیط و تخطیہ اش پیش آید شرعا حکمش چیست مومن کامل ست یا مبتدع یا
فاسق یا کافر و زندیق بینوا المدعی بالدلیل لکم الاجر الجزیل ہو المصوب کسی را خواہ نبی باشد یا غیر نبی
جائز نیست کہ برای دفع الزام معاند و زجر تفسیر قرآن بر خلاف واقع سازد و اعتقاد ہمچو امور در حق آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم الحاد و تزندق ست بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لازم بود کہ معانی قرآنیہ حسب مراد
پروردگار بیان فرمایند و بغرض دیگر بیان واقعی را مخفی نسازند و غیر واقعی را تفسیر نکردہ اند قال اللہ
تعالی فی کتابہ مخاطبا لہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک
من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس وقال تعالی انا انزلنا
الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ و در اتقان فی علوم القرآن می نویسد
قال ابن تیمیۃ فی کتاب الفہ فی ہذا النوع یجب ان یعلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین لاصحابہ
معانی القرآن کما بین الفاظہ فقولہ تعالی لتبین للناس ما نزل الیہم یتناول ہذا وہذا انتہی
و ہم در ان از کتاب مذکور منقول ست ان الصحابۃ والتابعین اذا کان لہم فی الآیۃ تفسیر وجاء قوم
فسروا الآیۃ بقول آخر لاجل مذہب اعتقدوہ وذلک المذہب لیس من مذاہب الصحابۃ [illegible]

والتابعين صار مشاركاً للمعتزلة وغيرهم من اهل البدع في مثل هذا ۔ وفي الجملة
من عدل عن مذهب الصحابة والتابعين وتفسيرهم الى ما يخالف ذلك كان مخطئاً
في ذلك بل مبتدعاً لانهم كانوا اعلم بتفسيره ومعانيه كما انهم اعلم بالحق
الذي بعث الله به رسوله انتهى والله اعلم حرره الراجي عفو ربه القوي ابو الحسنات محمد
عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۔ سوال نمبر ۱۹۵: درین اطراف رواج ست که صبیان را ابتدا سبق
درس پارہ چند از کلام مجید نزدیک استادے میخوانند بعد ازاں بتعلیم علوم مشغول می شوند چون حصول علم دست
دہد بقیہ کلام اللہ بے استماع از استادے بے سند و اجازت آن تلاوت میکنند پس این چنین تلاوت مشروع
است یا نہ بینوا توجروا ۔ **ھو المصوب** مشروع ست جلال الدین سیوطی در اتقان فی علوم القرآن
می نویسند ادعی ابن خیر الاجماع علی انه لیس لاحد ان ینقل حدیثا عن النبی صلی الله علیه وسلم
ما لم یکن له به روایة ولو بالاجازة فهل یکون حکم القرآن کذلک فلیس لاحد ان ینقل
آیة او یقرأها ما لم یقرأها علی شیخ لم ارفی ذلک نقلا ولذلک وجه من حیث ان الاحتیاط فی اداء
الفاظ القرآن اشد منه فی الفاظ الحدیث ولعدم اشتراطه وجه من حیث ان اشتراط ذلک
فی الحدیث انما هو لخوف ان یدخل فی الحدیث ما لیس منه او یتقول علی النبی صلی الله علیه وسلم
ما لم یقله والقرآن محفوظ متلقی متداول میسر وهذا هو الظاهر انتهی ثم دانست الاجازة
من الشیخ غیر شرط فی جواز التصدی للاقراء والافادة فمن علم من نفسه الاهلیة جاز له ذلک وان
لم یجزه احد وعلی ذلک السلف الاولون والصدر الصالح وکذلک فی کل علم وفی الاقراء والافتاء انتهی
والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۔ سوال نمبر ۱۹۶:
الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم چونکہ آیت بالا کی نسبت دلیل درپیش ہے وہ یہ ہے کہ لفظ الرحمن میں جو کہ
رے مشدد ہے اسمیں کون حروف وقت پڑھنے کے ملانا چاہیے یعنی وہ نون جس پر نشان ہے وہ ملنا
چاہیے یا کہ وہ الف جو کہ قبل رے مشدد مذکورہ بالا و لام ساکن کے باحرکت ہے کہ جس پر نشان ح ہے وہ بینوا توجروا
ھو المصوب نون کو رے سے ملانا چاہیے واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ
۔ سوال نمبر ۱۹۷: امیں صبیان قرأت قرآن پر قادر ہے یا نہ: **ھو المصوب** کتاب لقط المرجان فی
احکام الجان میں جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں سئل ابن الصلاح هل الجن یقولون ان الشیطان یقدر

ان یقرء القرآن و یصلی بهم وحده فاجاب ظاهر المنقول بنفی قراءتهم القرآن وقوعا بلزم
... انتفاء الفضیلة منهم اذ هی فیها قراءة القرآن وقد ورد ان الملائکة لم یعطوا فضیلة
قراءة القرآن وهی حریصة لذلک علی استماعه من الانس فاذن قراءة القرآن
کرامة اکرم الله بها الانس غیر ان المؤمنین من الجن بلغنا انهم یقرؤنه انتهی والله اعلم حرره الراجی
عفو ربه القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی ۱۹۵ **سوال ۲۰۳** مشرک کو قرآن کی تعلیم
دینا جائز ہے یا نہیں **ہو المصوب** جائز ہے اگر قرآن کو وہ چھوے نہیں کذا فی قاضیخان والله اعلم
حرره الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا الله عنه ۱۹۹ **سوال ۲۰۴** وہ کون سی دعا یا سورہ قرآن مجید میں
ہے جو پڑھنے سے مطلب حاصل ہو اور پڑھنے کا کیا قاعدہ ہے **ہو المصوب** لا اله الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین سوا لاکھ مرتبہ ایک جلسہ میں پڑھے اور اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھ کر
دعا مانگے خدا قبول کرنیوالا ہے والله اعلم حرره الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا الله عنه [محمد قیام الدین عبد الباری]
۲۰۰ **سوال ۲۰۵** درستی این حدیث السخی حبیب الله ولو کان فاسقا والبخیل عدو الله ولو کان زاهدا **ہو المصوب**
این حدیث نیست والله اعلم نمقه محمد معین عفی عنه ۲۰۱ **سوال ۲۰۶** چہ میفرمایند علمای دین و مفتیان شرع
متین اندرین صورت که این حدیث یعنی من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر صحیح ست یا نه بینوا توجروا
ہو المصوب حدیث صحیح ست لیکن محمول بر تشدید ست والله اعلم حرره الراجی عفو ربه القوی ابو الحسنات
محمد عبد الحی تجاوز الله عن ذنبه الجلی والخفی [ابو الحسنات محمد عبد الحی] ۲۰۲ **سوال ۲۰۷** در حدیث ان الله یبعث لهذه
الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها که در سنن ابی داود و سنن حسن بن سفیان و مسند
بزار و معجم اوسط طبرانی و کامل ابن عدی و مستدرک حاکم و حلیه ابو نعیم و مدخل بیهقی وغیره مروی ست مراد از راس آخر
صدی ست یا آغاز صدی ست و مولود دیگر در راس ہر صدی می آید شروط و علامات او چیست و از صدی
اول تا ایندم کدام کدام مجدد شمار کرده شده اند و مولوی اسمعیل شهید و سید احمد بریلوی مرشد شان از آنها در شمار
می توانند شد یا نه بینوا توجروا **ہو المصوب** مراد از راس مائة باتفاق محدثین آخر صدی ست و علامات و
شروط مجدد این ست که عالم باشد بعلوم ظاهره و باطنه و نفع از تدریس و تالیف و تذکیر او شائع باشد و در احیای
سنن و محو بدعات سرگرم بود و در آخر یک صدی و اول صدی دیگر اشتہار علوم و شہرت انتفاع از ذات او باشد پس
اگر آخر صدی را نیافته یا در آن زمان انتفاع احیای شریعت از وی حاصل نشده از مجددین خارج خواهد بود و در یا

مورد حدیث داخل نمی‌شوند شیخ الاسلام بدر الدین اہدال در رسالهٔ مرضیه فی نصرة مذهب الاشعریه نوشته
اعلم ان المجدد انما هو بغلبة الظن ممن عاصره بقرائن احواله والانتفاع بعلمه ولا یکون المجدد
الا عالما بعلوم الدینیة الظاهرة والباطنة ناصرا للسنة قامعا للبدعة ثم قد یکون
واحدا فی العالم کله کعمر بن عبد العزیز فی المائة الاولی لانفراده بالخلافة وکالامام
الشافعی علی راس المائتین لاجماع المتقدمین علی انه امام زمانه وقد یکون اثنین وجماعة اذا لم یحصل الاجماع
علی واحد بعینه ثم قد یکون فی اثناء المائة من هو افضل من المجدد وانما کان التجدید علی راس المائة لانخرام
علماء الامة غالبا وانکسار راس السنة واظهار البدع فیحتاج حینئذ الی تجدید الدین فیاتی الله بالخلف من السلف انتهی
و جلال الدین سیوطی در مرقاة الصعود شرح سنن ابی داؤد می‌گوید قال ابن الاثیر اختلف العلماء فی تاویل
هذا الحدیث کل واحد فی زمانه واشاروا الی القائم الذی یجدد للناس دینهم علی راس کل مائة
سنة وکان کل قائم قد مال الی مذهبه وذهب بعض العلماء الی ان الاولی ان یحمل الحدیث علی
العموم فان قوله صلی الله علیه وآله وسلم من یجدد لها دینها لا یلزم منه ان یکون المبعوث علی راس المائة
واحدا بل قد یکون واحدا وقد یکون اکثر فان انتفاع الامة بالفقهاء وان کان نفعا عاما فی
امور الدین فان انتفاعهم بغیرهم ایضا اکثر مثل اولی الامر واهل الحدیث والقراء
والوعاظ واصحاب الطبقات فی الزهد ینفعون بفن لا ینفع به الاخر اذ الاصل فی حفظ
الدین حفظ قانون السیاسة واشاعة العدل الذی به تنضبط الروایات والزهاد ینفعون
بالمواعظ والحث علی لزوم التقوی والزهد فی الدنیا فالاحسن والاجود ان یکون ذلک
اشارة الی حدوث جماعة من الاکابر المشهورین علی راس کل مائة سنة یجددون للناس دینهم ویحفظونه علیهم فی
اقطار الارض ولکن الذی ینبغی ان یکون المبعوث علی راس المائة رجلا مشهورا معروفا مشارا الیه فی هذه الفنون وقد کان
قبل کل مائة ایضا من یقوم بامر الدین وانما المراد بالذکر من انقضت المائة وهو حی عالم مشهور مشار الیه انتهی
ازین عبارات واضح شد که سید احمد بریلوی که ولادت شان در سنه ۱۲۰۱ هجری بوده و مریدشان مولانا اسمعیل دہلوی
وغیره در مصادیق حدیث داخل نیستند چه مجدد را ضرور است که آخر یک صدی و اول صدی دیگر یافته باشد یا به
نفع عام شده اشتهار تام داشته باشد این حضرات را این در اثنای صدی سیزدهم حاصل گشته بعد چندی گذشت
الا که تعیین مجدد کرده اند بلا تعیین وصف داشته اند تفصیل این مباحث در رسالهٔ حافظ ابن حجر عسقلانی

مسمی بہ الفوائد الجمۃ فی من یجددہ اللہ لہذہ الامۃ و رسالہ جلال الدین سیوطی مسمی بہ التنبئۃ بمن یبعثہ اللہ علی راس المائۃ
وغیرہ باید دید و از مطالعہ این رسائل واضح ست کہ در صدی اول مجدد مائۃ اولی بالاتفاق عمر بن عبد العزیز
بودند و مجدد صدی دوم امام شافعی اتفاقا و از مجددین صدی سوم قاضی ابو العباس بن شریح شافعی و
ابو الحسن اشعری و محمد بن جریر طبری و از مجددین صدی چہارم ابو بکر باقلانی و ابو الطیب صعلوکی وغیرہ
و از مجددین صدی پنجم امام غزالی و از مجددین صدی ششم امام فخر الدین رازی و از مجددین صدی
ہفتم تقی الدین بن دقیق العید و از مجددین صدی ہشتم زین الدین عراقی و شمس الدین جزری و سراج الدین
بلقینی و از مجددین صدی نہم جلال الدین عبد الرحمن سیوطی و شمس الدین سخاوی و از مطالعہ
خلاصۃ الاثر فی اعیان قرن الحادی عشر وغیرہ واضح ست کہ از مجددین الف شہاب الدین رملی و ملا
علی قاری وغیرہ بودند و بس واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ
الجلی والخفی ۱۲ **سوال** ۱۲ جو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ بعد میرے میری امت
کے تہتر فرقے ہو جاوینگے ایک ناجی اور سب ناری ہونگے آیا ناری سے مراد کفار ہین یا مسلمان فاسقان کہ
بسبب عصیان کے دوزخی ہو جاوینگے بعضے صاحب فرماتے ہین کہ رافضی کہ شیخین کی شان مین بے ادبی
کرتے ہین کافر ہو گئے بعضے کہتے ہین کہ سب اہل ہوا کافر ہین ایک فرقہ مسلمان ہے جسکو اہل سنت و جماعت
کہتے ہین اور بعضے صاحب فرماتے ہین کہ رافضی کی توبہ قبول نہین بلکہ اسکو قتل کرنا واجب ہے جو شرع شریف
مین لکھا ہو ارقام فرماوین بینوا توجروا **جواب** کتابون عقائد اور فقہ مین اسطرح لکھا ہو کہ بہتر فرقے جو اہل ہوا
ہین ایک بھی کافر نہین ہو چنانچہ عبارت اُن کتابون کی جو یہان موجود ہین بعینہ مفصلہ ذیل مین لکھی جاتی
ہین اور عبارت فتاوے کی سب الشیخین کفر ہو اسکا بھی جواب لکھا جاتا ہو بغور ملاحظہ فرماوین بلکہ اعتقاد
کفر کا اہل ہوا جو بدعتی ہین اُنکی طرف رکھنا بھی کفر ہو اول تو یہ ہو کہ تمہید ابو الشکور سلمی مین لکھا ہو کہ جو
حدیث شریف تفرق امت مین وارد ہوئی ہو اسمین اختلاف ہو چنانچہ ایک روایت مین لکھا ہو ستفرق امتی
من بعدی ثلثۃ وسبعون فرقۃ کلہم فی النار الا واحدۃ اور روایت دوسری مین کلہم فی
الجنۃ الا واحدۃ قیل ما تلک الواحدۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم الزنادقۃ بغور ملاحظہ فرماوین کہ کفر
دونون حدیثون سے ثابت نہین ہوا بلکہ دوسری حدیث سے جنتی ہونا ثابت کیا ہو کفار کے واسطے کہین بھی
لفظ آیا ہو اور یا کسی عالم نے انپر حکم جزیہ یا استرقاق بسبب کفر کے لکھا ہو اور دوسرے ایک مقام پر لکھا ہے

اعلم ان الذین هم اهل السنة والجماعة هم اهل السواد الاعظم والسواد الاعظم ما بین الجبر
والقدر وبین التشبیه والتعطیل وبین المذهب الرفض وسئل ابو حنیفة رحمه الله عن السنة
والجماعة فقال لا [illegible] ولا التشبیه ولا التعطیل وروی عن ابی حنیفة رحمه انه قال
شهادة اهل الاهواء مقبولة فاذا قبل شهادتهم دل انهم اسلام وروی عن محمد بن الحسن رح
انه قال الصلوة خلف المبتدع جائزة الا انه یکره ولانه اعتقد البدعة علی زعمه
انه حق وهو من الامة الثالث انه ابتلی فی ذلك واستعمل [illegible] فلا تکفر [illegible]
اور جاننا چاہیے کہ بہت فرقے جو کتابوں میں بیان کیے احوال مرقوم ہوا ہے ان میں بھی کئی فرقے مثل نشانوں کے ظاہر
ہوئے ہیں چنانچہ فرقۂ ناجیہ چار قسم ہو کر پھر ہر ایک کئی قسم ہو گئے چنانچہ تفصیل کتابوں میں موجود ہے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اور بھی ہر فرقہ میں اقسام ہو گئے جو شخص جس فرقہ کا کام کریگا اسی میں شمار کیا جاویگا
چنانچہ فرقۂ وہابیین کو معتزلہ کہتے ہیں اب تفصیل فرقوں اور بیان ہر ایک کی بدعت کا موجب طول ہے
غرض سائل جو ہے سب الشیخین کفر ہے یا نہیں اور توبہ انکی قبول یا قتل انکی تو یہ ہے اسکا جواب لکھا مقدور
ہے شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے وسب الشیخین لیس بکفر کما صححه ابو الشکور السلمی فی تمهیده
وذلك لعدم ثبوتها مبناه وعدم تحقیق معناه فان سب المسلم فسق کما فی حدیث ثابت یستوی
الشیخان وغیرهما فی هذا الحکم ولانه لو فرض ان احدا قتل الشیخین بل والختنین بوصف الجمیع
لا یخرج عن کونه مسلما عند اهل السنة والجماعة ومن المعلوم ان السب دون القتل
نعم لو استحل السب او القتل فهو کافر لا محالة وعلی تقدیر ثبوت الحدیث فیجب ان
یؤول کما اول حدیث من ترک الصلوة متعمدا فقد کفر ای مستحلا للترک اه
اور دوسری جگہ شرح فقہ اکبر میں لکھا ہے کہ جمع کرنا دونوں کا مشکل ہے ایک تو یہ اہل قبلہ کافر نہیں ہیں چنانچہ سب
فقہا اور متکلمین کا بھی یہ قول ہے اور دوسری عبارت فتاوے کی سب الشیخین کفر ہے وجہ اشکال کی بیان
کر کے پھر جواب لکھتا ہے یدفع الاشکال بان نقل کتب فتاوی مع جهالة قائله وعدم
اظهار دلیله لیس بحجة من ناقله اذ مدار الاعتقاد فی المسائل الدینیة علی الادلة القطعیة
[illegible] ان فی تکفیر المسلم قد ترتب مفاسد جلیة وخفیة وقال امام ابن الهمام فی شرح
[illegible] هذه الحکایة [illegible] اعلم انه لم یکفر من ذکرنا

من اهل الهواء مع ما ثبت عن ابی حنیفةؓ والشافعیؒ من عدم تکفیر اهل القبلة من المبتدعة
کلهم محمول علی ان ذلک المعتقد فی نفسه کفر اور صاحب درمختار نے باب امامت میں لکھا ہے کہ نماز
صاحب بدعت کی مکروہ تنزیہی ہے ومبتدع ای صاحب اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة
بل بنوع شبهة وکل من کان من قبلتنا لا نکفر بها حتی الخوارج الذین یستحلون دماءنا
واموالنا وسب اصحاب الرسول صلی الله علیه وسلم وینکرون صفاته تعالی وجواز
رؤیته لکونه عن تاویل وشبهة بدلیل قبول شهادتهم اور باب شہادت
میں لکھا ہے تقبل من اهل الاهواء ای اصحاب بدع ولا تکفر کجبر وقدر ورفض وخروج
وتشبیه وتعطیل وکل منهم اثنا عشرة فرقة فصارت اثنین وسبعین الا الخطابیة صنف
من الروافض یرون الشهادة لشیعتهم ولکل من حلف انه محق فردهم لا بسبب لعنهم
بل لتهمة الکذب دیکھیے کہ اس عبارت میں کہیں کفر ثابت نہیں کیا بعضے صاحب فرماتے ہیں کہ مرتد کے باب
میں صاحب درمختار نے واسطے بےادبی کرنے انبیاء کے اور بےادبی کرنے شیخین کے جناب میں حکم قتل
فرمایا ہے اور عبارت اس مقام کی یہ ہے والکافر بسب الشیخین او احدهما فی البحر من الجوهرة
معزیا للشهید من سب الشیخین او طعن فیهما کفر ولا تقبل توبته وبه اخذ الدبوسی وابو اللیث وهو
المختار للفتوی انتهی وجزم به فی الاشباه درمختار کے مصنف نے آپ ہی اس مسئلہ کو رد کیا ہے اس قول سے
لکن فی النهر وهذا لا وجود له فی اصل الجوهرة وانما وجد علی هامش بعض النسخ فالحق بالاصل
مع انه لا ارتباط له بما قبله انتهی اصل حال مسئلہ کا یہ ہے کہ جس زمانے میں بحر اور اشباہ تصنیف ہوئی تھی تو
مصنف بحر واشباہ نے لکھا تھا سب الشیخین کفر ولا تقبل توبته اس زمانے میں بھائی مصنف کا جس نے
نہر الفائق شرح کنز الدقائق تصنیف کی ہے جسکا نام عمر بن نجیم ہے اور چند علمای شہر مثل شیخ امین الدین بن عبد العال
وغیرہ جمع ہوکر آئے اور دریافت کیا کہ یہ مسئلہ سب الشیخین کفر کا کہاں سے لکھا ہے کہا جوہرہ سے لکھا ہے
جو قدوری کی شرح ہے علماؤں نے جوہرہ نیرہ طلب کیا تو جواب دیا کہ میرا جوہرہ آگ میں جل گیا اور شہر
میں سے جوہرہ منگواکر دیکھا یہ مسئلہ نہ پایا کہا کون سی جگہ سے نقل کیا تھا مقام بتلایا تو عبارت جو بحر میں
تھی اُس سے ملاکر دیکھا تو ہر چند اول و آخر سے ربط دیا نہ ملا یا مسئلہ کی دہین غلط ظاہر ہوگئی وقال
السید الحموی فی شرح الاشباه حکی عن عمر بن نجیم ان اخاه افتی بذلک فطلبوا منه النقل فلم یوجد

الا علی طریق الجوهرة اور یہ بحوی نے اسی عبارت کے آگے لکھا ہو اقول علی فرض ثبوت ذلک فی عامة
نسخ الجوهرة فلا وجه له یظهر لما قدمنا من قبول توبته من سب الانبیاء عندنا خلافا للمالکیة و
الحنابلة واذا کان کذلک فی حق الانبیاء فالقول بعدم قبول توبة من سب الشیخین بل لم یثبت عن احد
من الائمة فیما اعلم بالفرض اگر ہم کفر مانیں جب بھی یہ لازم نہیں آتا ہو کہ اسکی توبہ قبول نہیں اور حکم کرنا
ساب کو کافر کہنا بہت مشکل ہو اختیار میں لکھا ہو اتفق الائمة علی تضلیل اهل البدع اجمع وتخطئتهم و
سب احد من الصحابة وبغضه لا یکون کفرا لکن یضلل وذکر فی فتح القدیر ان الخوارج الذین یستحلون
دماء المسلمین واموالهم ویکفرون الصحابة حکمهم عند جمهور الفقهاء اهل الحدیث حکم البغاة
خیال کیجیے کہ خوارج جو سب سے زیادہ مدعی ہیں چنانچہ درمختار سے مذکور ہوا انکے واسطے بھی حکم کفر کا
نہ فرمایا قال ابن المنذر وهو اعرف بکلام المجتهدین انه یقع فی کلام اهل المذهب تکفیر کثیر ولکن
لیس من کلام الفقهاء الذین هم المجتهدون بل من غیرهم ولا عبرة بغیر الفقهاء بہت تفصیل سے
ردالمحتار میں جو شرح درمختار ہو مسائل ثابت کی ہیں جن صاحب کو زیادہ تحقیق منظور ہو دیکھ لیویں طول کے
سبب سے یہاں نہ لکھا بلکہ چند باتیں ضروری نقل کردیں اندر ردالمحتار میں لکھا ہے ولم یعقل احد
لعدم قبول شهادتهم بالکفر کما تری نعم استثنوا الخطابیة لانهم یرون شهادة الزور
لاشیاعهم او الحالف وکذا نص المحدثون علی قبول روایة اهل الاهواء فهذا فیمن یسب
عامة الصحابة ویکفرهم بناء علی تاویل له فاسد فاما ان ما ذکره فی الخلاصة من انه کافر
قول ضعیف مخالف للمتون والشروح بل هو مخالف لاجماع الفقهاء کما سمعته وقد الف
العلامة ملا علی قاری رسالة فی الرد علی الخلاصة وبهذا تعلم قطعا ان ما عزی
الی الجوهرة من الکفر مع عدم قبول التوبة علی فرض وجوده فی الجوهرة باطل لا اصل له
ولا یجوز العمل به وقد علمت انه اذا کان فی المسألة خلاف ولو روایة ضعیفة فعلی المفتی ان
یمیل الی عدم التکفیر فکیف یمیل هنا الی التکفیر المخالف للاجماع فضلا
عن میله الی قتله وان تاب وقد مر ایضا ان المذهب قبول توبة ساب
الرسول صلی الله علیه وسلم فکیف ساب الشیخین والعجب من صاحب البحر
حیث تساهل غایة التساهل فی الافتاء بقتله مع انه ممن یمیل الی

کا شبہ نہیں کیا گیا۔ اور باب الحیض مین لکھا ہے لا یفتی بکفر مسلم کان فی کفرہ خلاف ولو
روایۃ ضعیفۃ اور دوسری جگہ لکھا ہے اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی
المفتی المیل الی ما یمنعہ تعجب ہے صاحب بحر سے کہ باوجود ان دلائل قویہ کے اسلام دلیل ضعیف کو ترجیح دیکر
کفر ثابت کرے اور یہ انکا حکم ایسا ہے کہ توبہ بھی اسکی قبول نہین بلکہ قتل اسکی تو یہ ظاہر ہے کہ گویا سب علما کے
قول کا انکار ہے در مختار مین لکھا ہے منکر الاجماع کا فراور تمہید ابو الشکور سلمی مین لکھا ہے من قال لمؤمن یا
کافر او شہد بالکفر علی مؤمن فانہ یصیر کافرا وروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
من شہد علی امتی بالکفر فہو اولی بہ اہل اہوا جو تہتر فرقے مین داخل ہین واسطے جو حدیث تفرق الفرق
امت مین واقع ہوئی ہے اسمین لفظ امتی ہے امت حضرت موسی اور حضرت عیسی کا شمار اسمین داخل کر کے
نہین فرمایا تھا اسکے واسطے اور حدیث ہے انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسی
احدی وسبعین فرقۃ وبعد عیسی علی اثنین وسبعین فرقۃ وستفرق امتی من بعدی علی ثلاثۃ و
سبعون فرقۃ اگر سب فرقہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو تہتر فرقے کیونکر
ہونگے پس اگرچہ کفار بھی امت دعوت مین ہین معلوم ہوا کہ مراد امت سے امت اجابت ہے جیسا کہ امام
قونوی کہا تھا المراد بالامۃ من یجمعہم دائرۃ الدعوۃ من اہل القبلۃ لان اضافتہم الی نفسہ الاکثر
ما ورد فی الحدیث علی ہذا الاسلوب فالمراد بہ اہل القبلۃ ولو ارید بہ امۃ الدعوۃ فتناول بہ اصناف
الکفر وکان یکون تفریق الامۃ الی ثلث وسبعین خداوند تعالی غفور الرحیم اور تواب الرحیم ہے اسکی رحمت کا
شکر ہونا چاہیے توبہ سبکی قبول ہے اگرچہ پیغمبرون کی جناب مین بے ادبی کی ہو اسکی توبہ بھی قبول ہے
چنانچہ رد المحتار شرح در المختار سے مذکور ہوا صفۃ الرحمۃ لا یتغیر وان تغیر احوال الامۃ اور نیکیان بھی
برائی کو دور کرتے ہین لقولہ تعالی ان الحسنات یذہبن السیئات واللہ اعلم بالصواب المجیب عبد الحی
ابن افضل العلما والفضلا مولانا محمد عبد الحلیم افاض اللہ علینا من برکاتہ ہو المصوب فی معنی حدیث
ستفرق امتی ثلاث وسبعین فرقۃ یہی مراد امت اجابت ہے کہ عبارت اہل اسلام سے ہے نہ امت دعوت علامہ
دوانی شرح عقائد عضدیہ مین لکھتے ہین ای امۃ الاجابۃ وہو الذین آمنوا بالنبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ
وسلم وہو الظاہر فان الاکثر ما ورد فی الحدیث علی ہذا الاسلوب ارید بہ اہل القبلۃ انتہی اور سب
شیعہ پر حکم کفر نہین ہے ابو الشکور سلمی تمہید مین لکھتے ہین کلام الروافض مختلف فبعضہم یکون کفرا وبعضہم

فلو قال ان علیاً رضی اللہ عنہ کان الٰہاً نزل من السماء کفر ولو قال النبوۃ کان لعلی رضی اللہ عنہ وجبرئیل اخطأ کفر ومنہم من قال ان علیاً رضی اللہ عنہ افضل من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہذا کلہ کفر واما الذی یکون بدعۃ ولا یکون کفراً فہو قولہم ان علیاً رضی اللہ عنہ کان افضل من الشیخین رضی اللہ عنہما ومنہم من قال یجب اللعن علی من خالف علیاً رضی اللہ عنہ کعائشۃ رضی اللہ عنہا ومعاویۃ رضی اللہ عنہ فہذا کلہ وما شبہہ بدعۃ لیس بکفر لانہ صادر عن شبہۃ دلیل انتہی اور مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں الصحیح عند الحنفیۃ بان الروافض لیسوا بکفار والوجہ فیہ ان مذہبہم وفی زعمہم فساد قعودوا عما منہم انہم علی الدین الحق مہتدون ان کان زعمہم ہذا باطلاً وما اکذبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فی زعمہم فہم غیر ملتزمین الکفر والتزام الکفر کفر دون لزومہ انتہی ملخصاً

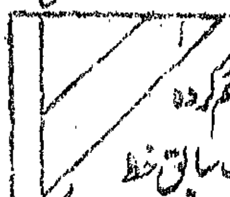
ہرگاہ روافض کا کافر نہونا ثابت ہوا انکی توبہ قبول ہونے میں شک نہیں ہے اور اگر بالفرض والتقدیر روافض کافر ہوں اس صورت میں بھی انکی توبہ قبول نہونیکی کوئی وجہ نہیں ہے مقام غور ہے کہ جو شخص مشرک ہو اور اللہ جلشانہ کا شریک ٹھہراتا ہو اگر وہ توبہ کرے قبول ہو جاوے کیا روافض مشرک سے بدتر ہوگئے کہ توبہ انکی قبول نہو گی اور صاحب بحر نے جوہرہ سے جو مسئلہ عدم قبول توبہ روافض کا نقل کیا ہے وہ غلط ہے قابل التفات کے نہیں کیونکہ مخالف ہے نصوص قرآنیہ کے قال اللہ تعالیٰ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ہو الغفور الرحیم واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی وحفظہ عن موبقات الغی ابن المرحوم مولانا محمد عبد الحلیم ادخلہ اللہ فی دار النعیم - فی الواقع حدیث افتراق امت میں ناری سے مراد مسلمین فاسقین ہیں کہ شامت عصیان سے دوزخ میں جاوینگے اور روافض کہ حضرات شیخین کی شان میں بے ادبی کرتے ہیں اور اسیطرح سب اہل ہوا کافر نہیں ہیں انکی توبہ مقبول ہے فی المسایرۃ ان قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انہ لا یکفر احد منہم وفی شرحہ للکمال ان عدم تکفیرہم ہو المنقول عن جمہور المتکلمین والفقہاء وان الشیخ الاشعری قال ان الاسلام یجمعہم واللہ علیم بالصواب وبیدہ الہدایۃ وحسن الثواب حررہ ابو الاحیاء محمد نعیم غفر لہ العلی الرب الحکیم۔

سوال ۲۷: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے طاعون کیواسطے دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ میری امت کو طاعون میں مبتلا کر اور یہ جھوٹ ہے بلکہ حضرت صاحب کی دعا کی برکت سے مدینہ منورہ کی راہوں پر فرشتے نگہبان مقرر ہوئے ہیں کہ تاقیامت تک طاعون اور دجال آنے نپاویگا

چنانچہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی انقاب المدینۃ ملٰئکۃ لا یدخلہا الطاعون والدجال بخاری و مسلم مین یہ حدیث شریف ہی پس اسی سے معلوم ہوتا ہی کہ طاعون بھی ایک بلا ہی جس سے بچنے کے واسطے حضرت کی دعا کی برکت سے فرشتے مدینہ منورہ کی راہون پر مقرر ہوگئے ہین اگر یہ کوئی چیز اچھی ہوتی تو ضرور بتاکید حضرت صاحب واسطے اہل ایمان مدینہ کے اسکو مقرر فرماتے کہ سب مدینہ والے اسی بیماری مین مرا کرتے اور یہ بیماری مدینہ منورہ سے کبھی نجانے پاتی یہ بہی وجہ کہ حضرت کو مدینہ منورہ بہت مرغوب تھا اور سکان مدینہ کی بزرگی سکان دیگر بلاد و امصار سے ہی پھر جب مدینے مین فرشتے مقرر ہین کہ یہ بلا وہان نجانے پاوے اور دیگر بلاد و امصار مین یہ بیماری جاوے تو ثابت ہوتا ہی کہ درحقیقت یہ بلا ہی جس سے حضرت صاحب کی بدولت اہل مدینہ نے نجات پائی اور یہ بلا بھی مثل بلا سے دجال کے ہی پس قول زید کا معتبر ہے یا عمرو کے قول کا اظہار ہو صواب اللہ وہب قول زید کا معتبر ہی حدیث شریف مین آیا ہی اللہم اجعل فناء امتی فی الطاعون اسکو روایت کیا ہی ابن حجر نے بذل الماعون مین چند طرق سے منجملہ انکے امام احمد حنبل نے ابوموسی اشعری سے روایت کیا ہی اور بطریق کریب بن الحارث بن منذر کے ایک جماعت سے روایت کیا اللہم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن والطاعون اور اسی حدیث ثانی کو امام احمد حنبل نے اپنی مسند مین اور ابراہیم حربی نے غریب الحدیث مین عفان سے روایت کیا ہی اور ابو نعیم نے بروایت اسمعیل سمویہ و وہیب بن خالد ویحیی الحمانی روایت کیا ہی اور ابن ابی عاصم نے کتاب الجہاد مین بطریق عبدالواحد کے اس حدیث کو اخراج کیا ہی اور حاکم نے اسکی تصحیح کی ہی اپنی صحیح کی کتاب الجہاد مین مسدد کی روایت سے اور علما نے اس حدیث کو مخصوص ایک جماعت صحابہ کے ساتھ کیا ہو اور عمرو کے شک کا دفع یہ ہی کہ حدیث شریف سے ثابت ہی کہ طاعون طعن کفار مین ہی مومن انس کے لیے اور کفار خواہ انس سے ہون خواہ جن سے ممنوع ہین اور بعض جواب دیتے ہین کہ طاعون جو عام طور سے ہو جیسے طاعون عمواس اور جارف وہ مدینہ مین داخل نہین ہوگا اس جواب کو قرطبی نے ذکر کیا ہی اور جواب دیا گیا ہی کہ یہ ایک معجزہ ہی کیونکہ اطبا اسکے علاج سے عاجز ہین اور برکت سے آنحضرت کے ایک شہر مین یہ خاصیت ہی کہ یہ مرض نہین ہوسکتا ہی اور بعض کہتے ہین کہ طاعون کے بدلے مین مدینہ طیبہ مین آنحضرت نے بخار کو اختیار کیا پھر بخار کے لیے دعا کی کہ جحفہ مین بھیجا جاوے تو مدینہ پاک ہوا ان دونون سے اور بعض کہتے ہین کہ مدینہ چھوٹی بستی ہی اگر طاعون بھیجا جاتا تو یہ کل بستی غارت ہو جاتی واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین

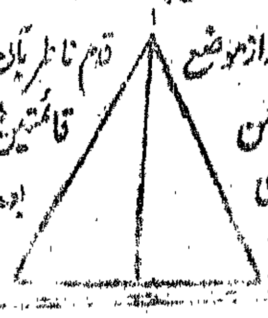
عبد الباری عفا اللہ عنہ ۲۰۵ سوال ۲۰۳ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ
میں کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہو کہ میری امت طاعون میں مرے دوم ایک شخص
راہ خدا میں اپنی جان دی اور شہادت حاصل کی اور دوسرا شخص طاعون میں مرا تو ان دونوں کا رتبہ مساوی
ہوگا یا نہیں الجواب خصوصیت سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ہو کہ اللہم اجعل فناء امتی فی الطاعون
چنانچہ بذل الماعون میں جو رسالہ ابن حجر نے لکھا ہو وہ فی روایۃ ابی بلابۃ [illegible] لفظہ
اللہم اجعل فناء امتی فی الطاعون انتہی اور بروایت ابن سعد وغیرہ ابو بردہ [illegible] ثانی
صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی ہو اللہم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن والطاعون [illegible] اور شہید
طاعون میں ثواب شہادت و بعض صفات اخرویہ کے اندر مساوات ہے [illegible] بذل الماعون در
بہت سے فضائل میں مشارکت نہیں پس رتبہ شہید طاعون کا بعد مرتبہ شہید معرکہ کے ہو واللہ اعلم حررہ الفقیر
محمد ضیاء الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ ۲۰۶ سوال ۲۰۴ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس
مسئلہ میں مشہور ہو کہ جس مکان میں کتا رہتا ہو یا اسکے جسم کا ایک بال گرتا ہو وہاں فرشتے رحمت کے نہیں آتے ہیں
معلوم ہوتا ہو کہ کتا جسم نجس ہو اور نجاست بھی اسکی معروف ہو لہذا اسکے پاس ہونے کی کیا وجہ دوسرے یہ کہ سگ
اصحاب کہف کا جسکا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ کیوں نجس نہیں اور وہاں فرشتے رحمت کے کیوں آتے تھے
یا وہ کتا ان کتوں کے نطفہ سے نہیں تھا یا اسکے عادات انکے برعکس تھے بینوا توجروا الجواب والموفق ہو
الواقع جس مکان میں کتا ہوتا ہو اس میں ملائکہ نہیں آتے ہیں جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہی
عن ابی طلحۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ
اور وجہ اسکی شارحین نے یہ لکھی ہو کہ کتا نجاست کھاتا ہو اور بعض اسکا شیطان ہوتا ہو اور ملائکہ دونوں
سے متنفر ہیں اور یہاں ملائکہ سے مراد ملائکہ رحمت کے ہیں سوائے محافظین کے جیسا کہ ملخص طیبی و مرقاۃ
کا ہو ومن الدخول فی بیت فیہ کلب کونہ یاکل النجاسۃ ولان بعضہ یسمی شیطانا والملائکۃ ضد
الشیطان و ہؤلاء الملائکۃ غیر الحفظۃ لانہم لا یفارقون المکلفین اور کتا نجس العین نہیں ہے
شامی و حاشیہ در مختار میں موجود ہو قولہ و کلب سوی [illegible] نجس عند اصحابنا جمیعا اما علی القول بنجاسۃ
[illegible] فظاہر واما علی القول [illegible] بطہارۃ عینہ فلان لحمہ نجس لعابہ متولد من لحمہ و
[illegible] بطہارۃ [illegible] سورہ [illegible] نجاسۃ [illegible] ولا یلزم من نجاسۃ سورہ نجاسۃ

علیہ کذا فی البحر اور سگ اصحاب کہف نجاست نہین کھاتا ہی انکی رفاقت کی وجہ سے اُسکو خدای تعالی نے مقبول کرلیا ہی وہ بوجہ مقبولیت کے بالعرآ داب انکو کا نہین ہی لیکن اُسپر قیاس اور کتون کا نہین ہوسکتا ہے واللہ اعلم بالصواب حررہ محمد عبد الباسط الفضاری غفرلہ اللہ الباری ۲۰۷ سوال کیا فرماتے ہین علماے دین اس مسئلہ مین کہ کیا مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ کلام اللہ بالکل صحیح نہین اور اُسکے پڑھنے سے عقائد مین فتور آنے کا تو اندیشہ نہین ہی ہو المصوب اگر ٹھیک اور موافق لغت عربیہ کے ترجمہ کیا ہی تو کیا وجہ ہی کہ اُسکے پڑھنے سے عقائد فاسد ہوجائین واللہ اعلم حررہ الفقیر محمد قیام الدین عبد الباری عفا اللہ عنہ



۲۰۸ سوال نہر یست و مساحت آن از طرف ساحل مطلوب ست پس بموجب طریقہ صاحب خلاصۃ الحساب اسطرلاب یا تختہ مسطح وغیرہ بمقام ب قائم کردہ بر نقطہ از نقاط عرض نہر خط شعاعی برآوردیم مثل ا ب از ہمان نقطہ ب بحالت سابق خط شعاعی ب ح اخراج نمودیم درین صورت خط ب ح بر نقطہ ح کہ محاذی ارض سطح ست منتہی خواہد شد برآنکہ بسبب منع ارضی از نفوذ شعاع خط مذکور ازین موقع تجاوز نخواہد کرد تا ہم خط وہمی را از مرکز ارض بلکہ الی لا نہایۃ رسیدن ممکن زید میگوید کہ خط ب ح کہ بر نقطہ ح منتہی شد علتش جز این نیست کہ خط مذکور بوضع معین از نقطہ معین خارج گردیدہ ست و کثافت ارض از نفوذ آن در عمق مانع ست و مقصود مسئلہ ہم برین قدر تمام ست الا بردن آن الی نہایۃ ممکن و در انقطاع و انتہای این خط برین نقطہ معین مثلث ا ب ح را فرضی نیست از ہمین و اثبات تعین و تشخص این نقطہ از مسائل ہندسہ غیر متعلق بلکہ از مسائل علم المناظر کہ از فروع طبیعیہ است و درین استدلال البتہ جزو متمسک ست و جداول آنکہ مابین ب ح و مثلث ا ب ح نسبت عموم و خصوص من وجہ متمسک ست و جداول آنکہ مابین خط ب ح و مثلث ا ب ح نسبت عموم و خصوص من وجہ ثابت ست زیراکہ ازین مسئلہ خاص مثلث ا ب ح و خط ب ح ہر دو در یک مادہ اجتماع یافتہ اند و در دیگر مواد مثلا و قتیکہ ازین مسئلہ خاص قطع نظر کردہ شود دران حال ہم اگر خط ب ح بشرطیکہ از ہمان نقطہ معین و وضع معین خارج کردہ آید بالجزم از نقطہ ح تجاوز نخواہد کرد و دران حالت مثلث ا ب ح موجود نخواہد بود و علی ہذا القیاس در صورت عدم وقوع ارض درین موقع باوجود تحقق این مثلث خط ب ح در انجا منتہی نخواہد شد پس درین صورت یک مادہ اجتماع و دو مادہ افتراق متحقق ست پس اگر وقوع این نقطہ را در مثلث ا ب ح علت تعین و تشخص این نقطہ قرار دادہ شود در مواد افتراقیہ انفکاک علت از معلول خود لازم آید وجہ دوم آنکہ اگرچہ بسبب وقوع این خط درین مثلث خاص تعین این نقطہ بحسب قواعد مثلثات درین موقع ممکن باشد لیکن تحقق این

حالت اتفاقی است و [illegible] است که تحقق [illegible] اضلاع با هم [illegible] ب ج با ج ا و ا ب [illegible] است و زاویه سوم آنکه از تقاطع
مسائل هندسه واقع میشود که بشه این [illegible] ترکیب [illegible] است [illegible] خط ا ب ج مثلث
پا [illegible] است [illegible] و [illegible] است [illegible]
را [illegible] تقدیم [illegible] حاصل است درین صورت [illegible] حالت [illegible] خطی حاصل است [illegible]
آن منحصر باشد [illegible] حالت ترکیب [illegible] و [illegible] است [illegible]
که [illegible] این نقطه از روی مسائل هندسه [illegible] این [illegible] خیال [illegible]
[illegible] که چونکه خط ب ج و مثلث ا ب ج واقع است [illegible]
است والله اعلم [illegible] که [illegible] در انقطاع خط ب ج [illegible] است [illegible]
در تعیین نقطه [illegible] یمین و شمال گفتگو کرده شود [illegible] خط با خط دیگر [illegible]
بی شبهه تعلق [illegible] خواهد بود [illegible] والله اعلم بالصواب [illegible]
در خلاصة الحساب [illegible] است که [illegible] اسطرلاب [illegible]
از هر دو [illegible] پس [illegible] باشیم [illegible] قامت [illegible] موضع [illegible]
اسطرلاب [illegible] زمین [illegible] صحرای هموار را [illegible] بر کدام موضع افتاده است آنجا که
افتد از موضع قدم تا آنجا پیمایش کردیم چند انکه باشد مقدار عرض نهر باشد برای [illegible]
که ا ب قامت ناظر است [illegible] عرض نهر [illegible] ب ج [illegible] دو [illegible] خط شعاعی که
به طرف نهر رفته و ا ح خطی که بر صحرا افتاده و پس [illegible] مثلث ا ب د ا ب ج [illegible]
مساوی اند چه مفروض است که قامت ناظر [illegible] و [illegible] ب [illegible] دو زاویه
ح ا ب متساوی اند چه مفروض آنست که [illegible] اسطرلاب [illegible] شکل [illegible]
از اصول دو ضلع [illegible] ب ج متساوی باشند [illegible] درین صورت خط [illegible]
صحرا رفته بالضرورة [illegible] خطی که از موضع قدم ناظر بآن طرف رفته خواهد شد [illegible]



قامت ناظر قائم است علی اقل من [illegible] قائمتین بالضرورة در موضع تقاطع خواهد کرد که بعد
موضع تقاطع از قدم ناظر مساوی [illegible] قدم ناظر خواهد بود [illegible] طرف نهر [illegible]
[illegible]

موضع یا مروحش لا الی نہایۃ بجانب عمق خارج از بحث ست واگر دریجا ناتی نہ باشد الی غیر النہایۃ مروحش ممکن بلکہ لوجود مانع وتمام مروحش بعد تقاطع الی ما لا نہایۃ لہ ممکن ست چنانکہ انتہای خط شعاعی کہ از نظر بطرف نہر رفتہ ضروری نیست چہ ابعد ماس آن بطرف نہر مروحش بجانب عمق ممکن نیست پس اگر چہ انقطاع در انتہای خط ا ح را بران نقطہ معینہ یعنی ح در اثبات مطلب اثری نیست تا بمثلث ا ب ح را در انقطاع دخل ست ولیکن در تعیین نقطہ تقاطع وتشخص آن کہ منتہای مرئی است مثلث ا ب ح رابع مثلث دیگر بحسب مسائل ہندسہ دخلی ہست واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی ۲۹

سوال ۲۲ جناب مولوی عبد الحی صاحب بعد واجب آنکہ مکلف ہوں مولوی محمد حسین لاہوری و مولوی عبد العزیز لودھیانہ والے کا میرے روبرو مباحثہ شروع ہوا اور فریقین نے تصفیہ اس مسئلہ کیواسطے آپکو منصف مقرر کیا ہے تحریرات فریقین بجنسہ ارسال ہیں آپ روئداد مسل کو بموجب حکم کتاب اللہ و سنت نبوی فیصل فرماکر میرے نام کاغذات ارسال فرماویں تاکہ نتیجہ فیصلہ سے فریقین کو اطلاع دیجاوے کیونکہ اگر احد الفریقین کے پاس کاغذات پہونچیں گے تو جانب ثانی کو رنج ہوگا کاغذات مثل کے واپسی محصول بھی ارسال ہے الراقم سردار جیند سنگہ رئیس و آنریری مجسٹریٹ کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیار پور تھانہ بلاچور ۱۸ مئی سنہ ۱۸۸۸ء

استفتای مع تقریرات فریقین

مسئلہ فضیلت سکان حرمین شریفین یعنی جو بیان ہو مولوی عبد الحی صاحب سے بمنصب قرار پایا ہے الراقم عبد العزیز

جواب ہیں سے مولوی عبد الحی صاحب کی منصفی مسئلہ فضیلت سکان حرمین میں تسلیم کی محمد حسین عفا اللہ عنہ

سوال آپ فضیلت کلی سکان حرمین کے مدعی ہیں اور ہر صفت میں انکو افضل بتلاتے ہیں یا کسی وصف خاص میں محمد حسین آپ نے مراد کلی فضیلت سے کیا رکھا ہے اور آپ وصف خاص کسکو کہتے ہیں اور تمسک اس مسئلہ میں آپ کس دلیل سے پکڑتے ہیں جواب ہیں نے وصف کلی کی تشریح کیا ہوں کہ ہر وصف میں یعنی علم و فہم و تقوی و نیکی سکونت اور وصف خاص سے مراد ایک صفت ان صفتوں سے ہے اور میرا تمسک کرنا بھی آپکو کہاں معلوم ہوا ہے میں تو سائل ہوں تمسک کا نام مدعا کا ہے سو آپ ہیں جس دلیل سے آپ تمسک کر رہے ہیں اس کا جواب دو محمد حسین جواب جب تک آپ کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے نہ نکالینگے یہ جواب متعذر ہے کیونکہ جس دلیل کو میں تسلیم نہیں کرتا اسکا بیان بیفائدہ ہے اسلیے آپکو لازم ہے کہ اپنا تمسک بیان کریں تاکہ جواب دیا جاوے اور آپ نے جو کل قرآن کی آیتیں بذمت

اہل مدینہ اور عرب کے بادیہ نشینوں میں فرمائی تھی اسکو بھی مذمت مذکورہ میں [illegible] ہو یا اس [illegible] انکار ہے
جواب ہم پہلے [illegible] دلیل پیش کر چکے اسوقت حاجت ہوئی [illegible] آپکے دوسرے فضیلت کا حکم ہونیکا
اور [illegible] مقرر نہیں [illegible] الاسلام یا انہیں [illegible] دلیل پیش کر چکے [illegible] حاجت نہیں
شاید ہمیں آپ [illegible] فضیلت کو [illegible] وقت میں آپکے [illegible] دلیل طلب کرنے [illegible]
وقت آپ [illegible] ثابت کرنا کہ تو دلیل کوئی [illegible] ان لوگوں کے
بابت [illegible] جو آنحضرت کے وقت میں منافق تھے چنانچہ [illegible] تفسیر [illegible]
جو [illegible] آنحضرت کے کافر [illegible] اور دوسرے [illegible] آنحضرت کے وقت [illegible] کافر [illegible]
بھی مدینہ میں منافق موجود تھے [illegible] وہ آیت پیش کی تھی [illegible]
کی مذمت میں وہ آیت پیش [illegible] تفسیر [illegible] آیت کو [illegible] بیان کیا [illegible]
آپکی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہیں پس ظاہر ہے کہ آپ خطا ہی فاحش اور غلطی [illegible] میں گرفتار [illegible]
ہمنے مقابل میں بیان کی تھیں اسکا یہ مضمون نہ تھا کہ قبل تقرر اور نصرت اسلام کے ثبوت فضیلت کا [illegible]
اس حدیث کا آپنے یہی خیال کیا ہو لیکن امر اہل علم اور فراست سے دور اور بعید ہے اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے [illegible]
ہو تو پس اس سے تکذیب احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لازم آتی ہے [illegible]
کا اور آپ [illegible] جو انکا فضیلت [illegible] اسلیے آپ [illegible]
لینے لگا تھا [illegible] زمانہ کے لوگوں کی فضیلت [illegible] تفصیل [illegible] کیا تھا اور یہ
نہیں کہتا کہ جو مضمون احادیث سے فضیلت ثابت ہو وہ [illegible] لازم ہے کہ اسوقت
وہ تقرر پا گیا ہو وقت [illegible] میں منافق [illegible] وقت [illegible] اقرار [illegible] ثابت ہوگا پہلے
ہی سے آپ [illegible] فرماتے ہیں کہ ہم بعد تقرر اسلام منافقوں کا وجود مدینہ میں تجویز کرتے ہیں اور احادیث [illegible]
جواب [illegible] مطلق [illegible] منکر نہیں جسکا منکر ہوں اب بھی ہوں آپ [illegible]
کریں کہ آپ کس فضیلت [illegible] شاید میں [illegible] جب [illegible] اسوقت آپ مجھسے دلیل [illegible]
کا سوال کریں جواب عجیب الجواب [illegible] کہ آپکے [illegible] وہاں ہیں [illegible] مضمون احادیث کا [illegible]
دلالت کرتا ہے [illegible] نفاق اور کفر کا نہیں پھر بھی ایسی آیات کو مقابل میں ان احادیث کے بیان کرنا [illegible]
[illegible] تقرر اسلام [illegible] زمانہ [illegible] نفاق میں [illegible]

آپ ادعاے مذکور سے کوئی وجہ تھا کہ انکار کیا چاہتے ہین پس انکار کو آپکے ہٹنے بچاے توبہ کے قرار دیا کیونکہ الا مکان
انتظار توبہ اور فضائل سکان حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن بائین
اس مناظرہ کے مقصود یہ ہے کہ سب علماء اطراف اور دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو تو بیانا سعود
ہین بہر فضل اور بہ تکرار حرمین شریفین کے علما کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعہ احادیث مشتملہ استفتا جو
پیش کیا جاتا ہے اس پر دال ہے جو آپنے دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت تا تقرر اسلام کی لائے
تھے اسلیے مین نے آپکے ایہام دعوے کے مقابلہ مین تقسیم کی اور نام کے انہین افراد کو توڑا اور وہ آیت میری تمسک کا مقابلہ
آپکے عموم دعوی کے ہے نہ بمقابلہ خصوص احادیث کے پس آپکا سمجھنا کہ ہماری احادیث کے سامنے آیت پڑھی گئی
غلطی فہم ہے اور وہ پیدا ہوئی اس غلطی سے کہ آپنے دعوی مین ایہام اور تعمیم کی تھی خیر اب تو آپ اس دعوے کو چھوڑتے
ہین تو مین اس امر کو آپکے بچاے توبہ کے قرار دیتا ہون اسلیے کہ انکار خطا سے توبہ ہے اور جو آپنے دعوی کیا ہے
کہ ہم اس وصف خاص مین فضیلت کے مدعی ہین کہ مفتی مقدمات دینیہ وہ افضل ہین اور اس دعوی پر آپنے
احادیث مشتملہ فتوی پیش کیے ہین سو مین کہتا ہون کہ آپکے اس دعوے مین اولا یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے
لوگ اس فضیلت کے محل ہین آیا ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے اسکے تعین فرماوین تو آپکا دعوی
دیکھا جاویگا کہ وہ آپکے دعوی کا مثبت ہے یا نہین جواب ہمارا دعوی اول یہ ہے کہ علماے حرمین شریفین کو اس زمانہ
مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے چاہیے واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرط لکھا
شیخ السیوطی قبل انعقاد شرائط مسئلہ کے داخل کیگئی تھی شاہد عدل ہے کیونکہ بسبب نہ ماننے اس شرط کے یہ بحث شروع
ہوئی تھی اور اس شرط کو بعینہ نقل کیا جاتا ہے کہ حضار مجلس و ناظرین کو اغذات بظاہر ہو کہ توبہ کسکی طرف عائد ہوتی ہے
شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو منصف مقرر کیا جاوے آپکو
لازم ہے کہ آپ تو منصفی علماے حرمین کی منظور فرماوین یا ایسا فتوی واسطے ثبوت مذمت سکان حرمین یعنی جو علما اور اتقیا
اور مومنین وہانکے موجود ہین تحریر فرماوین کیونکہ آپکا اول روز سے یہی دعوی سب کے روبرو ظاہر اور عیان ہے تاکہ فتوے
ہر دو فریقین کے منصف کے پاس ارسال کیے جاوین جواب بیشک جناب نے اپنی شرط مین علما کی منصفی کا ذکر کیا تھا
ولیکن جب آپنے دعوی کیا تو وہ ساکنان مکہ کی فضیلت کا مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط اور شی ہے اور دعوی اور شی ہے جسکے
ثبت کا مقرر کیگئی ہے اور یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علما کی ہوئی تو مشروط نہین ہے وہی تصریح بھی جاوی تھا
دعوی اعادہ [illegible] تقسیم [illegible] سے [illegible] ثابت ہو کہ آپ اپنے دعوی عام سے رجوع کر گئے [illegible] مین [illegible]

انصاف ناظرین تعصبات طرفین چھوڑتا ہوں اور اہلِ حدیث کی بات کا جواب دیتا ہوں کہ آپ نے میری بات کا جواب
نہیں دیا کہ آپ کن لوگوں کو اس فضیلت کا جو احادیث نبوی سے ثابت ہے محل قرار دیتے ہیں ہر زمانہ کے لوگوں کو
قرون ثلثہ کے ہوں یا آجکل کے۔ آپنے اس بات کا جواب تو دیا نہیں اور مجھ سے درخواست کی کہ تم منصفی علمائے حرمین
منظور کرو ورنہ انکی مذمت میں فتوی لکھو کیونکہ اجلی بات ہے [illegible] آپکی منصفی کو تسلیم یا انکار کو زبان پر لاتا
ہوں نہ اسکے خلاف میں کچھ لکھتا ہوں جب آپ تعیین ان لوگوں کی کر چکے جو آپکی احادیث [illegible] نبوی کے مصداق
ہیں تو اسوقت میں نظر کرونگا کہ وہ لوگ واقعی آپکے احادیث فتوے کے مصداق ہوئے ہیں [illegible] مان جاؤنگا ورنہ
انکار کرونگا آپ ابھی کچھ سوال سے تسلیم اپنے قول دعوے کی یا انکار کیوں چاہتے ہیں ابھی تو [illegible] ثبوت دعوے
ہیں کہ وہ کون لوگ ہیں جن کے باب منصفی میں آپ مدعی ہیں اور احادیث سے انکی فضیلت ثابت [illegible]
فرمائیے جانبین کی عبارات کو منصف محققانہ [illegible] کرینگا اور یہ جو کچھ آپنے لکھا ہے کہ کلام لاطائل ہے جس امر کے آپ مدعی
دلیل اسکی پیش نکر سکے آپکو اختیار ہے چاہے اب میں ابھی التماس کرتا ہوں لاطائل ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین کے
چاہیے [illegible] مجھے آپ مدعی بنا کر دلیل طلب کرتے ہیں محل تعجب ہے وہ کونسا لفظ میری اس تحریر میں ہے جس
سے میں مدعی ہوتا کسی امر میں ثابت ہوتا ہو مہربانی فرما کر نشان دیں میں تو ایک سائل ہوں اور مدعی آپ ہیں پس
آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے چنانچہ ایک فتوی بھی دکھایا تھا اب اسکو کیوں چھپا لئے ہو آئندہ دعوے میں تعیین کرو
اور اسپر کوئی ایک حدیث ہی فتوے کی شاہد ٹھہرا کر پیش کرو پھر مجھسے دریافت کرو کہ تو اسکو مانتا ہے یا اس میں
منع پیش لاتا ہے یا معارضہ کرتا ہے جواب لاطائل ہونا کلام کا سپرد ناظرین کے کرنا نہایت انصاف ہے لہذا
وجوہ لاطائل ہونے آپکے کلام کے بیان کیے جاتے ہیں تا ناظرین کو [illegible] اور [illegible] خوب واضح
اور لائح ہو جاوے [illegible] اول [illegible] لیکن جب آپنے دعوی کیا تھا تو [illegible]
[illegible] کہ جو سردار صاحب کے حضور میں ہوئی تھی اور شرائط [illegible] ملحوظ
علاوہ سردار صاحب کے [illegible] اور ہماری تیسری شرط ان شرائط سے یہ بھی تھی [illegible] گفتگو [illegible] کہ اگر
[illegible] باقی رہے تو واسطے انفصال کے علمائے حرمین کو منصف مقرر کیا جاوے اس شرط کو آپنے منظور فرمایا بلکہ اس کا
[illegible] وغیرہ [illegible] یاد فرمایا اور میں نے جو اسمیں کی [illegible]
[illegible] علمائے حرمین کو منصف قرار دیتے ہیں آپ [illegible]
[illegible]

آپ نے سکان حرمین کی مذمت کے رد کی ہو سکے ہیں نے تکفیر سے ہو کر حجت عام ہیں احادیث فضائل کے بیان سے
آیت اسکے جواب میں آیت کا ... الاعراب ... الآیۃ و من اہل المدینۃ مردوا علی النفاق الآیۃ اور چند روایات
واسطے استدلال مذمت اہل حرمین کے پیش کی ہیں اور چند روپے سے تھانہ دار اور سردار صاحب کے ہر چند آپ نے التجا کی کہ آپ ان
آیات کو نسبت مذمت جا کر تحریر کریں ... بالکل نہ مانا وجہ دوم قول آپکا کہ شرط اور شرط ہے اور مشروط یعنی دعوی اور برحق ہے
لیکن شرط مذکور ... مسائل مختلفہ کے لیے ... شرط کو ... قرار دیا بعینہٖ وہی شرط دعوی ہو گئی پس
اس ... کا ... محالات سے ہے الاستلزام الشی عن نفسہ محال وجہ سوم اور قول آپکا کہ دعوے کے
الفاظ میں ... الفاظ پر کو اعتراض ... مسئل میں نقصان دو وجہ چہارم اور قول آپکا آپ نے
میری بات کا جواب نہیں دیا کہ آپ کن لوگوں کو ... بڑے تعجب کی بات ہے کہ عبارت ہماری سراسر سوال ہے اور پر
تعین ... آپ نے فرمایا ... آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ تعیین مدعی اگر کسی جسم کا نام ہے تو ...
... مذمت سکان حرمین کا جو آپکی روز سے ورد کر رہے تھے اب جب آپ نے اسکی
دلیل طلب کی گئی تو اسکو ایسی بات فرمانے لگے ... کی مثل ہے ایک شخص اپنے لڑکے سے ہر وقت آپ نے کسی اور آ
کے منکر اسکی ولدیت کا ہو جاوے اور اب جواب لکھتے ہیں کہ آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہے برعکس ... دو دفعہ
سے دلیل اپنی پیش کر رہے ہیں لیکن آپ کو مدعی مذمت زبانی ہونا اور دلیل پیش نکرنا بعید مناظرہ سے ہے
کیونکہ مناظرہ میں یہ شرط نہیں کہ جس چیز کا دعوی زبانی ہو اسکے واسطے دلیل بیان نکرے اور آپ کی جگہ
اپنے کو سائل سے تعبیر کرتے ہیں اور حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ میں وہ شخص ہے کہ جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم
ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوے کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل سے نہیں قال فی الرشیدیۃ السائل
من نصب نفسہ لنفی الحکم ... سائل ہونا خبر نہیں کس علم سے مستنبط ہے اس سے آگاہ کریں اب آپکو لازم ہے کہ
مذمت کی دلیل پیش کریں اور فضیلت اہل حرمین کی دلیل جو آپکے روبرو کئی دفعہ بیان ہو چکی ... میری سے لینا اور دونو
کو ... کے پاس روانہ کیا جاوے اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ صدق کو ہاتھ سے نہ دے خصوصاً مناظرہ میں قال
اللہ تعالی یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل
یکب الناس فی النار علی وجوہہم الا حصائد السنتہم واللہ اعلم وعلمہ اتم سوال اگر آپ نے الصدات
[illegible] ... کیا تھا تو ... ایک الالزامی تھا اسلئے انکا جواب ضرور ہوتا تھا لیکن ... کے
[illegible]

پڑھتے ہیں اور شرط ثالث میں منصفی علما کی چاہتے تھے ولیکن دعوی آپکا یہ تھا کہ مکہ ایسی جگہ ہے جہاں کوئی ہمیشہ
رہنے نہیں پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہیں جسکے مقابلہ میں ہمنے تقسیم کی اور کہا تھا کہ مکہ اور
مدینہ پر کئی زمانہ آئے ایک زمانہ قبل نبوت یا ہجرت ہونیکے کہ اسمین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ
کہ اسوقت بھی بعض منافق موجود تھے جنپر وہ آیتیں پڑھی گئی وہ زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
ہوا اسمین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے تھے جنکو صدیق اکبر رضہ نے مارا اور بعض نے اکابر صحابہ کو جیسے حضرت
عثمان رضہ اور حضرت عمر رضہ کو شہید کیا پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جسمین یزید پلید کے لشکر سے ہر کتین تباہی زنا و
قتل مدینہ میں سرزد ہوئین اور مکہ میں عبدالملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے جیسے آپکے اس عام دعوے کو توڑا جو آپ
فرماتے ہیں کہ جو مکہ میں رہتے ہیں اچھے ہوتے ہیں میرا صریح کلام یہ ہے کہ مکہ ہمارے دین و ایمان کا رکن ہے و
لیکن وہان کے سبھی لوگ ہمیشہ یکسان نہیں رہے آپ فرمایئے کہ یہ درخواست منصفی سے یہ کہان لازم آتا
ہے سمجھا جاتا ہے کہ آپ نے برخلاف بیان فضائل ساکنان مکہ کے ان ساکنان میں قید علما و فضلا کی لگا دی ہو
اور پھر انہ لکھنا ان آیات کو جو میں نے منافقون کی مذمت میں بیان کی تھیں اسلیے تھا کہ بدون تقسیم
شروط اور تقریر سمت مقصود کے لکھنا لکھانا محال ہے جو آپ پہلے اپنے دعوے کا ثبوت لکھ سکین گے اور
مجھے آپکے خلاف میں کچھ دعوی ہوگا تو پھر وہی آیتین لکھدونگا جواب وجہ دوم وہ شرط اگر سمجھ کر
ایک دعوی ہو گیا ہو ولیکن بوقت اول دعوے کے وہ مغایر دعوی کیا تھا جواب وجہ سوم آپکا افترا کہ مجھ
افترا ہو اور پھر آپکا غذات مسل میں اسکا نشان چاہتے ہیں محل تعجب ہے وہ تو گفتگو زبانی تھی مسل کہان
ہو جس سے نشان دون مسل تو وہی ہونی جسمین آپ مدعی فضیلت ساکنان ہیں [illegible]
ہو جسکا جواب وجہ چہارم آپکی کسی لفظ سے تمام تحریر میں اتنا بھی اس بات کی نہیں آتی ہو کہ آپ [illegible]
سکے ساکنان ہر زمانہ کی بہتری کے باب میں منصف ہیں یا قرون ثلثہ [illegible]
کہ پھر اسوال ہے جس جگہ وہ عبارت ہو جس سے یہ بات نکلتی ہو وہان سے ایک سطر [illegible] جواب وجہ
پنجم میں نے تمام ساکنان حرمین کا مدعی نہیں ہوا کہ بھی وہان کے بستے ہیں تمام لوگ مسلمان و ہنود حاضرین
مجلس جانتے ہیں کہ میں کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہیں اور برے بھی ہیں اور کہتا ہون کہ اس جگہ کے
رہنے سے وہان کے سبھی لوگوں کا اچھا ہونا لازم نہیں آتا اور یہ بھی میرا کہنا تھا اور دعوے کے نہ تھا بلکہ [illegible]
[illegible] آپکے دعوے میں تھا اور وہ بھی پہلے زبانی گفتگو میں ہو چکا اور جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی

مین کسی امر کا مدعی نہین رہا آپ سے تعین دعوی اور اُسکی دلیل کا سوال کرتا ہون اور اس بات پر مستعد ہون
کہ جب آپ اپنے دعوے پر دلیل قائم کرین تو پھر مین نظر کرون کہ آپکے کلام مین تقریب تام ہو یا نہین اگر
دلیل سے آپکا دعوی ثابت پاؤن تو مان جاؤن ورنہ سائل بن جاؤن اور اُسکی نفی کے درپے ہو جاؤن اور اُسکا رد لکھون
اس اعتبار سے مین سائل مصطلح ہو سکتا ہون ہمارا ہان جب مین آپکے دعوے کے اُکھاڑنے کے درپے ہو گیا تو سائل ہونگا
یا نہین علاوہ یہ کہ وہ تعریف سائل مصطلح فن مناظرہ کی ہی اور لغۃً ہر بات پوچھنے والیکو سائل کہتے ہین جیسا کہ ہر سوال
اول ہی اطلاق سے سوال ہو سکتا ہی اور ایسے ہی سائل سے بھی مجیب کو دلیل طلب کرنا نہین آتا اور جو آپنے کہا ہی کہ ہم
کرنا دعوے کا بعد قائم ہونے دلیل کی شان سائل ہی نہین ہی معلوم نہین میری کس بات کے جواب مین ہی میں سائل ہنا بعد قائم ہونے
دلیل اور تسلیم دعوے پر کے میرے کس کلام سے مفہوم ہوتا ہی یہ تو جواب ہی آپ کے اعتراض کا اگر آپ کے کلام کو
دیکھتا ہون تو اُسمین بھی کچھ کئی وجہ سے کلام ہی ولیکن مین اس جگہ اس بحث نوعی کو فضول جانتا ہون اسی
واسطے جب آپنے جملہ السائل من نصب نفسہ مین نصب کو سین سے لکھا تھا اور ترجمہ بھی اُسکا یہ کیا تھا کہ نسبت
کرے تو درگذر کرکے زبانی آپکو اس غلطی پر متنبہ کر دیا اور آپ ہی کے قلم سے سین کو صاد بنوا دیا اگر مجھے
لفظی بحث منظور ہوتی تو خاموش رہتا اور آپکے تحریر کے جواب مین تفصیل و تطویل کرتا یہ جوابات آپکے وہ بات کہ
ہین اب مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون آپ نے پھر وہی بات کی اور اپنے دعوے کی دلیل پیش نہ کی اور
مجھ سائل سے دلیل مانگی اور جو آپ فرماتے ہین کہ ہم دو تین دن سے دلیل پیش کر رہے ہین یہ بھی نرالی
کی بات ہی کہ آپ برخلاف واقعہ اظہار کرتے ہین اسکی کیا مثال دون شرم آتی ہی مین دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے
کو اپنے ہاتھ مین رکھ کر دور سے دکھا دیتے ہین ہر چند آپ سے کئی لوگ یہانتک کہ سردار صاحب بھی کہتے ہین
ہین کہ آپ فتوی دین اور اپنے دعوے کا ثبوت پیش کرین آپ فتوی میرے ہاتھ مین دیتے نہین پھر جو
فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون اور مجھسے دلیل مذمت چاہتے ہین یہ محال ہی اس
گفتگو کے جس مین تحریر ہوا ہی مذمت کا مدعی نہین جو کچھ زبانی کہا تھا سو دوسری بات ہی جسکی تشریح
جواب نمبر اول مین گذری اس گفتگو تحریری کو اُس سے کوئی علاقہ نہین اور باوجود اسکے مین اسی
جواب مین اس اپنی دلیل کو لکھ بھی چکا ہون اب تو ضد چھوڑ دیجیے اور اپنے دعوے کا ثبوت تحریر کیجیے
جس کا وعدہ آپنے آخر تحریر مین کیا ہی مین اُسکو دیکھ کر تسلیم کرون یا رد کرون پھر اُسکو منصف کی طرف پہونچا دون
اگر اس امر کے سوا اور کوئی بات پیش کرین گے یعنی پھر وہی لاطائل باتین کرینگے اور اپنا ثبوت پیش

کرین گے تو میری طرف سے اس بات مین خطاب سوا اعراض ہے مین ایسی باتون کو لائق جواب نہین جانتا اس بات کا انصاف ناظرین پر ہے اور جو آپنے اقتیسہ تحریر مین آیت اور حدیث لکھی ہین اُسی پر خود بھی عمل کرتے تو اتنی فضول باتین بعید از مطلب اور مخالف واقع زبان سے نہ نکالتے اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم بھی قرآن ہی کی آیت ہے اور اگر اس مسئلہ مین سوا ایسے قیل وقال کے آپ کو کوئی بات نہین آتی تو آپ دوسرے مسائل مین بحث کرین جیسے رفع یدین اور آمین بالجہر اور مثل اسکے اگر وہ بھی منظور نہین تو میری طرف سے سلام ہے جواب اگرچہ جواب دینے کی حاجت نہین لیکن بنظر فائدہ عام کے جواب بطور اختصار لکھا جاتا ہے لکھنا وجوہ کا واسطے حصول لاطائلیت کے نہین ہوا بلکہ واسطے وضاحت لاطائلیت کلام خصم کے لکھی گئی لیکن مین نے تقریرًا یا تحریرًا یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین شریفین قبل اسلام بھی بہتر تھے ورنہ کوئی تحریری سند پیش کرو یا حضار مجلس سے گواہی دلواؤ جیسا کہ ہمنے گواہ تحریری شرط ثالث کے پیش کیے اور جو واقعات قتل ابن زبیر و یزید کی پیش کیے اُنکا مقابل احادیث نبویہ مثل ان الدین لیارز الی الحجاز کما تارز الحیة الی جحرها وغیرہ جو صحاح ستہ اور مشکوۃ مین موجود ہین پیش کرنا شان محمدیہ سے بعید ہے آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن وحدیث اور اجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین ہے آپ واقعات کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ برین انکے واقعات مذکورہ سے بجز مظلومیت اُنکی کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا یعنی عبد الملک وغیرہ نے مکہ اور مدینہ پر چڑھائی کرکے ساکنان حرمین کو بہت ستایا بلکہ ان شدائد سے فضیلت ساکنان حرمین کی عند اللہ ثابت ہوئی لقولہ علیہ السلام اشد البلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ ہم اُنکی عصمت کے مدعی نہین ہوتے تا پھر کوئی اعتراض لازم آوے اور جو آپنے حدیث نقل کرکے ناشکری بطور اہانت ساکنان حرمین کے بیان کی تھی تو حقیقت مین طعن حضا پر ہے اُسکے جواب مین مین نے یہ کہا تھا کہ ہم انکی معصومیت کا دعوی نہین کرتے اور اب آپ جو فرماتے ہین کہ بعض لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علماء ہین تو انکی منصفی سے منحرف کیون ہوتے ہو اگر ذی علم مراد نہین تو اُسکی سند قرآن وحدیث سے پیش کرو اگر دعوے سے آپ نے اپنی عبارت مین جو عام فضیلت کا مراد لیا ہے تو اُسکا مشروط ہونا ساتھ شرط ثالث ہمارے کے محالات سے ہے للاویہ شرطیة الشیء لنفسہ والجرح وان احتلج فی صدرك بعد ذلك شيء فاقرأ قوله تعالى ان الله على كل شيء قدير فذیتا من فانه مقیق وبالتامل حقیق آپ خود فرماتے ہو کہ دعوے سے پہلے دعوی تقریر عام آپکا مراد رکھا [illegible] دیکھیے یہ افترا محض ہے لیکن واسطے ہمارے سند کامل ہوگئی لیکن اب آپ دعوی تقریر کی سند پہنچنے مقر

ہوسکے پس اب آپ یہ دلیل دعوی مذمت کفر بری اپنی کی تحریر کرو واسطے ملاحظہ منصف کے ضروریات
سے ہوئی لان المرء یعرف باقسامہ اور اب آپ یہ فرماتے ہو کہ ایک سطر واسطے تعیین دعوی اپنے کے نشان
دو سو چھٹی تحریر ہماری مین یہ درج ہی دیکھ لو ہمارا دعوی اول سے یہی ہی کہ علماے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کا
اس زمانے مین منصف ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہماری کے چاہیے اطلاق کرنا لفظ سائل
کا مقابل لفظ مدعی کے لغو ہی اسکو لغو کرتا ہو اور کہنا آپکا کہ شاید مین تسلیم کر لون آپکے سائل ہونے کو باعتبار اول
الیہ کے باطل کرتا ہو والا ہر مجادلہ کو قتیل کہنا اگرچہ وہ مقتول نہو درست ٹھہرتا وہو کما تری اور آپ جو لکھتے ہو
کہ مین نے اسمین کو صاد نہوا یا آپ حلفاً بیان کرو کہ جب آپ نے ہماری تحریر سے نقل کی تھی تو اس مین
صاد تھا یا نہین اسمین تو صاف صاد ہی تھا اور آپ جو فرماتے ہو کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس علم
مناظرہ کی کتاب مین درج ہی کہ جو شخص دلائل اپنے زبانی بیان کر چکا ہو اسکو تحریر کر کے بھی دینا خصم کو ضروریات
سے ہی جب آپ نے بمقابلہ احادیث فضیلت کے جو مین نے مجمع عام مین پڑھی تھین معارضہ دلائل
کے موافق زعم اپنے کے بیان کیے پس تحریر دلائل کی واسطے ملاحظہ منصف کے ضرور درکار ہی سو ہم کئی دن سے
کہ رہے ہین کہ مذمت کا فتوی مدلل کر کے تم بھی پیش کرو تا دونون شامل مسل ہو کر منصف کے پاس روانہ
کیے جاوین آپ جو بار بار زبان پر لاتے ہین کہ گفتگو فضیلت حرمین کی فضول ہی یہ بات آپکی بالکل بیجا
ہی کیونکہ اکثر فساد عوام کالانعام مین اسواسطے زیادہ برپا ہوتے ہین کیونکہ متبعین مذہب سند عمل در آمد علماء اور
اتقیا سکناے حرمین شریفین کی پکڑتے ہین اور آپکے فرقہ کے لوگ سکناے مکہ کی مذمت کر کے لوگون کی طبیعت
کو اشتعال دلاتے ہین اگر آپکو دینا فتوی مذمت کا واسطے ملاحظہ منصف کے منظور نہین ہم فتوی اپنا شامل
مسل کر کے منصف کے پاس روانہ کر دیتے ہین اور ختم گفتگو کر کے حضار مجلس کو پیام سلام کا دیتے ہین۔

مدعی فضیلت سکنان حرمین شریفین — مولوی عبد العزیز صاحب

سائل مقابل — مولوی محمد حسین صاحب لاہوری

خلاصہ تنازع یہ ہی

کہ مدعی نے دعوی فضیلت سکنان حرمین کا کیا سائل نے اسکے جواب مین کہا حرمین شریفین کے لوگ منافق و
کافر بھی تھے چنانچہ آیت ومن اهل المدينة مردوا على النفاق وآیۃ الاعراب اشد کفرا ونفاقا

اُسپر دال ہی بروز مباحثہ سائل نے استفسار کیا کہ آپ فضیلت کلی کے مدعی ہین یا کسی وصف خاص مین اُسکے
جواب مین مدعی نے کہا کہ مراد فضیلت کلی سے اور وصف سے کیا ہی اور آپ تمسک اس مسئلہ مین کس دلیل سے
پکڑ ہونگے سائل نے تشریح کی کہ فضیلت کلی عبارت ہی فضیلت سے ہر وصف مین جیسے علم و فہم و تقویٰ و اول
سکونت وغیرہ اور وصف خاص ایک صفت ان صفتون مین سے ہی اور یہ کہا کہ میرا تمسک آپکو ابھی تک
معلوم نہین ہوا مین تو سائل ہون آپ مدعی ہین آپ جس دلیل سے تمسک کرینگے مین جواب دونگا مدعی
نے کہا کہ جب تک آپ کوئی دلیل دلائل شرعیہ مین سے منظور نکروگے جواب متعذر ہی اس لیے آپکو لازم ہی کہ آپ
اپنا تمسک بیان کرین تا جواب دیا جاوے اور آپ نے جو کل آیۃ مذمت اہل مدینہ مین اور مذمت عرب مین
پڑھی تھی اسکو بھی مذمت مین سند جانتے ہو یا اس سے رجوع ہی سائل نے کہا کہ میرے پاس دلیل پیش کرنیکی
اُسوقت حاجت ہوگی جب مین آپکے دعوی فضیلت کا منکر ہونگا اور جبکہ ابھی تک محل نزاع مقرر نہین ہوا
اور میرا انکار یا تسلیم ثابت نہ ہوا تو ابھی دلیل پیش کرنے کی حاجت نہین شاید مین آپکے دعوے کو مان لون
جسوقت مین آپکے دعوے کا منکر ہونگا اسوقت آپ دریافت کرنا کہ تم کونسی دلیل مانگتے ہو اور آیت سے جو مین نے کل دلیل پکڑی تھی
وہ مذمت مین ان لوگون کے پکڑی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین منافق تھے چنانچہ پیشتر کہہ چکی ہی کہ مکہ و
مدینہ کے لوگ کئی قسم پر ہین ایک وہ جو پہلے آنحضرت کے کافر تھے دوسرے وہ جو حضرت کے زمانہ مین کافر
تھے اور یہ کہا تھا کہ آنحضرت کے وقت مین بھی مدینہ مین منافق موجود تھے جیسے وہ آیۃ پیش کی تھی مدعی نے
کہا کہ آپ نے جو آیت مقابل ہمارے مناظرہ مین بیان کی تھی اگر مراد آپکی وہی تھی جو آپ فرما رہے ہین تو
آپ سے خطا ہوئی کیونکہ جو حدیثین ہمنے فضائل مین بیان کین تھین اُنکا یہ مضمون تھا کہ قبل بروز اور نصرت
اسلام کے ثبوت فضیلت کا ہو لیکن یہ اہل علم سے بعید ہی اور اگر مراد آپکی بعد تقرر اسلام کے تھی تو لیکن اس
سے تکذیب احادیث کی لازم آتی ہی اور آپ دو تین روز سے جو انکی تنبیہات کا کر رہے ہین اسلیے آپکے
دریافت تمسک ضرور ہی سائل نے کہا کہ چونکہ آپ نے دعوی تعیین نکیا تھا کہ کس زمانہ کے لوگون کی فضیلت
کے مدعی ہین اسلیے مین نے تفصیل و تقسیم کی تھی اور یہ مین نہین کہتا کہ جو مضمون احادیث سے ثابت ہی مسلم
نہین اور تقرر اسلام کی حد بیان کرنا آپ پر لازم ہی کہ کس وقت سے وہ مانا گیا جب آپ حد بیان کرینگے
اسوقت میرا اقرار یا انکار آپکو ثابت ہوگا پہلے سے آپ کیون فرماتے ہین کہ تم بعد تقرر اسلام کے منافق ہونیکا
وجود مدینہ مین تجویز کرتے ہو مین دو تین روز سے مطلق فضیلت کا منکر نہین ہون آپ اپنا مطلب بیان کرین

کہ کس فضیلت کے مدعی ہین شاید اسکا مین منکر ہون جب آپ منکر ہوے ہین اُسوقت مجھسے دلیل لانیکا
کا سوال کرین مدعی نے کہا یہ عجب العجائب ہے کہ آپ کے سامنے جب حدیثین فضائل کی بیان ہو چکین اور
مضمون احادیث کا صریحا دلالت کرتا ہے کہ اُنزمانہ نفاق وکفر کا نہین پھربھی ایسی آیت مقابل احادیث کے
بیان کرنا صریح غلطی ہے اور یہ امر ظاہر ہے کہ دعوی فضیلت کل سکان حرمین کا بعد استیلا و اقرار اسلام کے ہر
زمانہ کفر و نفاق مین خیر آپ چونکہ ادعاے مذکور سے انکار کیا چاہتے ہین انکار کو بجاے خود برقرار دیا اور
فضائل حرمین شریفین کے بالفعل بھی جو احادیث سے ثابت ہین کئی قسم کے ہین لیکن مقصود یہ ہے کہ
جب علما سے اطراف و دیار مین کسی مسئلہ کا اختلاف ہو پس اُس صورت مین یہ امر افضل و بہتر ہے کہ حرمین سے علما
کو منصف قرار دیا جاوے چنانچہ مجموعہ احادیث مشتملہ استفتا پیش کیا جاتا ہے جو اس امر پر دال ہین سائل نے کہا جو کہ
آپ نے دعوی عام کیا تھا اور دلیل خاص فضیلت زمانہ تقرر اسلام کی لائے تھے اسلیے آپکے دعوے کے مقابلہ
مین مین نے تقسیم کی تھی اور وہ آیت بمقابلہ آپکے عموم دعوے کے تھی نہ خصوص دعوے کے خیر آپ اس دعوے
عام کو چھوڑتے ہین تو مین آپکے اس امر کو بجاے خود قرار دیتا ہون اور جو آپ نے اب دعوی کیا کہ علماے حرمین
مین بھی منصفیت مین مدعی ہین کہ منصف مقدمات دین مین وہ افضل ہین اور اس دعوے پر آپنے احادیث متضمنہ
پیش کیے ہین سو مین کہتا ہون کہ اس دعوے مین یہ بات تعین طلب ہے کہ کس زمانہ کے لوگ فضیلت کے قابل ہین
ہر زمانہ کے یا خاص قرون ثلثہ کے یا آجکل کے آپ تعین فرماوین تو آپکا فتوی دیکھا جاویگا مدعی نے کہا ہمارا دعوی دل
سے یہی ہے کہ علماے حرمین کا اس زمانہ مین منصف قرار دینا بروقت اختلاف اور تکرار باقی رہنے ہمارے کے جائز ہے
واسطے اس امر کے شرط تیسری ہماری شرائط مشمولہ اسمین جو قبل انعقاد شرائط سرکار کے داخل کی گئی تھین شاہد
عدل ہے کیونکہ بسبب نہ ماننے اُس شرط کے یہ بحث شروع ہوئی تھی اور وہ یہ تھی شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار
باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکہ اور مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے آپکو لازم ہے کہ یا تو منصفی علماے
حرمین کی منظور کرین یا ایک فتوی ثبوت مذمت سکان حرمین مین یعنی جو علما اور اتقیا اور مومنین وہان کے موجود
ہین تحریر فرماوین سائل نے کہا بیشک آپ نے شرط مین منصفی کا ذکر کیا تھا لیکن جب آپ نے عام دعوی
کیا تو عام ساکنان مکہ کی فضیلت کے مدعی ہوے اور بہت ظاہر ہے کہ شرط ایک امر ہے اور مشروط یعنی دعوی جسکے
لیے شرط مقرر کی گئی تھی اور ہے اور یہ لازم نہین کہ شرط مین تصریح فضیلت علما کی ہونے سے مشروط مین بھی
تصریح سمجھی جاوے اس سے سب کو ثابت ہوگا کہ آپ اس دعوے عام سے رجوع کرتے ہین

کو انصاف ناظرین پر چھوڑ کے مطلب کی بات کا جواب دیتا ہون کہ آپنے میری بات کا جواب نہین دیا کہ آپ کن لوگونکو اہل
فضیلت کا جو احادیث قوی سے ثابت ہی محل قرار دیتے ہین ہر زمانہ کے لوگونکو یا قرون ثلثہ کے یا آج کل کے جب
آپ تعین کیجیے گا مین نظر کرونگا اگر وہ لوگ واقعی آپکے احادیث قوی کے مصداق ہین تو مین مان جاؤنگا ورنہ اُس
مین عذر کرونگا آپ ابھی مجھ سائل سے تسلیم اپنے مجمل دعوے کی بار بار کیون چاہتے ہین مدعی نے کہا کہ جانبین کی عبارت کو
منصف خود تحقیقات کرلیگا اور یہ جو کچھ آپنے لکھا ہی کلام لاطائل ہی جسپر حرف کے آپ مدعی بنتے ہیں [illegible] کیجیے ورنہ آپ
کو اختیار ہی سائل نے کہا مین بھی التماس کر چکا ہون کہ لاطائل ہونا کلام ہر شخص کا سپرد ناظرین ہونا چاہیے اور شخص جو آپ
مدعی بناتے ہین اور مجھسے دلیل طلب کرتے ہین محل تعجب ہی وہ کون لفظ میری ہی جس سے میرا مدعی ہونا اسی امر کا ثابت ہوتا ہو
مین تو ابتک سائل ہون اور آپ مدعی ہین لیکن آپ پر دلیل پیش کرنا لازم ہی چنانچہ آپنے ایک فتوی بھی دکھلایا تھا اب اسکو کیون نہ لو
ہو آئندہ دعوے مین تعین کرو اور اسپر ایک حدیث فتوے کے شاہد ٹھہراؤ پھر مجھسے دریافت کرو کہ تو اُسکو مانتا ہی یا نہین لیکن انہان
مدعی نے وجوہ لاطائلیت کلام سائل کا بیان کرنا شروع کیا چند وجوہ سے ایک یہ کہ قول سائل کا ولیکن جب آپنے
دعوی کیا تھا تو عام کیا تھا محض بے سند ہی کیونکہ جب اول ملاقات سردار صاحب کے حضور مین ہوئی تھی اور
شرائط جانبین علیحدہ علیحدہ سردار صاحب کو حوالہ کی گئین تھین اور ہماری تیسری شرط منجملہ شرائط ستہ کے
یہ تھی کہ شرط سوم بعد گفتگو کے اگر تکرار باقی رہے تو واسطے انفصال کے علماے مکہ اور مدینہ منصف مقرر
کیے جاوین اس شرط کو آپ نے نامنظور فرمایا بلکہ سکان حرمین کو فاسق وغیرہ الفاظ سے یاد فرمایا مین نے
جواب مین کئی حدیثین فضیلت کی پیش کین کہ ہم بموجب ان احادیث کے علماے حرمین کو منصف قرار دیتے ہین
آپ نے اُسکے جواب مین بجز واقعات کے کوئی حدیث پیش نہین کی دوسرے روز روبرو سردار صاحب کے مجمع
عام مین پھر اُسی شرط کی تکرار شروع کی اُس روز بھی آپ سکان حرمین کی مذمت کے مدعی ہوے مین نے
کھڑے ہوکر مجمع عام مین احادیث فضائل کے بیان کیے اُسکے جواب مین آیۃ الاعراب اشد کفرا و
نفاقا الآیۃ و من اهل المدینۃ مردوا علی النفاق اور چند واقعات بیان کیے دوسری وجہ یہ کہ
قول آپ کا شرط اور شے ہی اور شرط اور ہی حق ہی لیکن شرط مذکورۃ الصدر بحث مسائل مختلفہ کی گئی تھی جب جانبین
نے اُس شرط کو بحث قرار دیا تھا تو یہی شرط دعوے ہوگئی تیسری وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ دعوے کے
الفاظ مین تعمیم تھی محض افترا ہی ورنہ اُن الفاظ کو مسل مین نشان دیجیے چوتھی وجہ یہ کہ قول آپ کا کہ آپنے
میری بات کا جواب نہین دیا بڑے تعجب کی بات ہی کہ جو بات ہماری سراسر دال ہی اوپر تعین مدعی

گے اُسکے جواب مین آپ نے یہ فرمایا پانچوین وجہ یہ کہ مذمت سکان حرمین کا جو آپکی رو دن سے ذکر کر رہے تھے اب جب دلیل آپ سے طلب کی گئی تو اُسکو اجنبی بات فرمانے لگے اور آپ کئی جگہہ اپنے آپکو سائل سے تعبیر کرتے ہین حالانکہ مراد سائل سے علم مناظرہ مین وہ شخص ہی جو مقابلہ مدعی کا بعد قائم ہونے دلیل کے کرے تسلیم کرنا دعوے کا بعد اقامت دلیل کے شان سائل سے نہین قال فی الرشیدیۃ السائل من نصب نفسہ لنفی الحکم اب آپکو لازم ہی کہ مذمت کی دلیل پیش کیجیے اور فضیلت کی دلیل جو بیان ہو چکی تا دونون منصفون کے پاس روانہ کی جاوین بعد اسکے سائل نے جواب مین کہا کہ آپکی وجہ اول کا جواب یہ ہی کہ اگرچہ شرط ثالث منصفی علما کی چاہتے تھے لیکن دعوی آپکا یہی تھا کہ مکہ ایسی جگہہ ہی جہان کوئی خبیث رہنے نہین پاتا وہان کے سبھی لوگ اچھے ہوتے ہین جسکے مقابلہ مین ہم نے تقسیم کی تھی اور کہا تھا کہ مکہ اور مدینہ پر کئی زمانے آئے ایک زمانہ قبل نبوت کہ اُسمین کفر ظاہر تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ کہ اُسوقت مین بعض منافق موجود تھے جن پر آیت پڑھی تھی پھر زمانہ جو حضرت کے بعد ہوا اُس مین بھی بعض اطراف کے لوگ مرتد ہو گئے پھر خلفاء کے مابعد کا زمانہ ہوا جس مین یزید پلید کے لشکر سے حرکتین بیجا سرزد ہوئین اور مکہ پر عبد الملک نے چڑھائی کی ان دلائل سے مین نے آپکے دعوے عام کو توڑا اور جواب وجہ دوم کا یہ ہی کہ اگرچہ شرط پیچھے کر ایک دعوی ہو گئی تھی ولیکن اول دعوے کے وہ مغایر تھی اور جواب وجہ سوم یہ ہی کہ افترا کہنا محض افترا ہی وہ گفتگو زبانی تھی کہ جس مین دعوی عام تھا سل کہان ہی جسمین نشان دیا جاوے مسل تو پیچھے ہوئی اور وجہ چہارم کا جواب یہ ہی کہ آپکے کسی لفظ سے تمام تحریر مین بوبھی اس بات کے نہین آتی کہ آپ حرمین کے ساکنان کی ہر زمانہ کے بہتری کے باب منصفی مین مدعی ہین یا خاص قرون ثلثہ کے یا آج کل کے لوگون کے اور جواب وجہ پنجم کا یہ ہی کہ مین مذمت عام ساکنان حرمین کا مدعی نہین ہوا تمام لوگ حاضرین مجلس جانتے ہین کہ مین کہتا ہون کہ وہان بھلے لوگ بھی ہین اور برے بھی ہین اور کہتا ہون کہ اُس جگہہ کے اچھے ہونے سے وہان کے سبھی لوگون کا اچھا ہونا لازم نہین آتا اور یہ بھی میرا کہنا کچھ بطور دعوے کے نہ تھا بلکہ بطور نقض آپکے دعوے کے تھا اور جب سے گفتگو تحریری شروع ہوئی مین کسی امر کا مدعی نہین ہوا آپ سے تعین دعوی اور دلیل کا سوال کرتا ہون اور سائل لغت مین ہر بات پوچھنے والے کو کہتے ہین اس نظر سے اطلاق سائل کا مجھپر ہو سکتا ہی اور جو آپ فرماتے ہین کہ مین دو تین روز سے دلیل پیش کر رہا ہون بڑی دلاوری کی بات ہی کہ آپ برخلاف واقع اظہار کرتے ہین مین جب دلیل مانگتا ہون آپ اپنے فتوے کو اپنے

ہاتھ مین رکھکر دور سے دکھا دیتے ہین ہین کہتا ہون کہ فتوی مجھے دیدیجیے مین اسکو قبول کرون یا رد کرون آپ
نہین دیتے ہین آپ بعد اسکے مدعی نے کہا کہ ہمنے تقریرًا یا تحریرًا یہ دعوی نہین کیا کہ ساکنان حرمین قبل تقرر
اسلام بہی بہتر تھے اور واقعات قتل ابن زبیر اور یزید کے مقابل احادیث نبویہ پیش کرنا شان محمدیہ سے
بعید ہی آپ تو فرماتے ہین کہ ہمارے نزدیک بجز قرآن وحدیث واجماع صحابہ کے کوئی دلیل نہین واقعات
کو کیون بیان کرتے ہو علاوہ اسکے ان واقعات سے بجز مظلومیت اہل حرمین کے اور کچھ ثبوت نہین ہوتا اور
یہ امر ظاہر ہی کہ انکے عصمت کے مدعی نہین ہوتے تا پہر کوئی اعتراض لازم آوے اور اب جو آپ فرماتے
ہین کہ بعض لوگ وہان کے اچھے ہین اگر مراد اس سے علما ہین تو انکی منصفی سے منحرف کیون ہوے اور ہمارا
دعوی اول سے یہی ہی کہ علماے مکہ اور مدینہ کا اس زمانہ مین منصفت ماننا وقت اختلاف اور تکرار باقی رہنا ہمارے
کے چاہیے اور آپ جو فرماتے ہین کہ فتوی ہمارے ہاتھ نہین دیتے یہ کس کتاب مین مناظرہ کی درج ہی کہ جو
شخص اپنے دلائل بانی بیان کرے اسکو تحریر کرکے بھی خصم کو دینا ضرور ہی فقط والله اعلم بالصواب چونکہ متخاصمین اس تقریر سراپا تقصیر
کے انصاف ومحاکمہ پر راضی ہوے یقین ہی کہ جو امر مین انصافا بلا لحاظ احد الجانبین تحریر کرونگا اسکو دونون
پسند فرماوینگے اور بعد نظر ثانی وفکر وافر کے میری تحریر کو محض انصاف واظہار حق تصور فرماوینگے بنا رعلیہ
امتثالا للامر مین متوجہ انصاف کا ہوتا ہون اور امر مکنون کو ظاہر کرتا ہون مخفی نرہے کہ متخاصمین کی تقریرات
امور زائدہ پر کہ مراحل واب مناظرہ سے دور ہین مشتمل ہین ان سب سے قطع نظر کرکے بعد معاینہ تقریرات
طرفین کے جو امور واضح ہوے اسکو مین درج صحیفہ ہذا کرتا ہون **اول** مدعی کو لازم تھا کہ اولا دعوے کی تنقیح
کما حقہ فرماتے اور دعوی فضیلت سکان حرمین کا علی سبیل الیقین عمومًا یا خصوصًا فرماتے اور سکان کی تقیید ساتھ
علما کے اور فضیلت کی تعیین کہ غرض باب انصاف مین ہی اور تعیین زمانہ فضیلت کرتے تا سائل کو موقع ابطال
بحث کا ملتا ایسے لوجہ منحرف ہوجاتے زائد تقریر کی امور غیر مقصود مین امر مقصود فوت نہوتا **دوم** اگرچہ مدعی نے
بوقت تقریر دعوی عام بلا تعیین کیا ہو مگر قرائن حالیہ ومقالیہ تقریرات سابقہ وشرائط سابقہ سے کہنا ناسے
یہ امر بدیہی ہو کہ غرض انکی اثبات فضیلت علماے اسلام حرمین تھی اسلام مسلم دلیل سا طع اس امر پر یہ ہی کہ دو کفار
اور منافقین اہل حرمین کو افضل نہین کہسکتا اور عقل عاقل مقتضی اس امر کی ہی کہ یہ دعوی سواے مجنون یا
[illegible] کسی سے نہین ہوسکتا لیکن گو دعوی مدعی عام ہو کہ شامل جمیع ساکنان حرمین ہو مگر قرائن واضحہ
[illegible] بیان کرده خاص ساتھ ساکنان حرمین بعد تقرر اسلام کے بلکہ ساکنین مسلمین حرمین کی [illegible]

مابین متخاصمین کے قبل اس تقریر کے مذاکرہ مشروط ہو چکا تھا اور شرط ثالث میں یہ مضمون مندرج تھا کہ بعد گفتگو کے
اگر تکرار جانبین باقی رہے تو واسطے انفصال کے علمای مکہ و مدینہ کو منصف قرار دیا جاوے اور اگرچہ وہ شرط محل بحث
واقع ہو گئی اور وقت مباحثہ کے مدعی نے دعوی مطلقہ کیا لیکن قرینۂ سابقہ سے ظاہر ہی کہ غرض اُس کی اس
دعوے سے اجرا اُسی شرط کا تھا پس بالضرورت دعوی اُسکا خاص ہوا اگرچہ اُس نے بوقت دعوی برخلاف آداب
مناظرہ اجمال کیا پس ایسی حالت مین سائل کو ہرگز نہین لازم تھا کہ بغرض نقض دعوے عامہ کے آیۂ الاعراب
اشد ومن اهل المدینة وغیرہ تلاوت کرین یا قصص فتنہ بیان کرین اسواسطے کہ سائل کو مدعی سے تعیین دعوی
وتعریفات مفردات دعوی وغیرہ اُس وقت کرنا چاہیے جب اُسکا علم نہو اور اگر باوجود علم کے طلب کریگا تو یہ مکابرہ
یا مجادلہ ہوگا جیسا کہ ابحاث باقیہ وغیرہ مین مصرح ہی اور مانحن فیہ مین علم اس امر کا کہ دعوی خاص ساتھ علماے حرمین کے
ہی بدلالت حال و مقال ہر کس و ناکس کو حاصل ہی پس مقابلہ سائل کا ایسی صورت مین خارج از مناظرہ ہی سوم
ہرگز سائل کو بمقتضای مناظرہ نہین لائق تھا کہ آیات مذمت اشرار و منافقین حرمین کے تلاوت کرے مگر بعد اسکے کہ اُنسے
یہ امر خلاف داب مناظرہ ہوا مدعی کو دلیل مذمت سکان حرمین سائل سے طلب کرنا اور سائل کو مدعی مذمت ٹھہرانا
خلاف داب مناظرہ ہی اسوجہ سے کہ ہر ذی عقل اس امر کو جانتا ہی کہ غرض سائل کی اس تلاوت وغیرہ سے صرف نقض
عموم و اطلاق دعوی مدعی تھا نہ ادعاے مذمت سکان حرمین یا منقصت علمای حرمین چہارم یہ کہ سائل نے جو
بمقابلہ اطلاق دعوے کے وقائع یزید و عبد الملک بن مروان بیان کیے وہ خارج از بحث ہین اسوجہ سے کہ اُن
وقائع مین کوئی امر شرارت و خباثت کا اہل حرمین سے نہین ہوا تھا بلکہ اُنہیر غلبہ مفسدین کا ہوا تھا پنجم تعیین
دعوی جو مدعی نے بعد چند تقریرات کے کیے یعنی یہ کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا باب الضاف مین سے ہے
اگرچہ یہ امر اُنکی شرط سابق سے معلوم ہوتا تھا مگر وقت بحث کے ابتدا سے اسکی توضیح ضرور تھی کہ سائل کو موقع
سوال کا نہوتا اور وقت دعوے کے اسکا اجمال اس غرض سے کہ جب خصم انکار اس دعوے کا کریگا تو حضار
مجلس سے کہدیا جاویگا کہ دیکھیے یہ مکہ اور مدینہ کے لوگون کی فضیلت سے جو نصوص صریحہ سے ثابت ہی انکار
کرتے ہین اور خلاف احادیث اعتقاد رکھتے ہین شان ارباب مناظرہ سے نہین ہی ششم باوجود
استفسار سائل کے مرۃ بعد اخری مدعی نے صاف بیان نہ کیا کہ دعوی فضیلت علماے حرمین کا من حیث
الانصاف آج کل کے علما کے باب مین ہی یا قرون ثلاثہ کے علما کے باب مین یا بہ نسبت ہر زمانہ کے یہ بھی امر
خلاف داب مناظرہ ہی جب سائل استفسار امر ضروری کا کرے مدعی پر اُسکا جواب صاف دینا لازم ہے

اور اسمین لیت و لعل کرنا خالی مجادلہ و مکابرہ سے نہین ہو مدعی نے اسکا حوالہ اپنی تقریرات سابقہ پر کیا
حالانکہ کسی تقریر مدعی سے اسکا حال نہین معلوم ہوتا ہو البتہ شرط ثالث کے عنوان سے اس قدر معلوم ہوتا
ہو کہ وہ اس زمانہ کے علماے حرمین کی افضلیت اضافیہ کے قائل ہین مگر یہ نہین معلوم ہوتا ہو کہ آیا یہ مرتبہ خاص
اسی زمانے کے ساتھ ہو یا ہر زمانے مین از ابتداے تقرر اسلام پایا گیا یا قرون ثلاثہ مین یہ وصف ثابت ہو کے
معدوم ہوگیا پھر اس زمانہ مین اعادہ معدوم ہوا جب تک کہ مدعی تعین دعوی صاف صاف نکرے دعوی کیونکر متقرر
ہوگا اور سائل کسطرح دلیل مین نظر کرسکیگا ہشتم بحث کرنا اس امر مین کہ سائل نہین خارج از مناظرہ ہو اگر
اصطلاحًا سائل نہو تو لغۃً سائل ہو یہ مین شبہہ نہین ہو نہم سائل کا یہ قول کہ مکہ و مدینہ مین ایسے لوگ بھی ہوتے
ہین اور برے بھی ہوتے ہین صحیح ہو لیکن منصفی مین افضل ہونا اسکا اثبات ذمہ مدعی کے ہو سائل کے اس کہنے سے
نہین لازم کہ افضلیت من حیث الانصاف کا بھی قائل ہووے دہم فضیلت عربیت بحیثیت عرب ہونیکے اور فضیلت
اہل حرمین شریفین کی عمومًا اور علماے حرمین کی خصوصًا بحسب تضاعف ثواب عبادات و کثرت قبولیت
حسنات و مغفرت سیئات و بحسب فضیلت موطن و مسکن متفق علیہ ہو اور اسکا ثبوت بہت سی احادیث صحیحہ و اخبار
صریحہ سے ہوتا ہو کسی مسلم کی شان سے نہین ہو کہ ان فضائل کا انکار کرے اور کثرت ثواب طاعات و مغفرت
خطیئات و قبولیت عبادات و فیضان رحم الٰہی و قرب جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم و افضلیت مسکن و موطن
مین کسی کو اہل حرمین پر فضیلت دے بالی امر انصاف و تحقیق مسائل خلافیہ مین اور تنقیح و تدقیق دلائل
مخالفین مین یہ موقوف ہو اوپر جودت طبیعت و فرط ذکاوت و وسعت نظر و حسن فکر و وسعت علم و کمال
فہم و ترک تعصب مذہبی و [illegible] ہوا فعلی [illegible] تک نہ ثابت ہو کہ علماے حرمین ہر زمانہ کے ایک ایسا
خاص کر ان سب صفات کے ساتھ [illegible] بحسب الانصاف [illegible] ہو اور ماہران کتب
تواریخ حرمین شریفین مثل العقد الثمین فی تاریخ البلد الامین و تاریخ المدینہ وغیرہ و ناظران تراجم علماے
متقدمین و متاخرین پر مخفی نرہیگا کہ اجتماع ان سب صفات کا ہمیشہ [illegible] نہین پایا گیا بلکہ
بعد قرون صحابہ رضی اللہ عنہم کے جس قدر شیوع علم و قوت فہم بلاد شام و مصر وغیرہ مین پایا گیا حرمین مین
اسی قدر نہین پایا گیا و پھر مدعی نے جو احادیث اثبات دعوے کے واسطے ذکر کین ہین ثبوت دعوے

[illegible] الدعوے [illegible] اول [illegible] المسجد الحرام [illegible] الا المسجد الحرام
[illegible] ثبت فضیلت [illegible] فضیلت ساکنان حرمین [illegible] ثواب

عبادات و بحسب شرافت سکونت ثابت ہی اور اسمین کسی مسلم کو نزاع نہین اور اس فضیلت سے فضیلت
من حیث الانصاف لازم نہین ہی بلکہ من حیث العلم بھی ضروری نہین ہی اور حدیث دوم سے یعنی ان اللہ
حبس عن مکۃ الفیل الی الحدیث شرافت ذاتیہ بلدہ مکہ معظمہ کی ثابت ہی نہ فضیلت علمیہ کان اور حدیث سوم
یعنی واللہ انک لخیر ارض اللہ الی اللہ الحدیث سے بھی فضیلت ذاتیہ زمین حرم مکہ کی اور فضیلت اہل حرمین
بحیثیت شرافت مسکن ثابت ہی نہ فضیلت علمیہ اور حدیث چہارم یعنی ان الدین لیارز الی الحجاز کے سبب
تصریح شراح حدیث اس زمانے سے خبر ہی کہ جسمین استیلای کفرہ تمام اقالیم مین ہو جاویگا اور قوت دین تمام
بلاد مین سے منتفی ہو جائیگی اُسوقت دین حجاز کی طرف مائل ہوگا اور وہان سے زائل نہوگا اور بعض محدثین
کہتے ہین کہ یہ اشارہ ہی اسطرف کہ دین حرمین مین قوی رہیگا اور جس طرح سے مداہنت امور دینیہ [illegible]
شرعیہ اور بلاد مین ہوگا اُس قدر حرمین مین نہوگا علی کل تقدیر اس حدیث سے فضیلت علما من حیث الانصاف
نہین ثابت ہوگی کیونکہ بقاے دین اور قلت مداہنت دین شی دیگر ہی اور فضیلت انصاف امر دیگر ہی اور حدیث
پنجم مین لا یکید اهل المدینة احد الا اذابه الله فی النار وعید ہی اُسپر جو اہل مدینہ کو ایذا پہنچاوے جیسے [illegible] سے کہ
یزید و عبد الملک بن مروان سے سرزد ہوا فضیلت علماء سے کچھ بحث نہین اور مجرد افضلیت اہل حرمین کو من
حیث العلم والانصاف کسی طرح سے داخل ایذا نہین ہان جو شخص اہل مدینہ سے عداوت کرے اور اُنکو ایذا دے اور
تحقیر اہل حرمین کی کیا کرے اور اُنکی مذمت کے بیان مین سرگرم رہے وہ البتہ اس وعید مین داخل ہی اور حدیث
ششم یعنی لا یدعها احد رغبة عنها الخ مین مدینہ سے نکل جانیکا اور مدینہ مین رہنے سے تنفر ثابت ہونیکا
ذکر ہی بحث سے کچھ علاقہ نہین اور حدیث ہفتم مین یعنی ان ابراهیم الخ ذکر برکت مکہ و مدینہ کا طول ہونا سیدو غیرہ
مین ہی فضیلت علمیہ سے اسکو کیا علاقہ ہی اور حدیث ہشتم سے یعنی من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت [illegible]
فضیلت موت کی مدینہ مین ثابت ہی اور یہ فضیلت علمیہ پر موقوف نہین اور حدیث نہم سے یعنی انما
المدینة کالکیر شرافت مدینہ کی اس امر کی ثابت ہوئی کہ وہ ایسی جگہ ہی کہ وہان منافق اور خبیث الباطن
بعد قوت اسلام کے نہین رہ سکتا اور یہ نہین ثابت کہ وہان کا ہر عالم علماے بلاد سے من حیث العلم افضل
ہوتا ہی اور بعض شراح حدیث نے اس حدیث کو بھی زمانہ ظہور علامات قیامت کیساتھ محمول کیا ہی کہ اُسوقت
مین مدینہ مین سواے مومن کامل کے کوئی نہ رہ سکیگا انہین عموماً فضیلت نہ ثابت ہوئی اور حدیث دہم
یعنی ان اللہ سمی المدینة طابة کچھ [illegible] نہین نام مدینہ کا طابہ ہونا اور چیز ہی اور وہ اُسکے

سکان کا افضل ہونا اور حدیث یازدہم یعنی آخر قریۃ من قری الاسلام خرابا المدینۃ بھی
مقصود سے کو بیگانہ ہی کیونکہ خبر اس امر کی ہے کہ بوقت خراب عالم وقرب قیامت مدینہ سب بلاد
کے بعد خراب ہوگا اسکو فضیلت سے کیا علاقہ ہی اور حدیث تبغض العرب فتبغضنی اور حدیث
من غش العرب لم یدخل فی شفاعتی اور حدیث لا یجتمع دینان فی جزیرۃ العرب اور احبوا العرب
لثلاث ان سے ایجاب حب عرب وحرمت ایذا وطہارت ملک عرب از نجاست شرک ثابت ہی اصل مقصود
سے اسکو کچھ ربط نہین اور احادیث جو فوتس مدعی مین فضائل یمن وشام کے مذکور ہین وہ بھی مطلب سے بالکل
بیگانہ ہی کہان فضیلت علمای حرمین من حیث الانصاف کہان فضیلت یمن وشام الحاصل جو احادیث مدعی نے
پیش کیے کوئی اُنمین سے مثبت دعوی نہین ہی البتہ فضیلت ذاتیہ بلاد حجاز وقوت دین واتیای اسلام در مدینہ تا
زمانہ آخر وفضیلت اہل حرمین بجہت تضاعف ثواب والزام محبت اہل حرمین ووعید موذی ایشان ثابت
ہوتی ہی اور اسمین کسی مسلم کو انکار نہین ہوسکتا ہی یازدہم ناظرین کتب فقہ وحدیث پر ظاہر ہی کہ زمانہ صحابہ
سے تا این زمان مجتہدین فقہا ومحدثین مسائل فرعیہ دلائل حدیثیہ مختلف رہا کیے اور فیما بین اصحاب مذاہب
کے مناظرات ہوا کیے مگر کہین یہ نہین ثابت ہی کہ مختلفین نے رفع خلاف کے واسطے اہل حرمین کو منصف
مقرر کیا ہو اور اُنکی تحقیق کو لازم التسلیم سمجھا ہو دوازدہم کتب اصول مین مصرح ہی کہ امام مالک کے نزدیک اجماع اہل مدینہ
حجت ہی اور عمل صحابہ وتابعین مدینہ اُنکے نزدیک مستند ہی اور سوا اُنکے اور ائمہ مثل امام ابوحنیفہ وغیرہ
کے اسمین مخالفت کرتے ہین اور مجتہدین اہل مدینہ کو مساوی باقی مجتہدین کے سمجھتے ہین پس اگر فضیلت
اہل حرمین من حیث الانصاف والتحقیق احادیث سے ثابت ہوتی اس مسئلہ مین مخالف نہوتے الغرض
دعوی اس امر کا کہ علمای حرمین تمام علمای بلاد سے من حیث العلم والانصاف افضل ہین قرون ثلثہ مین یا ہر
زمانہ مین اب تک حیز ثبوت تک نہین پہونچا ہان وہان کے علما بلکہ کل سکان کی فضیلت من حیث الثواب والشرافۃ
وغیرہ ذلک کا کوئی انکار نہین کرسکتا آرے اسقدر ثابت ہی کہ دو طائفہ علما کے فرض کیے جاوین
مساوی وسعت علم وتحقیق وانصاف وتدقیق مین ہون اور ایک طائفہ اُنمین سے حرمین کا ہو تو وہ افضل
از طائفہ دیگر ہوگا مگر یہ امر خارج از مقصد ہی حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

الحمد للہ کہ رسالہ قیام الملۃ والدین کی پہلی جلد تمام ہوئی باقی جلدین بھی انشاء اللہ تعالی جلد ہدیہ ناظرین ہونگی

فہرس مضامین فتاوی قیام الملۃ والدین جلد اول

صفحہ	فہرست مضامین

باب در بیان مسائل متفرقہ

تمت

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]